

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ

جلد دوم

WWW.NAFSEISLAM.COM

THE NATURAL PHILOSOPHY  
OF AHLE SUNAT WAL JAMAAT

ترتیب

محمد نعیم اللہ خاں قادری

بی ایس سی۔ بی۔ ایڈ/ ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

ناشر:

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکے

## جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ----- قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ

مرتبہ ----- محمد نعیم اللہ خاں قادری  
بی ایس سی۔ بی۔ ای / ایم اے ساروہ۔ دہلی۔ تاریخ

ناشر ----- فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز کا موٹو

صفحات ----- ۵۱۸

بار اول جون ۲۰۰۵ء

WWW.NAFSEETISLAM.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY

OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT"

ملنے کے پتے :

7247350 72250885 ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

021-2630411 2210212 ضیاء القرآن پبلیکیشنز کراچی

7324948 7246006 شہیر برادرز لاہور • مکتبہ جمال کرم لاہور

7224899 فرید بک شال لاہور • رضا دراگٹی لاہور • پروگریسو بکس لاہور

مسلم کتابوی لاہور • مکتبہ نبویہ لاہور • سنی کتب خانہ لاہور

237699 مکتبہ قادریہ گوجرانوالہ • 217986 مکتبہ رضاعی مصطفیٰ گوجرانوالہ

مکتبہ مہرہ رضویہ ڈسکہ • غوثیہ کتب خانہ گوجرانوالہ

## فہرست رسائل

(۱) مرزائی حقیقت کا اظہار

(از قلم : علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ)

صفحہ ۵ — تا — صفحہ ۳۱۱

(۲) مجموعہ رسائل رد مرزائیت

(از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ)

صفحہ ۱۵۶ — تا — صفحہ ۳۳۰

(۳) کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی

(از جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انکپزلہ صیانت)

صفحہ ۲۳۱ — تا — صفحہ ۲۶۳

(۴) قادیانی دعویٰ مجدد و مہدی اور مسیح کا جائزہ

(جناب عبدالستار انصاری صاحب)

صفحہ ۲۶۵ — تا — صفحہ ۵۲۸

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْإِسْلَامُ وَالْإِسْلَامُ

OF GULESUNAT WAL JAMAAT

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْكَوَاكِبِ وَاصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ



## فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مرزائی حقیقت کا اظہار	۷
۲	جماعت	۵
۳	مجددین اور الہام	۷
۴	مرزا قلام احمد قادیانی اپنے کفر کا فتویٰ دے چکے	۲۲
۵	خاتم النبیین	۲۳
۶	عسلی بن مریم کی خبر قرآن وحدیث میں	۲۶
۷	مرزائی دھوکا اہیت خدا	۳۳
۸	فہم قرآن	۳۷
۹	بنی کی پیش گوئی	۴۱
۱۰	مرزا صاحب قادیانی کا ایمان باللہ اور اس کی حقیقت	۴۷
۱۱	احمد علی دہلوی علیہ السلام	۵۰
۱۲	توحید انبیاء	۶۲
۱۳	نکاح آسمانی	۶۵
۱۴	توبہ سے نکاح مل گیا	۶۵
۱۵	طاغوت اور قادیان	۷۲
۱۶	امام بخاری پر اعتراض کی تہمت	۸۲
۱۷	مرزائی دشمنی کا نمونہ	۹۹
۱۸	خطبہ امام حسن	۱۰۰
۱۹	قبر سید علیہ السلام	۱۰۱
۲۰	سچے خدا کا الہام ہمیشہ سچا	۱۰۸
۲۱	اب بھی دجالی فتنہ سے بچو	۱۱۰
۲۳	تقریر علامہ محمد نعیم الدین صاحب (علیہ الرحمۃ) مراد آبادی	۱۱۳

مُسَبِّحًا وَحَامِدًا وَمُحَمِّدًا جَلًّا وَعَلَا  
وَمُضِيًّا وَمُسَلِّمًا مُحَمَّدًا سَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَصَلَّى

## مرزائی حقیقت کا اظہار

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ

اَمَّا بَعْدُ:

ایک اشتہار بعنوان ”حقیقت کا اظہار“ نظر سے گزرا۔ اگرچہ ایسی بے سرو پا  
عامیانہ تحریر کے جواب کی نہ مجھے فرصت نہ حقیقت اس کی کوئی اشد ضرورت مگر محض بدیں  
نیت کہ مبادا کوئی سادہ لوح اس تحریر کے سبب غلط فہمی کا شکار ہو جائے امر واقعہ کے  
اظہار کی ضرورت ہوئی۔ مشہور صاحب کوئی بزرگ ہیں جنہوں نے روزِ ہل سینا کے  
مرزائی جلسہ میں یہ بیان فرمایا تھا کہ انہوں نے میرے نام کوئی خط لکھا ہے جس میں  
مجھ کو مناظرہ کا چیلنج دیا ہے۔

میں بعض ثقہ حضرات کی اس روایت کی بناء پر منتظر تھا کہ وہ خط میرے پاس  
آئے تو چیلنج دینے والے صاحب پر ان کی خواہش کے مطابق بذریعہ مناظرہ بھی  
اتمامِ حجت کر دوں مگر آج تک ان کے اس خط کے انتظار ہی انتظار میں رہا اور اب اس  
نتیجہ پر پہنچا کہ یہ بھی لوگوں کو دھوکہ دینے اور اپنی بڑائی جتانے کیلئے ایک لغو حرکت تھی  
جب ان کے مقتداء جناب مرزا صاحب حضرت میر میر علی شاہ صاحب کو دعوت مناظرہ  
دینے اور ان کو مقابلہ پر مجبور کرنے کے باوجود لاہور نہ پہنچے اور بہانہ بازیاں کیں

مولوی ثناء اللہ کو پیش گوئیوں کی پڑتال کے لئے قاریاں بلایا اور منہ نہ دکھایا تو چیلے کے لئے اتنا جھوٹ بولنا کیا دشوار تھا۔ میں نے مارشس میں آتے ہی یہ اعلان کر دیا تھا کہ جو شخص جس دینی مسئلہ کو سمجھنا چاہے میرے پاس جامع مسجد پورٹ لوئس میں ۱۰ بجے سے ۴ بجے سہ پہر تک کسی وقت آئے اور سمجھ جائے چنانچہ بمنہ تعالیٰ اس عرصہ میں روزانہ آنے والوں اور مسائل سمجھنے والوں کا اس قدر ہجوم رہا کہ مجھ کو خواب و خورکی بھی فرصت بدقت ملتی تھی۔ اسی سلسلہ میں بہت سے مرزائی بھی آئے اور الحمد للہ کہ جو آئے میرے پاس سے نہ صرف لا جواب ہو کر بلکہ اطمینان پا کر ہی گئے ان میں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی وہ الحمد للہ تابع ہو کر جماعت مسلمین میں شامل ہو گئے۔

روشن بھونامی ایک شخص نے یہ پیام بھیجا کہ وہ مع اپنے قریبی رشتہ دار چھ سات آدمیوں کے مجھ سے مل کر بعض مسائل کو سمجھنا چاہتا ہے اور اگر اس کا اطمینان خاطر ہو جائے تو مرزائیت سے تائب ہونے کیلئے تیار ہے۔ اپنی بعض مصالح کے سبب جامع مسجد میں آنا نہیں چاہتا بلکہ تر و دو دوس میں جناب حاجی وزیر علی صاحب کے مکان پر آ سکتا ہے۔ میں نے باوجود مشاغل کثیرہ یہ زحمت بھی گوارا کی اور تقریباً ۳۰ میل کا سفر کر کے وہاں بھی پہنچا۔ روشن بھنودہاں بجائے چھ سات کے پچاس ساٹھ آدمیوں کے ساتھ موجود تھا۔ میں نے اس سے کہا بسم اللہ تمہیں جو دریافت کرنا ہے پوچھو؟ اس نے کہا کہ میں خود کچھ نہیں دریافت کرتا بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے حافظ صاحب (انہی مشتہر صاحب) سے مناظرہ کریں اور ہم سنیں اور فیصلہ کریں۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ کی خواہش ہے مگر وہ آپ کے حافظ صاحب بھی مناظرہ



کیلے تیار ہیں یا نہیں؟ اس لئے کہ میں تو عرصہ سے ان کے خط کے انتظار میں ہوں جس کا انہوں نے جلسہ روز مل سینما میں اعلان فرمایا تھا۔ میں آپ کی خواہش کے مطابق ان سے مناظرہ کیلے بھی تیار ہوں بشرطیکہ وہ اپنا دستخطی اقراری خط میرے پاس بھیجیں جس میں یہ لکھیں کہ کن مسائل پر کن شرائط کے ساتھ کس وقت اور کہاں مناظرہ فرمانا چاہتے ہیں۔ ان کا خط آنے کے بعد میں ان شرائط پر غور کروں گا اور جب میری اور ان کی باہم رضامندی سے شرائط مناظرہ تحریری طور سے طے ہو جائیں گے تو ان شرطوں کے مطابق مناظرہ کر لوں گا تاکہ ایک فیصل کن صورت آپ کے سامنے آجائے اس کے جواب میں بھنوں نے کہا کہ بہت اچھا آپ اپنی اس بات پر کہے رہے ہیں میں انہیں کی دستخطی اقراری چھی جس میں منب شرطیں وغیرہ لکھی ہوں کی آپ کو خود پہنچاؤں گا۔ غالباً بھنوں نے اس بات پر قسم بھی کھالی اور اس وقت رخصت ہوا لیکن کئی ماہ گزر گئے آج تک وہ تحریر نہ آئی تھی نہ آئی۔ اس دوران میں کسی شخص عبد الرحیم اور بھنوں نے مجھے لکھا کہ آپ فلاں جگہ فلاں وقت ہمارے حافظ صاحب سے مناظرہ کیلے آئیے۔ میں نے اس کے اس وعدہ کے بعد ایسے لغو خط کو رد کی سمجھ کر پھینک دیا تھا مگر میرے بعض احباب نے مناسب سمجھا کہ اس کو اس کا وعدہ یاد دلائیں شاید کہ وہ بھول گیا ہو چنانچہ انہوں نے دوبارہ بذریعہ رجسٹرڈ خطوط اس کو اس کے وعدہ کے الفاظ یاد دلوائے اور یہ بھی بتا دیا کہ اگر تم اپنے حافظ صاحب کی تحریر نہ بھیجو گے تو یہ سمجھا جائے گا کہ (مدعی ست گواہ چست) تمہارے حافظ صاحب مناظرہ سے گریز کرتے ہیں مگر ان احباب کی ان تحریروں کا بھی اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔

بالآخر برادر دینی و یقینی شیخ عبدالرحیم صاحب کے مکان پر (جو اس سلسلہ میں مع اپنے بڑے قبیلہ کے مرزائیت سے تابع ہوئے ہیں) میں نے اپنے دوران وعظ میں اس کل مضمون و ورقہ کا اظہار کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ اب میں عنقریب اس جزیرہ سے روانہ ہونے والا ہوں۔ مزید اتمام حجت کیلئے تمام مرزائیوں کو یہ سنا دینا چاہتا ہوں کہ اگر ان کے حافظ صاحب اپنے اعلان کے مطابق مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر وہ موجودہ خط میرے پاس بھیجیں اور مناظرہ کر لیں۔ ورنہ ان کے اس جھوٹ کا سب پر اظہار اور ان کا مناظرہ سے فرار عالم آشکار ہو جائے گا۔ میں یہ کہہ ہی رہا تھا کہ مرزائی احاطہ کی دیوار کے پیچھے سے کسی پردہ نشین نے یہ بانگ بے ہنگام بلند کیا کہ آپ جو کہہ رہے ہیں لکھ کر ہمارے پاس بھیج دیں تب ہم شرائط مناظرہ وغیرہ سب لکھ بھیجیں گے۔ میں نے اس کے جواب میں فوراً لکھ کر کہا کہ یہ پردہ کے پیچھے کون بولتا ہے جس کو بولنا ہو سامنے آئے اور تمیز کے ساتھ جوابات کہنی ہو کہے۔

میری اس للکار کے بعد وہ آواز بند ہو گئی۔ بعض تجربہ کار احباب نے بعد جلسہ بتایا کہ وہ آواز حافظ صاحب موصوف ہی کی تھی۔ پھر میں نے صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں محبت کے ساتھ دین حق کی تبلیغ کر رہا ہوں مجھے ضرورت نہیں کہ کسی کو مناظرہ کا چیلنج دوں ہاں اگر کوئی مجھ سے مناظرہ کرنا چاہے تو میں بسر و چشم اس کیلئے تیار ہوں۔ اگر مرزائیوں کو تحریری چیلنج دوں تو مجھے چاہیے عیسائی۔ بدہست۔ سنا تنی۔ آریہ۔ سب کو ایسی ہی تحریر بھیجوں ورنہ ان کو باتیں بنانے کا موقع ملے گا۔

اس کے بعد میں چوبیس گھنٹے تک مرزائی حافظ صاحب کی تحریر کا منتظر رہا لیکن چوبیس گھنٹے کچا آج تک نہ وہ خط ہے نہ اس کی کوئی خبر۔

مناظرہ سے مرزائی حافظ صاحب کا فرار اظہر من الشمس ہو گیا اور شاید خود ان کے فرقہ کے لوگوں نے ان کو ان کے جھوٹے وعدے اور جھوٹے اعلان پر پھر میری تقریر کے دوران میں بولنے اور میرے بلانے کے باوجود سامنے نہ آنے پر شرمندہ کیا ہوگا اور ان کو یہ فکر دستگیر ہوئی ہوگی کہ کہیں لگی لگائی روزی ہاتھ سے نہ جاتی رہے اس لئے کہ اب قادیانی فتنہ کی آمدنی بھی برادر مرشد شیخ عبدالرحیم کے تابع ہونے کے بعد کم ہو گئی تو مجبور ہو کر جناب حافظ صاحب نے اشک شوقی کیلئے وہی اشتہار بازی کا طریقہ اختیار کیا جو ہمیشہ مرزا صاحب اور ان کے پیروؤں کا شعار رہا ہے۔ تا کہ ادھر اشتہار کی سرخی میں میز اٹام ہونے کے سبب ان کا اشتہار فروخت ہو آمدنی کی صورت نکلے ادھر مرزائیوں کو تسلی دینے کا بھی موقع ملے کہ ہم نے اور کچھ نہیں تو بے سرو پا اشتہار ہی دے دیا۔ ان کو یہ یقین ہے کہ مسلمانان مارشس کے پاس کوئی اردو کا پریس نہیں کا تب نہیں پھر نہیں پھر جواب چھاپیں گے تو کیونکر۔ پھر میرے متعلق بھی یہ یقین ہو گیا کہ پابریکاب ہوں اور عدیم الفرصت لہذا اس موقع کو غنیمت جان کر اشتہار چھاپا کہ اسی بہانہ سے مرزائیوں پر رعب جم جائے اور یہ کہنے کا موقع ملے کہ دیکھو ہمارے اشتہار کا کسی نے جواب نہ دیا۔

مگر انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ الحمد للہ خدام دین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم آلہ وصحبہ اجمعین وسلم ہر خدمت دین کیلئے ہمیشہ مستعد رہتے ہیں۔ چنانچہ ان کی تحریر کا

جواب بھی حاضر ہے۔ وہو هذا

میں یقیناً اسی اصول حکمت سے کام لے کر جس کی ہدایت قرآن حکیم نے فرمائی بہت محبت کے ساتھ بے دینوں کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں اور بمنہ تعالیٰ کامیاب ہوتا ہوں۔ نہ کسی پر حملہ کرتا ہوں نہ کسی کا دل دکھاتا ہوں جس کا عملی ثبوت اسی سے مل سکتا ہے کہ جزیرہ بھر کے ہر اُس پبلک جلسہ میں جہاں میں نے تقریر کی ہمیشہ کثرت کے ساتھ غیر مسلم حضرات شرکت فرماتے رہے اور ہر فرقہ کے افراد میرے طرز کلام کی داد دیتے ہوئے ہی رخصت ہوئے حتیٰ واکوئے کے ایک جلسہ میں تو ایک پادری صاحب نے بے ساختہ ایسی بے نظیر مختصر تقریر فرمائی جو ان کے اسلام سے قریب تر ہونے پر دلالت کر رہی تھی۔ دوسرے ایک انگریز رئیس نے بہت مناسب الفاظ میں طرز تقریر کی داد دیتے ہوئے اس کی تائید کی۔ نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ انہی تقریروں سے متاثر ہو کر اس وقت تک تقریباً پچاس آدمی مشرف باسلام ہو چکے ہیں۔ ہاں چونکہ کفر مرزائیت سے تائب ہونے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ یہی حافظ صاحب پر شاق تو اس کا میرے پاس کوئی علاج نہیں میں نے ہرگز ہرگز کبھی کسی پر حملہ نہیں کیا ہاں جب مرزائیوں کی طرف سے مناظرہ کی چٹھی کی جھوٹی خبر گرما گرمی کے ساتھ مشہور کی گئی تو مجبور ہوا کہ کھلے طور پر لوگوں کو مرزائیت کی حقیقت سے آگاہ کر دوں۔ اس سلسلہ میں بھی جو الفاظ حافظ صاحب کو گراں گزر سکتے ہیں وہ میرے نہیں بلکہ خود مرزا صاحب ہی کے کلمات ہیں میں صرف ان کا دہرانے والا ہوں چنانچہ ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) محمدی بیگم سے نکاح اور اس کے شوہر کے انتقال کی پیش گوئی کے متعلق جناب مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱) اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۲)

(ب) یہ تمام امور جو انسانی طاقت سے بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔ (شہادۃ القرآن صفحہ ۷۵)

(ج) اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔

(حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۳۱)

(د) برائے صدق خود یا کذب خود معیاری گرواٹھم (انجام آتھم صفحہ ۲۲۳)

یہ ظاہر ہے دنیا کو معلوم ہے کہ یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی۔ اس نکاح کی حسرت اور اپنی مطلوبہ کا داغ مفارقت مرزا صاحب دل ہی میں لے کر مر گئے۔

پس اب مرزائی صاحبان، نئی فیصلہ فرمائیں کہ مرزا صاحب اپنے قول کے

مطابق بد سے بدتر کاذب اور جھوٹے بنے یا نہیں؟

(۲) پھر ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب نے جب مرزا ایت سے توبہ کرنے کے بعد

یہ پیش گوئی فرمائی کہ صادق کے سامنے شریعت فنا ہو جائے گا۔ یعنی تین سال کے اندر

میرے سامنے مرزا صاحب مرجائیں گے۔ (اعلان الحق ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء)

اس کے جواب میں جناب مرزا صاحب نے اپنے اشتہار مجریہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء میں

تحریر فرمایا ”خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھائے گا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ شریر

اور مفتری کے سامنے صادق اور مصلح فنا ہو جائے۔ یہ کبھی نہیں ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں کہ عبدالحکیم خان کی پیش گوئی کی معیاد میں ہلاک ہو جاؤں۔  
 دنیا کو معلوم ہے کہ مرزا صاحب اسی پیش گوئی کی معیاد یعنی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہیضہ کی اسی وبائی بیماری میں جو بقول مرزا صاحب ان کے مخالفوں کیلئے بصورت عذاب آئی تھی خود مبتلا ہوئے۔ (لاہور میں مرے اور قادیان میں دفن کئے گئے)

اب فیصلہ حافظ صاحب اُن کے رفقا ہی فرمائیں کہ مرزا صاحب بقول خود معیاد پیش گوئی کے اندر ذلت اور لعنت کی موت سے مرے اور ان کے مرنے سے صادق اور کاذب کا فرق ظاہر ہوا یا نہیں؟ میں نے اپنی طرف سے کبھی ان کی شان میں کوئی سخت کلمہ نہ استعمال کیا اور نہ یہ میری عادت۔ اگر مرزا صاحب کے ان جملوں میں ان پر سخت سے سخت حملے ہیں تو ان کے ذمہ دار خود مرزا صاحب ہیں نہ کہ میں۔ اگر کوئی مرزائی ان سے کسی طرح جواب طلب کر سکتا ہے تو ضرور کر لے۔ میرے حقیقی اعتراض یا بقول حافظ صاحب سخت سے سخت حملے اگر تھے تو یہی مگر میں نے حافظ صاحب کی نمبر اول یک رخنی دو ورق اور نمبر دو دو رخنی دو ورق کو اول سے آخر تک پڑھا ان اعتراضوں کا جواب کہیں بھی نظر نہ آیا۔ ہاں میری تقریر کے بعض حصص پر اپنی کج فہمی کے سبب قطع و برید کرتے ہوئے اپنے خیال ناقص کا اظہار فرمایا ہے اور جو سوالات اس میں کئے اور جو تو جیسے بیان کیں ان میں صرف اپنے مرزائی سرغناؤں کی نقالی کی ہے جس کے جواب علمائے اسلام کی طرف سے بارہا دیئے جا چکے اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکے۔ تاہم شاید مارشس کے لوگوں کی

نظر سے کتر گزرے ہوں لہذا یہ دیکھتے ہوئے کہ حافظ صاحب کی تحریر طویل میں بار بار ایک ہی بات کا تکرار ہے مختلف عنوانوں کے ماتحت مختصراً عرض کئے دیتا ہوں۔ شاید کہ اس سے بھی کوئی ہدایت پا جائے۔

وَمَا نَوْفِيهِ إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ اُنِيبُ

### جماعت

میں نے ابتدائے کلام ہی میں یہ کہہ دیا تھا کہ جماعت حقہ اسلام میں کوئی تفرقہ نہیں۔ ما انا علیہ واصحابی ایک ہی راہ ہے۔ حنفی شافعی مالکی حنبلی فرقے نہیں سب اسی ایک راہ پر چلنے والے ہیں اور یہی وہ سوا دا عظیم جس کے لئے ارشاد کرنا **اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مِنْ شَذَ شَذِ فِي النَّارِ**۔ (خواہ ابو داؤد) تم سوا دا عظیم کی پیروی کرو کیونکہ اس سے علیحدہ ہوا جہنم میں گیا۔

اسی سوا دا عظیم کو حضور علیہ السلام نے جماعت فرمایا اور ان اللہ لا یجمع امنی (او قال) امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ و من شذ شذ فی النار

فرمایا (یقیناً میری امت کو (پایوں فرمایا) کہ امت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو علیحدہ ہوا جہنم میں گیا۔

اب اگر مرزائی اجماع امت کے خلاف نئے نئے عقیدہ تراش کر اس سوا دا عظیم و جماعت مسلمین سے الگ ہوں تو وہ اپنا مقام دیکھ لیں حدیث میں بتا دیا

گیا ہے۔ معمولی عقل والا انسان بھی اتنی سی بات کو سمجھ سکتا ہے کہ جماعت کا لفظ تیس کروڑ انسانوں کے گردہ پر صادق آسکتا ہے یا گنے پنے چند مرزائی افراد پر۔

حدیث العلماء و رثۃ الانبیاء میں بھی اسی سواد اعظم کے علماء کی شان کا اظہار ہاں وہ بے علم ندعیان علم جو اس سواد اعظم سے الگ ہوئے اور ذاتی اغراض کیلئے شرارتیں پھیلاتے ہوئے اپنی اپنی ٹکڑیاں بناتے ہیں۔ شر من فحت ادبہم السماء کہلائے۔ اس حدیث کے مصداق صحیح حافظ صاحب کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں، مرزائی فرقہ میں باسانی وہ ان سے ملاقات فرما سکتے ہیں۔

میں نہ کوئی نئی راہ بتاتا ہوں نہ بنیادیں سکھاتا ہوں نہ اپنا کوئی نیا فرقہ بناتا ہوں صرف اسی ماسا علیہ و آلہ و صحابی والی راہ کی طرف بلاتا ہوں اور یہی سکھاتا ہوں کہ قرآن کریم و حدیث شریف کے معانی میں ندعیان الہام کے خود تراشیدہ الہام کو دخل نہ دیا جائے بلکہ ان کے وہی معنی سمجھے جائیں جو حضور خاتم النبیین ﷺ نے سمجھے اپنے صحابہ کو سمجھائے اور انہوں نے مسلسل ہم تک پہنچائے۔ حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ: انبیاء کے وارث علماء کوئی خاص لوگ ہیں اور پھر اس کی تشریح فرماتے ہیں کہ ملہم آدمی خدا سے علم پا کر بولتا ہے اور اس کی مزید توضیح کہ العلماء سے مراد مجددین ملہمین ہیں نہ کہ عام مولوی۔ یہ حافظ صاحب کی خود رائی ہے نہ کہیں قرآن کریم میں اس کا ذکر نہ حدیث شریف میں اس کا بیان۔ الف لام کے متعلق یہ تو تحریر فرمایا کہ اسی بات کو ظاہر کرتا ہے مگر یہ نہ لکھا کہ کیوں؟ اگر صرف دخو پڑھی ہوتی اقسام الف لام کا علم ہوتا تو لکھتے کہ الف لام کیسا ہے۔ اگر عربی نہیں پڑھی تو اب تو اردو زبان میں بھی عربی



صرف ونحو کی کتابیں چھپ گئی ہیں۔ انہیں میں دیکھ لیا۔ ہوتا پھر کہیں کتاب وسنت کا یہ حوالہ بھی دیا ہوتا کہ بعد خاتم النبیین ﷺ کسی مدعی الہام کا الہام حجت شرعی بھی ہے۔

### مجدودین اور الہام

مجدد کی حدیث حافظ صاحب نے تحریر تو فرمائی اس کے الفاظ کی ترتیب میں ایسا بے ہودہ تصرف بھی کیا اور لکھا کہ رأس صائغہ نخل سنہ جس کی غلطی ایک ادنیٰ متعلم عربی بھی بتا دے مگر محنی میں کچھ تصرف کر کے بھی یہ نہ دکھایا کہ وہ مجدد ملہم ہونگے اور ان کا علم شرعی حجت بھی ہو گا۔

پھر تعجب کہ اس دور وری کی چند سطروں ہی میں اتنا تفصیل۔

اول لکھتے ہیں کہ العلماء سے وہ لوگ مراد ہیں جو معرفت الہی کا کامل علم رکھتے ہیں۔

(۲) کامل معرفت صرف الہام سے ہوتی ہے ان کا نتیجہ یہ نکلا کہ العلماء سے وہ

لوگ مراد ہیں جن کو الہام ہوتا ہے۔ یعنی جنہیں الہام نہیں ہوتا وہ العلماء میں داخل

نہ آئے آپ الف لام عہد دینی ہی کا مراد لے سکتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس کا معبود علماء دین مصطفیٰ ہیں۔

(۳) کیونکہ وہ بین حکم والاسامع متعین و معروف ہیں اور وہی وارث ہو بھی سکتے ہیں کیونکہ وارث اس

کو کہتے ہیں جو اپنے مورث کا ترکہ پائے اور حضور کا ترکہ علم دین ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے تو یقیناً

وارث کے مصداق علماء دین ہوئے اس کا انکار حدیث زیر بحث کی تحریف اور حدیث لا نورث ویناروا لاد

رہا کا انکار ہے۔ اور ملہمین تو کسی طرح مراد ہو بھی نہیں سکتے کیونکہ وہ مہبوق الذکر نہیں جو معبود خارجی

قرار دینے چاہئیں نہ صامع و شکم کے درمیان معروف و مہبود کی طریق عہد دینی مراد ہو سکتے یہ کہاں کی

صدائے بے ہجام اور تحریف باطل ہے اور ملہمین وارث کا مصداق بھی نہیں ہو سکتے کہ بئے الہامات۔

نبوت کا ترکہ کب ہیں حضور کا ترکہ تو کتاب وسنت ہے جیسا کہ خود حدیث شریف میں وارد ہوا۔

نہیں اور انبیاء کے صحیح وارث نہیں۔

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں کہ جو مولوی ان الہام پانے والے مجددین کے ساتھ شامل ہو گئے وہ بھی ان مجددین کے طفیل علم کے وارث ہو گئے۔ یعنی بغیر الہام کے صرف مجددوں کے طفیل میں بھی صحیح علم کے وارث ہو جائیں گے۔

ذرا اپنے ان جملوں پر نظر ڈالیں کہ ایک دوسرے کا الٹا ہے یا نہیں؟

پھر تعجب اور سخت تعجب ہے کہ مجددین کے ساتھ شامل ہونے اور مجددین کے طفیل سے تو صحیح علم کے وارث ہو جائیں اور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صراط مستقیم پر چلنے میں ان کے ساتھ شامل ہونے اور ان صاحب وحی و کتاب کے طفیل ان سے صحیح علم بہ تسلسل روایت لینے کے بعد بھی صحیح علم کے وارث نہ بنیں اور العلماء میں داخل نہ ہو سکیں اور خطرہ میں رہیں۔

THE NATURAL PHILOSOPHY  
OF AILESUR

ع..... بریں عقل و دانش بیاید گریست

آیت قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي

(پ ۱۳، سورۃ یوسف آیت نمبر ۱۰۸) کو پیش کرتے ہوئے اس کا سن گھڑت ترجمہ کرنا اور مناجاتی کو صرف صحابہ تک محدود کرتے ہوئے بارہ سو برس کیلئے تبلیغ کے دروازہ کو بند سمجھنا اس لئے کہ اس عرصہ دراز میں کسی مجدد نے یہ دعویٰ نہ کیا کہ میرا الہام حجت شرعی ہے۔ اس کو ماننا اور جو اس کو نہ مانے گا وہ کافر ہوگا۔ بقول حافظ صاحب اس لئے کوئی عالم بھی صحیح علم کا وارث نہ بنا اور حق پر نہ رہا تو ان کے تبلیغ دین کرنے سے جو مسلمان ہوئے بقول حافظ صاحب وہ بھی حق پر نہ ہوئے۔ غرض اس طرح صرف

مرزائی جماعت کے حق پر ثابت کرنے کیلئے حافظ صاحب کا ۱۲ سو برس کے تمام مسلمانوں کو معاذ اللہ حق پر نہ ہونے کا حکم لگا دینا اور صرف مرزائی مبلغین کو اس کا مصداق بنانا ویسی ہی خود رائی ہے جس کے لئے سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد ہو رہا ہے کہ جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے مرزائی صاحبان آریوں اور عیسائیوں کو تو کیا مسلمان بنائیں گے مرزا صاحب کے زمانہ اور اس کے بعد کے مسلمانوں پر خود مرزا صاحب اور ان کے بلند اقبال صاحبزادہ نے کفر کا حکم لگایا تھا۔ صاحبزادہ کے شاگرد حافظ صاحب اُستاد سے بھی آگے بڑھے اور انہوں نے پہلوں پر بھی ہاتھ صاف کیا۔ حافظ صاحب نے اشتہار بازی کی جرات تو کی مگر جہالت کا یہ عالم بدکردار مومن کی تمیز نہیں طائفہ کیلئے لایزال لکھ رہے ہیں پھر حدیث میں خیانت اور بددیانتی اس درجہ وجل و فریب کا یہ عالم کہ صرف ایک جملہ اپنے مروجہ مطلب کو خواہ مخواہ ثابت کرنے کیلئے نقل کر دیا۔ بعض کو ماننے اور بعض کے ساتھ کفر کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ اول و آخر کو لکھا ہی نہیں اس لئے کہ ان جملوں کو لکھتے تو مرزائیت کا سارا پول کھل جاتا اور مدعی نبوت کا کذاب ہونا حدیث نبوی سے ظاہر ہو جاتا کیونکہ حضرت فرماتے ہیں سیکون فی امنی کذابون ثلثون کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ولا زال طائفۃ من امنی علی الحق ظاہرین لا یضرہم من خالفہم حتی یتاہی امر اللہ۔ (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

میری اُمت میں تمیں جھوٹے پیدا ہونے والے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک

یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں  
میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ حق پر رہے گا اور غالب رہے گا اس کے مخالف اسے  
ضرر نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ خدا کا حکم یعنی قیامت آجائے۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝ (پ ۹ سورۃ الشعراء آیت ۲۲۷)  
اس حدیث نے صاف بتا دیا اور پہلے جملہ کے معنی نے بالکل کھول دیا کہ یہ ہی گروہ  
علماء و مجددین وحی والہام خاتم النبیین پر قائم رہیں گے۔ اپنے الہام کو شرعی حجت نہ  
بنائیں گے۔ مرزا صاحب کی طرح نبوت کا دعویٰ کرنا اور اپنے مفروضہ الہام کو وہی

درجہ دینا جو قرآن کریم کا ہے جھوٹوں کا شیوہ ہے۔  
اب مرزا صاحب کو آپ اسی کوئی پرزکھ کیجئے کہ  
(۱) انہوں نے نبوت و رسالت کا کھلا ہوا دعویٰ کیا ہے کہ (ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم  
رسول اور نبی ہیں)

(ب) سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں نبی بھیجا۔ آپ انہیں غیر تشریحی اور ناقص  
نبی سمجھتے ہیں تو ان کے نزدیک بھی بے ایمان ہیں اس لئے کہ وہ تو صاف لکھتے ہیں۔  
(۱) جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر اور نبی بیان کئے اور اپنی امت کیلئے  
ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔

پھر اپنی وحی میں امر و نہی کی مثال دے کر آگے لکھا کہ:

(ب) اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ (اربعین ص ۱۸۷)  
کیسے اب بھی تشریحی نبوت کے دعوے میں کیا کچھ کسر رہ گئی۔

پھر ابھی اور آگے بڑھے اپنی وحی کو قرآن کریم کے جیسا بتایا  
 ۔ انچہ من بشنوم زوجی خدا بخدا پاک وائش زخطا  
 بچو قرآن منزہ اش وانم از خطا ہامین است ایمانم  
 (نزل المسیح، صفحہ ۹۹)

پھر اپنے آپ کو سب تشریحی وغیر تشریحی نبیوں کے برابر ٹھہرایا۔  
 ۔ انبیاء گرچہ بودہ اند بنے من عرفاں نہ کترم زکے  
 کم نیم زان ہمہ بروئے یقین ہر کہ گوید دروغ است و لعین  
 بلکہ اپنے آپ کو صاحب شریعت اولوالعزم رسول حضرت عیسیٰ بن مریم سے تو صاف  
 طور پر بہتر بتایا۔ ان کا مشہور شعر ہے:  
 ابن مریم کے ذریعہ کو چھوڑو  
 اس سے بہتر غلام احمد ہے

کیا اس تیرہ سو برس کے کسی مجدد نے کسی سچے عالم نے ایسا دعویٰ کیا اپنے  
 الہام کو ایسی حجت بتایا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔

پس مرزا صاحب کے تو دعوے ہی ان کی تکذیب کی بڑی دلیل ہیں۔ آپ  
 کہیں ان کی مجددیت کا راگ الاپتے ہیں کہیں امامت کا ذکر کرتے ہیں۔ آگے چل  
 کرنبوٹ و رسالت غیر تشریحی کا حکم لگاتے پھر ان کو فی الجملہ تشریحی بھی مانتے ہیں۔  
 اس لئے کہ ان کے نہ ماننے والوں کو کافرا و باطل پر ٹھہراتے ہیں۔

ایک عالم فیصلہ کر چکا اور مارشلس کے مرزائی بھی غنقریب کر لیں گے۔ مرزا

صاحب تو اپنے قول سے خود کفر کے دام میں پھنس چکے اب وہ کہاں نکل کر جاتے ہیں  
 مجددیت و امامت و نبوت کا ذکر تو بعد میں کیا جائے پہلے ان کے ہوا خواہ ان کو  
 کفر کے گڑھے سے تو نکالیں اگر نکال سکتے ہیں۔ (مولوی محمد عبدالعلیم صدیقی قادری)

=====

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 وَمُصَلِّينَا وَمُسَلِّمًا مُحَمَّدًا سَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَصَلَّ

مرزائی حقیقت کا اظہار

www.NAFSEISLAM.COM

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے کفر کا فتویٰ خود دے چکے  
 علماء اسلام جناب مرزا صاحب سے ان کے اسلام کا ثبوت کیوں  
 نہ طلب کریں جبکہ مرزا صاحب اپنے کافر و کاذب و لعنتی ہونے کا  
 فتویٰ خود اپنے قلم سے دے رہے ہیں۔

نوٹ: قادیانی مبلغ حافظ صاحب نے اپنے فرقہ کو حق پر ثابت کرتے کیلئے یہ آیت لکھی ہے۔ **فُلْ هَٰذِهِ  
 نَسِيحَتِي اَدْعُوْا اِلَيْهِ الْاَلُوْهُ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعْتَنِيْ** (پ ۱۳ سورۃ یوسف آیت ۱۰۸) اور اس  
 آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے۔ اے محمد ﷺ تو اعلان کر دے کہ میرا اور میرے صحابہ کا طریقہ یہ ہے کہ ہم سب  
 علی بصیرت تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ قادیانی نے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کیلئے آیت کے معنی میں تحریف  
 کی اور من اتبعنی کا ترجمہ (میرے صحابہ) کیا باوجود یکہ اس کے صاف معنی یہ تھے کہ جس نے میرا  
 اتباع کیا اس میں صحابہ کرام بھی داخل تھے تاہمین بھی متبع تاہمین بھی قیامت تک (باقی اگلے صفحے پر)

اس سے قبل ناظرین نے مرزا صاحب کے نبوت تشریحی بلکہ دوسرے انبیاء سے برابری بلکہ اُن سے بہتری کے دعوے تو ملاحظہ کیے اب ایسے دعوے کرنے والے کے متعلق علمائے اسلام کے سامنے لا جواب ہو کر جناب مرزا صاحب نے جو فتوے دیئے وہ بھی دیکھئے اور فیصلہ سمجھئے کہ ان دعوؤں کے بعد اپنے ان فتوؤں کے مطابق وہ کیا بنے؟

(۱) بجواب حضرت مولانا غلام دنگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ جناب مرزا صاحب علیہ ما علیہ اپنے اشتہار مورخہ ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ میں شائع فرماتے ہیں:

ان پر واضح رہے کہ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔

(۲) اشتہار مجریہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۱ھ میں علمائے دہلی کو مخاطب کرنے ہوئے فرمانے ہیں (میں) سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔

ایک طرف مرزا صاحب خود اپنے ہی ان فتوؤں کی رو سے کافر کاذب اور ملعون بنے اس لئے کہ نبوت کا دعویٰ اظہر من الشمس دوسری طرف انہوں نے تمام ان مسلمانوں پر جو مرزا صاحب کو نبی و مسیح و مہدی و مجدد وغیرہ نہ مانیں کفر کا فتویٰ دیا (بقیہ ص ۲۲) آنے والے تمام مسلمان فرمانبرداران رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مگر قادیانی مبلغ نے دیکھا کہ صحیح ترجمہ کیا جائے تو آیت سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ حق پر صرف اہلسنت و جماعت ہیں جن کا دین اجماع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور وہ حدیث قرآن چھوڑ کر کسی مدعی الہام کے امتی جناب گوارا نہیں کرتے لیکن مشابہ ہے کہ اس تحریف سے بھی انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ یہ نتیجہ نکلا کہ مرزا بھی گروہ حق سے خارج ہیں کیونکہ وہ صحابی نہیں اور قادیانی صاحب کے نزدیک آیت میں من اجمعین سے صرف صحابہ مراد ہیں تو جب مرزا اہل حق سے خارج ہے تو اس کے قبیحین کس طرح اہل حق بن گئے۔ (باقی ص ۲۲)

اور انہیں کافر کہا۔ چونکہ قرآن وحدیث میں کہیں بھی مرزا صاحب پر ایمان لانے کا حکم نہیں دیا گیا اس لئے اس فتوے کی رو سے کوئی مسلمان تو کافر نہ ہوا۔ ہاں بحکم حدیث وہ کفر بھی کروڑوں نہیں بلکہ ان گنت مسلمانوں کی طرف سے خود مرزا صاحب ہی پر لوٹا تو اب مرزا صاحب جس جماعت کے بھی لے امام بنیں اس کا شمار کفار ہی میں ہو سکتا ہے مسلمانوں کی جماعت سواد اعظم سے تو وہ پہلے ہی اپنے آپ کو الگ کر چکے۔ چنانچہ اسی کفر کا اظہار مختلف صورتوں میں مرزا صاحب کے پیلوں کی طرف سے ہوتا رہتا ہے۔

## خاتم النبیین

پرستاران مرزا صاحب نے حدیث لا نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کے معنی میں تحریف کرنے کیلئے طرح طرح کے حیلے نکالے مگر یہ جرأت آج تک کسی کو نہیں ہوئی تھی کہ لا الہ الا اللہ کے معنی کو بھی بدلے اور مندروں اور گرجاؤں کے بتوں کو بھی مجبور قرار دے مگر چونکہ مارشس کے مرزائی حافظ جی کو علم سے کوئی علاقہ ہی نہیں اس لئے دے کر پورے اشتہار میں اپنی طرف سے اگر کوئی بات نکالی تو وہ بھی ایسی نرالی جو مرزا صاحب کے حمایتی تو کچا خود مرزا صاحب کو بھی کبھی نہ سوجھی تھی جناب حافظ صاحب مرزائی کی نبوت ثابت کرنے میں اس درجہ حد سے گزرے کہ لا الہ الا اللہ میں بھی لا کو صرف کمال کی نفی کرنے والا قرار دے کر یہ مان بیٹھے کہ اللہ کے سوا مرزائی مبلغ نے اپنے فرقہ کے حق پر ہونے کی دلیل بیان کی کہ وہ ایک شخص کو امام مہم ناستے ہیں یہ کس قدر قابل مضحکہ بات ہے کسی قوم کے وہمات یا اعتقادات اس کے حق پر ہونے کی دلیل ہو سکتے ہوں تو دنیا میں کوئی فرقہ باطن نہ ہو۔ رافضی خارجی بہائی مرزائیوں کے نزدیک حق پر ہوئے۔



بت خانوں اور گرجاؤں میں دوسرے (معبود بھی) موجود ہیں۔ اگرچہ وہ ایسے کامل نہ  
 سہی جیسا اللہ مگر بقول حافظ صاحب معبود تو ضرور ہیں۔ (معاذ اللہ من ذالک)  
 مشرکین مکہ بھی تو اپنے بتوں کو اللہ کے برابر یا اللہ کے جیسا کامل معبود نہ  
 مانتے تھے بلکہ اللہ سے کم درجہ کا ہی معبود گردانتے تھے اور اسی جرم کے سبب اللہ تعالیٰ  
 نے قرآن کریم میں ان کو مشرک کہا۔

موجودہ زمانہ کے بت پرست بھی یہی تو کہتے ہیں کہ معبود حقیقی تو وہی خدا  
 ہے مگر اس سے کم درجہ کے معبود یہ بت بھی ہیں۔

پس اب سوچئے کہ جناب مرزا ابی حنفہ صاحب اور دوسرے بت پرست  
 مشرکین میں کیا فرق رہا؟ حد سے گزرنے کی یہی مرزا ہے کہ اول کافر بنے پھر مشرکین کے  
 گروہ میں شامل ہوئے۔ جب کسی کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے تو اس کا یہی حال ہوتا ہے۔  
 اسلام نے جو کلمہ سکھایا اس میں سب سے پہلے ہر مسلم کو یہی بتایا کہ حقیقی  
 مجازی، کامل، ناقص کسی صورت کسی قسم کا کوئی وجود ”الہ“ ”معبود“ کہے جانے کا مستحق  
 سوائے اللہ کے ہے ہی نہیں۔

(بقیہ ص ۲۴) آیت کے معنی میں تحریف کر کے بھی مرزائی گروہ باطل ہی میں ہے۔ علاوہ بریں مرزائی مبلغ  
 نے اہل حق مسلمین کو مانا ہے قطع نظر اس کے کہ یہ خیال تراشیدہ طبع اور زائیدہ فکر مرزائیت ہے اور  
 قرآن وحدیث میں اس کا کہیں ثبوت نہیں بلکہ کثیر آیات واحادیث کے خلاف ہے۔ یہ تعجب خیز ہے کہ  
 مرزائیوں کے حق پر ہونے کی دلیل مرزا ابی کا دعویٰ الہام قرار دیا جائے اور یہ دلیل ان کے سامنے پیش کی  
 جائے جو مرزا کو مومن و مسلم بھی نہیں مانتے تو وہ بلہم من اللہ کہے تسلیم کریں گے۔ یہ کہاں کی منطق ہے کہ مخالف  
 کے سامنے اپنے اعتقادات کو دلیل بنا کر پیش کر دیا جائے۔ زیادہ تعجب یہ ہے کہ مرزا صاحب (باقی ص ۲۶)

## لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

میں لاجس الہ غیر اللہ کی نفی کرتا ہے اور اس کلمہ کا ترجمہ یوں ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود ہے ہی نہیں۔

سچے مسلمانوں کا تو یہی عقیدہ ہے کہ جس طرح خدا کے سوا وہ تمام بت یا دوسری چیزیں جن کی پوجا کی جاتی ہے جھوٹے اور کسی طرح معبود کہے جانے کے مستحق نہیں۔ اسی طرح مضموعائے حدیث لا نیسی بعدی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص بھی نبوت و رسالت پانے اور نبی بننے کا دعویٰ کرے وہ ایسا ہی

www.NAFSEELAH.COM

آنے والے عیسیٰ مسیح بن مریم جن کی خبر قرآن عظیم و احادیث میں دی گئی وہ مسیح بن مریم علیہ السلام جن کے تشریف لانے کی خبر قرآن عظیم و احادیث شریفہ میں دی گئی نہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبی نہیں گئے نہ یہ دعویٰ فرمائیں گے کہ مجھے اب نبوت و رسالت ملی بلکہ یہ وہی مسیح بن مریم علیہ السلام ہونگے جو حضور ﷺ سے پہلے نبی بن چکے اور نبوت و رسالت پا چکے وہی بذات خود دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور حضور خاتم النبیین ﷺ کی خدمت خلافت بجا لائیں گے۔ چنانچہ

ملاحظہ ہو۔

(قرآن) کے الہام نسبت محمدی عظیم و غیرہ کے دیکھنے کے بعد بھی مرزائیوں کی غیرت مرزا کے الہام کا نام لینا گوارا کرتی ہے۔ شرم خرم ہضم۔ اگر شخص دعویٰ الہام کسی کو حق پر ثابت کر سکا ہو تو یہائی یا بالی وغیرہ صد ہا گمراہ فرقہ الہام کے مدعی ہیں مرزائی ان سب کو حق پر مانتے۔

حدیث نبویؐ "عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الانبیاء  
 اخوان العلات امہاتہم شتی و دینہم واحد و انی اولی الناس بعیسیٰ  
 بن مریم لانہ لم یکن بینی و بینہ نبی و انہ خلیفتی علی امتی و انہ نازل  
 فاذا رایتہ فاعرفہ رجل مربع الی الحمرة و البیاض علیہ ثوبان  
 ممصران کان راسہ یقطر و ان لم یصبہ بلل فیدق الصلیب و یقتل  
 السخزیر و یضع الجزیرۃ و یدعوا للناس الی الاسلام و یہلک اللہ فی  
 زمانہ الملل کلہا الا الاسلام (الی ان قال) فیمکث اربعین سنۃ ثم  
 یتوفی و یتصلی علیہ المسلمون و یدفنونہ (اخریٰ ابن ابی شیبہ و احمد  
 ابوداؤد و ابن جریر و ابن حبان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

۴۸۲ مرزا ابی دلائل کے ضمن پرانیہ حدیث بحلی کا کام کر رہی ہے اس لئے کہ اس  
 میں حضور اکرم ﷺ نے صاف لفظوں میں بتا دیا کہ تشریف لانے والے نازل ہونے  
 والے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام وہی نبی ہیں جو مجھ سے پہلے نبی بن کر آچکے اور میرے  
 اور ان کے درمیان کوئی اور نبی نہیں ہوا۔ وہی میری امت پر میرے خلیفہ بن کر  
 تشریف لائیں گے ان کا علیہ بھی بتا دیا کام بھی سنا دیا۔

صحیح مسلم کی وہ حدیث جس کا حوالہ حافظ نجی نے دیا وہ انہی عیسیٰ بن مریم  
 علیہ السلام کے متعلق ہے نہ قلام احمد بن گھیسٹی کی بابت۔

ان پر اس نے نبی اللہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے آنے سے نہ لاینبی بعدی  
 کی حدیث میں تاویل کی ضرورت نہ کسی دوسری حدیث سے تطبیق کی حاجت اس لئے

کہ حضرت عیسیٰ کا ظہور بہ شان خلافت خاتم نبوت ہوگا نہ برائے اعلائے اظہار نبوت و رسالت۔ کسمان حق مرزائیوں کی عادت اہلسنت کو اس حرکت سے سخت نفرت۔ قرآن کریم کی کسی آیت میں رب عزت نے ہرگز ہرگز یہ خبر دی ہی نہیں کہ کسی نبی کی غلامی سے نعمت نبوت و ولایت کی جاتی ہے۔ حافظ جی کا قرآن عظیم پر کھلا افترا ہے جس کی سزا انشاء ربی روز جزا مل جائے گا۔

حافظ جی کا لافضی الاعلیٰ کے قول اور اذاھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ الخ کی حدیث میں جو لاف ہے اُس کو لا الہ الا اللہ اور لا نبی بعدی کے لاپر قیاس کرنا ایسی کھلی ہوئی جہالت ہے جس کو کوئی اہل علم تو کجا ایک معمولی صرف و نحو جاننے والا بچہ سننے کا بھی روادار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ اس کو خبر ہوگی کہ لاکتنی قسم کا ہوتا ہے اور ہر قسم کی پہچان کے لئے کیا کیا قواعد ہیں۔ پھر یہ تو ایک معمولی اردو زبان میں تاریخ پڑھنے والا بھی جانتا ہوگا کہ اگر لا کسریٰ اور لا قیصر کے کلمات میں بھی لاجے معنی وہی لئے جائیں تو بھی واقعات کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ یقیناً مخبر صادق کے ارشاد کے مطابق کسریٰ کے کسرویت کا خاتمہ ہو ہی گیا۔ قیصر بھی ملک شام سے بھاگا اور اقلیم شام اس کے نام سے پاک ہوئی۔ اب نہ وہ کسرویت رہی نہ قیصریت۔ بادشاہ ہونا دوسری چیز ہے اور کسریٰ و قیصر کے القاب مخصوص دوسری چیز۔ حافظ جی کو عربی زبان سمجھنے کا سلیقہ تو کہاں سے ہوگا کسی جاننے والے سے فتح الباری شرح بخاری میں اس کی تفصیل کا ترجمہ سن لیں تو ان کو کسریٰ و قیصر کے خاتمہ کا حال معلوم ہو جائے گا۔

حضور خاتم النبیین ﷺ کے اخبار بالغیب کے مطابق اس امت میں جھوٹے مدعیین نبوت ہمیشہ آتے رہے ہیں اور آتے رہیں گے۔ چونکہ حدیث لانیسی بعدی ان سب مدعیوں کے دعوؤں کا رد کرنے کیلئے سید سکندری کا کام دیتی ہے۔ اس لئے اس حدیث کے معنی میں تحریف پر ہر مدعی نبوت نے توجہ کی ایک شخص نے اپنا نام ہی لا رکھ لیا جب کسی نے اسی حدیث سے اس کا رد کیا تو کہنے لگا کہ یہ حدیث سچی ہے مگر تمہیں پڑھنی نہیں آتی اس کو اس طرح پڑھو:-

لانیسی بعدی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لا نام کا ایک شخص میرے بعد نبی ہو گا۔ اسی طرح ایک عورت کو بھی جنون ہوا۔ اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا جب اس حدیث کو اس کے سامنے پیش کیا گیا تو کہنے لگی کہ ہاں! یہ صحیح ہے مگر اس میں تو مرد نبی کی نفی کی گئی ہے عورت کے نبی ہونے کی نفی کہاں ہے لانیسی بعدی ہوتا تو تمہارا دعویٰ صحیح تھا۔

اگر غور کیا جائے تو ان کی یہ تحریف مرزائی تحریف سے بڑھیا معلوم ہوتی ہے مگر اس زمانہ میں سمجھدار لوگ بکثرت موجود تھے ان کے جھوٹے دعوے نہ چل سکے۔ آج بد قسمتی سے ہمارے زمانہ کا جھوٹا مدعی نبوت بھی ہوا تو ایسا کہ جس کو تحریف کرنی بھی نہ آئی۔ اس کے ہوا خواہ بھی ہوئے تو ایسے جن کو اتنا سلیقہ بھی نہیں کہ نبوت منوانے چلے اور شرک تسلیم کر بیٹھے۔ اسی طرح ان کے جال میں پھنس جانے والے بھی ایسے سیدھے سادے کہ دین اسلام کے احکام کو تو کیا پہچانتے اتنی تمیز بھی نہیں رکھتے کہ خود غرض، مکار، فریبی، جھوٹے، دجال اور بے غرض، راست باز، سچے خدا پرست کے درمیان ہی فرق کر سکیں۔



### حبک الشی یعمی ویصم

نعت کا حضور نبوت کیلئے کرنا اور پھر اس کو جاری ماننا حافظ کی کی خود راہی ہے  
نہ قرآن کریم میں کوئی اس کی دلیل نہ حدیث میں کہیں اشارہ۔

وَبِئْسَ نِعْمَتُهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ بَعْقُوبَ (پ ۲ سورۃ یوسف آیت ۶) اَتَمَمْتُ  
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي (المائدہ آیت ۳) اور وَلَا نِمْ نِعْمَتِي (پ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۰)  
وغیرہ آیات کے معانی میں جس قدر تحریف بھی کی گئی وہ مرزا ایوں کی ایجاد ہے نہ ان  
کے یہ معانی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھے نہ کسی صحابی نے جانے نہ تیرہ سو  
بیس کے کسی منہاں کی سمجھ میں آئے۔ کلمہ صریح خاتم النبیین کے ہوتے ہوئے جو ایسی  
خود راہی کو کام میں لائے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔ رب العالمین نے تو قرآن کریم  
میں کھلے کھلے لفظوں میں فرمادیا ہے کہ هَٰذَا كَانَ مِثْلُ مَا آتَا أَحَدٌ مِّنْ رِّجَالِكُمْ  
وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (پ ۲۲، سورۃ الاحزاب آیت ۴۰)

سرکارِ دو عالم ﷺ نے بار بار بتکرار مختلف طریقوں پر مختلف کلمات میں یہی فرمایا کہ  
میرے بعد کوئی نبی نہیں، میں آخری نبی ہوں، خاتم النبیین کے معنی خود حضور ﷺ نے  
صاف صاف بتا دیئے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، کہیں فرمایا کہ انا خاتم النبیین لا  
نبی بعدی کبھی ارشاد ہوا انا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی  
(مشکوٰۃ شریف باب اسماء النبی ﷺ - متفق علیہ) میں عاقب (سب سے پیچھے آنے  
والا) ہوں اور عاقب اسے کہتے ہیں جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ بلکہ اس سے بھی زائد  
وضاحت سے فرمایا تا کہ تشریحی غیر تشریحی بروزی ظلی وغیرہ وغیرہ سب قسم کے دعوؤں

کی تکذیب ہو سکے کہ ان الرسالة والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔ یقیناً رسالت ونبوت بالکل منقطع ہو گئی۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔ پس کوئی شخص بھی کسی قسم کی بھی نبوت کیوں نہ تراش لے اس تیغ براں سے وہ پاش پاش ہی ہو جائے گا۔ ایک حدیث میں گویا اس امر پر اس قدر تاکید کی وجہ بھی خود ہی زبان مبارک سے بیان فرمادی کہ جھوٹے نبی آنے والے ہیں۔ فرمایا:

سَيَكُونُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذٰبُوْنَ ثَلٰثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَمُ

النَّبِيِّنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (مسلم)

میرے امت میں تیس بڑے جھوٹے پیدا ہونگے جن میں سے ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۸۸۶ء کذابوں کے سیغہ مبالغہ نے یہ بھی بتا دیا کہ چھوٹے جھوٹے جھوٹوں کا ذکر نہیں بڑے بڑے جھوٹے میں ہوں گے۔

نمبر ۳:۔ دور قی میں حافظ جی نے علامہ قاضی عیاض کا قول نقل کر کے اپنی ایک تازہ جہالت کا ثبوت بہم پہنچا دیا اس لئے کہ تمہیں اتحاد کے متعلق ان کی عبارت بتا رہی ہے کہ اگرچہ ایسے جھوٹے مدعی نبوت تو بہت گزرے مگر ان میں خاص طور سے وہی داخل جن کا دعویٰ نبوت خوب مشہور ہوا۔ پس جس کے دعوے نے زیادہ شہرت پائی وہی تمہیں نمبری متنبیوں میں داخل ہوا، اگر مرزا صاحب کی تشہیر دنیا میں بہ نسبت اُن سے پہلے جھوٹے مدعیان نبوت کے زیادہ ہوئی اور ہو رہی ہے۔ (جینا کہ مرزائیوں کا دعویٰ ہے) تو یقیناً نہ صرف یہ کہ وہ اُن میں داخل ہونگے بلکہ اُن سے اس مقابلہ



میں نمبر لیتے جائیں گے۔ یہاں تک کہ ممکن ہے کہ جہنم کی طرف اس دوڑ میں چودھویں صدی میں ہونے کے باوجود پہلی صدی کے مسئلہ سے بھی آگے بڑھ جائیں اور سب جھوٹے مدعیان نبوت میں نمبر اول مرزا جی ہی کا رہے۔

بہر صورت حضور اکرم ﷺ کے بعد جو کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا قرآن میں حضور کے بعد نہ کسی احمد کے آنے کا اشارہ نہ کسی حدیث میں کسی نئے نبی کا استثناء صحابہ نے یہی سمجھا تیرا سو برس کے مسلمانوں نے بھی مانا۔ آج اگر حافظ جی اور ان کے مقتدا خدا اور رسول و صحابہ امت مسلمہ سب سے جدا ہو کر آیات قرآنی کے معنی بگاڑ رہے اور اپنی مطلب پر آ رہی کیلئے خدا اور رسول سے مقابلہ کی ٹھاننت ہیں تو اس کے عذاب کیلئے تیار رہیں۔ دنیا میں تو اکثر کافروں کی دی ڈھیلی چھوڑی جاتی ہے۔

فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهَلْنَاهُمْ زَوْجًا (پ ۳۰، سورۃ الطارق، آیت ۱۷) لیکن آخر رب قہار کی پکڑ بہت سخت ہے۔ اِنْ بَطَشْتَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ (پ ۳۰، سورۃ البروج، آیت ۱۲) حق کا جو یا آنکھوں والا دیکھے کہ کہاں قرآن کریم کا کھلا ارشاد جس کا لفظی ترجمہ مسلمانوں کے ہر مترجم قرآن میں لکھا ہوا اور کہاں مرزائی لچھے دار فقرہ اور بیچ دار دعوے۔ عقل والا تو فوراً فیصلہ کر لیتا ہے کہ ان آیات و احادیث کے ہوتے ہوئے حضور ﷺ کے بعد نبوت کا ثبوت قرآن کریم سے نکالنا ایسا ہی ہے جیسے کسی عقل کے اندھے بے دین نے اَمَنْتُ بِاللّٰهِ کے جملہ میں کسی بڑھیا کے بلے کا ذکر دکھایا اور وین کی توہین کر کے اپنا پیٹ انگاروں سے بھرا وَتَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَنَّا مُنْقَلَبٌ مُّنْقَلَبُونَ (پ ۱۹، سورۃ شعراء، آیت ۲۲۷)

مرزا صاحب کا دعویٰ ابیت خدا

بلکہ اس سے بھی سوا

مرزا صاحب نے دعویٰ کیا کہ (معاذ اللہ) انہیں خدا کی طرف سے الہام ہوا۔

(۱) انت منی بمنزلہ اولادى (تو مجھ سے ہے بطور میری اولاد کے)

(دافع البلاء مصنفہ مرزا ص ۷۶)

انت منی وانا منك (تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے)۔ دافع البلاء صفحہ ۷۶

(۲) انت منی بمنزلہ ولدے (تو مجھ سے ہے بطور میرے بیٹے کے)

(تحقیقہ الوحی ص ۸۴) NAFSE ISLAM.COM

(۳) اسمع ولدے! (اے میرے بیٹے سن) البشری جلد اول ص ۴۹

(۴) انت من ماننا وهم من قشل (تو ہمارے پائی (نطفہ) سے ہے اور وہ

لوگ خشکی سے۔ (الرعیین نمبر ۳، ص ۳۴)

میں نے اپنی تقریر میں مرزا صاحب کے انہی کلمات کا حوالہ دیا اور یہ بتایا

کہ خدائے قدوس کی شان کا آیہ گم بلیلہ و گم بؤلڈ میں بیان اس کا فرمان کہ گم

بیتخڈ و لڈا۔ مگر جناب مرزا صاحب نے کھلے لفظوں میں ابیت خدا کا دعویٰ کیا۔ مرزا

جی کے حمایتی جناب حافظ جی اپنی دوورتی میں اس کے متعلق جو حروفِ ثنائت تحریر فرماتے

ہیں وہ بالکل ایسے ہی ہیں جیسے سکوں اور یہودیوں کی طرف سے حضرت مسیح و حضرت

عزیر کی ابیت خدا (معاذ اللہ) ثابت کرنے کیلئے پیش کئے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ

وہ بھی کہہ دیں گے کہ ہم ان کو ایسا حقیقی بیٹا تو نہیں کہتے جیسے کسی انسان کا بیٹا دوسرا انسان ہوتا ہے۔ بلکہ ایسا ہی بیٹا کہتے ہیں جیسا مرزا صاحب نے اپنے آپ کو بنایا اور اسی جرم میں قرآن کریم نے ان کے حق میں یہ حکم نافذ فرمایا کہ:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ (پ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۷۳، ۷۴) یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا۔

پس جو جواب اس موقعہ پر نصاریٰ و یہود کیلئے ہے وہی جواب مرزائیوں کیلئے ہے۔ اسلامی علم مناظرہ کی کتابیں ایسے جوابوں سے بھری ہیں جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ آئیے

فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ (پ ۲، سورہ البقرہ آیت ۲۰۰) سے حافظ جی کا

استدلال کرنا اور اپنے مقتدا کی اس دریدہ و بستی پر وہ ڈالنا ظلمات کا بعضہا فوق بعض (پ ۸، سورہ نور آیت ۴۰) کا صدق کیا کہ مطلب نہایت سیدھا سادہ

باب کو ہر وقت دل و زبان سے یاد کرتے رہتے ہو اور ایشد ذکر اسے اس پر مزید تاکید ملے اور حقیقت میں مرزا انہوں کا یہ عذر یہود و نصاریٰ سے بہت کمزور ہے کیونکہ مرزا کے لفظ اس معنی کا کمال نہیں رکھتے کیونکہ اگر ان اور والد کے معنی مطیع، مخلص، مستحق رحمت و شفقت فرض کیے جائیں تو پھر بمنزلہ کا کیا کام انت والد کے کیوں ناکافی بایہ مطلب ہے کہ تو مطیع و مخلص تو نہیں غفور و کرم سے بمنزلہ مطیع کے قرار دیا جاتا ہے جیسے کسی سے کہیں کہ تو بمنزلہ شریف کے ہے تو یہ اس کی توہین ہوگی اگر یہ معنی ہوں اور مرزا مطیعین و مخلصین میں حقیقتاً داخل نہ ہو تو پھر امام و مجدد اور صاحب الہام کیسے ہو سکتا ہے تو لا محالہ بہت ہی پرہیز کرنے کے بعد بھی یہ کہنا پڑے گا کہ مطلب یہ ہے کہ مرزا حقیقی و صلی بیٹا تو نہیں مگر معاوۃ اللہ خدا کے صلی بنے کے برابر اس کو بیارا یا اس کا مطیع ہے تو اگرچہ مرزا نہ سبھی خدا کیلئے صلی بیٹا تو مانا کوئی جواب مرزا کی یہ تاہم وہ صلی بیٹا کون سا ہے جس کے بمنزلہ ہونے مرزا کو دعویٰ ہے مرزا انہوں نے جو معنی تراشے وہ ہر امتیوں کے مقولہ لے آئے اللہ یا یہودیوں کے قول عز یا من اللہ میں چلتے تو چلتے مگر مرزا کی عبارت میں کسی طرح چل ہی نہیں سکتے۔

صاف کہ خدا کو اسی طرح ہر وقت یاد کرتے رہو۔ جس طرح تم اپنے محسن اگر معاذ اللہ  
معاذ اللہ اس آیت سے حافظ جی خدا کا باپ ہونا ثابت کر رہے ہیں تو کچھ تعجب نہیں  
کہ یَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبْنَاءَهُمْ۔ (پ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۳۶)

(وہ لوگ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے  
بیٹوں کو) کی آیت سے توبہ توبہ عیاذ باللہ) سرکار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو..... اپنا  
کہہ بیٹھیں گے۔ حدیث کا پڑھنا اور سمجھنا اہل علم کا کام کہہاں حافظ جی اور کہاں اس  
اہم کام کا سرانجام انہیں جب عیال اور اولاد کے الفاظ کا لغوی فرق بھی نہیں معلوم  
مثنوی مولانا روم کے شعر سے استدلال تو کیا کرتے اسے موزوں لکھ بھی نہ سکے اس  
جہالت کے باوجود خدا ہی جانے جواب کی جرات کس صورت سے ہوئی سچ ہے۔  
اذ فایک ال حیاً فافعل ما شئت یحییٰ باش و ہرچہ خواہی کن۔

اس دھوکے میں جاہل نہیں شاید کوئی اجہل آجائے تو آجائے معمولی عقل والا بھی جان  
لے گا کہ اگر مرزا صاحب کی مراد وہی معمولی رشتہ تھا جو خالق و مخلوق میں ہوتا ہے تو ان  
کی ذات کی تخصیص کیا معنی رکھتی ہے۔

پھر مرزا جی نے تو پردہ ہی اٹھا دیا نمبر ۴ میں تو من مافنا (ہمارے پانی نطفہ  
سے) تک کہہ ڈالا۔ بلکہ اس سے بھی اور آگے بڑھے انسا منک کہہ کر معاذ اللہ  
اس مطلب کو بھی بڑھا دیا جس کے مضمون سے ایک ایماندار لرزہ میں آجائے۔

## فہم قرآن

بفتحوائے آیت لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ (پ ۲۷، سورۃ القمر آیت ۱۷) یہ بالکل صحیح ہے کہ قرآن کریم کے مضامین اس درجہ آسان ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بتانے اور اس ارشاد کے مطابق اُن کے صحابہ تابعین و علمائے اُمت کے سمجھانے سے بہت جلد سمجھ میں آ جاتے ہیں لیکن اس کے معنی یہ لینا کہ ہر بے علم جس کو عربی پڑھنی بھی نہ آتی ہو اپنی رائے اور اپنی سمجھ کے مطابق جو معنی چاہے کرے جو مطلب چاہے نکال لے وہی جھل مرکب ہے جس کی خبر خبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی دی ہے کہ **فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** (متفق علیہ مشکوٰۃ شریف ص ۳۳) بغیر علم کے فتوے دیں گے خود بھی گمراہ ہو گئے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

حافظ جی نے اس بیان میں کوئی نیا کمال نہیں دکھایا وہی کہا جو ہمیشہ جھلا کا شیوہ رہا۔ اس بات کو ایک عامی بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب تک کوئی شخص ایک زبان ہی کو نہ جانے تو اس زبان کی آسان سے آسان کتاب کو بھی کیسے سمجھ سکتا ہے کسی زبان کے جاننے کیلئے اس زبان کے قواعد کا جاننا ضروری ورنہ غافل و مبتدا و خبر ماضی و مستقبل و حال و امر میں کیسے تمیز کرے گا اسی کو صرف دُخو کہتے ہیں۔

اردو یا فریج کے جاؤ بے جا ترجموں کو پڑھ لینے کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ اس نے معانی قرآن کریم کو پالیا شانِ نزول آیات و تفسیر نبوی کے مطالعہ کے بغیر یہ نتیجہ نکال لینا کہ صحیح طور سے مطالب قرآن پر عبور ہو گیا۔ ایک جاہلانہ ہم نہیں تو کیا ہے؟

شان نزول آیات ہی سے یہ پتہ چلے گا کہ کون سا حکم مقدم ہے اور کون سا مؤخر۔ حافظ جی کو ابھی نسخ اور اختلاف کے لغوی فرق کی بھی خبر نہیں تو وہ میرے جملوں کا مطلب کیا سمجھتے۔ اگر سمجھنا چاہتے ہیں تو میں تیار ہوں۔ شاگردوں کی صورت میں آئیں میرے علامہ کے زمرہ میں شریک ہو جائیں۔ طالب علموں کی طرح پہلے صرف ونچو پڑیں۔ ادب سیکھیں۔ جب تفسیر پڑھانے کا وقت آئے گا میں ان کو متادوں گا کہ نسخ کسے کہتے ہیں اور منسوخ کسے؟ کتنے احکام نسخ ہیں اور کتنے منسوخ۔ نیز یہ بھی سمجھا دوں گا کہ نسخ حکم دوسری چیز ہے اور اختلاف واقعات دوسری چیز۔

وحی الہی قرآن کریم یقیناً اختلاف سے قطعاً پاک نہ اس کے الفاظ میں اختلاف نہ معانی میں مخالف۔ نسخ احکام حکمت ربانی پر دلیل۔ نسخ کو اختلاف کہنا کسی جاہل نہیں اچھل ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

خدا کے کلام میں تو نہ اختلاف ہے نہ ہو سکتا ہے ہاں جھوٹے الہام کی یہی پہچان کہ اس میں اختلاف ہو گا چنانچہ اگر حافظ صاحب کو غلط ہے تو ذیل کی مثال سے دیکھ لیں۔

## اختلاف واقعات گذشتہ

(۱) مرزا جی اپنی کتاب براہین احمدیہ میں (۱) مرزا جی اپنی کتاب ازالہ اوہام ص ۶۱ (جس کے متعلق یہ دعویٰ ہے کہ الہام الہی میں فرماتے ہیں۔ لکھی گئی) فرماتے ہیں ص ۳۹۸

”جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا اور ”میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا

میں تشریف لائیں گے تو انکے ہاتھ سے دین اسلام حج آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا“ رنگ میل ہو کر وعظہ کے مطابق تو آیا ہے“ اور انہی مسیح علیہ السلام کا دوبارہ آنا مستحکم اور ان کی حیات کی خبر ۱۸۸۵ء ۱۶-۵۷ حیات نئے انکار

فاعتبر وایا اولی الابصار

## اختلاف واقعات آئندہ

مرزا جی کا دعویٰ ہے کہ انہیں الہام ہوا کہ مرزا جی کوئی الجملہ تسلیم ہے کہ پیش گوئی (محمدی بیگم) انجام کار تہارے نکاح میں پوری نہیں ہوئی ملاحظہ ہو۔ آئے گی۔۔۔ آخر کار ایسا ہی ہوگا۔ خواہ پیشگوئیاں کچھ ایک دو نہیں بلکہ اس قسم کی سو سے زائد پیشگوئیاں ہیں۔۔۔۔۔ بھڑان بیوہ کر کے۔۔۔۔۔ یہ بات میرے رب کی سب کا ذکر نہ کرنا اور بار بار احمد بیگ کے

طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے داما اور آتھم کا ذکر کرنا کس قدر مخلوق کو  
..... تروج سے مراد خاص تروج ہے جو دھوکا دینا ہے۔ (تحفہ گولڑیہ۔ ص ۳۹)  
بطور نشان ہوگا..... اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ  
پیشگوئی پوری نہ ہوگی۔ (کتب مختلفہ مرزا)

نوٹ: ادھر اصرار پر اصرار ہے بلکہ قسم  
محمدی بیگم سے نکاح اور آتھم کی موت کی  
پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں پھر ان پر  
کے صدق کا معیار۔

مجھے کھسیانا کیوں بناتے ہو جو پوری ہو  
انکس انکس کیوں نہیں ذکر کرتے اس کا  
جواب یہ ہے کہ آپ ہی نے لکھا تھا کہ یہ  
میرے سچے یا جھوٹے ہونے کی کوئی چیز

SEISLAM.COM

TURAL PHILOSOPHY

UNAT WAL JAMAAT

## واقعات حال باعتبار مرزا صاحب

مرزا صاحب فرماتے ہیں آسمانی فیصلہ  
ص ۷۷ ”میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی  
کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“

یہاں نبوت پر اصرار

یہاں نبوت سے انکار

میں اس کی قسم کھا کر کہتا..... ہوں اس  
اے لوگو دشمن قرآن مت بنو اور خاتم النبیین



کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو  
 نے مجھے بھی اپنے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف  
 بخشا اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں  
 جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔

یہاں بعد خاتم النبیین دروازہ وحی نبوت  
 کو بند مانا  
 جانا

ہمیں اُمید ہے کہ ان مثالوں کو دیکھ کر شاید حافظ جی کی سمجھ میں یہ تو آ جائے  
 کہ اختلاف اسے کہتے ہیں خدا کے کلام خدا کے الہام میں اس اختلاف کی مثال ہی  
 نہیں سکتی۔ ہاں تنخ کی مثال اگر سمجھنا چاہیں تو اس بحالہ میں ہم اشارتا انہیں انہی کی تحریر  
 یا دلائل کے کہ تحویل قبلہ کا حکم تنخ ہے اپنے قابل کے لئے۔ باقی جس میں عقل ہو  
 وہ سمجھ لے۔  
 THE NATURAL PHILOSOPHY  
 OF A. L. S. NAT. WAL. JAN. 1

## بیٹے کی پیش گوئی

حافظ جی ہمیں الزام دیتے ہیں کہ ہم نے مرزا صاحب کے موعومہ الہام میں  
 تحریف سے کام لیا اور عبارت کے پہلے فقرہ کو چھوڑ دیا یعنی انسا نبشر ک بغلام  
 مظهر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء کہ ہم تجھے ایک لڑکے کی  
 بشارت دیتے ہیں کہ جس کے ذریعہ خدا کی ذات اور اس کی عظمت کا ایسے رنگ میں  
 اظہار ہوگا کہ گویا خدا آسمان سے اتر آیا۔

ہم اس عبارت پر تنقید نہیں کرتے اس لئے کہ کوئی اہل علم مخاطب ہوتا تو علمی

غلطیاں بتاتے۔ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ حافظ جی کو اتنی بھی خبر نہیں کہ مظہر اسم ہے یا فعل  
ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ عربی عبارت کے ترجمہ میں حافظ جی نے کس قدر تحریف کی  
جس کے ذریعہ اور ایسے رنگ میں ان دونوں کلموں کیلئے عربی عبارت میں کوئی لفظ نہیں۔

ہم اصطلاحات نحو کی رو سے عربی عبارت کی ترکیب کرتے ہوئے یہ بھی نہیں ظاہر  
کرتے کہ مشبہ کون ہے۔ مشبہ بہ کون اور وجہ شبہ کیا؟ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ صفت کیا  
ہے اور موصوف کون؟ ہم اس مضمون کو بھی اس وقت سامنے نہیں لاتے کہ حضرت مسیح  
کے آسمان پر خدا کے پاس جانے کا عقیدہ رکھنے کے سبب تو مرزائی لوگ مسلمانوں پر  
شرک کا الزام لگاتے اور یہ کہتے ہیں کہ خدا کو آسمان پر مان لیا مگر یہاں اللہ کے آسمان  
سے اترنے کا خود اظہار کیا۔ (معاذ اللہ)

میں تو اس وقت صرف اس قدر کہ ہم نے جو اعتراض کیا وہ صحیح تھا  
یعنی مرزا صاحب نے پیش گوئی کی کہ ان کے ایک بیٹا ہوگا اور اس بیٹے کی صفت بیان  
فرمائی کہ گویا خدا آسمان سے اتر آیا۔ ادنیٰ عقل والا بھی سمجھ جائے گا کہ ”مظہر الحق  
والعلاء“ اور کان اللہ نزل من السماء دونوں فقرے اس غلام (لڑکے) کی صفت  
کا اظہار کر رہے ہیں۔ پس اس غلام کو اللہ سے تشبیہ دی جانی ظاہر اور اعتراض ثابت۔

دوسرے یہ امر کہ اس پیش گوئی کے مصداق مرزا بشیر محمود صاحب ہیں یا  
کون؟ اس کا فیصلہ خود مرزا صاحب کی تحریروں سے یا سانی ہو سکتا ہے۔ اس پیش گوئی  
کی خبر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو دی گئی مگر قدرت خدا اس جھوٹ کا اظہار اللہ کو منظور تھا۔  
اس وقت کے حمل سے لڑکی پیدا ہوئی کہ لڑکا۔ جب اہل حق نے مرزا جی کو شرمایا اور

پیش گوئی کا غلط ہونا بتایا تو جھٹ سے اشتہار دے ڈالا کہ اس حمل کی شرط نہ تھی وہ موعود  
 بیٹا اس کے قریب دوسرے حمل سے ہوگا۔ آخر ۱۷ اگست ۱۸۸۷ء کو ایک اشتہار دیا  
 جس میں اعلان کر دیا کہ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے  
 بعد وہ موعود لڑکا پیدا ہو گیا۔

تب قدرت خدا نے یہ تماشا دکھایا کہ چند ہی روز بعد وہ لڑکا مر گیا۔

اب ناظرین فیصلہ کریں کہ مرزا جی نے تو وہ ساری خوبیاں ۷ اگست  
 ۱۸۸۷ء کو پیدا ہونے والے لڑکے میں بتائی تھیں۔ حافظ جی کہتے ہیں کہ میں ان کے  
 مصداق جناب بشیر محمود صاحب ہیں۔ مرزا جی کے الہام کا اختلاف تو ظاہر ہی تھا  
 یہاں گرو اور چیلے میں بھی اختلاف ہو گیا۔ وہ مرنے والے کو سب کچھ ظہرائیں۔ یہ  
 جینے والے کو جنس و چنان بتائیں۔ پھر اور آگے بڑھیے حافظ جی کے مدوح جناب  
 مرزا بشیر محمود صاحب کے اوصاف خود مرزا جی کے ان زبردست ممتاز حواری کی تحریر  
 میں دیکھئے جن کو مرزا صاحب نے معاذ اللہ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کی جگہ دی  
 جن کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام اترنے والے ہیں یعنی  
 جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی۔ وہ تحریر فرماتے ہیں ”صاحبزادہ میاں بشیر  
 الدین محمود احمد صاحب بوجہ اپنے عقائد فاسدہ پر مصر ہونے کے میرے نزدیک اس  
 بات کے اہل نہیں کہ وہ مرزا صاحب کی جماعت کے خلیفہ یا امیر ہوں اس لئے میں  
 اس خلافت سے جو ارادی ہے سیاسی نہیں ان کا عزل کر کر عند اللہ وعند الناس اس  
 ذمہ داری سے بری ہوتا ہوں..... میں یہ بھی اطلاع دیتا ہوں کہ ان عقائد کے باطل



## مقابلہ و مناظرہ و مہابلہ اور آخری فیصلہ

مرزا صاحب مناظرہ میں کسی عالم ربانی کے مقابلہ کی کبھی تاب ہی نہ لائے مہابلہ کیلئے خود ہی بلایا پھر پیر مہر علی شاہ صاحب مدظلہ معہ اپنے فرزندوں کے تشریف لائے مگر مرزا جی نے منہ نہ دکھایا۔

ہماری تقریر میں مرزا جی کے دعاوی کے ذیل میں جب ان کے مذکر سے موٹ بننے کا دعویٰ سامنے آیا تو حافظ جی کو بہت ناگوار ہوا۔ ان کا جھنجھلاہٹ اشتہار کی

اس عبارت سے ظاہر ہے۔  
کاش اس وقت جب ہم نے بلایا تھا سامنے آتے تو ہم مرزا جی کا سارا کچا چٹا انہی کی کتابوں میں دکھاتے۔

شرم کے بارے اس وقت تو پردہ ہی میں رہے اب..... کی طرح ہمیں بددعا کیں دیتے ہیں دیا کریں۔ ہم الحمد للہ اعلائے کلمہ حق کر چکے اور کرتے رہیں گے

## وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاءُ الْمُبِينُ

(بقیہ ص ۴۴) کانہی جرات نہ کرے گا۔ یہ خدا کی شان تو کیا ہو سکتی ہے۔ تمیز دار انسان بھی ایسا نہیں کرتا کہ قلم کو اس بے تمیزی سے چمڑے کے کپڑوں پر چھینٹ آئے۔ یہ خدا کے ساتھ تمسخر ہے جس خدا کی شان یہ ہے اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (پ ۲۳ سورہ طہ ص ۸۲) جو سارے جہان کو کن کے امر سے موجود فرما دے وہ ایک دھنچک کیلئے قلم سیاہی کاغذ کا حجاب ہو تو الوہیت اور شان واجب کے منافی ہے۔ واللہ غنی عن العالمین۔ اس کیلئے ایسا امر ثابت کرنا جس سے احتیاج لازم آئے اس کی خدا کی انکار اور کفر ہے پھر قلم کے ہاتھ میں لینے کیلئے ایک (باقی اگلے صفحہ پر)

نوٹ: اس عجلہ میں اسی قدر کافی نمبر ۳ دوورقی کا جواب انشاء اللہ جہاز میں بیٹھ کر لکھیں گے۔ اب وقت بالکل نہیں۔ امید کہ اس عجلت کے سبب اگر کچھ سبب ہو۔ ناظرین اسے معاف فرمائیں۔

محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی

۵۴ (بقیہ حاشیہ) ہاتھ اور جسمانی ہی مانا پر اس کی کہ مادیات کے ساتھ اقران و تلبس تجرد و محنت کے منافی ہے یہ دلائل کفر ہوا۔ تیسرا کفر علم قدرت کا انکار ہے کہ اس کو خیر میں ایک دستخط کیلئے کئی سیاتی دور کا رہے اور یہ اختیار کس نے جتنی دور کا رہے قلم میں آئی ہی آئے۔ البتہ اختیاری و بے علمی سے قلم روات میں ڈالا اور اندھا دھند سیاتی بھری بعد کو معلوم ہوا کہ یہ تو زیادہ ہے تو یہ قدرت نہ تھی کہ قلم میں ٹوکی رہتی اور حسب ضرورت کاغذ پر لگتی اپنی اس مجبوری و بے اختیاری کی وجہ سے زیادہ سیاتی قلم سے نکالنا پڑی مگر نکالنے کیلئے اتنی تمیز نہ تھی کہ روات میں واپس کر دی جاتی نہ یہ سلیقہ تھا کہ روات میں جھٹکادیا جانا یا کسی اور طرف جھٹکا بھی دیا تو ایسا کہ تمہیں سر زانگی کے پڑوں پر گر میں شان الہی کے ساتھ تسخیر ہے اور کفریات سے لبریز۔ فسوس مرزائیوں کی لوح قلب استقدر کند ہوگئی ہے کہ وہ ایسے بے ہودہ کفریات کو تسلیم کرتے ہیں اور حافظ صاحب کا یہ قول کہ مادی سیاتی پر کیا اعتراض ہے۔ خدا نے اتنا بڑا جہان مادی پیدا کر دیا اور زیادہ فسوس تاک کہ جہالت ہے کیا خدا نے جو کچھ پیدا کیا ہے اس سبب کا استعمال بھی اس کیلئے ثابت کرنا جائز ہے۔ یہ اعتقاد ہے تو خدا کھانا پانی پینا یا وہ شادی کرنا بی بی بچہ والا ہوتا سب اس کیلئے ثابت کر دو گے۔ تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً مادیات کا پیدا کرنا کہاں اور کہاں ان کا استعمال کرنے لگنا اس عقل پر ہزار ترف۔

مَسْجِدًا وَحَامِدًا وَمُحَمَّدًا جَلَّ وَعَلَا  
وَمُصَلِّيًّا وَمُسَلِّمًا مُحَمَّدًا سَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَصَلَّى

## مرزائی حقیقت کا اظہار

(۳)

جناب مرزا صاحب قادیانی کا ایمان باللہ اور اُس کی حقیقت  
کسی مدعی مہدویت و مسیحیت میں علامات مہدی و مسیح دیکھنے کی ضرورت  
اُس وقت ہو جبکہ پہلے اس کا راست باز اور مسلمان ہونا ثابت ہو جائے۔ زبان سے  
اَمِنْتُ بِاللّٰهِ اِنّی پڑھنا لوگوں کے دکھائے کیلئے نمازیں پڑھنا روزہ رکھنا یا  
نوافل رضائے بدل کے ذریعہ حج کرنا یا زکوٰۃ دینا اسلامی عدالت میں کیونکر قبول ہو  
سکتا ہے؟ جبکہ ان کے کلمات سے صراحت کفر والحاد کا اظہار ہو رہا ہو۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّواْ وُجُوْهُكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ  
الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (پ ۲ سورۃ البقرہ، آیت ۱۷۷)۔ مرزا صاحب کا  
لاکھ بار اَمِنْتُ بِاللّٰهِ کہنا بھی انہیں مومن نہیں بنا سکتا جبکہ اس عدائے حق و قوم ملک و  
قدوس کی شان میں اُن کے حسب ذیل کلمات موجود ہیں۔ (توضیح المرام ص ۳۳)

ایمان باللہ: ”یہ مجموعہ عالم خدائے تعالیٰ کیلئے بطور ایک اندام واقع ہے۔ قوم  
العالمین (یعنی خدا) ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار حیر اور ہر

ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض و طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریخیں بھی ہیں۔ (معاذ اللہ من ذالک)  
یہ ہے ایمان باللہ۔ یہ خدا کی صفات ہیں اس پر مرزا کو مومن باللہ بتایا جاتا ہے جس سے انھیں کفر بھی شرم جائے۔ شرم۔

ایمان بالرسول: اللہ کے رسولوں پر ایمان کیسے ظاہر ہو جبکہ انبیاء کی شان میں کھل کھل کر گستاخیاں کرتے اور خود اپنے آپ کو اولوالعزم صاحب شریعت پیغمبروں سے بھی افضل بتاتے ہیں۔ ان کا مشہور شعر ہے:

www.KitaboSunnat.com  
ایک منہم کہ حسب بیانات آدم

(اور بعض نمونہ پہلے بیان ہوئے بعض آئندہ آتے ہیں) پھر غیر انبیاء کو نبی مانتے اور پیغمبر بتاتے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس کوئی سند نہیں۔

ایمان بالملائکۃ: ملائکہ پر ایمان کا حال ان اقوال سے ظاہر (توضیح المرام ص ۳۰)  
”ملائکہ ستاروں کی ارواح ہیں۔ وہ ستاروں کیلئے جان کا حکم رکھتے ہیں لہذا وہ کبھی ستاروں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ جبریل جس کا سورج سے تعلق ہے“۔ الخ۔

ایمان بالکتاب: کتاب الہی قرآن کریم کے متعلق ان کا یہ خیال

(ازالہ الاوہام ص ۲۱ تا ۲۵)

۱۔ انھیں سب سے زیادہ منحوس



”قرآن دنیا سے اٹھ گیا تھا۔ میں اس کو دوبارہ آسمان سے لایا ہوں“ پھر جو قرآن لائے اور جس طرح اس کو پیش کیا اس کی کیفیت کچھ ذکر ہوئی کچھ آئندہ آئے گی کہ الفاظ کا بدلنا تو محال تھا معنی پر ہاتھ صاف کرنے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ جو معنی ان کے نفس نے بتائے وہ کہے نہ ان معنی سے غرض رکھی جو صاحب وحی و کتاب (ﷺ) نے بتائے نہ اس تفسیر سے مطلب جو صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے فرمائی۔

ایمان بالیوم الآخر: یوم الآخر کا ڈر اور خوف۔ قیامت پر ایمان کی دلیل بنتا مگر ان کی پرائیویٹ زندگی ان کی دلیری پر دلالت کرنے والی جس کی طرف سر دست اشارہ ہی کافی۔ جب اَمْسَتْ بِاللهِ رَحْمَةً کے ایک ایک شعبہ میں ان کا یہ حال ہے تو اب نماز روزہ و زکوٰۃ و حج کو دیکھنا فضول خیال۔

اگر بالفرض و انتقد یہ جناب مرزا صاحب خود ہی حج فرما لیتے تو بھی ان کلمات کفریہ کے ہوتے ہوئے وہ مسلمان ہی کیسے کہلاتے۔ مسیح یا مہدی ہونا تو دوسری چیز۔ مسیح بن مریم علیٰ نبینا و علیہا السلام تو جو ہیں وہ ہیں ان کے حج کی شان کا حدیث شریف میں اس طرح بیان نہ اس میں خواب کا تذکرہ نہ تعبیر کی ضرورت۔ (مسند امام احمد)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَهْلَنَ عِبْسِي بَنُ مَرْثَمَ بَفَحِ الرُّوحَاءَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَوْ بَيْنَهُمَا جَمِيعًا۔

مرزا جی نے تو اپنے مرعومہ الہام سے پیش گوئی بھی فرمائی کہ (میکزین ۱۳ جنوری ۱۹۰۶ء) ”ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں“ مگر مرنا تو کجا جانا بھی نصیب نہ ہوا

## احمد نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا نام نامی واسم گرامی احمد ہے۔ اس لئے کہ قرآن کریم نے صاف لفظوں میں فرمایا وَاذْكُرْ اِذْ قَالَ عِيسٰى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِيَّ اَمْرًا اَيْتِلْ اِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ الْبَكْمُ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِي مِنْ بَعْدِي اَسْمُهُ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ (پ ۲۸، سورہ الصف آیت ۶) جب عیسیٰ بن مریم (علیہا السلام) نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف خدا کا رسول ہوں تو رات جو میرے آگے ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور ایک (بڑے عظیم الشان) رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد ہی تشریف لائیں گے جن کا نام نامی احمد ہے۔ (ﷺ) پس جب وہ (احمد نامی رسول) دیلوں کے ساتھ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

(۱) قرآن کریم نے فَلَمَّا جَاءَهُمْ (پس جب وہ ان کے پاس تشریف

لائے) کہہ کر یہ بتا دیا کہ قرآن کریم اترنے کے وقت وہ احمد (ﷺ) آچکے تھے۔

(۲) مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ (ایک بڑے عظیم الشان رسول کی بشارت دینے والا ہوں)

کی تفسیر خود نبی اکرم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے فرمائی۔ (الشرح الن)

عَنْ عُرْبَابِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ

قَالَ اِنِّي عَسِيْدُ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَاِنَّ اَدَمَ كُنْتُ جَدِيْلٌ فِيْ طَيْبَتِهِ وَ

سَأَخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ أَمْرٍ دَعَا إِبْرَاهِيمَ وَبَشَارَةَ عِيسَى (الحديث)

(مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اسی وقت سے اللہ کے نزدیک نبیوں کا ختم کرنے والا لکھا ہوا ہوں جبکہ یقیناً آدم علیہ السلام اپنی گندھی ہوئی مٹی ہی کی حالت میں تھے۔ میں تمہیں اپنا پہلا امر بتاؤں کہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت۔

۵۔ بشارت عیسیٰ مریم نے دی تھی جن کے آنے کی

وہی ختم الرسل بعد ان کے احمد بختی آئے

(۳) من بعدی (میرے بعد نبی) کی تفسیر بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے معلوم کیجئے وہی حدیث شریف جو آپ سے پہلے بھی پڑھ چکے اب پھر ملاحظہ فرمائیے اِنِّیْ اَوَّلِی النَّاسِ بِعِیْسَى بْنِ مَرْیَمَ الخ۔ میں عیسیٰ بن مریم کے لئے سب سے اولی ہوں اس لئے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں اور یقیناً وہی قیامت سے پہلے تمہاری طرف اترتے والے ہیں۔ پس دعائے ابراہیم علیہ السلام بشارت عیسیٰ علیہ السلام احمد بختی وہی محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ سلم اللہ علیہ وعلیٰ خواتم احمد کہہ کر اپنا نام نامی بتا رہے ہیں ان کے سوانہ قرآن کریم نے کسی اور احمد کے آنے کی خبر دی نہ یہ بتایا کہ انہیں لوگ اسلام کی طرف بلائیں گے۔

یہ قرآن کریم پر لافز اور کھلا جھوٹ ہے۔ فَتَجْعَلُ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلٰی

الْكَافِرِیْنَ۔ (پ ۳، سورۃ آل عمران آیت ۶۱) حضرت عیسیٰ بن مریم اور حضرت مہدی آخر

الزمان سلام اللہ علیہ دونوں حضرات کی تشریف آوری کی کھلی کھلی علامتیں احادیث طیبہ میں بیان فرمادی گئیں۔ نہ وہ سچے اسلام سے دور ہو گئے نہ کوئی سچا عالم ان سے اسلام کا ثبوت مانگے گا نہ ان پر کوئی سچا عالم کفر کا فتویٰ دے گا۔ اِنْ هٰذَا اِلَّا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔

ہمارے ناظرین جن کو مرزائی حقیقت کی ابھی پوری طرح خبر نہیں شاید حیران ہونگے کہ کیا قصہ ہے پہلے پرچہ میں تو حافظ جی صاحب جناب مرزا جی کی مجددیت و امامت کی تبلیغ فرما رہے تھے۔ پھر مسیحیت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اب نمبر ۳ میں اوّل انہیں احمد نبی کہا جا رہا ہے اور پھر مہدی بھی بتایا جا رہا ہے۔ آگے چل کر انہیں کرشن جی بھی تسلیم کیا گیا۔ آخر یہ معما کیا ہے؟ مرزا جی ہیں یا ایک معجون مرکب؟ حافظ جی کوئی خواب دیکھ رہے ہیں یا ان کے قوائے دماغی کسی علت کے سبب خیالات پریشان پیش کر رہے ہیں؟ ہم انہیں بتائے دیتے ہیں کہ اس میں بے چارہ حافظ جی کا قصور نہیں:

در پس آئینہ طوطی صفقت داشتہ اند

انچہ استاد و بگفت است ہماں ی گوید

طوطے کو جیسا سبق پڑھا دیا جاتا ہے وہ اسی کو دہرایا کرتا ہے۔

حافظ جی تو ہمارے سامنے آتے تب ہی انہیں دکھاتے مگر اب ناظرین دیکھیں ہم انہیں بتائے دیتے ہیں مرزا جی کا حال ہی یہ ہے کہ وہ اپنے حرم و مہالہاموں میں کبھی ۱۔ خدا بنتے ہیں کبھی ۲۔ خدا کے بیٹے کبھی ۳۔ تخلیت کے ایک رکن۔ کبھی

۱۔ کتاب البریہ ص ۷۸ و آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۳

۲۔ واقع البلاء ص ۷۶ ۳۔ ملاحظہ ہو توضیح المرام ص ۲۰۱

رسول ص صاحب شریعت، کبھی ۵ نبی غیر صاحب شریعت، کبھی مسیح ص، کبھی مہدی ص۔ کبھی مجدد اور پھر کبھی کرشن بلکہ اسی پر بس نہیں کبھی مرد کبھی عورت۔ اگرچہ ہماری تہذیب ہمیں یہ طرفہ تماشائیش کرنے کی اجازت نہیں دیتی مگر حافظ جی ہمیں جھوٹ کا الزام دے رہے ہیں۔ لہذا ہم حوالہ نقل کرنے کیلئے مجبور۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ انہیں الہام ہوا۔

(۱) ”بابوالہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے مگر وہ حیض بچہ بن گیا ہے اور ایسا بچہ جو بخیر اولہ اطفال اللہ ہے۔“ (ناظرین سوچ لیں کہ حیض کس کو آیا کرتا ہے)۔

نیز فرماتے ہیں: (۲) خدا نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں تیرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے یہ ظاہر ہے۔ ۲ برس صفت بریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں پرورش پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کچھ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا (پھر اسی صفحہ کے آخر میں فرماتے ہیں) پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے درودہ ختم کھجور کی طرف لے آئی۔ الخ۔

(ص ۴۶، ۴۷) کاغذی کشتی نوح مصنفہ مرزا

عبارات بالا میں ناظرین کو ایک الجھن رہ گئی ہوگی کہ (مرزا صاحب کو) حاملہ

ٹھہرایا گیا، جل ٹھہرانے کی تفصیلی صورت ذکر نہیں فرمائی گئی۔ اس لئے بقول کے  
ع..... اگر پدرنوا اند پر تمام کند۔

اس کی تفصیل مرزا صاحب کے ایک فرزند روحانی نے فرمادی ملاحظہ کیجئے۔  
ٹریکٹ اسلامی قربانی ص ۳۴ مولفہ یار محمد مرزائی مطبوعہ ریاض ہند پریس۔

”کشف کی حالت آپ (مرزا صاحب) پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا  
آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت (مرداگی) کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔  
سمجھنے والے کیلئے اشارہ کافی ہے۔“ (معاذ اللہ اب بھی اشارہ ہی رہا لاحول ولاقوۃ الا  
باللہ) یہ عبارتیں اگر کسی ایسے شخص کے مقابلہ میں پیش کی جاتیں جس میں غیرت اور  
شرم کا خفیف سا نقطہ بھی باقی ہوتا تو غالباً وہ اس کے بعد پبلک کو عمر بھر نہ دکھاتا۔  
جناب حافظ جی صاحب شاید ہی غور فرمائیں کہ نمبر ۱۱ دور قی کے ص ۳۲ کالم ۲ سطر ۱۹ کی  
لغت کس پر پڑی اور ابلا بادل کس کس پر پڑتی رہے گی۔

ناظرین نے مرزا جی کے مریم و عیسیٰ بننے کا حال تو معائنہ فرمایا اسی پر ان  
کے آدم و نوح وغیرہ بننے کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔ ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ حافظ جی کو یہ  
لکھتے ہوئے اس امر کا ذرا بھی خیال نہ آیا کہ ان کی تحریر کسی اہل علم کے سامنے بھی  
جائے گی۔

آئینہ کی مثال دے کر بروز و ظہور کے مسئلہ کی تشریح کرتے ہوئے بڑے  
خوش ہو گئے کہ ہم نے سادہ لوح افراد کی دھوکہ دہی کیلئے کافی سامان ہم پہنچا دیا۔ لیکن  
آنکھوں والے دیکھتے ہیں کہ وہ جو حسب فرمان مجبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم شان انبیاء



## سری کرشن جی اور اُن کے روپ

اہل نظر پر تحقیق نہیں کہ سری کرشن جی صاحب ہندو جاتی کے ایک بہت بڑے رہبر مانے جاتے ہیں۔ کسی قدیم تاریخی آدی کے حالات معلوم کرنے کے لئے سمجھدار مفتیشن علوم ہمیشہ پرانے اصلی نسخوں کی تلاش کیا کرتے ہیں چنانچہ سری کرشن جی کے حالات معلوم کرنے کیلئے بھی بجائے زمان حال کے مصنفین کی کتابوں کے ہم اُسی کتاب کے مقالات کی طرف توجہ کرتے ہیں جو خود کرشن جی کی ذاتی کتاب کہی جاتی ہے۔ یعنی بھگوت گیتا۔

اس میں کرشن جی نے اپنے آپ کو جس روپ میں پیش کیا ہے اس کا خلاصہ

ان چند حوالوں کے علاوہ سامنے آجائے گا۔

سری کرشن جی کا ایک روپ یا تصویر کا ایک رُخ

بھگوت گیتا میں کرشن جی فرماتے ہیں:

(۱) اس دنیا کا ماں باپ سہارا اور بایا میں ہوں۔۔۔ سب کا پالنے والا مالک گواہ۔

جائے قرار۔ جائے پناہ۔ دوست۔ باعث پیدائش۔ باعث خاتمہ۔ باعث قیام خزانہ

اور پیدائش کا لازوال بیج میں ہی ہوں۔ اے ارجن میں گری دیتا ہوں۔ میں پانی کو

روکتا ہوں۔ مین برساتا ہوں۔ میں امرت ہوں۔ گیتا۔ ۹: ۱۷-۱۹

(۲) سب دیوتاؤں اور مہرشیوں کی ابتداء بہر حال مجھ ہی سے ہے جو شخص یہ جانتا

ہے کہ میں پرستوی وغیرہ سب لوگوں کا بڑا المیہ شور ہوں اور میرا جنم یعنی آغاز نہیں ہے۔



وہی انسانوں میں سواہ سے آزاد ہو کر سب پاپوں سے چھوٹ جاتا ہے۔ (گیتا ۳:۲۰) (۳) میں سب جانداروں کا مالک ہوں اور پیدائش سے بالآخر ہوں اگرچہ میرے آتم سروپ میں کبھی تغیر نہیں ہوتا مگر میں اپنی پرکرتی (خاصیت) میں قائم رہ کر اپنے مایا سے جنم لیا کرتا ہوں۔ (۳:۶-۸۔ گیتا)

ناظرین نے اس پہلے روپ یا تصویر کے ایک رخ میں دیکھ لیا کہ سری کرشن جی خدائی کا دعویٰ کر رہے ہیں۔

روپ لینے کی حقیقت پر بھی آپ نے غور کر لیا کہ خدا کے اس جسم محدود میں آ جانے کا نام روپ لیتا یا اوتار بننا تیار ہے ہیں۔

یہ ہمہ دل سے جناب مرزا صاحب کی اس بات کی تصدیق کیلئے تیار ہیں کہ یقیناً ان کے اور کرشن جی کے دعوے یکساں ہیں اور ان دعوؤں کے اعتبار سے وہ یقیناً کرشن جی کہے جاسکتے ہیں بطور مثیل مرزا جی کا دعویٰ ملاحظہ ہوا اور پھر دونوں کے دعوؤں کا مقابلہ کر لیا جائے۔ مرزا جی کتاب البریہ ص ۹ پر فرماتے ہیں۔ ”کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اسی حالت میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے آسمان وزمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔۔۔۔۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انسانا انما السماۃ الدنیا بمصابیح پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں۔ الخ۔“

وغیرہ ذالک من الخرافات

## سری کرشن جی کا دوسرا روپ یا تصویر کا دوسرا رخ

بھاگوت پران میں انہی کرشن جی کی دوسری تصویر اس طرح نظر آتی ہے کہ:  
 دریا میں کرشن جی اٹھان فرما رہے ہیں اور گوبھیاں (خوبصورت عورتیں)  
 بھی نہا رہی ہیں۔ کرشن جی گوبھیوں کے کپڑے چھپا دیتے ہیں سب کی سب دریا  
 سے برہنہ نکلتی ہیں۔ اپنے کپڑوں کی تلاش کرتی ہیں سری کرشن جی گوبھیوں سے  
 لذت اندوز ہونے کیلئے اپنے بہت سے جسم پیدا کر لیتے ہیں۔ وغیرہ وکیرہ۔ (ملخصاً)  
 سوک رشی سے راجہ پرکشت پوچھتا ہے کہ خدا تو اتار کے روپ میں اس لئے  
 ظاہر ہوا کرتا ہے کہ سچا دھرم چھپلائے۔ یہ کیسا خدا ہے کہ دھرم کے تمام اصولوں کے  
 خلاف دوسروں کی عورتوں سے "THE NATURE"۔  
 AT زشی جی کرشن جی کے عمل کی تاویل اس طرح فرماتے ہیں کہ "خود دیوتا بھی  
 بعض اوقات نیکی کی راہ سے ہٹ جاتے ہیں مگر ان کے گناہ ان کی ذات پر اسی طرح  
 اثر نہیں کرتے جس طرح آگ تمام چیزوں کو جلانے کے باوجود مورد الزام نہیں ہو سکتی"  
 ان دونوں تصویروں کو دیکھتے ہوئے زیادہ بریں نیست کہ حسن خیال کی بناء پر ہم یہ کہہ  
 دیں کہ یہ دونوں غلط ہیں (وہ محض ایک انسان تھے اور ایسی شرمناک باتیں ہرگز نہ  
 کرتے ہوں گے مگر یہاں تو غور طلب یہ امر ہے کہ تاریخی نقطہ نظر سے بھی دو تصویریں  
 ہمارے سامنے ہیں پس جو حکم بھی دیا جائے گا وہ اسی معلومات کی بناء پر <sup>اور</sup> اس کے بلکہ  
 صرف اس کے ہوتے ہوئے کون صاحب عقل ان کو نبی بتا سکتا ہے؟ اور اس خدائی

خطاب کو ان پر چسپاں کر سکتا ہے۔ درآنحالیکہ خدائی کتاب میں اس کا اعلان ان کی شخصیت پر نہ کیا گیا ہو۔ تصویر کے دوسرے زرخ یا کرشن کے دوسرے روپ کے پہلے حصہ کا تعلق مرزا صاحب سے کیا ہے۔ اس کے متعلق لب کشائی سردست مناسب نہیں معلوم ہوتی لیکن دوسرے روپ کے باب میں سوک رشی جی نے جو کچھ فرمایا اسے دیکھتے ہوئے ہم اس کی تصدیق کرنے میں ذرا تاویل نہ کریں گے کہ بے شک کرشن قادیانی جی کے چلے تھے ان کی بات کو بنانے اور تاویل فرمانے میں ایسے ہی مشاق ہیں جیسے رشی جی تھے گویا مرزا جی اگر کرشن جی کے اوتار ہیں تو وہ سوک رشی جی کے۔ اس لئے کہ کوئی ضرورت تو ہوگی جس کے لئے مرزا صاحب نے اپنا یہ مزمومہ

الہام بیان فرمایا کہ۔  
 "THE NATURAL PHILOSOPHY  
 (۱) اعمال ما شئت قد غفرت لک  
 "جو چاہے تو کئے جاہم نے تجھے بخش دیا"

(۲) اور حافظ جی جیسے چلے آسمانی نکاح والی کے متعلق واقعات میں ایسی ہی عجیب و غریب تاویل فرماتے اور پھر حوالہ لکھتے ہیں کہ:

"لو کہ ۸/۹ برس کی تھی اس پر نفسانی افترا..... حماقت ہے"

شاید انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ دنیا میں کوئی سمجھدار باقی ہی نہیں رہا جو یہ

جانتا ہو کہ اگر بالفرض ۸/۹ برس ہی کی عمر مان لی جائے تو ہندوستان اور بالخصوص پنجاب میں اتنی عمر کی اچھے کھاتے پیتے گھرانوں کی بچیاں کیسی ہوتی ہیں؟

بہر نوع ہم یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ اوتار کہیے بروز کیے یا ظہور سے تعبیر کیجئے

یا آئینہ کی تصویر کو تمثیل بنائیے۔ مرزا جی اپنے دعاوی کے اعتبار سے جو کچھ بھی ہیں کرشن جی کے ہیں۔ اس لئے کہ:

(۱) کرشن جی نے اوتار یا حلول کا مسئلہ سکھایا۔

مرزا جی نے بھی انت منی وانا منک تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں“  
کا مفروضہ الہام سنایا۔ پھر خدا کو معاذ اللہ تیندوے سے تشبیہ دی اور ہاتھ پیر والا بھی بتایا  
(۲) کرشن جی نے تنازع آواگون کا مسئلہ سکھایا۔ مرزا جی نے بھی سب کا بروز  
مثیل ظہور ہونے کا دعویٰ ایسی ہی شکل میں پیش فرمایا جس کا ترجمہ آسانی کے ساتھ  
آواگون ہی سے کیا جاسکتا ہے۔

لہذا ان کا کرشن ہونا تو درست مگر کرشن ہوتے ہوئے مجدد و مہدی و عیسیٰ بن  
مریم علیہم السلام بلکہ بقول حافظ جی احمد نبی علیہ السلام فیناد شوار اور ان سوحدین کی نورانی  
قبا کا اس صورت پر جو کرشن نما (یعنی بقول حافظ جی کالی) ہو پھینا خود اس قبا کے لئے عار  
ہمیں افسوس ہے کہ کرشن جی کی کوئی تیسری تصویر ہمیں کہیں سے دستیاب  
نہیں ہوئی نہ کہیں قرآن کریم میں ان کا ذکر نہ کسی اور آسانی کتاب میں ان کا بیان نہ  
کسی حدیث میں خبر۔ نہ کسی مستند تاریخ میں کوئی اثر۔ یہ مانا کہ ہندوستان میں بھی ہادی  
اور رہبر بلکہ انبیاء و رسول آئے ہوں مگر اس کی کیا دلیل کہ فلاں شخص نبی تھا؟

حافظ جی کو جب قرآن۔ حدیث۔ تفسیر۔ تاریخ کہیں بھی پتہ نہ ملا تو عجب  
بے تکی اڑائی کہ فلاں فلاں نے لکھا کہ ”ہندوستان میں ایک کالے رنگ والا نبی تھا جس  
کا نام کاہن تھا چونکہ اس کا رنگ کالا بتایا گیا اور کرشن کے معنی بھی کالا ہے لہذا کرشن نبی تھا۔

اس بیان پر غالباً ایک معمولی سمجھ رکھنے والا بچہ بھی ہنس پڑے گا اور حافظ جی کی نہیں نہیں۔ مرزا صاحب کی قابلیت کی داد دے گا۔ ہمیں افسوس ہے کہ محض بدیں خیال کہ کہیں مارشلس کے سادہ لوح اس افسوس میں نہ آجائیں ایسی تحریر پر تنقید کی ضرورت لاحق ہو رہی ہے۔ ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ ایسی لغو تحریر پر تبصرہ کرنا بھی شان علمی کے خلاف۔ اس لئے کہ سب سے پہلے تو یہی بات قابل لحاظ کہ اس خبر ہی کا کیا اعتبار پھر اگر بالفرض کسی تاریخ سے اس کا پتہ بھی مل جائے تو اس کا کیا ثبوت کہ یہ کرشن جی ہی کے متعلق سے اس لئے کہ نام تو کاہن بتایا گیا نہ کرشن۔ پھر اگر اس کا علم نہ ملتا جائے بلکہ اہم صفت ہی مانیں تو حافظ جی کرشن جی کو کالا بتائیں۔ ساری ہندو جاتی تو آج بھی پتھر میں گنگا کے کنارے بہت سی خدا کی بتدیاں اسی اُمید پر کہ کسی موہنی روپ میں ان کے درشن ہو جائیں سب کچھ بچے کیلئے تیار رہتی ہیں۔

ممکن ہے کہ یہ کاہن وہی یوز آسف ہو جو ہندوستان کے صوبہ سولابت میں راجہ جنسر کے گھر پیدا ہوا شاہزادہ نبی کہلایا۔ کشمیر گیا وہیں مرا وہیں دفن کیا گیا۔ آج تک اس کی قبر شاہزادہ نبی کی قبر کہلاتی اور اسی نام سے پہچانی جاتی ہے۔ بعض روایتیں اس کے متعلق ایسی بیان بھی کی جاتی ہیں جو اس کی کہانت پر دلالت کر سکتی ہیں۔

مرزا جی نے اسی کی قبر کو حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر تصنیف کر ڈالا۔ پھر اور آگے بڑھے مرزا جی تو نہ کرشن کی نبوت بتاتے ہیں نہ اس کی نبوت کا ظہور وہ تو صاف فرماتے ہیں کہ:

تفصیل حال کے لئے کتاب یوز آسف اور بلوہر مترجم مولوی سید عبدالغنی مطبوعہ مطبع ہاشمی دہلی ص ۳۵۸ کو دیکھا جاسکتا ہے۔

”میں راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں بڑا اوتار تھا۔“ پھر آگے چل کر گیتا کو فی الجملہ الہامی کتاب مانتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اُن (مرزا جی) پر الہام ہوا ہے۔ کرشن رو دھر گوپال تیری مہا گیتا میں لکھی گئی ہے۔“ (لیکچر مرزا صاحب ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء سیالکوٹ)

مرزا صاحب نے گیتا کا حوالہ دے کر خود واضح کر دیا کہ ان کی مراد کیا ہے۔ گیتا میں اوتار یا روپ کے معنی آپ نے ابھی ابھی کرشن جی کے بتائے ہوئے دیکھے کہ خدا کے انسانی جسم میں حلول کرنے کو اوتار لیتا یا روپ لیتا کہا گیا۔ پس بھردان کلمات کے استعمال ہی نے انہیں دائرہ توحید سے جدا شرک کے مرض میں مبتلا کر دیا اب ان سے اور اسلام سے کیا علاقہ رہا؟

”تو ہیں انبیاء“

جناب حافظ جی صاحب کو اس تحریر کے وقت شاید یہ خیال نہ رہا ہوگا کہ جس کے جواب میں وہ اپنی دو دورقی پیش کر رہے ہیں۔ وہ اگرچہ مارشس سے جا رہا ہے مگر اس کا قلم الحمد للہ ہزاروں کوس کی مسافت سے بھی ان کی پردہ وری کرنے کیلئے تیار رہے گا۔ اسی لئے بے خوف و خطر فرماتے ہیں کہ:

”مرزا صاحب نے نبیوں کو گالیاں دی ہیں یہ بھی صریح جھوٹ ہے“

اینا للجب ہم دید میں توحید کا جلوہ دکھائیں تو ہم پر اعتراض یہ گیتا کو الہام مانیں تو بھی کچھ نہیں۔

ہم آدھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچائیں کرتے

ناظرین! ذرا سطور ذیل کو بغور پڑھیں اور خود ہی فیصلہ کر لیں کہ مرزا جی نے اگر اپنے ان کلمات میں گالیاں نہیں دیں تو کیا کیا؟

(۱) جنگ مقدس ص ۷ ”مسح کا بے باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کوئی عجوبہ بات نہیں۔ اب برسات قریب آئی ہے باہر جا کر دیکھئے کتنے کیتڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔“ (معاذ اللہ)

(۲) اخبار بدر مورخہ ۹ مئی ۱۹۰۷ء میں مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں (نہ کہ عیسائیوں کو) :-

”ایک دفعہ حضرت مسیح زمین پر آئے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ کئی کروڑ مشرک دنیا میں ہو گئے۔ دوبارہ آکر وہ کیا بنائیں گے کہ لوگ (مسلمان) ان کے آنے کے خواہش مند ہیں۔“ (معاذ اللہ)

(۳) ”حق بات یہ ہے کہ آپ (حضرت مسیح علیہ السلام) سے کوئی معجزہ نہیں ہوا“ (معاذ اللہ یہاں حق بات کہہ کر قرآن میں ذکر کئے ہوئے معجزات کا بھی انکار ہے)

(حاشیہ ضمیمہ انجام آیت ص ۶)

(۴) ”آپ (حضرت مسیح علیہ السلام) کے ہاتھ میں مکرو فریب کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔“ (معاذ اللہ)

(۵) آپ (حضرت مسیح علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی رزنا کا رادر کسی عورتیں تھیں۔“ (معاذ اللہ)

(حاشیہ ضمیمہ انجام آیت ص ۷)

علمائے اسلام نے جب مرزا جی کے ان کلمات پر گرفت کی تو خود مرزا جی ہی کی زبان سے سنے کہ اُن علماء کو (حافظ جی نے تو ہمیں جھوٹا کہا مرزا جی) مفسد و مفتری بتا کر کس انداز سے اپنی بریت کا اظہار فرماتے ہوئے حضرت مسیح کے بھائی بہن بتا کر مکرز گستاخی کر رہے ہیں۔

’مفسد و مفتری وہ شخص ہے جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔۔۔۔۔ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ یسوع کے چار بھائی اور بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھے۔‘

(کاغذی کشی نوح ص ۱۶) & NATURAL PHILOSOPHY

ہم نہیں جانتے کہ مرزا جی کا اعتقاد وہ ہے جو حافظ جی کہتے ہیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ پیدا ہوئے یا یہ جس میں ان کی دادیاں، نانیاں اور حقیقی بھائی بہن بتائے گئے اگر پہلا ہے تو اس کا مرقعہ حوالہ نمبر اسے ظاہر کہ حضرت مسیح کو برساتی کیرڑوں سے تشبیہ دی گئی اور اگر دوسرے ہے تو اس کی شان ناظرین نے دیکھ ہی لی کہ دادیاں اور نانیاں بھی نہیں اور انہیں شنیخ گالیاں بھی دی گئیں۔

حافظ جی کہتے ہیں کہ ان کا عقیدہ بدلتا رہتا تھا۔ پہلے حیات مسیح کے قائل تھے پھر وفات مسیح کا عقیدہ تصنیف کیا۔ ممکن ہے کہ اس عقیدہ میں بھی ایسا ہی بیچ ہو۔ بہر صورت دونوں طرح گالیاں دیں گستاخیوں کی پھر ان سے توبہ بھی نہ کی لہذا جرم ثابت۔

یہ داؤ بیچ عقلا کے سامنے نہ چل سکا ہے نہ چل سکے گا کہ مسیحیوں کو ملزم بنانے



کیلئے جواب میں تمہیں اس لئے کہ اخبار بدر اور کشتی نوح ص ۱۶ کے حوالہ نے تو صاف ظاہر کر دیا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں بھی یہی کہا گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

## نکاح آسمانی

محمدی بیگم سے مرزا جی کے مفروضہ نکاح کے باب میں حافظ جی نے ہمارا اعتراض اس طرح نقل کیا ہے کہ ”نکاح والی پیش گوئی پوری نہ ہوئی“۔ اس کا جواب سید ہاسادھا تو یہ تھا کہ ”پوری ہو گئی“ مگر چونکہ یہ جواب امر واقعہ کے خلاف ہے لہذا حافظ جی صاحب نے سوک رشی جی کے بروز کی حیثیت سے عجیب و غریب تاویل

فرمائی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) نکاح کی پیش گوئی صرف اس غرض سے تھی کہ محمدی بیگم کے خاندان کے لوگ جو بے دین تھے ان کو نکاح کا نشان دکھا کر دیندار بنائیں۔

(۲) احمد بیک (پدر محمدی بیگم) نے توبہ نہ کی وہ ہلاک ہو گیا۔

(۳) پیش گوئی میں توبہ کی شرط تھی تو بی تو بی اٹھ۔ توبہ سے یہ سب باتیں ٹل گئیں۔ تقریباً سارا خاندان مرزائی بن گیا۔

## لہذا۔۔۔ توبہ سے نکاح ٹل گیا

تحریر اگرچہ طویل ہو جائے مگر ہم مجبور ہیں چونکہ مرزائی پورا حوالہ دیکھ لینے کے بعد بھی باتیں بنانے کی عادت رکھتے ہیں اور کسی وجہ سے اگر مختصر حوالہ کا ذکر کر دو تو فوراً جھوٹ کا الزام دیتے ہیں۔ لہذا اس باب میں بھی ہم تفصیل کے ساتھ حوالہ پیش کر کے فیصلہ اہل نظر پر چھوڑتے ہیں۔

## جواب اور اس کا ثبوت

محمدی بیگم کے خاندان کے لوگ بے دین نہ تھے اس کا ولی یعنی باپ ایسا دیندار کہ اس کے ساتھ مرزا جی محبت کا اظہار کرتے اور اس کے اسلام کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کو حافظ جی کہتے ہیں کہ توبہ نہ کی ہلاک ہو گیا۔ نامہ مرزا صاحب بنام مرزا احمد بیگ صاحب پدر محمدی بیگ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۹۲ء۔

مشفق مکرئی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ..... آپ کے دل میں اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل آپ کی طرف سے بالکل صاف ہے۔ قادر مطلق سے آپ کیلئے دعائے خیر و برکت چاہتا ہوں..... جس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تاکہ میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے..... ہمیں خدائے قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا اگر دوسری جگہ ہوا تو خدا کی قسم میں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا..... ہزاروں پادری شرارت نہیں حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے لیکن خدائے تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا..... جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر ہرگز بدل نہیں سکتا۔ خدائے تعالیٰ آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اُس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ (غلام احمد) اور ملاحظہ کیجئے:-

نامہ مرزا ابنا م مرزا علی شیر بیگ (محمدی بیگم کے پھوپھا۔ مرزا کے لڑکے فضل احمد کے خسر) مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۹۱ء۔

مشفق مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

..... میں آپ کو غریب طبع نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔

آپ کو ایک خبر سنا تا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گزرے گا۔ میں نے سنا ہے کہ

عید کی دوسری تاریخ اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے۔ میری نسبت ان لوگوں

نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے ذلیل کیا جائے و سیاہ کیا جائے اب مجھ کو

بچالینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ (اللہ نے نہ بچایا نہ آپ کیا بنے؟) اگر میں اس کا ہوں

گا تو ضرور بچا لے گا (اُس نے نہ بچایا ثابت ہوا کہ اس کے نہ تھے آگے چل کر ایک

طویل عبارت میں لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے) کہ آپ اپنی بیوی سے کہتے کہ وہ

اپنے بھائی کو مجبور کریں ان کو چھوڑ دینے کی تنبیہ کریں تاکہ وہ بہن کے دباؤ سے مجبور

ہو کر محمدی بیگم کا نکاح مرزا صاحب سے کر دیں اور اگر آپ کی بیوی ایسا نہ کریں گی تو

میں اپنے بیٹے فضل احمد سے کہوں گا کہ اپنی بیوی آپ کی لڑکی کو طلاق دے اگر اُس

نے میرا کہنا نہ مانا تو میں اُسے عاق کر دوں گا، دراثت سے محروم کر دوں گا۔

(ناظرین انصاف کریں کیا مجدد و مسیح و جی کی یہی شان ہوتی ہے؟)

ان ہر دو خطوط کے اقتباس نے اگرچہ بہت سی باتوں کو واضح کر دیا مگر ہم ہر

دست ان امور ہی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

(۱) مرزا احمد بیگ مسلمان تھے اچھے آدمی تھے۔ مرزا جی کا دل ان کی طرف سے

صاف تھا بلکہ ان سے بے حد محبت تھی لہذا ان کی موت کسی جرم کے سبب نہیں ہوئی۔ وہ مسلمان تھے اسلام پر مرے ہاں جرم صرف اس قدر تھا کہ جو ان بیٹی بوڑھے بے دین مرزا جی کو کیوں نہ دی۔

(۲) نکاح کی تحریک صرف الہام کے سبب کی گئی ہے نکاح ضرور ہوگا۔ اس لئے کہ پادریوں اور ہندوؤں کے لئے نشان ہے۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو سمجھیں ہوں گی اور آخر مرزا جی ہی سے ہوگا۔

(۳) اگر نکاح نہ ہوگا تو مرزا جی خوار ذلیل رو سیاہ ہو جائیں گے۔

بقول مرزا جی نکاح نشان مسیح آخر الزماں ہے اور وہ ظاہر نہ ہوا اور آگے چلے اور دیکھئے مرزا جی اس نکاح کو مسیح موعود کا نشان بتاتے ہیں۔

”محمی بیگم کے خاندان والوں کی اصلاح اسے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا ذکر کرتے ہوئے کہ مسیح بن مریم دنیا میں اتریں گے شادی کریں گے۔ الخ۔ جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں ”تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا۔۔۔ جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳) پھر صفحہ ۵۴ پر فرماتے ہیں کہ:-

برایں احمدیہ میں بھی اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔۔۔۔۔

تیسری زوجہ جس کا انتظار ہے..... یہ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی ہے جس کا سر اس وقت کھولا گیا۔

اب بھی کیا اس کے ثبوت میں کوئی کسر رہ گئی کہ اس نکاح کو مرزا جی مسیح موعود کا نشان بتا رہے ہیں پس بقول مرزا صاحب اگر یہ نشان ظاہر نہ ہو نکاح نہ ہو تو وہ مسیح موعود نہیں۔ بقول مرزا جی نکاح تقدیر الہی ہے جو ٹل نہیں سکتی۔ وہ ٹل گئی لہذا تقدیر نہ تھی۔ جناب مرزا صاحب نے متعدد مقامات پر اس مضمون کو ظاہر فرمایا کہ یہ نکاح ہونا خدا کا ایسا وعدہ ہے جو ٹل نہیں سکتا۔ ان خطوط میں بھی اس کا ذکر یہاں

www.NAFSEELAH.COM

مزیں ایک اور حوالہ دیکھ لیجئے:-  
اشتراک نصرت دین مورخہ ۲ مئی ۱۸۹۱ء میں فرماتے ہیں۔

”خدا نے تعالیٰ کی طرف سے اپنی مقررہ اور قرار پا چکا ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدائے تعالیٰ اس کو بیوہ کر کے میری طرف لائے۔“

### توبی توبی کی شرط اور اس کا پورا نہ ہونا

اب جناب حافظ جی صاحب کی ان دونوں رکیک تاویلوں پر نظر ڈالئے کہ توبہ سے نکاح ٹل گیا۔ احمد بیگ نے توبہ نہ کی وہ ہلاک ہو گیا۔

حافظ جی کو کیا تو خبر ہی نہیں یا دیدہ دلیری ہے یا طوطی کی صدا جہاں کہیں بھی اس نکاح کو قسم کے ساتھ موکد کرتے ہوئے وعدہ ربانی بتایا گیا اس کا آسمان پر منعقد

ہونا ظاہر کیا گیا۔ وہاں کہیں توبہ کا ذکر تک نہیں آیا اور اگر بالفرض توبہ کو شرط بھی قرار دیا جائے تو عذاب اور بلا کیلئے نہ کہ نکاح کیلئے۔ پھر توبی توبی کے صیغوں پر نظر ڈالیں کہ یہ مونث کے صیغے ہیں۔ چنانچہ خود مرزا جی ان کا ترجمہ اور مطلب بیان فرماتے ہیں۔  
 حقیقہ الوحی صفحہ ۱۸۷۔۔۔۔۔ ”اسے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ تیری لڑکی اور تیری لڑکی کی نانی پر ایک بلا آنے والی ہے۔“

(۱) مرزا جی نے خود واضح کر دیا کہ اس کی مخاطبہ محمدی بیگم کی والدہ ہیں۔ ان کے توبہ کرنے سے ان کی والدہ اور محمدی بیگم کی بلائیں ٹلیں گی۔

محمدی بیگم کی نانی پر کیا بلا آنے والی تھی جو ٹلی؟ خبر نہیں محمدی بیگم پر جو بلا آنے والی تھی وہ بقول حافظ جی ٹل گئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ محمدی بیگم کی والدہ نے توبہ کی۔  
 اب سوال فقط اسی قدر باقی رہ گیا کہ جب مرزائی توبہ سے مراد مرزائی بننا لے رہے ہیں تو کیا محمدی بیگم کی والدہ نے مرزائیت کو قبول کیا؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔  
 جب نہیں تو وہ بلا بھی کیوں ٹلی؟ پھر یہ کہنا کہ قریباً سارا خاندان مرزائی بن گیا کھلا جھوٹ۔ مرزا احمد بیگ کا اسلام پر مرنے کا ظاہر۔ حافظ جی کو تسلیم کہ مرزائی نہیں ہوا ان کا داماد محمدی بیگم کا شوہر مرزائی نہیں ہوا۔

محمدی بیگم الحمد للہ مسلمہ ہے بلکہ اس کی اولاد بھی ماشاء اللہ مسلمان وہ اور اس کے قریبی اعزاء و اقربا سب کے سب بمنہ تعالیٰ اسلام پر قائم اور مرزائیت سے بیزار بلکہ ان علمائے حقانی کے اعوان و انصار جو مرزائیوں سے برسر پیکار۔ پھر بلا ٹلی تو کیوں ٹلی؟  
 (۲) نکاح۔ بلا ہے؟ عذاب ہے؟ یا کیا؟

مرزا جی فرماتے ہیں: ”آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۱، ۲۸۸

”یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور رحمت کا نشان ہو گا نہ اُن تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء میں مندرج ہیں۔“  
 تو بی تو بی کے کلمات کو اگر شرط مان بھی لیا جائے تو اس سے بلا ٹنی چاہئے نہ کہ رحمت و برکت۔ پس یا تو یوں کہا جائے کہ نکاح نہ تھا بلا تھا (محمدی بیگم کیلئے نہ سہی مرزا جی کیلئے سہی) یا یہ کہے کہ توبہ کا علاقہ نکاح سے نہ تھا۔ دونوں شکلوں میں ہمارا دعویٰ ثابت۔ ہمارا بیان صرف نفس نکاح کے متعلق تھا کہ:

(۱) اس کو مقدر بتایا گیا۔  
 (۲) خدا کا نہ ملنے والا وعدہ کہا گیا۔ وہ مل گیا۔ لہذا خدا کا وعدہ نہ تھا مقدر نہ تھا اور مرزا جی کا یہ دعویٰ جھوٹا الہام جھوٹا۔  
 (۳) مرزا جی نے کہا کہ اگر یہ نکاح نہ ہوا تو:-

(ا) مرزا جی ہر بد سے بدتر ٹھہریں گے مفتری ہو گئے کذاب ہو گئے۔  
 (ب) ان کے تمام دعوے جھوٹے ہو گئے۔  
 (ج) مرزا جی ذلیل ہو گئے رو سیاہ ہوں گے ناک کٹ جائے گی۔ کسی نے توبہ کی یا نہ کی۔ عذاب ٹلایا نہ ملا۔ ہمیں سر دست اس سے کچھ غرض نہیں۔ مرزا جی کے دعوے اور یہ امر واقعہ سامنے ہے کہ نکاح نہ ہوا۔ فیصلہ ہم نہیں کرتے خدا نے کیا اور جو ہوتا تھا ہو گیا۔ مرزا جی کو جو نہ تھا بن گئے۔

اگر سادہ لوح افراد کی آنکھیں اب بھی نہ کھلیں تو وہ جا میں۔

## طاعون اور قادیان

جناب حافظ صاحب کی دیدہ دلیری ملاحظہ کیجئے کہ کس جرأت کے ساتھ ہم پر غلط بیانی کا الزام لگاتے اور دنیا کی آنکھوں میں کس طرح خاک ڈالنا چاہتے ہیں۔ حافظ جی لکھتے ہیں کہ ”مرزا جی نے لکھا ہے کہ قادیان میں طاعون نہ آئے گی یہ مولوی صاحب کی بالکل غلط بیانی ہے۔“

ناظرین فیصلہ کریں کہ ہم نے جو کچھ کہا تھا اس کی تفصیل یہ ہے یا نہیں؟

(۱) مرزا صاحب نے مواہب الرحمن میں فرمایا ”لنا من الطاعون امان ہم لوگوں کیلئے طاعون سے امان ہے۔“ ”لنا“ کے مصدر اق چونکہ دنیا بھر کے مرزائی تھے جب مختلف مقامات سے مرزائیوں کے مرتبے کی خبریں آنے لگیں اور مترضین نے اعتراض کیا ہوگا تو فرمایا: (ادفع ابلا صنفہ ۸) ۶۴

”خدا نے سبقت کر کے قادیان کا نام لے دیا ہے کہ قادیان کو اس (طاعون) کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کیلئے نشان ہے؟“

قادیان چھوٹا سا قصبہ اس کی مختصر سی آبادی مگر جب اُس میں بھی یہ حالت ہوئی کہ پیرہ اخبار لاہور مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۰۴ء رقمطراز ہے۔

”قادیان آج کل پنجاب میں اوّل نمبر طاعون میں مبتلا ہے۔ بیس موتوں کا اوسط ہے۔ قصبہ میں پچھل پچی ہوئی ہے۔“ (ناظرین مرزا صاحب کے موعومہ الہامی



الفاظ خوفناک جیسی کا اس عبارت پیسہ اخبار میں خاص لحاظ رکھیں۔ نیز حافظ جی کے الفاظ بھی یاد رکھیں کہ ”جو لوگوں کو بدحواس کر دے“ اس لئے کہ اس کی تفصیل بالکل کے لفظ میں موجود ہے۔ پھر جب قادیان میں اس قدر طاعون پھيلا کہ ۳۱۳ اموات کی رپورٹ عام اخباروں میں شائع ہوئی تو مرزا جی کو خود تسلیم کرنا پڑا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

الحکم قادیان ۱۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء آج کل طاعون بہت بڑھتا جاتا ہے چاروں طرف آگ لگی ہوئی ہے۔ (اس آگ لگنے پر خاص توجہ رہے بدحواسی شاید کسی اور چیز کا نام ہوگا) میں اپنی جماعت کیلئے خدا سے بہت دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کو بچائے رکھے) مگر دعا قبول نہیں ہوتی۔

www.NAFSEELAM.COM  
 "THE NATURAL PHILOSOPHY  
 OF THE LEBNANT AND JAMAAT"

مگر قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جب قہر الہی نازل ہوتا ہے تو بدوں کے ساتھ نیک بھی لیٹے جاتے ہیں۔

سامعین کو یاد ہوگا کہ اس کے بعد ہم نے تذکرہ یہ بھی بتایا تھا کہ مرزا جی نے اپنے گھر کو وسیع کرنے اور بڑا بنانے کیلئے چندہ مانگنے کا حیلہ بناتے ہوئے بھی لکھا تھا کہ ہمارا گھر طاعون سے محفوظ رہے گا۔ لہذا اس میں بہت سے آدمیوں کے رہنے کی جگہ کرنے کیلئے بڑا بنانے کی ضرورت اور اس کیلئے روپیہ کی حاجت۔ پس لاؤ چندہ!!! گھر تو اس بہانہ سے بن گیا چندہ بھی خاطر خواہ مل گیا اب حافظ جی تو لکھتے ہیں کہ آج تک اس گھر کا چوہا بھی طاعون سے نہ مرا مگر مرزا جی حقیقۃً الوہی کے صفیہ

۳۲۹ پر اعتراف فرماتے ہیں کہ:

”جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو میر صاحب کے بیٹے اسحاق کو تیز پ ہوا اور سخت گھبراہٹ شروع ہو گئی اور دونوں طرف ران میں ٹکلیاں نکل آئیں۔“

حافظ جی شاید اس کی بھی تاویل فرمادیں کہ گھر سے مراو ہے وہ خاص کمرہ جس میں مرزا جی سوتے تھے بلکہ کمرہ سے مراد بھی وہ چار پائی جس پر وہ آرام فرماتے تھے بلکہ چار پائی سے بھی ان کا جسم یعنی جو مرزا جی کے جسم میں طول کر گیا وہ طاعون سے نہ مرا۔ یہ سوک رشی کی تاویلات کا نمونہ ہے وہ فرمائے جائیں۔

پیرانندہ و عبدالکریم کی روحیں اب دنیا میں آ کر بتائیں گی کہ وہ خود مرزا جی کے گھر ہی میں طاعون سے مرے تھے۔

محمد افضل و میر بان الدین و محمد شریف و نواز احمد وغیرہ خاص خاص مرزا جی اب بول ہی نہیں سکتے کہ وہ کس درجہ کے فدا کی تھے اور قادیان ہی میں مرزا جی کی دیکھتی آنکھوں طاعون ہی سے ہلاک ہوئے۔ (دیکھو ذرا حکیم صفحہ ۹۱)

مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب امرتسری سے مرزا جی کا آخری فیصلہ ہم حیران ہیں کہ حافظ جی کے جھوٹ کہاں تک جتائے جائیں۔ ہم نے ہر گز اپنی تقریر میں مباہلہ کا ذکر ہی نہیں کیا بلکہ اسی آخری فیصلہ اور وعاکو یاد دلایا جس کی تصدیق میں مرزا جی نے اس عالم کو چھوڑا۔

مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے باب میں اشتہار دیا جس کا

عنوان ہی یہ بتادے گا کہ یہ فیصلہ تھا۔ نہ کہ مباہلہ۔ عنوان یہ ہے۔

”مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ“

سارا اشتہار پڑھ جائے لیکن ایک جگہ بھی اگر مباہلہ کا لفظ لکھا جائے یا کہیں یہ بھی لکھا ہوا نظر آئے کہ اس دعا کے مقابلہ میں مولوی صاحب موصوف بھی یہی دعا فرمائیں جیسا کہ ڈوئی اور دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں مرزا صاحب نے لکھا۔ تو ہم ذمہ دار پھر مزید ثبوت کیلئے جناب مرزا جی کے حکم سے ان کے سر رشتہ دار نے جو حکم نامہ جناب مولوی صاحب موصوف کے نام جاری کیا اس کی عبارت ملاحظہ فرمائیے جو اس

www.naf-e-islami.com

مولوی ثناء اللہ صاحب نے حقیقۃ الوحی کی اس دعوت عام کو دیکھ کر جو تمام علمائے اسلام کو مرزا صاحب کی طرف سے دی گئی تھی مرزا جی کو لکھا کہ ”کتاب حقیقۃ الوحی بھیجئے تاکہ میں مباہلہ کی تیاری کروں“۔ اس کے جواب میں انہیں تنگم مرزا صاحب لکھا جاتا ہے کہ:

”آپ کا خط حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پہنچا جس کے جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ کی طرف حقیقۃ الوحی بھیجنے کا ارادہ اس وقت ظاہر کیا گیا تھا جس وقت مباہلہ کے واسطے لکھا گیا تھا تاکہ مباہلہ سے پہلے پڑھ لیتے مگر چونکہ آپ نے اپنے واسطے تعین عذاب کی خواہش ظاہر کی اور بغیر اس کے مباہلہ سے انکار کر کے اپنے لئے فرار کی راہ نکالی۔ اس واسطے مشیت ایزدی نے آپ کو اور راہ سے پکڑا اور

حضرت حجۃ اللہ مرزا صاحب کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا کی تحریک کی اور دوسرا طریق اختیار کیا۔ اس عبارت سے ناظرین نے بخوبی اندازہ لگا لیا ہوگا کہ یہ دوسرا طریق مبہلہ نہیں بلکہ تعین عذاب بصورت دعا ہے اور مشیت ایزدی کے مطابق بھی آخری فیصلہ ہے۔ اس دعا کا اثر فیصلہ کر دے گا کہ اس باب میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟

### مرزا جی کی دعا

”اے میرے آقا! اے میرے بھیجے والے!..... میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں التجا ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفید اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا

نے اٹھائے۔“ THE NATURAL PHILOSOPHY

ہم نے اسی دعا کے اثر کا ذکر کیا جو دنیا نے دیکھ لیا مگر اس سے زیادہ شرمناک جھوٹ اور کیا ہوگا کہ حافظ جی اب تک اس کو مبہلہ کہے جاتے ہیں حالانکہ مرزا صاحب کے انتقال کے بعد جب تمام ہندوستان میں اس دعا کی صداقت کا تذکرہ ہوا اور تمام اہل بصیرت نے حقیقت کو جان لیا تو تمام مرزائی ٹولی نے پورا زور لگایا آخر تین سو روپیہ کا انعام مقرر کیا اور یہی چیخ دیا کہ ”یہ فیصلہ نہ تھا مبہلہ تھا۔“ مرزائی خلیفہ نمبر اکے وکیل منشی قاسم علی صاحب میدان مقابلہ میں آئے۔

سر دار بجن سنگھ بے اے پلید رقریقین کی طرف سے مسلمہ حکم مقرر کئے گئے۔

منشی قاسم علی صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب میں مباحثہ و مناظرہ ہوا۔ آخر انجام

بلغ تین سو روپیہ جناب مولوی ثناء اللہ صاحب نے بحکم حکم مرزائیوں سے وصول کیا اور غیر جانبدار حکم نے یہ فیصلہ دیا۔

تحریر میں گو قدرے طوالت ہو جائے مگر ہم اس کے بعض کلمات مجتہد لکھے دیتے ہیں۔ ”میں صاف اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کے اس جہان فانی سے بحیات مولوی ثناء اللہ صاحب رحلت فرمانے سے مرزا صاحب کی دعا مندرجہ اشتہار خدائے تعالیٰ نے قبول فرمائی اور اس قبولیت کا اظہار خود مرزا صاحب نے اپنی زبان مبارک سے کیا۔

۱۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والی اشتہار بحکم خداوندی مرزا صاحب نے دیا تھا۔  
خدا نے الہامی طور پر جواب دیا تھا کہ میں نے تمہاری یہ دعا قبول کر لی۔ (بلقلم)  
دستخط سردار یحییٰ سنگھ بے ایس پلیڈر۔ ۲۱ اپریل ۱۹۱۲ء (۱۹۱۲ء)

سردار یحییٰ سنگھ کے فیصلہ کے مطابق ہی نہیں ایسے خدائی فیصلہ کی رو سے جس کو سارے عالم نے دیکھ لیا ہم بھی اس کی بڑے زور سے تائید کرتے ہیں کہ مرزاجی کی اور دعائیں مقبول ہوئیں یا نہ ہوئیں؟ مگر یقیناً خدا نے مرزاجی کی یہ دعا ضرور قبول کی اور دنیا کو دکھا دیا کہ اس مقابلہ میں حق پر کون تھا اور باطل پر کون؟ دیکھ لیا کہ مرزاجی ہیضہ میں مبتلا ہوئے۔ لاہور میں مرگئے قادیان میں دفن ہوئے اور مولوی ثناء اللہ قلعہ مرزاہیت پر گولہ باری کیلئے اب تک موجود۔

## ڈاکٹر عبدالحکیم اور مرزا جی

حافظ جی ہماری شکایت کرتے ہیں کہ ”ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی کی طرف اشارہ کیا اور حقیقت کو بے نقاب نہیں کیا۔

ہمیں افسوس ہے کہ وہ ہمارے بلانے کے باوجود بھی دیوار کے پیچھے ہی رہے اگر سامنے آجاتے تو ہم ”بے نقاب“ بھی کر دیتے۔

ناظرین نے حافظ جی کی نمبر ۳ دور قی میں دیکھا کہ جتنے دعوے بھی انہوں نے کئے ثبوت کسی ایک کا بھی نہیں دیا۔

(۱) کیا مرزا جی کے وہ الفاظ وصیت نامہ لکھے جن میں انہوں نے یہ تحریر فرمایا

کہ وہ فلاں تاریخ سے تین برس کے اندر مر جائیں گے؟

(۲) یہ حوالہ دیا کہ ڈاکٹر صاحب نے کب اور کن الفاظ میں اپنی سابقہ پیشگوئی

میں ترمیم کی؟ اب حافظ جی کی یہ تمنا ہے کہ ہم ہی ان کا نقاب اٹھائیں تو یہ لیجے ناظرین ملاحظہ کریں کہ نقاب کے اندر کیا ہے؟

پہلے یہ معلوم کیجئے کہ مرزا جی اپنی عمر کے متعلق خود ہی کیا ارشاد فرماتے ہیں:

(تزیاق القلوب ص ۶۸)

”میری عمر کے چالیس برس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آ پہنچا (یعنی

۱۳۰۰ھ میں مرزا جی کی عمر چالیس برس کی ہوئی)

حاشیہ تزیاق القلوب ص ۵۳ پر فرماتے ہیں کہ خدا نے ان پر الہام کیا۔

”میں (خدا) تجھے (مرزا کو) اسی برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم  
عمر دوں گا۔“

(یہ موعود الہام بھی ایک لطیفہ ہے مرزا جی کا الہام کرنے والا ایسی ہی تخمینہ  
انگل کی باتیں کہا کرتا ہے) اس جگہ تخمینہ تھا تصریح کے ساتھ اور ملاحظہ کیجئے:

حقیقۃ الوحی ص ۲۰۰ آخری زمانہ اس صبح موعود (مرزا صاحب) کا دانیال نبی  
نے ۱۳۳۵ برس لکھا ہے جو خدائے تعالیٰ کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی  
نسبت بیان فرمایا ہے۔“

پس ان دونوں موعود الہاموں کی رو سے مرزا جی کو ۱۳۳۵ میں بہ عمر  
۳۵ + ۷۵ = ۱۱۰ سال مرنا چاہیے تھا۔

”۱۸۶۲ء کی ان کا اعلان یہی بقول ان کے خدا کا الہام اور دانیال نبی کی دی ہوئی خبر ہے۔  
ان اقوال کے دیکھنے کے بعد اب فیصلہ بہت ہی آسان ہو گیا اس لئے کہ اس میں تو  
عالمبائے کس کو مجال انکار ہی نہیں کہ مرزا جی ۱۳۲۶ میں مرے یعنی اپنی میعاد مقررہ سے

$$۹ = (۱۳۲۶ - ۱۳۳۵)$$

پورے نو برس پہلے۔ اس کا سبب مرزا جی اور حافظ جی بتائیں یا نہ بتائیں ہم  
بتائے دیتے ہیں کہ:

ڈاکٹر عبدالحکیم نے اعلان الحق ص ۵۴ پر جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ اعلان کیا کہ:

”صادق کے سامنے شریفنا ہو جائے گا یعنی تین سال کے اندر میرے

سامنے مرزا صاحب مرجائیں گے۔“

اس کے جواب میں مرزا جی اپنے اشتہار مجریہ ۱۱۶ اگست ۱۹۰۶ء میں فرماتے ہیں:

”میں سلامتی کا شہزادہ ہوں کوئی مجھ پر غالب نہیں آ سکتا بلکہ خود عبدالحکیم خاں میرے سامنے آسانی عذاب سے ہلاک ہوگا۔“

(بقیہ عبارت مرزائی حقیقت کا اظہار نمبر ۱ پر ملاحظہ کیجئے)

اس میں مرزا جی نے ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کے مرنے کی پیش گوئی کس صفائی کے ساتھ کی۔ اس لئے ڈاکٹر عبدالحکیم نے غضب میں آ کر اس وقت سے چودہ مہینے کی میعاد بتائی جس کے جواب میں مرزا صاحب فیصلہ فرماتے ہیں اور اپنی طرف

www.NAFSESLAM.COM

سے نہیں لکھتے بلکہ دعویٰ یہ ہے کہ الہام ہوا۔

اشتہار تبصرہ ۵ نومبر ۱۹۰۶ء اپنے دشمن ڈاکٹر عبدالحکیم سے کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ کرنے کا۔ میں تیری عمر بڑھا دوں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو جھوٹا کر دوں گا اور تیری عمر بڑھا دوں گا۔ دشمن جو تیری موت چاہتا ہے وہ خود تیری آنکھوں کے روبرو اصحابِ فل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔ تجھ سے لڑنے والے اور تیرے پر حملہ کرنے والے سلامت نہیں رہیں گے۔ تیرے مخالفوں کا آخر اوفاتیرے ہی ہاتھ سے مقدر تھا۔“ اور آگے بڑھے اور ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کا بدریکھے کہ انتقال سے دو دن پہلے بھی جناب مرزا صاحب اسی مزمومہ الہام کو اپنی صداقت کا معیار بنا رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس الہام میں دو خاص وعدہ ہیں اور ان کا خدا



کی طرف سے ہونا یہ تاکید بیان کیا جا رہا ہے

(۱) (مرزا جی) کی عمر بڑھا دوں گا۔

(۲) (مرزا جی کا دشمن ڈاکٹر عبدالحکیم) اصحاب قیل کی طرح نابود ہوگا۔ ان کا انزوا

واقفا (مرزا جی کے) ہاتھ میں مقدر تھا۔

پس کیا مرزا جی کی عمر بڑھی؟ نہیں بلکہ برس پہلے مرے

کیا ڈاکٹر عبدالحکیم خاں مرزا جی کے سامنے | نہیں بلکہ وہ اب تک زندہ ہیں۔

مرے اس لئے کہ ان کا مرنا اور واقفا ہونا مرزا | اور مرزائیت کے انہدام میں مصروف

جی کے ہاتھ سے مقدر تھا۔

لہذا یہ الہام جھوٹا ہوا اور اسے جھوٹے کافر قتل کا ہرٹا

AT تھوڑی دیر کیلئے اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی پیش گوئی

میں کوئی مزید ترمیم کی ہو نیز اگر برائے چندے یہ بھی مان لیں کہ مرزا جی نے اپنے

تمام سابقہ محرمہ الہاموں کے خلاف اپنے مرنے کی میعاد تین سال بھی بیان کر دی

ہو تب بھی یہ الہام جھوٹے، ان کی عمر نہ بڑھی، ڈاکٹر عبدالحکیم ان کے سامنے نہ مرنے

بلکہ مرزا جی ان کو اچھا بھلا چھوڑ کر چل دیئے۔

پس وہ مفتری۔ کاؤب اور شریر ثابت ہوئے۔

حافظ جی کی اور دلیری دیکھئے۔ ع۔۔۔ چہ دلا اور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد

ہم سے پوچھتے ہیں (آخری صفحہ کے حاشیہ کی سطر کو ذرا غور سے پڑھئے)

”اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ مرزا صاحب کی زندگی میں ڈاکٹر مرے گا؟“

ہم جواب دیں یا ناظرین خود جواب دے لیں گے ہمیں ضرورت نہیں کہ ہاں ہاں اسی میں لکھا ہے کہ:

”عبدالکیم خان میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہوگا۔“ اسی میں لکھا ہے کہ:

”وہ خود حیرت آنکھوں کے سامنے اصحاب قتل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا“

ہمیں یقین ہے کہ اب ہمارے ناظرین ہی ان سے کہہ دیں گے کہ آنکھیں ہوں تو دیکھو خدا ان شکن جواب اس کو کہتے ہیں۔

حافظ جی کے متعلق تو ہمیں اُمید نہیں ہاں ہمارے وہ بھولے بھائیے افراد جو ان کے بہکائے میں آکر مرزائیت کا شکار ہو گئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس ہدایت نامہ ہی کے ذریعہ بحول اللہ قویہ ہدایت پا جائیں تو اچھا ہو۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

**التحقیق الصحیح فی حیات المسیح**

### امام بخاری پر اعتراض کی تہمت

حافظ جی کو ان کے مزمومہ مجدد کی وراثت میں اور کچھ ملایا نہ ملا مگر اس کا ہم نے ضرور اندازہ لگا لیا کہ جھوٹ کا ورثہ ان کو کافی مقدار میں نصیب ہوا۔ اسی لئے وہ ایسے بیان کے متعلق بھی جھوٹ بولتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ جس کے سننے والے اُن کے پڑوس ہی میں بہت سے موجود ہیں۔

ہم نے ”متوفیک“ کے معنوں (حافظ جی نے اسی طرح لکھا ہے) کے

متعلق بخاری پر اعتراض، ہرگز نہیں کیا بلکہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ اللہ الباری کی ذمہ داری کے متعلق یہ بیان کیا کہ وہ اپنی صحیح میں جہاں سند صحیح کے ساتھ احادیث کو ذکر فرماتے ہیں وہاں تعلیقات کو بھی ذکر کرتے ہیں (حافظ جی تو شاید تعلیق کی اصطلاح کو بھی نہ جانتے ہو گئے)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا وہ قول جو امام بخاری نے نقل کیا اور مرزائی اس کو بڑی شد و مد سے دلیل میں لاتے ہیں اس کو امام صاحب نے مستند احادیث میں داخل نہیں فرمایا بلکہ تعلیقات ہی کے ضمن میں ذکر کیا اور امام بخاری کی تعلیقات و آثار موقوف علی الصحابہ کے متعلق علامہ سخاوی فتح المغیث میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

صحیح بخاری کی روایات میں جھٹ کی ذمہ داری لے کر امام بخاری جس چیز کو نقل فرماتے ہیں وہ صرف وہی احادیث ہیں جن کی سند انہوں نے بیان فرمائی "ذَوْنُ النَّعَالِیْنِ وَالْأَثَارِ الْمَوْقُوفَةِ عَلَى الصَّحَابَةِ نہ کہ تعلیقات اور وہ آثار جو صحابہ پر موقوف ہیں"۔ بقول سخاوی امام بخاری ان کی ذمہ داری ہی نہیں لیتے۔

ہمارے اس کہنے کو "امام بخاری پر اعتراض" سے تعبیر کرنا ایک کھلا افتراء ہے امام بخاری روایت میں بے حد محتاط جانتے تھے کہ اس اثر ابن عباس کے راوی ایسے مستند نہیں ہیں جیسے اور ان احادیث کے جو انہوں نے ذکر فرمائیں۔ اسی لئے انہوں نے اس کو سند ذکر ہی نہیں فرمایا کہ ان پر ذمہ داری رہے۔

اب وہ جرح ملاحظہ کیجئے جو اس اثر کے راوی پر علمائے رجال نے فرمائی۔ ہم نے اپنی طرف سے بے ثبوت نہ کچھ کہا نہ کہیں احادیث و آثار کی حاجت پڑنا کتب

اسمے رجال سے ہوتی ہے اور اس کا یہ طریق۔

قسط لانی نے اس اثر کے اسناد کو اس طرح ذکر فرمایا:

”وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِيمَا رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ مِنْ طَرِيقِ عَلِيِّ بْنِ طَلْحَةَ عَنْهُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ كُنْ مَعَنا هُ مِمَّنْ كُنْتَ“ یعنی اس اثر کو حضرت ابن عباس سے علی ابن طلحہ روایت کرتے ہیں۔ لہذا قواعد رجال کے مطابق علی ابن طلحہ کو دیکھا جائے گا کہ ان کی کیفیت کیا ہے۔

(۱)۔ میزان میں موجود کہ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں ”اشیاء منکرات“ وحیم

کہتے ہیں کہ علی بن طلحہ نے ابن عباس سے تفسیر سنی ہی نہیں۔  
(۲)۔ خلاصہ میں کہا گیا: قسوی فرماتے ہیں کہ علی بن طلحہ ضعیف ہے۔

(۳)۔ تقریب میں ہے علی بن طلحہ بیہوش مولیٰ بنی عباس سکن حمص ارسل عن ابن عباس ولم یرہ من الساور۔

پس جو چھوٹی عمر میں ابن عباس سے جدا ہوئے ان سے تفسیر کو سنا ہی نہیں۔ منکرات کے روای اور پھر ضعیف۔ ایسے روای کی روایت سے استناد اور صاف صاف صریح آیات قرآن کریم اور امام بخاری ہی کی روایت کردہ اصح احادیث کے معنی کو بدلنا مرزائی فریب اور دھوکا نہیں تو کیا ہے۔ پھر اگر ابن عباس کے ہی قول سے استناد ہے تو ان کے بتائے ہوئے پورے معنی کو نہ ماننا صرف ایک لفظ کو لینا لا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ۔ (پ ۵ سورہ النساء آیت ۴۳) (تم از کے قریب ہی نہ جاؤ) کو ماننا اور وَانْتُمْ مُكْرَاهٍ (ور آنحالیکہ تم تشہ میں ہو) کو چھوڑنا فَتَكُونُ مِنْهُمْ بَعْضُ الْكُفِّ

وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضِ (پ، سورہ البقرہ، آیت ۸۵) نہیں تو کیا ہے؟ ابن عباس ہی کی بات مانتے ہیں تو دل ماشار آٹکھیں کھولیں اور دیکھیں کہ انہوں نے متوفیک کے معنی میں کس مطلب سے کہے اور وہ اس وعدہ میں کس کے پورا ہونے کا وقت کب بتا رہے ہیں۔ (درمنثور جلد ۲، صفحہ ۳۶)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ يَا عِيسَى ابْنِي مَرْيَمَ كُنْتَ رَافِعُكَ إِلَيَّ " قَالَ ابْنِي رَافِعُكَ ثُمَّ مَرْيَمُ كُنْتَ فِي الْخَيْرِ الزَّمَانِ -

ابن عباس سے مروی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ نے فرمان ابْنِي مَرْيَمَ كُنْتَ رَافِعُكَ إِلَيَّ کے متعلق فرمایا " میں تمہیں اٹھانے والا ہوں اور پھر آخر زمانہ میں تمہاری توفی کرنے والا ہوں۔ " (THE NATURAL HISTORY OF ISRAEL)

یعنی چونکہ وہ ترتیب کیلئے نہیں ہوتا بلکہ ابن عباس اس امر کے قائل ہیں کہ پہلے رفع ہو گیا اور توفی آخر زمانہ میں ہوگی اور زیادہ تفصیل دیکھئے طبقات کبریٰ مطبوعہ یورپ جلد اول ص ۲۶ پر موجود ہے۔

أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ (اس سند کے بعد ایک طویل اثر کو ذکر فرمایا جس میں حضرت عیسیٰ کے اٹھائے جانے کا مفصل حال ہے اس کا آخری جملہ یہ ہے) إِنْ اللَّهُ

دفعہ (اے عیسیٰ بن مریم علیہا السلام) بجسدہ وانہ حی الان و سیرجع الی

الدنیا فیکون فیہا ملکاً ثم یموت کما یموت الناس۔ حضرت ابن عباس

قرماتے ہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کو ان کے جسم کے ساتھ اٹھا

لیا۔ یقیناً وہ اب زندہ ہیں اور عنقریب دنیا کی طرف لوٹیں گے اس میں بادشاہ بنیں

گے پھر جس طرح اور آدمی مرتے ہیں اسی طرح سریں گے۔  
 ناظرین نے دیکھ لیا کہ ابن عباس کس صراحت کے ساتھ بیان فرما رہے ہیں۔  
 ع..... جو اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بہت کو خدا سمجھے

## حافظ جی کا پانچ سو روپیہ انعام

تین مہینے خواب غفلت میں پڑے رہنے کے بعد لوگوں کے جھڑ جھڑانے سے ذرا آنکھ کھلی تو نیند کی اونگھ میں حافظ جی کو وہی گرو جی کی پرانی چال یاد آئی۔ جس میں سادہ لوح بہت جلد پھنس جاتے ہیں۔ حافظ جی میں اگر ہمت و جرأت تھی تو ہمارے بلائے ہی پر ہی سانسے آتے۔ ہم کیا ہیں کہ ہماری علمیت وہ دیکھتے۔ ہاں اللہ جل و علاؤ رسول سلم اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم وائمہ نے جو کہا ہے وہ انہیں سناتے اور دکھاتے۔ اُس وقت اُن کی انعام بازی کی ساری قلعی کھل جاتی۔ روپیہ کے لالچی تو حافظ جی ہی ہو گئے کہ ماہانہ سو روپیہ کیلئے باوصف بے علمی اشتہار بازی پر مجبور ہوئے ہم یقیناً پہلے روز مال کے مسلمان بچوں کی تعلیم کیلئے جو مرزائیوں کے ہاتھوں برباد ہو رہی ہے اُن سے کہتے کہ پانچ سو روپیہ کسی معتمد کے پاس جمع کیجئے اور نفیس جواب لیجئے۔ اب کہ ہم اپنے بھولے بھالے بھائیوں کو سمجھانے کیلئے یہ سطور لکھ رہے ہیں حسبتہ للہ انہیں مرزائی چال کا پول کھول کر دکھائے دیتے ہیں۔

حافظ جی لکھتے ہیں اور اپنی طرف سے نہیں اپنے گرو جی کی عمر بھر کی علمی پونجی

کا خلاصہ سامنے لاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ایک بھی ایسی مثال قرآن سے حدیث سے لغت عرب سے پیش کر دیں کہ فعل توفی باب تفعیل سے ہو اور اس کا فاعل اللہ ہو اور مفعول کوئی انسان ہو اور پھر اس کے معنی قبض روح کے سوا قبض جسم وغیرہ کے ہوں۔“..... یہ تو ایک علیحدہ بات ہے کہ چونکہ شاید اونگھ کی حالت میں حافظ جی لکھ رہے ہیں لہذا مرزا جی کی پوری تحریر یا تو سمجھ ہی میں نہ آئی یا لکھتے وقت پھر جھوٹکا آ گیا لہذا اُن کے دعوے کو پوری طرح نہ لکھ سکے بہر نوع ہمیں تحقیق دعویٰ کیلئے اول یہ دکھانا ہے کہ:

(۱) قبض روح سے مرزا جی کی کیا مراد ہے؟ اور ان کے نزدیک اس کے کیا

معنی؟ (ازالۃ الالہام ص ۸۶)

(۱) تمام مقامات میں توفی کے معنی موت اور قبض روح کہے گئے۔

(ب) ازالۃ الالہام ص ۸۸ صرف ایک ہی معنی قبض روح اور موت کیلئے مستعمل تھا

(ج) ازالۃ الالہام ص ۳۳۵، اول سے آخر تک قرآنی محاورہ یہی ثابت کرتا ہے

کہ ہر جگہ درحقیقت توفی کے لفظ سے موت ہی مراد ہے۔

ان تینوں حوالوں نے بتا دیا کہ مرزا جی کے نزدیک قبض روح اور موت

دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ قبض روح کے معنی موت اور موت کے معنی قبض روح۔

اب اسی آیت کو لیجئے جو حافظ جی نے خود لکھی فقط ہم ہی نہیں کہتے بلکہ خود

مرزا جی اور ان کی ذریت بھی یہی کہنے پر مجبور ہوگی۔ ہر ترجمہ قرآن کریم یہی بتائے گا

اور معمولی علم والا بھی جان جائے گا کہ اس آیت میں توفی کے معنی موت کے نہیں۔

هُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَعَرْتُمْ بِالنَّهَارِ (پ ۷ سورہ انعام آیت ۶۰)

(وہی ہے جو تم کو رات کے وقت لے لیتا ہے اور جانتا ہے کہ تم نے دن میں کیا کیا)  
 کیا بقول مرزا جی کوئی عقل والا یہاں یہ معنی کر سکتا ہے کہ وہی ہے جو تم کو  
 رات کے وقت مار ڈالتا ہے؟ اور کیا ہر آدمی رات کے وقت مر جاتا ہے۔

غور سے دیکھ لیجئے کہ توفیٰ باب تفعیل سے ہے فاعل اللہ ہے مفعول انسان  
 ہے اور معنی موت کے نہیں بلکہ نیند کے ہیں۔

اگر مرزائی یہ کہیں کہ نیند بھی تو مجازی موت ہے جیسا کہ مرزا جی نے فرمایا

ازالہ الا وہام ص ۳۳۲، اس جگہ توفیٰ سے مراد حقیقی موت نہیں بلکہ مجازی

موت مراد ہے جو نیند ہے۔ تو اس مجازی کا جواب خود مرزا جی کے کلمات ازالہ

الا وہام ص ۳۳۵ میں کلمہ در حقیقت سے لیجئے یا تو یہ کہئے کہ نیند در حقیقت موت ہے اور

یا یوں کہئے کہ توفیٰ کے معنی در حقیقت موت نہیں۔ نیند کو حقیقی موت تو کوئی احمق ہی

بتائے گا لہذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ توفیٰ کے معنی در حقیقت موت نہیں۔

پس جب توفیٰ کے معنی موت کے کرتے ہوئے بھی مرزا جی کے نزدیک اس

سے مجازی موت یعنی نیند مراد لی جاسکتی ہے تو انہیں سوائے اپنے دعوے مسیحیت کے

بطلان کے خوف کے اور کون سی دشواری حائل ہے کہ وہ انسی منوفیک میں بھی

ایسی ہی مجازی موت یعنی نیند مراد لے لیں جبکہ اثر امام حسن بصری رضی اللہ عنہ بھی اس

کی تائید میں موجود اور بعض مفسرین اہل حق نے اس مراد کو ذکر بھی فرمایا۔

پس یہ تو اچھی طرح واضح ہو گیا کہ توفیٰ کے معنی در حقیقت موت نہیں تو دیکھنا

یہ ہے کہ در حقیقت اس کے کیا معنی ہیں؟



کتاب لغت میں تصریح کے ساتھ موجود کہ التَّوَفِّيُّ اخْذُ الشَّيْءِ وَإِقْبَالُهُ  
توفی کے (حقیقی) معنی ہیں کسی چیز کو پورا پورا لے لینا۔ موت کے معنی کیونکر ہو سکتے ہیں  
؟ اس کو علامہ زبختری جن کی امامت لغت عرب کو مرزا جی بھی تسلیم کرتے ہیں صاف  
بتا رہے ہیں کہ: "مِنَ الْمَجَازِ تَوَفَّى وَتَوَفَّاهُ اللَّهُ أَذْرَكَهُ الْوَفَاةُ"۔ یعنی توفی  
کے معنی موت کے مجازی ہیں حقیقی نہیں۔ مجازی معنی موت یا نیند وغیرہ میں اسی وقت  
لیا جائے گا جبکہ کوئی قرینہ موجود ہو ورنہ اپنے اصلی و حقیقی ظاہری معنی میں رہے گا۔  
قرآن حدیث سمجھنے کیلئے اصول کا متفق علیہ مسئلہ کہ:

(۱) النَّصُوصُ يُحْمَلُ عَلَى ظَوَاهِهِ هَا وَصَرَفُ النَّصُوصِ عَنْ ظَوَاهِرِهِ  
ہا البعاد۔ انصوص کو ان کے ظاہری معنی پر حمل کیا جائے گا انصوص کو ظاہری معنی سے  
پھیرنا الحاد ہے۔

(۲) الْكَلْفُ الَّذِي حُصِّلَ عَلَى الْحَقِيقَةِ مَا لَمْ يُصَرَّفْ عَنْهَا صَارَ لَفْظًا  
حقیقی معنی پر حمل کیا جائے گا۔ جب تک کہ اس کو کوئی پھیرنے والا (قرینہ) (ظاہری  
معنی سے) نہ پھیر لے۔ ان لغت و اصول کی باتوں کو سیدھے سادھے لفظوں میں  
یوں سمجھ لیجئے کہ توفی کے اصلی معنی ہیں پورا پورا لینا۔ پس جہاں کہیں بھی یہ لفظ استعمال کیا  
جائے گا۔ اس کے اڈل یا بعد کے الفاظ قرینہ بن کر بتا دیں گے کہ کس چیز کا پورا پورا لینا  
مراد ہے۔ اگر آگے پیچھے کا کوئی لفظ یا جملہ یہ ظاہر کرے گا کہ موت مراد ہے تو مجازی معنی  
موت کے ہو جائیں گے۔ نیند کا قرینہ ہوگا تو نیند کے جزا و سبب کا ذکر ہوگا تو اس کے حق  
لینے کا بیان ہوگا تو اس کے 'غرض جیسا قرینہ ہوگا ویسے معنی مثلاً دوسری آیت لیجئے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّكُمْ وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُرَدُّ اِلَىٰ اَرْدَلِ الْعُمْرِ۔

(پ ۱۲، سورہ اٹھل، آیت ۷۰)

اس میں یو دالی ارذل العمر کا قرینہ معنی موت پر دلالت کرنے والا۔ اسی طرح مرزا جی نے موت کے معنی ظاہر کرنے کیلئے ازالہ الاہام میں ص ۳۳۰، ۳۳۲ پر بہت سی آیتیں لکھیں مگر ان سب میں آگے پیچھے کے لفظ موت کا قرینہ ہیں۔ اسی لئے موت کے معنی۔ اور دیکھئے اللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالنَّبِيُّ لَمَّا تَمَّتْ فِيْ مَنَامِهَا فَبِمَسِيْكِتِ النَّبِيِّ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَبُرْسِلَ الْاُخْرٰى اِلَىٰ اَجَلٍ مُّسَمًّى۔ (پارہ ۲۴، سورہ زمر، آیت ۴۲) یہاں ایک ہی آیت میں توفیٰ کی دو شانیں موجودہ ایک موت کی کیفیت دوسری زندگی کی حالت۔ دیکھنا یہ ہے کہ غیبی علیہ السلام کے معاملہ میں کون سی صورت ذکر کی گئی۔ جیسا کہ ہم نے ابھی بتایا کہ قرینہ توفیٰ کی مراد کو واضح کرے گا وہاں بھی ہمیں قرینہ ہی دیکھنا ہوگا۔

حافظ جی نے تو غالباً اولگھ کے سبب عجب بے حکا سوال کیا ہے کہ:

”توفیٰ کے معنی قبض روح کے سوا قبض جسم وغیرہ کے ہوں۔“

پہلے تو انہیں یہ غور کرنا چاہیے کہ یہ دعویٰ کس نے کیا کب کیا کہاں کیا؟

”کہ کلمہ توفیٰ ہی کے حقیقی معنی صرف قبض جسم ہیں۔“

مسلمانوں کا دعویٰ تو لغت کی رو سے صرف اس قدر ہے کہ ”توفیٰ کے حقیقی

معنی پورا پورا لینے کے ہیں۔“ اگر کسی میں حوصلہ ہو تو یہ دکھائے کہ توفیٰ کے معنی پورا لینے

کے نہیں بلکہ صرف موت ہی کے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ”لینے کے ساتھ جو قرینہ ہوگا

اسی قرینہ کے مطابق ”لینے“ کا مطلب ہوگا۔ اب دیکھئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق جہاں وعدہ متوفیک فرمایا گیا ہے وہاں کیا قرینہ ذکر میں آیا۔ آیہ کریمہ ہے:

يٰعِيسٰى اِنِّى مَتَوَفِّىْكَ وَكَرَفَعُكَ اِلَیَّ ۔ (الآیہ) (اس آیت کا ترجمہ ہم مزید اتمام

حجت کیلئے وہی کئے دیتے ہیں جو جناب مرزا جی کے خلیفہ اڈل صاحب نے کیا ہے)

اے عیسیٰ میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں تجھ کو اپنی طرف۔

قرائن (۱) حق تعالیٰ خطاب کرتا ہے عیسیٰ علیہ السلام سے۔ یہ ایک نام ہے کس کا؟

روح اور جسم دونوں کے مجموعہ کا۔

(۲) تونی (پورا لینے) کا اطلاق کس پر ہوگا؟ عیسیٰ علیہ السلام کے وجود یعنی روح

WWW.NATURALISLAM.COM  
"THE NATURAL PHILOSOPHY"

(۳) رفع (اٹھانا) کس چیز کا ہوگا؟ روح اور جسم دونوں کا۔

(۴) تونی (پورا پورا لینا) رفع (روح و جسم کا اٹھانا) کس کی طرف ہوگا؟ اللہ کی

طرف پس ان قرائن نے صاف کر دیا کہ یہ تونی ایک علیحدہ قسم کی تونی ہے جس میں نہ

نہندگی کیفیت نہ موت کی صورت بلکہ شکل ہی سب سے جدا یعنی تونی مع الرفع اور یہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اسی طرح خاص جیسے بغیر باپ کے پیدا ہونا انہی

کے لئے مخصوص۔ اس تونی کا نمونہ کسی آیت یا حدیث میں کسی دوسرے شخص کیلئے

طلب کرنا سراسر بے ہودگی بلکہ فریب اور دھوکہ دہی۔ اس شان کی تونی کا وعدہ کسی

کے ساتھ کیا ہی نہیں گیا اور نہ کسی کی تونی اس طرح ہوئی بلکہ جس طرح ان کے پیدا

ہونے کے انداز میں اعجاز اسی طرح ان کی تونی بھی اعجازی۔ نظر بریں ہمیں خیال آتا

ہے کہ ہندوستان میں ایک صاحب نے حیاتِ کج علیہ السلام کو بدلائلِ ساطعہ ثابت کرتے ہوئے مرزائی چیلنج کا جواب دیتے ہوئے تمام مرزائی پارٹی کو

ایک ہزار روپیہ انعام کا چیلنج

دیا کہ اگر فعلِ توئی رفع کے ساتھ مستعمل ہے اور فاعل دونوں کا اللہ ہو اور مفعول ذی روح ذات واحد ہو تو وہاں توئی کے معنی اخذ مع الرفع ہی کے ہوں گے نہ کوئی اور معنی۔ اگر کوئی مرزائی سارے قرآن کریم میں ایک مقام پر بھی اس کے خلاف دکھا دے تو اسے مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام ملے گا۔

اس چیلنج کو دئے ہوئے بھی برسوں گزر گئے مگر آج تک کسی مرزائی کو جواب کی جرأت نہ ہوئی۔ اس امر پر تمام مسلمانوں کا یقین و ایمان کہ یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام الرحمن بھی انسان اللہ کے بندے اور رسولِ عظیم الشان۔ بے شک حسب فرمان و اخبارِ عالم نامیوں و کان سیدائس و جان علیہ سلام الملک المنان اس دنیا میں مکرر تشریف لائیں گے نکاح کریں گے۔ دجال کو قتل فرمائیں گے پھر مدینہ منورہ ہی میں انتقال فرمائیں گے اور وہیں مقبرہ مبارکہ میں دفن کئے جائیں گے۔ حافظ جی نے آیہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (پ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۸۵) لکھی۔ مرزا جی نے ساری اس قسم کی آیتوں کو جمع کر کے اپنی انتہائی قوت صرف کر دی مگر سب بیکار گئی۔ اس لئے کہ ان کو تو اس وقت پیش کیا جائے جبکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام پر کبھی موت ہی نہ آئے گی۔ بے شک بے شک وہ رجوع الی اللہ جس کے بعد

پھر دنیا کی طرف نہ لوٹیں ہوگا اور ضرور ہوگا ابھی رفع الی اللہ ہوا ہے۔

یہ کہنا کہ ”اگر کسی نبی کو آئندہ کیلئے زندہ رکھنا خدا کی سنت ہوتی تو حضرت رحمۃ للعالمین (فداہ ابی وامی) کو رکھتا۔“ کتاب سنت سے جہالت پر مبنی۔ ممکن ہے کل کو کوئی یہ بھی کہے کہ اگر کسی نبی کو بغیر باپ کے پیدا کرنا خدا کی سنت ہوتی تو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح بے باپ کے پیدا کرتا۔ اسی طرح دیگر معجزات انبیاء علیہ السلام کا ذکر بھی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن دنیا جانتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ نرالی تونی اور دوبارہ تشریف آوری کمالات محمدی (ﷺ) ہی کے اظہار کے لئے ہوتی کہ نبی اسرائیل کے نبی اولوالعزم بھی دنیا میں تشریف لائیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب و خلیفہ بن کر خدمات اسلام بجالائیں تاکہ بنی اسرائیل کے وہ لوگ جو مرض امتیاز نسلی میں مبتلا ہو کر یہ کہتے ہیں کہ ہم بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے نبی کو نہیں مانتے۔ ان کی گردنیں ٹوٹ جائیں اور وہ اسرائیلی نبی حضرت مسیح ماری کو رحمۃ للعالمین سید المرسلین (ﷺ) کی اطاعت و خلافت کرتے ہوئے دیکھ کر سب کے سب اسلام لائیں اور سمجھ جائیں یہ نبی سارے عالم کے نبی ان کی امت میں نہ گورے کالے کا فرق نہ حسب و نسب کا امتیاز سب مساوات کے ساتھ ان کے دین میں داخل اور ساری دنیا ان کی امت میں شامل۔

حضور نے فرمایا بعثت الی الاسود و الاحمر میں تو کالے اور سرخ سب کیلئے مبعوث کیا گیا۔ رنگ و نسل کے امتیاز کو حضور نے مٹایا آج اگر مرزا کی حقیقی کو اصلی و حقیقی مسیح ماری (سلام اللہ علیہ) کے مقابلہ میں نفی و جعلی مسیح بننے کی غرض سے

ان کے ساتھ عناد و دشمنی ہے تو ہوا کرے اور ان کے چیلے اگر اسی عداوت کا اظہار  
 بدیں الفاظ کرتے ہیں کہ ہمیں بنی اسرائیل کے نبی کی حاجت نہیں " تو کیا کریں  
 سارے عالم کے نبی فدائہ ابلی و ای اس ہرزہ سرائی کا جواب پہلے ہی فرما گئے کہ انا  
 اولی الناس بعیسیٰ بن مریم۔ الخ۔ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 اظہار شان ہی کے لئے رب عزت نے یہ حکمت رکھی کہ ظہور حضرت امام مہدی علیہ  
 السلام کے وقت حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نزول فرمائیں تاکہ دنیا پر ظاہر ہو جائے  
 کہ قاطبی النسل محمد بن عبد اللہ مہدی علیہ السلام امامت کر رہے ہیں اور بنی اسرائیل  
 کے نبی ان کے مقتدی۔ اگر کوئی جدید صاحب شریعت نبی آپ کے بعد آتے تو:-

(۱) وعدہ ختم نبوت کے خلاف ہوتا۔

(۲) ان کی شریعت کی ضرورت وعدہ تکمیل دین کے خلاف ہوتی۔

اگر غیر صاحب شریعت جدید نبی آتے تو:-

(۱) وعدہ خاتم النبیین کے خلاف ہوتا۔

(۲) ایسے نبی تو انبیاء کے بعد بھی آئے اس میں شان تخصیص نہ رہتی۔

سید المرسلین نبی الانبیاء جن کی نبوت کا یشاق سب رسل و انبیاء سے لیا گیا (ﷺ) ان

کی خاص شان کا اسی طرح اظہار کہ نبی اولو العزم صاحب شریعت (جن کی شریعت

نافذ ہوئی مگر شرع مصطفوی سے منسوخ ہو چکی) تشریف لائیں مگر تابع شرع مصطفوی

بن کر اور مصداق یکون خلیفنی علی امتی ہو کر اسی لئے اس دلفریب منظر کو اس

شاو مانی و خوشی کے وقت کو حضور انور ﷺ اس طرح پیش فرماتے ہیں۔ (بیہقی ص ۳۰۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ فَيَكُفُّكُمْ وَإِمَامُكُمْ وَمَنْكُمُ وَمَنْكُمْ - تم اس وقت کیسے (خوش) ہو گے جب عیسیٰ بن مریم آسمان سے تم میں نزول فرما ہو گئے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ اٰمَنَّا وَصَلَفْنَا بِمَا اٰخَرْنَا نَبِيْنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

ان عیسیٰ علیہ السلام لَمْ یَمُتْ وَاِنَّهٗ رَاجِعُ الْبَکْمُ قَبْلُ

یوم القیمہ ان عیسیٰ (علیہ السلام) یأتی علیہ الفنا

مذکورہ بالا احادیث کے متعلق حافظ جی نے تاق یہ کہنے کی بھی تکلیف گوارا فرمائی کہ ”یہ کوئی معتبر روایتیں نہیں نہ صحاح ستہ میں ان کا وجود پھر قرآن ان کو رد کر رہا ہے۔ صحیح حدیثیں ان کو رد کر رہی ہیں۔“

یہاں انہوں نے یقیناً حق شاگردی مرزا اور انہیں کیا انہیں وہی کہنا چاہیے تھا جو ایسے مواقع پر مرزا جی نے کہا جب کبھی علما نے کلام الہی کی تفسیر میں احادیث کو پیش کیا اور مرزا جی کا دم بند ہوا تو مرزا جی نے جھٹ کہہ دیا کہ:

(۱) ”جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اُسے اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رو کرے۔“ (حاشیہ تحفہ گولڑیہ ص ۱۰)

(۲) ”اور دوسری حدیثوں کو ہم ہدیٰ کی طرح پھینک دیتے ہیں۔“ (اعجاز احمدی ص ۳۰)

مسلمان تو یقیناً قرآن کریم کو اسی طرح سمجھتے ہیں جس طرح حضور صاحب  
وحی و کتاب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث میں سمجھایا۔ مرزا جی نے جب قرآن ہی  
کے متعلق یہ فرمادیا کہ ”زمین سے اٹھ گیا تھا میں آسمان سے لایا ہوں“ تو حدیثوں کا  
انکار کر دینا ان کے لئے کیا بڑی بات تھی۔

حافظ جی کو تو خبر نہیں مگر ہاں دین سے معمولی حصہ پانے والا بھی جانتا ہے کہ  
یہ کہنے سے کہ ”کوئی معتبر روایتیں نہیں نہ صحاح ستہ میں ان کا وجود“۔ الخ۔ کوئی  
حدیث غیر معتبر نہیں ہو سکتی۔ کیا صحاح ستہ کی حدیثوں کے سوا تمام احادیث غیر معتبر  
ہیں؟ اور کیا صحاح ستہ کی کسی حدیث میں کسی قسم کا ضعف ہے ہی نہیں؟ (اللہ اس  
جہالت سے بچاؤں) (THE NATURE OF THE NATURE)

پہلی حدیث علامہ ابن کثیر و ابن جریر نے اپنی اپنی تفاسیر میں باسناد صحیحہ نقل  
فرمائی۔ ایک سند ہم نقل کئے دیتے ہیں:

قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ  
الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْيَهُودِ أَنْ عِيسَى لَمْ  
يَمُتْ وَأَنَّهُ رَاجِعٌ إِلَيْكُمْ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَمَةِ۔ رسول ﷺ نے یہود سے فرمایا کہ  
یقیناً عیسیٰ (علی نبینا وعلیہ السلام) نہیں مرے اور وہ یقیناً تمہاری طرف قیامت کے  
دن سے پہلے لوٹ کر آنے والے ہیں۔

(۲) وفد نصارے بنی نجران کے دربار رسالت میں حاضری کا واقعہ سیرت کی



کتابوں میں اس قدر شہرت کے ساتھ ذکر کیا گیا کہ تاریخ اسلام سے ادنیٰ مناسبت رکھنے والے کو بھی اس کی خبر ہوگی۔ ابن ہشام نے تفصیل لکھی جس کا دل چاہے دیکھ لے ہم نے اس واقعہ کے صرف اس قدر حصہ کو نقل کیا جس کا ہمارے مضمون سے تعلق تھا۔ اب اس کی سند بیان کئے دیتے ہیں۔

أَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ الرَّبِيعِ قَالَ إِنَّ النَّصَارَى أَكْوَارُ سَوَّلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَاصَمُوا فِي عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَقَالُوا لَهُ مَنْ أَبُوهُ وَقَالُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبُ الْيَهُتَانِ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **الْبِسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ لَا يَكُونُ وَلَدًا لَآ** OM  
**وَهُوَ يُشَبِّهُ أَبَاهُ** قَالُوا بَلَى قَالَ **الْبِسْتُمْ تَعْلَمُونَ** أَنْ زَيْنًا حَتَّى لَا يَمُوتَ وَأَنَّ عِيسَى بَنَاتِي عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوا بَلَى **النَّصَارَى** حضور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے باب میں خاصہ کرنے لگے اور کہا کہ (اچھا بتاؤ) ان کا باپ کون ہے؟ پھر خدا پر جھوٹ بہتان باندھنے لگے (یعنی ان کو خدا کا بیٹا بتایا) حضور ﷺ نے فرمایا تم نہیں جانتے بیٹا ہمیشہ باپ سے مشابہ ہوا کرتا ہے انہوں نے کہا ہاں حضور نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب تو ایسا زندہ ہے کہ کبھی مرے ہی گا نہیں اور یقیناً عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آئے گی وہ بولے بیشک۔ یا للعجب کہ اصلی مسیحی تو حضور کے سامنے ”بلی“ کہیں مگر جعلی و نقلی مسیح کے پیرو ”لا ائی کہے جائیں۔

حضور اکرم ﷺ فرمائیں کہ وہ ابھی نہیں مرے بلکہ مریں گے یہ کہے جائیں کہ نہیں وہ تو مر گئے۔ حافظ جنی کا یہ کہنا کہ ”قرآن ان کو رو کر رہا ہے، صحیح

حدیثیں ان کو رد کر رہی ہیں۔ یہ صرف کہتا ہی کہتا ہے اگر حوصلہ تھا تو کسی ایک آیت ہی میں دکھایا ہوتا کہ ”ان عیسیٰ مات“ عیسیٰ مر گئے۔ قرآن کریم میں تو کسی جگہ حضرت عیسیٰ کے لئے ”موت“ کا لفظ استعمال ہی نہ کیا گیا مگر وہیں جہاں اُن کے دوبارہ آنے کے بعد تمام اہل کتب کے ایمان لانے کا واقعہ بیان ہوا یعنی ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موتہ (پ ۶، سورہ النساء آیت ۱۵۹) (اس کا ترجمہ بھی ہم وہی لکھ دیں جو مرزا جی بکے خلیفہ نمبرانے لکھا شاید مرزائی اس کو دیکھ کر ہی ہدایت پائیں) (فصل الخطاب جلد ۲ صفحہ ۸۰)

”ترجمہ“ نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے (عیسیٰ علیہ السلام کے) پہلے موت اس کی (عیسیٰ علیہ السلام کی) کے۔  
 رہی تو فی اس کی کیفیت ہم ظاہر کر ہی چکے۔

حافظ جی نے صحیح احادیث کا نام تو لیا مگر کوئی ایک حدیث ہی نقل کی ہوتی جس میں یہ موجود ہوتا کہ ”عیسیٰ بن مریم مر گئے۔“ علمائے اسلام برسوں سے مرزائیوں کو لٹکا رہے ہیں کہ کوئی ایک حدیث ایسی ہی سہی جیسی ہم پیش کر رہے ہیں دکھاؤ جس میں موجود ہو کہ ”عیسیٰ بن مریم مر گئے۔“ مگر آج تک نہ کوئی دکھا سکا نہ دکھا سکے۔ ہاں اپنی خود رائی سے قرآن کریم کے معنی بدلے۔ احادیث کے معنی بدلے۔ اصح احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے منارہ شرقی دمشق پر دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ باب لد پر دجال کو قتل کریں گے۔ ۴۵، ۴۰ برس زندہ رہیں گے۔ سرکارِ دو عالم کی قبر انور پر حاضر ہو کر سلام عرض

کریں گے۔ پھر مدینہ منورہ ہی میں انتقال فرمائیں گے۔ وہیں حضور انور کے مقبرہ میں اس طرح دفن ہوں گے کہ ان کی قبر چوتھی ہو۔ (ملخصاً)

اس سے زیادہ دجل و فریب اور کیا ہوگا کہ مرزا جی اُفت کو بدلیں صرف دُجو کو بدلیں ناموں کو بدلیں۔ اپنی ڈکٹری بنائیں۔ تعجب ان پر ہے جو ایسے کھلے کھلے امور کو دیکھتے ہوئے بھی ان کے فریب میں آئیں اور سمجھانے پر بھی راہِ راست نہ پائیں۔

مرزائی ڈکٹری کا نمونہ ملاحظہ ہو

غلام احمد بن گھنٹی

عسیٰ بن مریم

نور الدین محمد احسن

دو فرشتے

قادیان

بکدہ

شہر لدھیانہ

باب (لد)

نور کی جگہ (اور وہ منار جو مرزا جی نے چندہ سے بنایا

منارہ

ظہور مسیح

دمشق

خاندان مغل

شریف

جنت یاد دوزخ کا کلڑا

قبر

وہ جو مرزا جی آسمان سے لائے۔ (معاذ اللہ)

قرآن

- وہ جس کو مرزا جی ردی کر کے نہ پھینکیں

حدیث

وَعَبْرًا ذَالِكِكَ مِنَ الْمَزْخَرَاتِ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

## خطبہ امام حسن

حافظ جی نے کسی جگہ حضرت امام حسن علیہ علی آسانہ السلام کے خطبہ کے کلمات دیکھ لئے لہذا بے سوچے سمجھے لکھ ڈالا تا کہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ مہمات مسیح کے ثبوت میں ایک حوالہ دے تو دیا۔ اگر ذرا عقل ہوتی عربی زبان کا کچھ بھی علم ہوتا تو سوچتے کہ امام حسن نے حضرت علی کی رحلت کا ذکر فرماتے ہوئے صرف تاریخ کی اہمیت دکھاتے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر فرمایا اور وہاں بھی اسی مسلمانوں کے عام اعتقاد کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے انتقال کی کیفیت کو قبض کے لفظ سے ظاہر کیا مگر حضرت مسیح علیہ السلام کے لیے وہ لفظ نہ استعمال کیا بلکہ عروج کہا۔ اگر دونوں کی کیفیت یکساں ہوتی تو ایک لفظ استعمال ہوتا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و عروج کا مسئلہ ضابطہ و تابعین سے لے کر تاریخ تک ایسا مشہور چلا آ رہا ہے کہ جہاں کہیں کوئی بھی اس واقعہ کا کسی عنوان سے ذکر آتا ہے۔ اس مخصوص کیفیت عروج کی طرف کسی نہ کسی انداز سے اشارہ کر ہی دیتا ہے۔ وہی شان اس خطبہ کے کلمات میں بھی موجود۔ حافظ جی نے حضرت ابن عباس کا نام لیا ہم نے ان کا عقیدہ پیش کیا۔ اب امام حسن کا ذکر کیا لیجئے ان کا عقیدہ بھی ملاحظہ کیجئے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۸۳/۴)

امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کَبُفْ تَهْلِكُكُ أُمَّةٌ أَنَا أَوْلَاهَا وَ الْمَهْدِيُّ وَسَطُهَا وَ الْمَسِيحُ أَخْوَهَا۔ وہ اُمت کیونکر ہلاک ہو سکتی ہے جس کا اوّل میں ہوں وسط امام مہدی ہیں اور آخر مسیح

(علیہ السلام) (یہاں یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ مہدی اور ہیں اور مسیح دوسرے) (یعنی وہی مسیح بن مریم یہ مرزا نیوں کا فریب ہے کہ مسیح و مہدی دونوں ایک ہی ہیں)

### عمر مسیح علیہ السلام

ثبوت موت مسیح میں جناب حافظ صاحب حج الکرامہ کی ایک روایت پیش کرتے ہیں۔ (غالباً ان کے نزدیک یہ کتاب صحاح ستہ میں داخل ہوگی اس لئے کہ بقول ان کے صحیح حدیثیں تو فقط صحاح ستہ ہی میں ہیں) علمائے محققین نے اس قسم کی تمام حدیثوں کو جمع فرمایا جس میں حضرت مسیح کی عمر کا ذکر آیا اور جو فیصلہ مختلف احادیث میں تطبیق دینے سے کیا جا سکے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ۲۰ سال ان کی عمر شریف کی وہ پوری مدت ہے جو اس زمین پر انہوں نے گزاری اور گزاریں گے مرزا نیوں کی عام عادت ہے۔ وہی مرض حافظ جی میں بھی کہ نہیں اسے آدھا پاؤ جملہ لے لیا۔ حدیث کا کوئی جزو ذکر کر دیا تحقیق کرنا پورے جملوں پر نظر ڈالنا تطبیق دینا یہ علماء کا کام۔ حافظ جی کو اس سے کیا نسبت۔ تحریر طویل ہوتی جاتی ہے ورنہ ہم اس کی تفصیل بھی لکھ دیتے۔

### قبر مسیح علیہ السلام

سامعین جلسہ وعظ کو یاد ہو گا ہم نے ترجمہ حدیث کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور رسول اکرم ﷺ کے مقبرہ میں دفن ہو گئے اور قبر اور مقبرہ کا فرق معمولی اردو پڑھے ہوئے بھی جانتے ہیں۔ حافظ جی کی دھوکہ دہی دیکھئے کہ اول ہمارے لفظ کو بدلا پھر یہ بے ہودہ بات تراشی کہ ”آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

قبر کو شہید کرنے کی کون مسلمان جرأت کرے گا۔“ پھر قبر کی وہ نئی اصطلاح بتائی جو مرزائی دشمنی میں انہیں آنکھ بند کر کے نظر آئی اور اس تحریف نے بھی ان کی کچھ حاجت روائی نہ کی بلکہ موجب رسوائی ہوئی جیسا کہ عنقریب ظاہر ہوگا۔

ان تمام لغو باتوں کے جواب میں ہم اپنے ناظرین کو مختصر آدھ فیصلہ سنا دیں جو اخلاص و آثار صحابہ میں موجود ظاہری معنی کو بدلنا اور من گھڑت معنی لینا آپ نے دیکھ ہی لیا۔ اصول کا مسئلہ ہے کہ الحاد ہے۔ حدیث میں جو لفظ آئے ان کا کھلا مطلب آثار صحابہ میں دیکھئے۔

وہ امام بخاری جن کی تعلیق و روایت کردہ اثر پر بھی حافظ جی اور تمام مرزائی پورا اعتماد رکھتے ہیں اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں ”صاحب در متواتر اس کو ص ۲۳۵ ج ۲ پر بدیں الفاظ درج کرتے ہیں اخرج البخاری فی تاریخہ عن عبد اللہ بن سلام قال یدفن عیسیٰ علیہ السلام معہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر فیکون قبرا رابعا۔ عبد اللہ بن سلام جو یہود کے سب سے بڑے عالم تورات و انجیل کے زبردست فاضل مانے جاتے تھے اور اجل اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دفن کئے جائیں گے۔ پس (ان کی قبر اس مقبرہ میں) چوتھی قبر ہوگی۔ اس مضمون کی ایک مرفوع حدیث علامہ ابن جوزی محدث نے کتاب الوفا میں نقل کی ہے جس میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یَقْبَرُ عِیْسَىٰ بَنُ

مَرَّيْمَ إِلَى الْأَرْضِ فَتَزَوَّجْ وَيُولَدْ لَهُ وَيَمْكُثْ خَمْسًا وَأَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ  
يَمُوتُ فَيُدفَنُ مَعِيَ فِي قَبْرِیْ فَأَقُومُ أَنَا وَعِیْسَى بْنُ مَرْیَمَ فَمَعِیْ قَبْرِیْ وَوَاحِدٌ  
بَيْنَ آبَائِیْ بَكْرٍ وَعَمْرٍ. یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف اتریں گے پھر  
شادی کریں گے پھر ان کی اولاد ہوگی اور ۳۵ برس کے بعد رحلت فرمائیں گے۔ پھر  
میرے ساتھ میرے مقبرہ میں دفن کئے جائیں گے پھر حشر کو میں اور عیسیٰ بن مریم ایک  
مقبرہ سے اٹھیں گے ابو بکر و عمر کے درمیان رضی اللہ عنہما۔ حافظ جی کہاں تک حدیثوں  
کا انکار کریں گے اور ان کی تحریف کو حدیثیں چلنے کب دیتی ہیں قبر سے آپ نے باغ  
جنت مراد لیا تو قطع نظر اس کے کہ قبر کا لفظ اس معنی کیلئے نہ بنایا گیا نہ اس معنی میں  
مستعمل نہ کسی لغت میں قبر کے یہ معنی آئے نہ زبان عرب کا کوئی محاورہ اس کا شاہد لفظ  
دفن کو کیا کیجئے گا۔ باغ میں آرام کرنے کو دفن ہونا کس ملک میں بولتے ہیں۔ قادیان  
کا مخصوص محاورہ ہو تو عجب نہیں کہ وہاں کی ہر بات بے ڈھنگی۔ دنیا میں تو میر تقی میر  
آرام کو دفن نہیں بولتے پھر قبر کے معنی باغ جنت لینے پر رابعا کی صفت کیسے چسپاں ہو  
گی اور باغ جنت میں قبروں کی شمار کا کیا طریقہ ہوگا۔ تحریف کرتے شرم تو نہ آئی ہوگی  
اور تحریف بھی ایسی کھلی اور باطل تحریف کہ کوئی جہل بھی نہ کرے۔ حدیث شریف میں  
سلسلہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے پھر شادی کریں گے پھر اولاد ہوگی۔  
۳۵ برس دنیا میں رہ کر انتقال فرمائیں گے۔ پس میرے مقبرہ میں دفن کئے جائیں  
گے۔ ایسے موقع پر کوئی کوون بھی نہ کہے گا کہ قبر کے معنی مزار نہیں ہیں باغ جنت ہے  
باغ جنت تو ان حضرات کے غلاموں کیلئے بھی ہے اور ان کی قبریں قطعہ جنت بنی ہوئی

ہیں، مگر قبر کے معنی کا انکار تو کسی طرح بننا ہی نہیں۔ حدیث میں یہ بھی ہے کہ پھر (حشر کو) میں اور عیسیٰ (علیہ السلام) ایک مقبرہ سے اٹھیں گے ابو بکر و عمر کے درمیان۔ اب اگر قبر کے معنی واقعی مراد نہ لو تو باغ جنت ہے۔ یہاں کس طرح مراد ہو سکتا ہے۔ حدیث شریف کا ایک ایک کلمہ حافظ جی کی اس تحریف کو باطل کر رہا ہے۔ مرزا میوں کی غیرت پر حیرت ہے کہ انہیں ایسی صریح باطل بات زبان سے نکالنے کی جرأت کس طرح ہوتی ہے۔

حافظ جی نے ہماری نقل کردہ ایک حدیث پر اور ہاتھ صاف کرنے کی کوشش بے جا کی۔ مگر بے چاروں نے حدیث پڑھی ہوتی تو یہ تمیز آتی کہ حدیث پر تنقید کس طرح کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے ناحق براہِ حنا دیکھا کہ فلاں حدیث مستحکم نہیں۔ ان کے لئے سیدھی سی بات وہی تھی جو مرزا جی نے لکھی کہ ”جو حدیث ان کی مرضی کے خلاف ہو وہ ردی کی فیکٹری میں“ (معاذ اللہ) وہ ناحق صاحب کفر اعمال کو بدنام کرتے ہیں اور دینِ عسا کر کی تمام روایتوں کو ناقابل اعتبار بتاتے ہیں۔ انہیں اتنی تمیز کہاں کہ کسی کتاب کو نامعتبر کہنا تو کیا حدیث کو ضعیف کرے گا اگر خاص کسی حدیث پر جرح مبہم کی جائے وہ بھی پایہ اعتبار سے ساقط نہیں ہوتی اور جرح مبہم کسی حدیث کو ناقابل استدلال نہیں کر سکتی ورنہ ہر حدیث کو جو چاہے نامعتبر بنا دیا کرے، کبھی اصول حدیث کو خواب میں بھی دیکھا ہے کچھ بودگی تھی تو وجہ ضعف لکھی ہوتی اور ایک حدیث ضعیف بھی ہوتی تو جب اس مضمون کی بکثرت صحیح حدیثیں وارد ہیں اور اس پر اُمت کا اجماع ہے تو انکار کا کیا محل بلکہ فرض کرو کوئی اور حدیث اس مضمون کی نہ ہوئی صرف



ایک حدیث ہی ہوتی اور وہ بھی ضعیف ہوتی تو کیا قابل انکار تھی۔ بقول مرزا صاحب تھی تو حدیث ہی کسی مدعی مہدیت و مسیحیت کے الہام کی ڈیجک تو نہ تھی کیوں نہ مانی جاتی۔ ضعیف حدیث اس وقت چھوڑی جاتی ہے جبکہ وہ قوی صحیح کے معارض ہو اس کا معارض ہی کہاں ہے؟ افسوس بے علمی اور مدارک علمیہ میں دخل دے کر اپنا ایمان برباد کرنا اللہ ہدایت کرے۔

موطا امام مالک کی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے اس سے یہ معنی نکالنا کہ حضرت عائشہ کے حجرہ میں تین مقبروں ہی کا ہونا مقدر تھا۔ حافظ جی کی مزید جہالت کا ثبوت ہے۔ حدیث میں اس کی رمت بھی نہیں یہ خالص افتراء اور محض بہتان ہے۔ غیرت ہو تو حدیث میں وہ لفظ بتائیں جس کا ترجمہ یہ ہو کہ حجرہ صدیقہ میں تین قبروں ہی کا ہونا مقدر تھا۔ آپ کے دین کا مدار ایسی افتراء پر تو نہیں ہے۔

شبوت شے کاغذی باعد کی دلیل کسی نے مانا ہے یہ تو ایک علمی اصول ہے۔ آپ اس کو نہ سمجھ سکے تو اتنا سمجھنا بھی آپ کی عقل سے بالاتر تھا کہ خواب میں کسی کو ایک شے کے پیدا ہونے کی خبر ملنا اس کے اور اولاد ہونے کا انکار نہیں۔ خواب کے ذریعہ سے حضرت امام حسن کی ولادت کی خبر دی گئی تو کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ حضرت خاتون جنت کے اور اولاد ہی نہ ہوگی۔ اگر حضرت صدیقہ کے اس خواب میں ان کے حجرہ مبارکہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین جلیلین کے مدفون ہونے کی خبر ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حضرت صدیقہ کے زمانہ میں یہ تین حضرات آرام فرمائیں گے۔ نہ یہ معنی کہ پھر اور قبر ہی نہ ہوگی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا دفن ان

کے زمانہ میں نہیں اس لئے ان کی خواب میں اس کا بیان بھی نہیں اور بیان کی حاجت بھی کیا جبکہ صحیح حدیثوں میں صراحت کے ساتھ اس کا بیان موجود ہے تو کیا خواب میں اس کا بیان نہ ہونے سے ان تمام صحیح احادیث کا انکار جائز ہو جائے گا؟

نفس امر یہ ہے کہ مرزائی اور حدیث سمجھیں؟ وہ تو سمجھیں ہیں نہ سمجھیں گے۔ دین میں سمجھ کے لئے ایمان شرط۔ جب شرط نہیں تو مشروط کہاں سے آئے؟

حدیث کو مرزاجی اور ان کے حواریین کیا سمجھ سکتے ہیں جبکہ بقول حافظ جی مدتوں تک قرآن کریم کے لفظوں کو بھی مرزاجی نہ سمجھ سکے بلکہ ان کے الہام کرنے والے نے بھی ان کو نہ سمجھایا۔ برسوں ایسے عقیدہ میں مبتلا رہنے دیا جو ان کے خلیفہ نمبر ۲ کے نزدیک مشرک کا نہ عقیدہ ہے۔ حافظ جی کا دعویٰ ہے کہ ”جب تک صریح طور پر مرزا صاحب کو خدا کے تعالیٰ نے خبر نہیں دی وہ بھی مسلمانوں کے رسمی عقیدہ کو تسلیم کرتے رہے۔“ کیا حافظ جی نے یہ سمجھ لیا ہے کہ دنیا میں کوئی عقل والا رہا ہی نہیں جو اتنی موٹی بات کو بھی جان جائے کہ کسی معاملہ میں حرام و حلال جائز و ناجائز کا امر یا نہی دوسری چیز ہے اور ایک تاریخی واقعہ بلکہ ایک لفظ کے معنی لغوی دوسری چیز مرزاجی تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ”توفی کے معنی درحقیقت موت ہیں۔“ تمام آیتیں تمام حدیثیں تمام لغت عرب بقول ان کے سب کے سب اسی کی تائید کرتے ہیں۔ پس اس سے اتنا تو ثابت ہو گیا کہ:

(۱) مدتوں برسوں مرزاجی تمام آیتوں تمام حدیثوں تمام لغت عرب کے معنی (بقول خود) غلط سمجھتے رہے۔ اس وقت تک ان کے نزدیک بھی تمام آیتوں تمام

حدیثوں تمام لغت عرب میں توفی کے معنی درحقیقت موت کے نہ تھے اب اس کے بعد سمجھتے تو لغت عرب کے ذریعہ نہ سمجھے۔ قرآن کے ذریعہ نہ سمجھے 'حدیث کے ذریعہ نہ سمجھے بلکہ (بزع خود) صرف اپنے الہام سے سمجھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں (ازالہ اوہام ص ۵۶۱) اور میرے پر اپنے خالص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح بن مریم فوت ہو چکا ہے۔ "اس الہام سے مرزا جی یہ سمجھے کہ 'توفی کے معنی درحقیقت موت ہی کے ہیں'۔"

پس اب نہ (مرزا میوں کو) قرآن سے مطلب نہ حدیث سے 'غرض نہ لغت عرب سے بحث 'صرف یہ دیکھ لیتا ہے کہ مرزا جی کا الہام سچا یا جھوٹا خدا کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے۔ اس کی پہچان خدا کے قدوس نے قرآن کریم میں بتا ہی دی کہ لَوْ كَانِ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَّهَ وَاقِبًا اُخْتِلَافًا كَثِيرًا۔ (پ ۵، سورہ النساء آیت ۸۶) اگر یہ قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو تم اس میں بہت اختلاف پاتے یعنی جن الہاموں میں اختلاف ہو وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ انصاف پسند حضرات بغور دیکھیں کہ اس مزعومہ الہام کی رو سے اِنْسِيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ اِنْسِيْ مُتَوَفِّيْكَ کے معنی ہوئے "میں تجھے مارنے والا ہوں"۔ چنانچہ بقول مرزا جی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے۔ اب دوسرا مزعومہ الہام دیکھئے جناب مرزا صاحب براہین احمدیہ ص ۵۱۹-۵۵۷ میں فرماتے ہیں کہ "بعد اس کے الہام ہو اِنْسِيْ اِنْسِيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ اِنْسِيْ مُتَوَفِّيْكَ اِلٰہی اے عیسیٰ (یہاں عیسیٰ سے مراد جناب مرزا صاحب ہیں اس لئے کہ یہ الہام ان پر ہو رہا ہے۔ ان کے متعلق ہے، معاذ اللہ) میں تجھے کامل اجر بخشوں گا نیز فرمایا اے عیسیٰ (مرزا غلام احمد) میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف انھماؤں گا۔"

خدارا انصاف شرط ہے۔ اللہ! کوئی غور کرے کہ اس موعودہ الہام میں جبکہ لفظ متوفیک مرزا صاحب کیلئے استعمال کیا گیا تو الہام ہی میں اس کے معنی ”کامل اجر بخشوں گا“ فرمائے گئے۔ ”پوری نعمت دوں گا“ بتائے گئے اور جب یہی وحی ربانی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے متعلق قرآن کریم میں ذکر ہوئی تو مرزا جی ہی کے موعودہ الہام میں یہ معنی بتائے گئے کہ ”وہ فوت ہو چکا ہے“۔ وہی لفظ جب مرزا جی کے لئے الہام میں بولا گیا تو الہام کرنے والے نے اور معنی بتائے۔ وہی لفظ بالکل اُسی شان سے اسی عبارت میں جب عیسیٰ علیہ السلام کیلئے آیا تو الہام کرنے والا دوسرے معنی بتائے یا تو یہ مرزا جی پر الہام کرنے والا دروغ گو را حافظہ نباشد گا مصداق ہے یا الہام کا مدعی ہی مستحری و کذاب۔

www.natsecislam.org  
 "TH" VAL JAN 2007  
 سچے خدا کا الہام ہمیشہ سچا

اس شکل کو دیکھتے ہوئے ہمیں یقین ہے کہ مرزائی صاحبان اپنی آئندہ تحریروں میں ”تونی“ کے معنی کے متعلق جہاں اور شرطیں لکھتے رہے اب اس شرط کا اضافہ کر دیں گے اور یہ لکھیں گے کہ ”تونی باب تفعل سے ہو فاعل اللہ ہو مفعول بہ خاص حضرت عیسیٰ بن مریم مسیح فاعلیہ السلام ہوں تو اس کے معنی موت ہی کے ہوں گے“۔ ورنہ اگر وہ یہ شرط نہ لگائیں گے تو ان کے چیلنج کے جواب میں مرزا جی کے موعودہ الہام براہین احمدیہ ص ۵۱۹، ۵۵۷ کو پیش کر دیا جائے گا۔ اس لئے کہ مرزا جی کو بھی تو اعجازی کلام کا دعویٰ ہے ہی اور اس کے معنی چونکہ وہیں (بہ زعم مرزا جی) الہام

ہی میں بیان کر دیے گئے ہیں۔ لہذا مرزا یوں کو ان کے مانے میں انکار بھی نہ ہوگا۔  
 (۲) ”حافظ جی نے اپنی اس عبارت میں یہ بھی مان لیا کہ حیات مسیح مسلمانوں کا  
 رسمی عقیدہ تھا۔ اسی لئے مرزا جی اُسے تسلیم کرتے رہے۔“

پس جب حافظ جی کو یہ تسلیم ہے کہ حیات مسیح تمام مسلمانوں کا عقیدہ تھا تو  
 اس میں بھی انہیں تاثر نہ ہوگا کہ اس کے بعد (مرعومہ الہام ہی کے ذریعہ بھی) جو  
 عقیدہ مہمات مسیح کا سکھایا وہ اس عقیدہ کے خلاف ایک نیا طریقہ تھا۔

اب ہم حدیث شریف میں دیکھتے ہیں کہ پرانے طریقہ کے خلاف نیا  
 طریقہ بتانے والے کون ہوتے ہیں؟ اور ہمیں ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔  
 حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”ان بین یدی الدجال  
 کذابون ثلثون او اکثر قال ما ایفہم قال ان یاتوک بسنة لم تکونوا  
 علیہا بغیرون بها سنکم و دینکم فاذا یتموہم فاجتنبوہم و عا دوہم“  
 (رواہ الطبرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

دجال سے پہلے تینتیس (۳۳) یا زیادہ کذاب ہوں گے۔ ایک صحابی نے  
 پوچھا کہ ان کی نشانی کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ”کہ وہ تمہارے پاس وہ طریقہ لے  
 کر آئیں گے جس پر تم پہلے نہ ہو گے وہ اپنے اس طریقہ سے تمہارے طریقہ اور دین کو  
 بدل ڈالیں گے۔ جب تم انہیں دیکھو تو ان سے بچنا اور ان سے عداوت رکھنا۔“

(کنز العمال ص ۷۱۷ ج ۱)

ناظرین! آپ نے دیکھ لیا سن لیا۔ حضور رسول علیہ السلام نے ہمیں ذرا ذرا سی باتوں کی بھی خبریں پہلے ہی سے دے دیں ہر قسم کی پہچانیں بتا دیں۔

فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ ؟!!!

## اب بھی اس دجالی فتنہ سے بچو گے؟

حافظ جی کی دو دورقیوں کا جواب مختلف عنوانوں کے ماتحت ختم ہوا۔ ان کا اس دورقی میں آخری جھوٹ کہہ (حافظ جی کی) ”ان تحریروں نے“ ”ہمیں پریشان کیا ہے“۔ مارشس والوں پر روشن کہ پریشان ہم تھے یا حافظ جی۔ جواب کا ”دندان شکن“ ہونا دلائل سے ظاہر۔ بہر صورت ہمیں اس ضروریات سے کچھ سروکار نہیں۔ وہ ہمیں اس سے زیادہ سبب و شتم کر لیں لیکن خدا را اللہ جل جلالہ اور رسول سلم اللہ علیہ وسلم پر حملہ آئے باز آئیں۔

باوصف مشاغل کثیرہ چلتے چلتے قلم برداشتہ دو نمبروں کے جواب دے ہی چکا تھا۔ اب کہ جہاز میں سفر کر رہا ہوں چاروں طرف نصاریٰ کا ہجوم ہے۔ خود میری کیمین میں چار کیتھولک پادری، میرے قریب کی کیمین میں پادریوں کا انسپکٹر پروٹسٹنٹ پادری وغیرہ بھی بہت سے آزاد خیال افراد میں بھی بہت سے مغلجے۔۔۔۔۔ میرا وہی حال ہے جو مارشس میں تھا۔ چاروں طرف مختلف قسم کے مسائل پوچھنے والے ہجوم کئے ہوئے اور میں تنہا جواب دینے کیلئے۔ یکسوئی کے ساتھ تحریر کی مہلت عنقا۔ پھر اس پر یہ عجیب ماجرا کہ ایک طرف دائیں آنکھ میں سخت درد دوسری طرف تکلیف درد

معاہدہ تعالیٰ اسی حالت میں جو کچھ لکھا گیا وہ حاضر۔

مالک عالم کلام میں اثر دے جو ناظرین کے قلوب کو انوار ہدایت سے بھر دے۔ اگر اسے دیکھ کر ایک مرزائی بھی راہ راست پر آ گیا تو یہ بہترین ثمرہ ہوگا۔ مجھے مسودہ کو صاف کرنا تو کجا بخورِ نظر ثانی کی بھی فرصت نہیں۔ اس لئے ناظرین سے التجا کہ اگر کہیں سہو و سستی پائیں معاف فرمائیں اور بالفرض ناقل و کاتب صاحب سے کتابت میں غلطی ہو تو مجھے ذمہ دار نہ بنائیں۔ بلکہ خود اصلاح فرمائیں۔ دعائے خیر میں ہمیشہ یاد کرتے رہیں کہ مالک عالم اعدائے دین کی سرکوبی اور دینِ متین کی صحیح خدمت کیلئے عزیزِ قوت و ہمت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہِ ملکہ و یسین صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و صحبہ اجمعین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

OF AHLESUNNAAT WAJ JAHAAAT

محمد عبد العظیم الصدیقی القادری

کیمن نمبر ۱۲۱۹ ایس ایس جنرل وارد

یکم مئی ۱۹۳۹ء

☆☆☆=====☆☆☆

## ضروری گزارش

حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی مدظلہ العالی کی مستعدی قابل  
صد ہزار تہریک و تہنیت کہ باوصف مشاغل کثیرہ و تعب سفر۔ نیز ایسی حالت میں کہ نہ  
حوالہ دیکھنے کیلئے کتابیں موجود نہ غور و تامل کیلئے دماغ کو یکسوئی حاصل، مرزائی حافظ  
جی کی دو ورقوں کے جواب قلم برداشتہ ایسے مدلل و جامع و مانع تحریر فرمائے کہ  
مارشس کے مرزائی حافظ جی تو کیا اگر خود مرزا جی بھی قبر سے اٹھ کر دیکھیں تو انگشت  
بدندان ہی رہ جائیں۔

مرزائی حافظ جی نے اپنی دو ورقیاں جان بوجھ کر ایسے وقت باہر نکالیں جبکہ  
مولانا مارشس سے روانگی کیلئے پیر کا بستی تھی تاکہ جواب نہ دیا جاسکے اور ان کو باتیں  
بتانے کا موقع ملے۔ مگر بے ہمت کہ اسی مختصر وقت میں ان کا جواب ڈپٹی کمشنر کے  
ذریعہ نقلیں لے کر مارشس میں تقسیم کیا گیا۔

چونکہ مارشس میں کوئی ایسا مطبع نہیں جہاں مکمل اجوبہ کی بصورت کتاب  
طباعت ہو سکتی، اتنے دُور دراز جزیرہ میں بیٹھ کر ہندوستان میں طباعت کا انتظام کوئی  
آسان کام نہ تھا۔ پھر مطابع کی حالت بھی ظاہر کہ اہل علم بے علم افراد کے دست نگر  
باوصف نگرانی اغلاط کتابت سے نجات و شوارہ نظر برآں تاخیر اشاعت و بعض اغلاط  
کتابت پر غفویہ تصحیر عرض اور التماس کہ صحت نامہ کے ذریعہ کتابت کی غلطیاں درست  
فرمائیں۔ اَللّٰہُ کہ جس کام کو شروع کیا گیا پایہ تکمیل کو پہنچا۔ رب العالمین شرف  
قبول فرمائے اور اپنے جس خاص بندہ کو مصارف طباعت و اشاعت برداشت کرنے  
کی توفیق عطا فرمائی انہیں دارین کی نعمتوں سے مالا مال بنائے۔ آمین ثم آمین۔ ”ناشر“



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى حَبِيبِهِ الْكَرِيمِ

عزیزی و محبی حامی دین ناصر شرع متین مولانا الحاج شاہ محمد عبدالعلیم صاحب صدیقی سلمہ اعلیٰ الولی و حفظہ من شر کل غوی و ایدہ بالایدا القوی نے مرزائی کا قلم برداشتہ جواب سفر کی رواردی اور جہاز پر بلا قاتلوں کے ہجوم میں ایسا لکھا کہ باید و شاید۔ حقیقت واضح ہو گئی اور مرزائیت کے بطلان کا پردہ فاش ہو گیا۔

مرزائی مبلغ کا رد محمد اللہ مبلغ وچہرہ ہوا اور مرزائی دین کی بنیادیں متزلزل ہو گئیں۔ سلاست بیان روائی مضمون قوت دلیل جسٹس اور ایک ایک بات قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب مولانا کی اس تحریر کو نگاہ مستفکان راہ کے لئے ذریعہ ہدایت بنائے۔ درحقیقت مولانا موصوف اسلام کی بہت بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں اور انہوں نے دور دراز ممالک اور جزائر میں پہنچ کر ہر مہاجر کے سفروں کی صعوبتیں برداشت کر کے اعلا کلمۃ اللہ کیلئے اپنی خدمتیں وقف کر دی ہیں۔

جزاء اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

کتابۃ العبد المعتمد بحبلہ المتین محمد نعیم الدین

المراد آبادی غفرلہ الہادی

=====

# فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز کی چھٹا اہم مطبوعات

✱ سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ

✱ غیر مقلدین کو دعوت انصاف (جلد چہارم)

✱ قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ (جلد اول)

✱ فیصلہ کن مناظرے

ناشر: فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کاموٹے

207

AA7 ۶۲ شرک کے موضوع پر لا جواب کتاب

## شرک کی حقیقت

(صفحات ۶۲۸، خوبصورت جلد)

تصنیف: محمد نعیم اللہ خاں قادری

(پیش کش: ادارہ اہل سنت، اسلام آباد)

باہتمام: خالد محمود عطاری

آج ہی طلب فرمائیں

مکتبہ فیضانِ اولیاء جامع مسجد عمر روڈ کاموٹے

# مجموعہ رسائل

www.NAEFIISLAM.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY

"AAT"

السُّوءُ وَالْعِقَابُ، قَهْرُ الدِّينِ  
الْجُرْأَتِ الدِّينِيَّةِ الْمُسِيئِينَ

امام احمد رضا قادری بریلوی

قدس سرہ العزیز

# فہرست رسائل

نمبر شمار

صفحہ

(۱) تقدیم (علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب) ۱۱۷

(۲) البسوء والعقاب علی ائیح المسیح الکذاب (۱۳۲۰ھ) ۱۳۳

(جھوٹے مسیح پر وبال اور عذاب) ISLAM.COM

THE NATURAL PHILOSOPHY

(۳) قہر الدیان علی مرتد بقادیان (۱۳۲۳ھ) ۱۵۷

(قادیانی مرتد پر قہر خداوندی)

(۴) الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی (۱۳۳۰ھ) ۱۷۵

(قادیانی مرتد پر خدائی تلوار)

(۵) المبین ختم النبیین (۱۳۲۶ھ) ۲۰۶

(ختم نبوت کا بیان کرنے والا رسالہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## امام احمد رضا بریلوی — اور رد مزائیت

دونوں قطوں کو ملائے کے لیے متعدد خطوط کہنے جاسکتے ہیں، لیکن ان میں سے خط مستقیم صرف ایک ہوگا جو سب کے درمیان ہوگا اس میں نہ تو کجی ہوگی اور نہ ہی نشیب و فراز ہوگا۔ اسی طرح اسلام کا نام لینے والے تو بہت سے فرقے ہیں، لیکن مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابَہِ (جس طریقے پر میں ہوں اور میرے صحابہ و فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمان اور سلف صالحین کی راہ پر چلنے والے صرف اہل سنت و جماعت ہیں۔ دوسرے فرقے اعتقادی اعتبار سے راہ راست پر قائم نہ رہ سکے اور گمراہی ان کا مستند ہو گئی اور بہت سے قوالیے ہیں جو حد کفر تک پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ایمان کی سلامتی اور خاتمہ بالخییر عطا فرمائے۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ (متوفی ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) چودھویں صدی کے دو عظیم عالم اور دنیا کے اسلام کے نامور مفتی ہیں، جنہوں نے اپنی تمام زندگی عقائد اسلامیہ کا پھرو دیتے ہوئے گزار دی ان کا قلم اس دُور کے تمام اعتقادی فتنوں کا محاسبہ کرنا نظر آتا ہے۔ اسلامی حرمت کے بیش نظریں کو خاطر میں نہ لاتے تھے، ان کے بے لاگ فتنوں اور غیرتِ ایمانی میں ڈوبی ہوئی تھیں کہ بعض طبقے شدت سے تعبیر کرتے ہیں، لیکن انصاف پسند حضرات جب معاملے کی گہرائی تک پہنچتے ہیں تو انہیں ان کے قصصوں پر صاف کرنا پڑتا ہے۔ وہ مرزائیوں اور مرزائی قوانین میں فرق نہیں کرتے اور عموماً دونوں کے یکساں احکام بیان کر جاتے ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ کفار اور گمراہ فرقہ  
مرزائیوں کا خود ساختہ خدا خداوند قدوس و برحق کو نہیں مانتے اور جس خدا کا وہ  
ذکر کرتے ہیں، وہ ان کا خود ساختہ خدا ہے۔ فرماتے ہیں،

”ایک عام بات یہ ہے کہ کفر کیا ہے؟ اس بات کی تکذیب جو بالقطع حقیقین  
ارشاد الہی عزوجل ہے، اب یہ تکذیب کرنے والا اگر اُسے ارشاد الہی نہیں مانتا،  
تو ایسے کو خدا سمجھا ہے، جس کا یہ ارشاد نہیں ہے، حالانکہ خدا وہ ہے جس کا یہ  
ارشاد ہے، تو اس نے خدا کو کہاں جانا؟ اھا اگر اس کا ارشاد مان کر تکذیب کرتا ہے؟  
تو ایسے کو خدا سمجھا ہے جس کی بات جھٹلانا روا ہے اور خدا اس سے پاک و دراز  
بلند و بالا ہے، تو اس نے خدا کو کب بنایا؟ یا مصلیٰ وحی مولا! اتَّخَذَ اللَّهُ  
هَؤُلَاءِ رُءُوسًا لِّمَنۡ لَّهُنَّ آيَاتٌ لَّا يَشْعُرُونَ۔“

مرزائیوں کے خود ساختہ خدا کے کیا اوصاف ہیں؟ اس عنوان کے تحت فرماتے ہیں،  
”قادیانی ایسے کو خدا کہتا ہے جس نے چار سو جھوٹوں کو اپنا نبی کہا، ان سے جھوٹی  
پیشین گوئیاں کہلوائیں، جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ایسے کو عظیم الشان  
رسول بنایا، جس کی نبوت پر اصلاً دلیل نہیں، بلکہ اس کی نفی نبوت پر دلیل قائم ہو  
(خاک بدین ملعونان) ولد الزنا تھا، جس کی عین دادیاں، مانیاں زنا کار کسبیاں  
ایسے کو (خدا مانتا ہے) جس نے ایک بڑھتی کے بیٹے کو محض جھوٹ کہہ دیا کہ  
جہم نے بن باب کے بنایا اور اس پر یہ فخر کی ڈینگ ماری کہ یہ سہاری قدرت کی  
کیسی کھل نشانی ہے۔“

ایسے کو (خدا مانتا ہے جس نے ایک بدچلن عیاش کو اپنا نبی کیا، جس نے ایک  
یہودی فتنہ گر کو اپنا رسول کر کے سمجھا، جس کے پہلے فتنہ نے دنیا کو تباہ کر دیا۔“

ایسے کہ (خدا مانتا ہے) جو اس (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو ایک بار دنیا میں لکر دوبارہ لانے سے عاجز ہے۔ وہ جس نے ایک شعبہ باز کی مسمریزم والی مکروہ حرکات، قابلِ نفرت حرکات جھوٹی بے ثبات کو اپنی آیاتِ مینات بتایا ہے ایسے کو (خدا مانتا ہے) جس نے اپنا سب سے

مرزا کا چاند ایسا بیٹا جس نے  
پیارا بروزِ ناتم الثمین دوبارہ قادیان  
بادشاہِ برکت حاصل کریں  
میں بھی مگر اپنی جھوٹ، افریب، تمسخر  
مشتعل کی چالوں سے اس کے ساتھ بھی نہ چکا، اس سے کہہ دیا کہ:

تیری جورو کے اس حمل سے بیٹا ہوگا جو انبیاء کا چاند ہوگا، بادشاہ اس کے  
کپڑوں سے برکت لیں گے، بروزِ بے چارہ اس کے دھوکے میں آکر اسے  
اُستہاروں میں چھاپ بیٹھا، اسے تو یوں ملک بھر میں جھوٹا بننے کی ذلت و  
رسوائی اور ہنسنے کے لیے یہ بل دیا اور جھٹ پیٹ میں الٹی یہ کل پھرادی بیٹی بنا دی  
بروزِ بے چارہ کو اپنی غلط فہمی کا اقرار چھاپنا پڑا اوداب دوسرے پیٹ کا  
منتظر رہا۔

اب کی یہ مسخرگی کی کہ بیٹا دے کر امید لاتی اور ڈھائی برس کے بچے ہی کا  
دم نکال دیا۔ نہ غیور کا چاند بننے دیا، نہ بادشاہوں کو اس کے کپڑوں سے برکت  
لینے دی، غرض کہ اپنے جیسے بروزِ کا جھوٹا کتاب جو ناخوب اچھا لا اور  
اس پر مزہ یکہ عرش پر بیٹھا اس کی تعریفیں گارہا ہے۔

مرزائے قادیانی کی جھوٹی نبوت کو محمدی بیگم کی وجہ سے  
کیا محمدی بیگم کا نکاح  
سمت دھکا لگا۔ بقول مرزا غلام احمد قادیانی اسے  
اللہ تعالیٰ نے کر دیا تھا  
الہام ہوا کہ اپنی بیٹی احمدی بیگم کی شادی محمدی بیگم کے ساتھ

نکاح کا پیغام بھیجی۔ بد قسمتی کہ پیغام مذکور دیا گیا۔ مرزا صاحب نے دو حکمیں دیں کہ اگر اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا گیا، تو اٹھاتی سال میں اس کا باپ مرجائے گا اور تین سال میں اس کا شوہر ہلاک ہو جائے گا یا اس کے برعکس ہوگا۔ اب اس سے آگے امام احمد رضا خان کا بیان پڑھیے، فرماتے ہیں۔

اب قادیانی کے ساختہ خدا کو اور شرارت کو بھی، چٹ بروزی (مرزا) کو وحی پیشا دی کہ ذوقِ جنات کھٹا محمدی زندگم سے ہم نے تیرا نکاح کر دیا۔ اب کیا تنہا بروزی جی ایمان لے آئے کہ اب محمدی کہاں جا سکتی ہے، یوں بل دے کر بروزی کے مُنہ سے اسے اپنی منگودہ چھپوایا تاکہ وہ مدبھر کی ذلت جو ایک چار ہفتی گواہانہ کرے کہ اس کی جوداد و اس کے جیتنے جی دوسرے کی بغل میں یہ مرتے وقت بروزی کے ماتھے پر کلک کا ایک ہوا اور سچی دنیا تک پہنچانے کی نصیحت و خدائی وجہ عزتی و کثرتی کا ملک میں ڈنکا مورا اور تو عابد و محبوب کی یہ وحی بازی ہوئی، اور سلطان محمد آیا اور نہ مابہر کی چٹنے دی اور نہ محبوب کی بروزی جی کی آسمانی جود سے بیاہ کر اس سے ملے، یہ جاوہ جا پہلتا بنا، ڈوٹھاتی تین برس پر موت دینے کا وعدہ تھا، وہ بھی جھوٹا گیا، اٹھے بروزی جی زمین کے نیچے چل بسے وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ۔

یہ ہے قادیانی اور اس کا ساختہ خدا۔ کیا وہ جانتا تھا یا اب اس کے پیرو جانتے ہیں؟ حَاشَ لِلَّذِينَ رَبُّ الْعَوَالِمِ عَمَّا يَصِفُونَ۔

امام احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں،  
مرزائیوں کے احکام قادیانی مرتد، منافق ہیں، مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



یا کسی بھی کی تو بہن کرتا یا سر دیات دین میں کسی شے کا منکر ہے۔ قادیانی کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔  
قادیانی کو زکوٰۃ دینا حرام ہے اور اگر ان کو دوسے رکعت ادا نہ ہوگی یہ قادیانی مرتد ہے اس کا ذبیحہ  
محض نجس و مردار حرام قطعی ہے یہ مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا  
اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے۔

۱۳۳۶ھ میں ایک استفتاء آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح  
مرزائی سے کر دیا ہے، حالانکہ اسے علم ہے کہ تمام علمائے اسلام فتویٰ دے چکے ہیں کہ مرزائی کافر و  
ملاح ہیں۔ اس کے جواب میں امام احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں،

”اگر ثابت ہو کہ وہ (لڑکی کا باپ) مرزائیوں کو مسلمان جانتا ہے اس بنا پر یہ

تقریب کی تو خود کافر و مرتد ہے۔ عداوت کرام جہنم شریفین نے قادیانی کی نسبت  
”بِالْإِتْمَانِ فَرَّيَا أَنَّهُ مِنَ الشَّكِّ“ یعنی ”مُتَّذَابًا وَكَفْرًا“ فَقَدْ كَفَرَ بِوَأَسْ كے  
کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔

اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سبب علاقے  
اس سے قطع کر دیں۔ بیمار پرست پر چھنے کو جانا حرام، مریضے کو اس کے جنازے پر  
جانا حرام اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام۔

۱۳۳۵ھ میں محمد عبدالواحد خلی، مسلم بستی اسلام پورہ نے سوال کیا کہ قادیانیوں سے کس  
پریشانی میں بحث کی جائے؟ اس کے جواب میں فرماتے ہیں،

امام احمد رضا بریلوی، امام احکام شریعت (مدینہ منورہ شنگھائی کراچی) تصدق م ۱۱۲

۱۳۸ ص ۱۳۸

۱۳۹ ص ۱۳۹

۱۴۰ ص ۱۴۰

۱۴۱ ص ۱۴۱

۱۴۲ ص ۱۴۲

قادیانی رضویہ و مطہرہ مبارکہ (مکرم المذہب) ج ۱، ص ۵۱

سب میں بھاری ذریعہ اس کے روکا اول اول کلمات کفر پر گرفت ہے جو اس کی تصانیف میں برساتی مشرت الارض کی طرح اٹے گئے پھر رہے ہیں۔ استنبیل علیہم المقلوۃ والسلام کی تہنیتیں، عینی علیہ المقلوۃ والسلام کو گالیوں، ان کی ماں طیبہ طاہرہ پر طعن اور یہ کہنا کہ یہودی کے جو اعتراض عینی اور ان کی ماں پر ہیں ان کا جواب نہیں (اس کے علاوہ متعدد گنوائے میں)۔

دوسرا بھاری ذریعہ ان غبیث پیشین گوئیوں کا جھوٹا پڑنا، جن میں بہت چمکتے روشن حرفوں سے کہنے کے قابل دو واقعے ہیں (۱) لڑکے کی پیدائش کی خبر نشر کر، لیکن لڑکی پیدا ہوئی (۲) محمدی یحکم سے نکاح کی پیش گوئی کی لیکن وہ بھی جھوٹی ہوئی، یہ دونوں واقعے اس سے پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

غرض اس کے کفر و کذب مد شر سے باہر ہیں، کہاں تک کہنے جائیں اور اس کے بڑا خواہ ان باتوں کو کہتے ہیں اور بحث کریں گے، تو کاغذ ہے، میں کہ عینی علیہ المقلوۃ والسلام نے انتقال فرمایا، مع خیم اٹھائے گئے یا طرف رُوح؟ مہدی و عینی ایک ہیں یا متعدد؟ یہ ان کی حیرانی ہوتی ہے۔ ان کفروں کے سامنے ان مباحث کا کیا ذکر؟ (مختصاً)

**کیا مرزا مجدد ہو سکتا ہے؟** ذریعہ غازی خاں سے ۱۳۳۹ھ میں عبدالغفور صاحب نے ایک استدلال بھیجا کہ ایک مرزائی قادیانی کا

سوال ہے کہ ابن ماجہ کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اہل ہمدی کے بعد مجدد ضرور آئے گا۔ مرزا صاحب مجدد وقت ہے۔ یہی لاہوری پارٹی کا موقف ہے اس کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا:

مجدد کا کم از کم مسلمان ہونا ضروری ہے اور قادیانی کافر و مرتد تھا، ایسا کہ تمام

علمائے عربین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا کہ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ ۖ وَ  
عَذَابُهُ فَقَدْ كَانَ بِجِوَارِ اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر  
لیڈر بننے والوں کی ایک ناپاک پارٹی قائم ہوئی ہے جو گاندھی مشرک کو سربروزین کا  
امام و پیشوا مانتے ہیں۔ گاندھی پیشوا ہو سکتا ہے نہ عہدہ ۳

۱۰ المعتد المستند ۱۳۲۰ھ میں مولانا شاہ فضل رسول ببالونی قدس سرہ کی معتاد میں تعین  
لطیف المعتد المعتقد کی کتابت و طباعت کا سلسلہ جاری تھا اسی اثناء میں مولانا شاہ دمی احمد  
محدث سورنی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس پر ماشیہ لکھنے کی فرمائش کی۔ امام احمد رضا بریلوی نے مختلف  
مقامات پر قلم برداشتہ عربی ماشیہ تحریر فرمایا اپنے دور کے معتد میں نوپیدا فرقوں کا ذکر کرنے پر

www.NAFSEER.COM

۱۱ اُن میں سے جزا تیری بھی ہیں، ہم انہیں غلام احمد قادیانی کی نسبت سے غلام  
کہتے ہیں، وہ اس زمانے میں پیدا ہونے والا و قال ہے۔ اس نے پہلے تو مسیح کے  
مناشی ہونے کا دعویٰ کیا، بے شک اُس نے سچ کہا، وہ یقیناً مسیح و جال کذاب کا  
مثیل ہے

پھر اُس نے قرنی کی اور وحی کا دعویٰ کر دیا، بخدا یہ بھی سچ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا  
ارشاد ہے، وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيْطَانِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ  
بَصُورًا لِّبَعْضِ النَّاسِ لِيُفْتِنَهُمْ فَبَعْضُ النَّاسِ يَفْتِنُهُمْ فَبَعْضُهُمْ

”اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن بنائے انسانوں اور جنوں کے شیطان کہ  
ان میں سے ایک غیظی طور پر جوئی بات دوسرے پر القا کرے کہ بے حوک دینے کے لئے“  
— جہاں تک وحی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے اور اپنی کتاب

برائیں غلامیہ (برائیں احمدیہ) کو کلام الہی قرار دینے والے کا تعلق ہے تو یہ بھی ابیس  
کا القاسم ہے کہ مجھ سے حاصل کراؤ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دے۔

پھر اس نے جوت و رسالت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کہا اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ نازل کیا ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ بِالْقَادِيَانِ وَبِالْحَقِّ نَزَلْ

بے شک ہم نے اسے قادیان میں نازل کیا اور وہ حق کے ساتھ نازل ہوا  
وہ کہتا ہے میں ہی وہ احمد ہوں جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی  
اور اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر فرمایا۔

مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ تو اس آیت کا مصداق ہے

هُوَ الَّذِي آتَىٰكَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينٍ الْحَقِّ

لیکن اس نے اپنے نفس غیث کو میت سے ایسا دوسرے علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے  
افضل قرار دینا شروع کیا خصوصاً حکمت اللہ اور روح اللہ اور رسول اللہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام سے اپنے آپ کو افضل قرار دیا وہ کہتا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر علام احمد ہے

اور جب اس پر اعتراض کیا گیا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مائت کا دعویٰ کرتے ہو  
تو وہ روشن معجزات کہاں ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لاتے تھے مثلاً مژدوں کو  
زندہ کرنا، مادر زائد نابینا اور بصر کے مر لعل کو شفا یاب کرنا اور مٹی کا پرندہ بنانا اور  
اس میں پھونک مارنا اور اس کا حکم خداوندی سے اڑنا۔ تو اس سے جواب دیا کہ  
عیسیٰ علیہ السلام یہ سب کچھ سمجھتے اور شہدہ بازی کے زور سے کیا کرتے تھے اور اگر  
میں اس کو ناپسند نہ کرتا تو میں بھی ایسے کام کر دکھاتا۔

اس کے چند مزید کفریات کا ذکر کے آخر میں فرماتے ہیں۔

اس کے علاوہ اس کے بہت سے ملعون کفر ہیں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کے  
اور دیگر تمام دجالوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔

۱۳۲۴ھ میں امام احمد رضا بریلوی نے ایک استفتاء عدویہ طبعیہ اور  
**حُسام الحرمین** کہ معطر کے علماء اہل سنت کی خدمت میں بھیجا یا جس میں چند  
عبارات کے بارے میں سوال تھا کہ یہ کفر ہے یا نہیں اور ان کے قائل پر حکم شریعت کفر کا حکم ہے یا  
نہیں؟ ان میں سرفہرست مرزا تیوں کا ذکر تھا کہ اس استفتاء کے جواب میں حرمین شریفین کے  
علماء نے بالاتفاق مرزا تیوں اور مرزائی نوادوں کی تکفیر کی۔

اس کے علاوہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے عقیدہ ختم نبوت اہل حق مرزائی  
میں مستقل رساق بھی قلم بند فرمائے۔

اس تصنیف لطیف کا عنوان خود حضرت مصنف قدس سرہ  
جزاؤ اللہ عذوقہ کی زبانی فرماتے ہیں:

”اللہ ورسول نے مطلقاً نفی نبوت نازل فرمائی۔ شریعت مجددہ وغیرہا کی کوئی  
قید کہیں نہ لگائی اور صراحتہً خاتم معنی آخرت یا، متواتر حدیثوں میں اس کا بیان آیا  
اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اب تک تمام امتبہ مرجعہ نے  
اس معنی ظاہر و متبادر و عموم و استغراق حقیقی تمام پر اجماع کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم تمام انبیاء کے خاتم ہیں اور اسی بنا پر سلفاً و خلفاً ائمہ مذاہب نے  
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد برہمنی نبوت کو کافر کہا، کتب اہل حدیث و تفسیر و  
عقائد و فقہ ان کے بیانوں سے گونج رہی ہیں۔“

امام احمد رضا خاں بریلوی نامہ المستند بناء على حياة الابد و مكتبة جامع الازہر میں ۱۳۴۰ھ

۱۵۔ اس حاشیہ کا سرچ نام بھی ہے، اس بات کی غلطی سے المستند المستند صحیح لیا ہے۔ ۱۲۰ کا عدد

۱۵۔ امام احمد رضا بریلوی نامہ  
حسام الحرمین علی سحر الکفر والہیج و مكتبة نوریہ الازہر میں ۱۵۰۰ھ



یہ رسالہ بھی امام احمد رضا بریلوی کے رشحاتِ قلم سے ہے اس میں ختمِ نبوت کے منکرانہ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن، جھوٹے مسیح مرزا کے قادیانی کے شیطانی الہاموں کا رد کر کے عظیم اسلام کو اجاگر کیا ہے۔

۱۳۲۰ھ میں امرتسر سے مولانا محمد عبدالغنی نے ایک استفسار بھیجا سوال یہ تھا کہ ایک مسلمان نے ایک مسلمہ عورت سے نکاح کیا عورت ایک باہمی معاشرت ربی، پھر مرد مرزائی ہو گیا، تو کیا اس کی منکوحہ اس کی زوجیت سے نکل گئی ہے؟ ساتھ ہی امرتسر کے متعدد علماء کے جوابات منسلک تھے۔

امام احمد رضا خاں بریلوی نے اس کے جواب میں ایک رسالہ **الْشُّوْعُ وَالْعِقَابُ** علی النکاح الکذاب لکھا جس میں مسیح پر غضب و عقاب (تکلیف فرمایا جس میں دس دفعے مرزا کے قادیانی کا کفر بیان کر کے قادیانی ظہیری، طریقہ بخاریہ احمدیہ وغیرہ پر جہندی شرح نقایہ اور فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری) کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔

یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہ مرتدین کے احکام ہیں پھر سوال کا جواب ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں:

”شوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے۔ اب اگر بے اسلام لائے، اپنے اس قول و مذہب سے بغیر توبہ کیے یا بعد اسلام و توبہ بغیر نکاح مجدد کیے اس سے قرینہ کہہ سکتے محض جو اور جو اولاد ہو، یقیناً دلالتاً ہو میرا احکام سب ظاہر اور تمام کتب میں وارد و سائر ہیں۔“

یہ رسالہ امام احمد رضا بریلوی کی آخری تصنیف ہے۔ یہی بحیثیت **الْخِزَارُ الدِّیْنَانِ** سے شاہ میر خاں قادیانی نے ۱۳۴۴ھ کو ایک استفسار بھیجا

جس کے جواب میں آپ نے یہ رسالہ "الجواز والحدیث فی قلی المزیجہ القادیانی" (قادیانی مرتد پر  
معدنی شمشیرِ قرآن) پھر قلم فرمایا۔ ۲۵ مئی ۱۳۲۵ء کو آپ کا وصال ہو گیا۔

سائل نے ایک آیت اور ایک حدیث پیش کی تھی جس سے قادیانی حضرت مصی علیہ السلام  
کی وفات پر استدلال کرتے ہیں اور پوچھا تھا کہ اس استدلال کا جواب کیا ہے؟

امام احمد رضا بریلوی نے پہلے اعتراض کا جواب دینے سے پہلے ملت فائدے میں یہ کہے  
جس میں واضح کیا کہ مرزائی حیاتِ مصی علیہ السلام کا مسئلہ کیوں اٹھاتے ہیں؟ دراصل مرزا کے  
ظاہر و باہر کفریات پر پردہ ڈالنے کے لیے ایک ایسے مسئلے میں الجھتے ہیں جس میں اختلاف آسان ہے  
پھر بھی یہ مسئلہ ان کے لیے مفید نہیں۔ پھر مرآتِ وجہ سے بتایا کہ یہ آیت قادیانیوں کی دلیل نہیں بن  
سکتی اور حدیث کو دلیل بنانے کے دو جواب دیئے۔

آپ کے صاحبزادے حضرت محمد الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے ۱۳۱۵ء  
میں ایک سوال کے جواب میں ایک کتاب "القصارم الربانی تصنیف فرمائی جس میں مسئلہ حیاتِ مصی  
علیہ السلام کو تفصیل سے بیان کیا اور مرزا کے مشکل مسیح ہونے کا زبردست رد کیا۔

امام احمد رضا خاں بریلوی اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں:  
اُس اوعائے کاذب (مرزا کے مثل مسیح ہونے) کی نسبت مہارن پور سے سوال  
آیا تھا جس کا ایک مبسوط جواب ولید عز فاضل فوجان مولوی حامد رضا خاں محمد  
حفظہ اللہ نے لکھا اور بنام تاریخی القصارم الربانی علی اسراف القادیانی منسبتی  
کیلئے یہ رسالہ حاجی سمنی، حاجی فتح، ندوہ شکن، ندوی افغن قاضی عبدالوحید صاحب  
حنفی فردوسی، حنین علی الفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ تحفہ حنفیہ میں کہ عظیم آباد (پٹنہ)  
سے ماہوار شائع ہوتا ہے، طبع فرمادیا۔

بجملہ اللہ اس شہر میں مرزا کا فتنہ نہ آیا اور اللہ عزوجل قادر ہے کہ کبھی نہ لائے نہ



مرزائے قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے قصیر ختم نبوت میں نقب لگانے کی کوشش کی۔  
علمائے اسلام نے حق کو واضح کیا اور اس کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ امام احمد رضا خاں بریلوی  
قدس سرہ نے جو استفادہ حرمین شریفین کے علماء کے سامنے پیش کیا تھا، اس میں مرزا کے خلاف  
کے ساتھ ساتھ اس قسم کی عبارات کا بھی تذکرہ تھا۔

”سو غلام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا  
زمانہ اقبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں، مگر اہل فہم پر  
روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقام مدح میں  
وَلٰكِنْ رَّسُوْلِيْ اللّٰهُ وَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر

www.NAFSEER.COM صحیح ہو سکتا ہے؟

”THE NATURAL“ ایسی طرح یہ عبارت

”بلکہ اگر بالعرفن بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی  
خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“

علمائے عرب نے ان عبارات کی بنا پر بھی کفر کا فتویٰ صادر کیا۔ یہ فتاویٰ مسامحہ میں  
میں چھپ چکے ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ امام احمد رضا بریلوی ختم نبوت کو کس قدر  
اہمیت دیتے تھے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ یہ اجماعی اور قطعی عقیدہ اس قدماء اور نازک ہے کہ  
اس سلسلے میں کسی رعایت کی گنجائش نہیں ہے۔

بے بنیاد الزام صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے کراچی کے  
مہوئی اڈے پر کیا،

لہ اس جگہ تقدم یا تاخر زمانہ کے بالذات فضیلت ہونے کی نفی ہے، لیکن آئندہ عبارت میں کہا گیا ہے کہ مقام مدح میں  
و خاتم النبیین فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اس میں نہ صرف بالذات بلکہ بالعرفن فضیلت ہونے کی بھی نفی کر دی گئی ہے۔

محمد بن الناس (کتب خانہ المدینہ دیوبند) ص ۳۰

محمد قاسم نانوتوی

ص ۲۴

ایضاً



مرزا قادیانی کا بھائی مرزا غلام قادر بیگ دنیا نگر کا معزول تھا۔ یہاں تھا کہ جو بچپن  
 برس کی عمر میں ۱۸۸۳ء میں فوت ہوا ہے جبکہ امام احمد رضا بریلوی کے استاد مرزا غلام قادر بیگ  
 رحمۃ اللہ تعالیٰ پہلے بریلی میں رہے، پھر کلکتہ چلے گئے اور بریلی سے بذریعہ استغفار رابلہ رکھتے رہے۔  
 ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری فرماتے ہیں:

میں نے جناب مرزا صاحب مرحوم و مغفور (مرزا غلام قادر بیگ) کو دیکھا تھا  
 گورا چٹا رنگ عمر تقریباً اسی سال، داڑھی سر کے بال ایک ایک کر کے سفید، حمامہ  
 باندھے رہتے تھے۔ جب کبھی اعلیٰ حضرت کے پاس تشریف لاتے، اعلیٰ حضرت بیت  
 ہی عزت و تحکیم کے ساتھ پیش آتے۔ ایک زمانہ میں جناب مرزا صاحب کا قیام  
 کلکتہ، امترکلا میں تھا، وہاں سے اکثر سوالات جواب طلب بھیج کر تھے فتویٰ  
 میں اکثر استغفار ان کے ہیں۔ انہیں کے ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت  
 نے رسالہ مبارکہ تجلی السقیین بان نبینا سید المرسلین تحریر فرمایا ہے کہ

فتاویٰ رضویہ مطبوعہ مبارک پور اندر ایک جلد سوم کے ص ۸ پر ایک استغفار ہے جو مرزا  
 غلام قادر بیگ کا ۲۱ جہادی الآفرو ۱۲۱۴ھ کا بھیجا ہوا ہے۔

ان تفصیلات کے مطابق معمولی سوجھ بوجھ والا آدمی بھی اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ مرزا  
 قادیانی کا بڑا بھائی اور امام احمد رضا بریلوی کے استاد قطعاً دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ وہ قادیان کا  
 معزول تھا۔ یہاں وہ مدرس ثنائی بریلوی وہ بچپن سال کی عمر میں مر گیا۔ یہ اسی سال کی عمر میں حیات تھے۔  
 وہ ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء میں فوت ہوا۔ یہ ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۷ء میں حیات تھے، کیونکہ عائدۃ ایسا تو نہیں  
 ہو سکتا کہ وہ ۱۸۸۳ء میں چل بسے ہوں اور وفات کے چودہ سال بعد ۱۸۹۷ء میں کلکتہ سے بریلی  
 استغفار بھیج دیا ہو۔

رہیں قادیان (مجلس ختم نبوت، ملتان، ج ۱ ص ۱۱)

لہ ایمان قائم رفیق دلاوری

ص ۴۴

تہ البقا

حیات اعلیٰ حضرت (مکتبہ رضویہ لکھنؤ، ج ۱ ص ۲۲)

تہ محمد ظفر الدین بہاری ملک العلماء



# السور والعقاب علی المسیح الکذاب

۱۳ ۵ ۲۰

مسئلہ : ازاں تر سرگز گربانگہ کو چرنداشاء، سرسید جناب مولانا مولوی محمد عبدالغنی صاحب دعوہ

۲۱ ربیع الاول شریعت ۱۳۳۲ھ

باسمہ سبحانہ :

مستفتی نے ظاہر کیا کہ ایک شخص نے درانحالیکہ مسلمان تھا ایک مسئلہ سے نکاح کیا، زوجین ایک عرصہ تک باہم معاشرت کرتے رہے، اولاد بھی ہوئی، اب کسی قدر عرصہ سے شخص مذکور مرزا قادیانی کے گروہ میں منسلک ہو کر صبح و شام کفریہ مرزا ائمہ سے مصطحب ہو کر علی رؤس الاشاد ضروریات دین سے انکار کرتا رہا ہے، سو مطلوب عن الاظہار یہ ہے کہ شخص مذکور شرعاً مرد ہو چکا اور اس کی منکوحہ اس کی زوجیت سے علیحدہ ہو چکی اور منکوحہ مذکورہ کا کل ہر محل ہو قبل مرتد مذکور کے ذمہ ہے، اولاد صغار اپنے والد مرتد کی ولایت سے نکل چکی یا نہ؟ بتینا تو جبروا۔

## خلاصہ جوابات اترسر

① شخص مذکور بیعت انکھ ہم عقیدہ مرزا کا ہے جو باتفاق علمائے دین کا فر ہے، مرتد ہو چکا، منکوحہ زوجیت علیحدہ ہو چکی، کل مرتد مرتد واجب الادار ہو چکا، مرتد کو اپنی اولاد صغار پر ولایت نہیں۔

② شک نہیں کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو رسول اللہ، نبی اللہ کہتا ہے اور اس کے مرید اس کو نبی مکرسل جانتے ہیں اور دعویٰ نبوت کا بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بالاجماع کفر ہے، جب اس طلبہ کا ارتداد ثابت ہوا، پس سدا ایسے شخص کے نکاح سے خارج ہوتی ہے، عورت کو مہر غنا ضروری ہے اور اولاد کی ولایت بھی ماں کا حق ہے

عبدالحجاری بن عبداللہ الغزالی

۴۔

(۳) لایشک فی ارتداد من نسب المسلمینم الذی هو من اقسام  
المحرر الى الامنیاء علیہما السلام و اهان روح اللہ عیسیٰ بن مریم  
علیہما السلام و ادعی النبوۃ و غیرہا من الکفریات کالمزافتہ کما  
المسلما لاشک فی فسحہم لکن لہا المہر و الاولاد الصغار

ابو الحسن غلام مصطفیٰ عفی عنہ

(۴) شک نہیں کہ مرزا کے معتقد اکابر جتنے کہہ رہے ہیں، نکاح منقطع ہوا، اولاد عورت کو یہ بھیگی  
عورت کامل بہرے لے سکتی ہے۔  
ابو محمد یوسف غلام محی الدین عفی عنہ

(۵) آنحضرت کے گرام از عرب و ہند و پنجاب و دیگر مرزا قادیانی و معتقدان و سہ فتویٰ  
دادہ اللہ ثابت و صحیح است، قادیانی خود درانی و مرسل بیروانی قرار دے رہے ہیں و توہین و تحقیر بسیار  
علیہم الصلوٰۃ والسلام و انکار نبوت شیخہ اوست کہ از تحریف و تشویش ظاہر است (نقل عبارت از آلہ  
کہ از رسالہ مرزا است) احقر عبداللہ علی دواعظ محمد عبدالغنی

(۶) احقر العباد خدائے بخش امام محمد شیعہ خیر الدین۔

(۷) شک نہیں کہ مرزا قادیانی مدعی نبوت و رسالت ہے (نقل عبارات کثیرہ اذالہ وغیرہ)  
تحریرات مرزا! پس ایسا شخص کافر تو کیا میزاجدان بھی کہتا ہے کہ اس کو خدا پر بھی ایمان  
نہیں۔ ابو الفایہ شام اللہ کفہ اللہ مصنف تفسیر ثنائی امرتسری۔

(۸) قادیانی کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ضروریات دین سے انکار ہے نیز  
دعویٰ رسالت کا بھی چنانچہ (ایک غلطی کا ازالہ) میں اس نے مراد لکھا ہے کہ میں رسول  
ہوں، لہذا غلام احمد اور اس کے معتقدین بھی کافر بلکہ اکفر ہوئے، مرتد کا نکاح فرسخ جڑ جاتا  
ہے، اولاد و صغار والدہ کے حق سے مکمل جاتی ہے۔ پس مرزا کی مرتد سے اولاد لے لینے چاہیے  
اور ہر عقل اور موقل لے کر عورت کو اس کے علیحدہ کرنا چاہیے۔ ابو تراب محمد علی بن قمر مرزا صاحب بنیں

۹) مرزائی مرتد ہیں اور انبیاء عظیم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کو سر پر تمیز کیا ہے، مرزا کافر ہے، مرزا سے جو دوست ہو یا اس کے دوست سے دوست، وہ بھی کافر مرتد ہے صاحبزاد صاحب سید ظہور الحسن قادری فاضل مساجد کشین حضرات سادات جیلانی، بٹالہ شریف۔

۱۰) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ اور ضروریات دین کا انکار بے شک کفر و ارتداد ہے، ایسے شخص پر قادیانی ہو یا غیر، مرتدوں کے احکام جاری ہوں گے۔ نور احمد عفی عنہ

از جناب مولانا مولوی محمد عبد بنی صاحب اترسری باسم سامی مستقر علم اہل سنت دام ظلہم العالی

بخدمت شریف جناب فین باب قاطع قسا و بدعات و افیج جہالت و ضلالت مفتاح العارفین قاطع اصول الفرقۃ الضالۃ الخبیثۃ مولانا مولوی محمد احمد صانعال صاحب مشقا اللہ تعالیٰ علیہ

تحت تحیات و تسلیمات سنو نہ سنانہ مکشوف ضمیر منہ انکار آنکھ چوں دریں بلاد از دہت مدیدہ بہ ظہور و قبال کذاب قادیانی فتور و فساد برخواستہ است بموجب حکم آزادگی پہنچ

حواسے در جنگ علماء آں رہبر سے راہنہ دین اسلام نمی آید۔ انہوں ایں واقعہ درخسانہ یک شخص جعلی شد کہ نے مسبر در عقدہ شیعہ بودہ، آں مرد مرزائی گردید۔ زہن مذکورہ از دہے ایں

کفریات شنیدہ، گریز نمودہ بنماہ پیر رسید لہذا برائے آں و برائے سدا آمدہ و تنبیہ مرزاسیاں فطرتی طبع کردہ آید۔ امید کہ آنحضرت جمہور کو دستخط شریعت خود مزین فرمائید کہ باعث افتخار باشد،

سفیر از ندوہ کہ ام مولوی غلام محمد چو شیار پوری وار و ام ترس از مدت دو ماہ شدہ است، فتوائے ہذا نزد سے فرستادم، اشار الیہ دستخط نمود و گفت اگر دریں فتوے دستخط کنم ندوہ از من بیزار شود

خاکش بدین ازیں بہت مردمان بلوہ را بسیار بظنی در حق ندوہ مے شود، زیادہ چہ فرستہ آید جزا کہ اللہ عن الاسلام والمسلمین۔

المسلمین، بندہ کثیر التماسی واعظ محمد عبدالغنی از اترسری کٹرہ گریہ مانگہ کو چرند شاہ





یہی بن مریم رحمہ اللہ علیہا الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ مجھے اللہ عزوجل نے تساری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، تو ریت کی تصدیق کرتے اور اس رسول کی خوشخبری سناؤ، جو میرے بعد تشریف لائے والا ہے جس کا نام احمد ہے، اسلئے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ازالہ کئے قبول فرعون مذکور میں مزاحمت ادا نہ ہو کہ وہ رسول پاک جن کی جلد وہ افروزی کا مژدہ حضرت مسیح لائے اعداد اللہ مرزا قادیانی ہے۔

کفر ورم: تو بھیجہ ہرام میں لکھا ہے کہ میں محدث ہوں اور محدث بھی ایک معنی سے بنی جاتا ہے۔

عہ لا الہ الا اللہ لقد کذب عدو اللہ ابیہ المسلمون، سیدہ الحدیث امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں کہ انہی کے واسطے حدیث محدث بنائی، انہی کے واسطے میں ہم نے اس پر اطلاع پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ان فیما مضی قبلکم من الامم اناس محدثون فان یکون فی امتی منهم احد فانتہ عنہم بن الخطاب، اہل انہوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے یعنی فرستے صادق و الہام حق والے، اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہوگا تو وہ ضرور میرے رضی اللہ تعالیٰ عنہ رواہ احمد و ابی حازم عن ابی ہریرۃ و احمد و مسلم و الترمذی و النسائی عن ام المومنین الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، فاروق اعظم نے نبوت کے کوئی معنی نہ پائے صرف ارشاد آدھ لو کان بعدی شیئ لکان عمر بن الخطاب، اگر میرے بعد کوئی نبی ہوگا تو ضرور عمر بن رواہ احمد و الترمذی و ابی حازم عن عقبہ بن عامر و الطبرانی فی الکبیر عن عصبۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما، عمر بن خطاب کا محدث حادث کہ حقیقتہً نہ محدث ہے نہ محدث، ہر فرد ایک سے پر نبی ہو گیا الا اللہ اللہ علی الکذبین و العیاء یا اللہ رب العلمین۔

سہرناظم امام محمد باقی توفیق المرام طبع روضہ الدعوت ص ۱۶

لکھنؤ میں ترمذی ترمذی شریف طبع امین کتب دہلی ص ۲۶ ص ۲۱۱

لکھنؤ میں ترمذی ترمذی شریف طبع امین کتب دہلی ص ۲۶ ص ۲۰۹



اور خرابی ہے ان کے لئے اس کمائی سے۔

ان سب سے قطع نظر ان کلمات ملعونہ میں ملاحظہ اپنے لئے نبوت و رسالت کا  
اوتھائے قیوم ہے اور وہ جامع قطعی کفر صریح ہے۔ فقیر نے رسالہ ”جزی اللہ عدوہ بابائے ختم النبوة“  
خاص اسی مسئلے میں لکھا اور اس میں آیت قرآن عظیم اور ایک سو دس حدیثوں اور تیس لغتوں کو  
جلوہ دیا اور ثابت کیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین انسان کے زمانہ میں  
خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض اجل و جزر الیقان ہے،  
وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ فَهِيَ قَطْعِي قَرَأَنَ ہے، اس کا منکر نہ منکر بلکہ شک کرنا والا،  
دشاک کر ادنیٰ ضعیف احتمال غنیمت سے تو سب خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخد فی اللہ  
ہے نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس عقیدہ ملعونہ پر عمل ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہونے  
میں شک و تردد کو روا نہ دے، وہ بھی گامین، الکفر قطعی البکھران ہے

”MAAT“ قبل دوہم و سوم میں شاید دنیا میں اس کے آذات اب آجکل کے بعض شیطین نے  
سیکھ کر تاویل کی اور ایسے کہ یہاں نبی و رسول سے بسنے لغوی مراد میں یعنی خبردار یا خبر دہندہ اور  
فرستادہ مگر بھٹ بڑوس ہے۔

اولاً صریح لفظ میں تاویل نہیں سنی جاتی، فتاویٰ سے غلامہ و حصول عمادیہ و جامع  
افصولین و فتاویٰ سے ہند یہ وغیرہ میں ہے:

واللفظ للعمادی قال قال انما رسول الله او قال بالقرسية

کن پیغمبر میرید بـ کن پیغام مے برم یک کفر لہ  
”یعنی اگر کوئی اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہے یا کہے میں پیغمبر ہوں اور مراد  
یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا اٹیچی ہوں، کافر ہو جائیگا“

اہم قاضی عیاضی کتاب الشفاہ فی تعلیل حقوق المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں :-

قال احمد بن سليمان صاحب مسنون رحمهما الله تعالى

في رجل قيل له لا بحق رسول الله فقال فعل الله برسول الله

كذا وكذا ذكر كلاما قبيحا فقيل له ما تقول يا عدو الله

في حق رسول الله فقال له اشد من كلامه الاول ثم قال انما

اردت برسول الله العقرب فقال ابن ابى سليمان للسدي

سأله اشهد علي وانا شريك سيريد في قتله وثواب ذلك

قال حبيب بن الربيع لان ادعاء التاويل في لفظ صرام لا يقبل

”یعنی امام احمد بن ابی سلیمان تمیز ورفیق امام سحنون رحمہما اللہ تعالیٰ سے

ایک مرد کی نسبت کسی نے یہ چھپا کر اس کے کہ گیا تھا، رسول کے حق کی قسم

اس نے کہا اللہ رسول اللہ کے ساتھ آپ ایسا کرے، اور ایک بہ کلام ذکر کیا

کہا گیا اسے دشمن خدا تو رسول اللہ کے بارے میں کیا بکتا ہے؟ تو اس سے

بھی سخت تر لفظ بجا، پھر بولیں نے تو رسول اللہ سے کچھ برا دیا تھا، امام ابن

ابی سلیمان نے مستغنی سے فرمایا تم اس پر گواہ ہو جاؤ اور اسے سزائے موت

دلانے اور اس پر ثواب ملے گا اس میں میں متباہا شریک ہوں یعنی تم حاکم

شرع کے حضور اس پر شہادت دو اور میں بھی سعی کروں گا کہ ہم تم دونوں کو حکم

حاکم اسے سزائے موت دلانے کا ثواب عظیم پائیں۔ امام حبيب بن ربيع نے

فرمایا یہ اس لئے کہ کھلے لفظ میں تاویل کا دعویٰ سے سوج نہیں جوتا

مرآۃ علی قاری شرح شفاہ میں فرماتے ہیں :-

ثم قال استأذنت برسول الله العقيب فانه ارسل  
من عند الحق وسلط على الخلق تاويل الرسالة العرفية  
بالارادة اللغوية وهو محدود عند القواعد الشرعية  
”يعني وہو اس مردگ نے کہا کہ میں نے تجھ کو مراد لیا اس طرح اس سے  
رسالت عربی کو جسے لغوی کی طرف ڈھالا کہ تجھ کو بھی خدا ہی نے بھیجا اور خلق پر تسلط  
کیا ہے اور ایسی تاویل قواعد بشری کے نزدیک مردود ہے“

علامہ شہاب مخدجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں :-

هذه الحقيقة معنى الارسال وهذا مما لا شك في معناه

بما انكاره مساجرة الكنه لا يقبل من قائله اذ عاوه انه مراده  
ليعده غايته البعد وصرف اللفظ عن ظاهره لا يقبل كما  
لو قال انت طالق قال ابرهت محلوله غير موبوطه  
لا ينفك لملكه وبعد هذا نانا ملتقطا

”یعنی یہ لغوی معنی جن کی طرف اس نے ڈھالا ضرور بلا شک حقیقی معنی میں اس کا  
انکار بحث دھرمی ہے یا اس ہر قائل کا اذکار مقبول نہیں کہ اس نے یہ معنی لغوی  
مراد لئے تھے اس لئے کہ یہ تاویل تنہایت دور از کار ہے اور لفظ کا اس کے  
معنی ظاہر سے پھیرنا مسوع نہیں ہوتا جیسے کوئی اپنی عورت کو کہے تو طالق ہے اور  
کہے میں سے تو یہ مراد لیا تھا کہ تو کھلی ہوئی ہے بدعتی نہیں ہے اگر لغت میں  
طالق کشادہ کر لیتے ہیں تو ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہو گا اور اسے بذیان  
سمجھا جائے گا۔“

ملہ قلم قادری : شرح شفاء علی امش نسیم الریاض

ملہ شہاب الدین مخدجی : مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳۳ ص ۳۳۲

مُشَانِيَا، وَهَ بِالْقِيَامِ اِنْ الْعَاقِلُ كَرِهَ لَمْ يَدْرُحْ وَفَضْلُ جَانَتِهِ زَانِكِيسِي مَامَ بَاتِ كَرِهَ

وَذَانِ تَوَجُّهٍ رَدِّ دِهَانَسْدَ چشماں تو زبرابر دامنسند

کوئی عاقل بلکہ نیم پاگل بھی ایسی بات کو جو ہر انسان پر بھیگی چہار بجے ہر کافر مرتد میں موجود ہو، محل  
مرح میں ذکر نہ کرے گا نہ اس میں اپنے لئے فضل و شرف جانے گا، بھلا کہیں براہین غلامیہ  
میں یہ بھی لکھا کہ سچا خدا ہی ہے جس نے مرزا کی ناک میں دو ہتھکنے رکھے، مرزا کے کان میں  
دو گھونگٹے بندھے یا خدا نے براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی ناک ہونٹوں سے اوپر  
اور ہونٹوں کے نیچے ہے کیا ایسی بات لکھنے والا پورا انجنوں پکا پاگل نہ کہلایا جلتے گا اور  
شک نہیں کہ وہ معنی لغوی یعنی کسی چیز کی خبر رکھنا یا دنیا یا بھیجا ہوا ہونا۔ ان مثالوں سے بھی  
زیادہ عام ہیں بہت جانوروں کے ناک کان بھوویں اصلاً نہیں جوتیں مگر خدا کے بھیجے ہوئے  
وہ بھی ہیں، اللہ نے انہیں عدم سے وجود نہز کی پٹی سے مادہ کے پیٹ سے دنیا کے میدان  
میں بھیجا جس طرح اس مرد کو خبیث نے جھوٹے رسول بھیجئے لغوی بنایا، مولوی معنوی قدس  
سترہ القوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ

مَرْدَرِ اَبے کا ڈبے فیلے دیاں مَثَلِ یَوْمِ مَوْتِی تَن بَخَوَاں

کوترے لشکر کند این رواں کسریں کا ایش ہر روز استاں

بہر آں تا در رحم روید نبات لشکر نے اصلا بھئے اجات

تا تو زود مادہ پر گرد و جہاں لشکرے نزار عام بھئے خاکد اں

تا بریند ہر کے حسن عمل سلہ لشکرے از خاکد اں بھئے اجل

حق عزوجل فرماتا ہے فَاهْمَسْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجُرَادَ وَالْقُمَّلَ وَ

الصَّفَادَ وَالْذَّمَ عَمَّ ہم نے فرعونوں پر بھیجے طوفان اور مٹیوں اور میند کیوں اور

خلن کی مرزا ایسی ہی رسالت پر فخر دکھاتا ہے ٹیری اور میڈک اور جوں اور کئے اور سب کو  
شامل ملنے گا، ہر جانور بلکہ ہر چر و حرکت علم سے خبردار ہے اور ایک دوسرے کو خبر دیتا بھی صحاح  
احادیث سے ثابت حضرت مولوی قدس سرہ لغوی ان کی حرف سے فرماتے ہیں ۵  
ماہیم و بعیریم و خوشیم      ہاشما ہما محمدان ہما شیم

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

وَأَنْ تَنْشِئُوا لَآئِسِيَّتِهِمْ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَّا تَقْفُوْنَ تَسْبِيحَهُمْ  
"کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر ان کی تسبیح تمہاری  
سمجھ میں نہیں آتی"

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

مَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَعْلَمُ بِرِسْعَةِ اللَّهِ الْأَكْفَرُ الْجِنُّ وَالْإِنْسُ

"کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو کافر جن اور آدمیوں کے"

نعاہ الطبرانی فی الکبیر عن یحییٰ بن مسرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ و محمد غلام الحافظ  
حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے :

فَمَكَتْ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ مَحْطُ بِهِمْ وَبِعَثَّتْ مِنْ  
سَيِّئَاتِنَا يَتَذَكَّرُ

"کچھ دیر ٹھہر کر تذبذب بارگاہِ سبحانی میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے ایک بات وہ  
معلوم ہوئی ہے جس پر چھوڑ کر اطلع نہیں اور میں خدمتِ عالی میں ملکِ سبا  
کے ایک یقینی قبر سے کہ حاضر ہوا ہوں"

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

ما من صباح ولا دواح الا يبتاع الارض ينادي بمصباحها  
يا حارة هل مديك اليوم عبد صالح صلى عليك او ذكر الله  
فان قالت نعم رأت ان لها بذا لك فضلا۔

”کرتی صبح اور شام ایسی نہیں ہوتی کہ زمین کے ٹکڑے ایک دوسرے کو  
پکار کر کہتے ہوں کہ اے نبی آج تیری طرف کوئی نیک بندہ جو کہ نکلا  
جس نے تجھ پر ناز چڑھی یا ذکر الہی کیا؟ اگر وہ چمکا جواب دیتا ہے کہ ہاں تو  
پرچنے والا حکم اعتقاد کرتا ہے کہ اسے مجھ پر فضیلت ہے“

رواہ الطبرانی فی الاوسط و ابو نعیم فی الحلیۃ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
اور بخبر رکعت پھر دینا سب کی شہادت ہے کیا مراد ابراہیمؑ پر حضرت پرست کا  
ہر ایک بندہ ہر گز نہ کرے اور کسی ایسی طرح بھی اور رسولؐ کے گاہ پر گز نہیں، لہذا ان روشن ہوا  
کہ معنی لغوی پر گز مراد نہیں بلکہ یقیناً وہی شرعی دعویٰ رسالت و نبوت مقصود اور کفر و ارتداد  
یقینی قطعی موجود۔

و بابت اُخریٰ معنی کے چار ہی قسم ہیں لغوی، شرعی، عرفی عام یا خاص بہر حال  
عربی عام تو بعینہ وہی معنی شرعی ہے جس پر کفر قطعاً حاصل اور ارادۃ لغوی کا ادعا یقیناً باطل  
اب یہی رہا کہ غریب وہی عوام کریں کہ وہ کہ میں نے اپنی خاص اصطلاح میں نبی رسول  
کے معنی اور رکھے ہیں جن میں مجھے ملگ و ملوک سے امتیاز بھی ہے اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ  
والسلام کے وصف نبوت میں اشتراک بھی نہیں گواہی شرعاً ایسا باطل اذعاناً شرعاً  
معتلاً و عرفاً کسی طرح با دشر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا، ایک ایسی جگہ لغت و شرح و عرف عام



سب سے اگلی پستی اصطلاح کا مذہبی ہونا قابل قبول ہو تو کبھی کسی کافر کی کسی سخت سی سخت بات پر گرفت نہ ہو سکے، کوئی مجرم کسی معظّم کی کسی ہی شدید توہین کر کے مجرم نہ ٹھہر سکے کہ ہر ایک کو اختیار ہے اپنی کسی اصطلاح خاص کا دھڑلے کر دے جس میں کفر و توہین کچھ نہ ہو۔ کیا زبیر کا کتاب ہے خدا دو نہیں، جب اس پر اعتراض ہوا کہ اے میری اصطلاح میں ایک کو دو کہتے ہیں، کیا ملو جنگل میں سور کو بھاگ دیکھ کر کہہ سکتا ہے وہ قادیانی بھاگ جاتا ہے، جب کوئی مرزائی گرفت چاہے کہہ دے، میری ملاز وہ نہیں جو آپ سمجھے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے یا جنگی کو قادیانی کہتے ہیں، اگر کہنے کوئی مناسبت بھی تو جواب دے کہ اصطلاح میں مناسبت شرط نہیں (امتناعاً فی زعمہ) آخر اگر سب بگڑے منقول ہونا کیا ضرور، نظر متکل بھی ہوتا ہے جس میں معنی اول سے مناسبت اصلاً منظور نہیں معنہ قادیانی یعنی جلدی کا سہو ہے یا جنگل سے آنے والا، تاکس میں ہے خدمت قادیانیہ جاء قوم قدا فحموا من السادیۃ والقبوس قادیانیہ سرعہ۔ قادیان اس کی صیح اور قادیانی اس کی طرف سبب یعنی جلدی کرنے والوں یا جنگل سے آنے والوں کا ایک۔ اس مناسبت سے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے جنگی کا نام قادیانی ہوا، کیا زبیر کی وہ تہہ پر کسی سلمان یا عمر دینی تو جیسے کسی مرزائی کو مقبول ہو سکتی ہے، حاشا و کوا کوئی عاقل ایسی بناؤں کو نہ مانے گا بلکہ اسی پر کیا موقوف اور اصطلاح خاص کا ارتعاب مسرور ہو جائے تو دین و دنیا کے تمام کارخانے درہم برہم ہوں، عورتیں شوہروں کے پاس سے نکل کر جس سے چاہیں نکاح کر لیں کہ ہم نے تو ایجاب و قبول نہ کیا تھا، اجازت لیتے وقت ہاں کہتا تھا، ہماری اصطلاح ہاں سمجھنے ہوں یعنی کلمہ جزد و انکار ہے۔ لوگ بیعتاے لکھ کر جیڑی کر کے جانیادیں چھین لیں کہ ہم نے تو بیعت نہ کی تھی، بیچا لکھا تھا، جلدی اصطلاح میں عاریت یا اجارے کو بیچنا کہتے ہیں اتنی ذلت من فسادات لا تخصنی تو ایسی جھوٹی

تاویل والا خود اپنے معاملات میں اسے نہ ملے گا، کیا مسلمان کو وزن و مال اللہ و رسول سے زیادہ پیارے  
 ہیں کہ چھوڑ اور جائیداد کے باب میں تاویل نہ کرنے اور اللہ و رسول کے معاملے میں ایسی ہلچل نہ کرنا  
 قبول کر لیں لا الہ الا اللہ مسلمان ہرگز ایسے مرد و دیہانوں پر التفات بھی نہ کریں گئے انہیں  
 اللہ و رسول اپنی جان اور تمام جہان سے زیادہ عزیز ہیں واللہ الحمد جل جلالہ و صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خود ان کا رب بل و علیہ قرآن عظیم میں ایسے یہود و عیسائیوں کا دربار  
 جلا چکا ہے، فرماتا ہے قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ  
 ”اُن سے کہہ دو بہانے نہ بناؤ، بیشک تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد“ و العیاذ باللہ تعالیٰ  
 رب العالمین۔

ثالثاً کفر خیال میں ہستی و نبی کا مقابلہ صاف اسی معنی شرعی و عرفی کا تعین کرتا ہے  
 وایضاً کہتا ہے کہ قول میں تو کسی شخص نے اذعانے تاویل کی بھی گنجائش نہیں، آیت میں قطعاً  
 معنی شرعی ہی مراد ہیں نہ لغوی، یہاں شخص کی وہ استعداد خاص اور اسی کو اس نے اپنے نفس  
 کے لئے مانا تو قطعاً یقیناً مجھے شرعی ہی اپنے ہی اللہ و رسول اللہ پر ہونے کا مدعی اور دلکن  
 رسول اللہ و خاتم النبیین کا منکر اور باجماع قطعی جمیع امت پر مرد و یتد و کافر ہوا،  
 یح فرما سچے خدا کے سچے رسول سچے خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ عنقریب  
 میرے بعد آئیں گے مثلثون کذابون کلہم سیر عند ربی“ تیس زبانی  
 کذاب کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا و اسلخ اللہ النبیین لاسی بعدی“ لاکھ میں  
 خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں امنت امنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 اسی لئے فقیر نے عرض کیا تھا کہ مرزا ضرور شیل مسیح ہے صدق بلکہ مسیح و رجال کا کہ ایسے مدعیوں کو  
 یہ لقب خود بارگاہ رسالت سے عطا ہوا و العیاذ باللہ رب العالمین۔

کفر پنجم : دافع البلاء صلیا پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی برتری کا اظہار کیا ہے لہ  
کفر ششم : اسی رسالہ کے ۷۱ پر لکھا ہے ۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے  
کفر ہفتم : اشتہار سیار الاخیار میں لکھا ہے "میں بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں" یہ  
ادعا بھی باجماع قطعی کفر و ارتداد یقینی ہیں ۔

فقیر نے اپنے فتوے کی برادر الرضہ میں شہادہ شریف امام قاضی عیاض درودنہ  
امام نووی دارشاد الساری امام قسطلانی و شرح عقائد نسفی، و شرح مقاصد امام تفتازانی و اسلام  
امام ابن حجر مکی و منہج الروض مقامہ قاری و طریقہ تھکیمہ علامہ برکوی و حدیث تفسیر ندبہ مولیٰ نابلسی وغیرہ  
کتب کثیرہ کے فصوص سے ثابت کیا ہے کہ باجماع علمین کوئی ولی کوئی غوث کوئی صدیق  
بھی کسی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا، جو ایسا کہے قطعاً اچھا کا کفر کلمہ ہے، از انجملہ شرح

صحیح بخاری شریف میں ہے :-

المتی افضل من المولیٰ وهو امر مقطوع بالیقین والیقین

بخلافہ کافر کان معلوم من الشرع بالضرورة۔

"یعنی ہر نبی ہر ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے

خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔"

کفر ہفتم میں اسے ایک لطیف تاویل کی گنجائش تھی کہ یہ لفظ (نبیوں) بتقدیم  
نوں نہیں بلکہ (نبیوں) بتقدیم ہمارے یعنی بھگتی درکنار کہ خود ان کے توالل گرو کا بھائی ہوں  
ان سے افضل ہوا ہی چاہوں، میں نبیوں سے بھی افضل ہوا ہوں کہ انہوں نے صرف

آئے دال میں ڈھٹی ماری اور یہاں وہ سمجھ پھیری کی کہ بیسیوں کا دین ہی اڑ گیا مگر افسوس کہ دیگر تعزیمات نے اس تاویل کی جگہ نہ رکھی۔

کفر، شتم : ازاد صفحہ ۳۰۹ پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کو جن کا ذکر خداوند تعالیٰ بطور احسان فرماتا ہے، سمر زم کہہ کر گننا ہے :

”اگر میں اس قسم کے معجزات کو مکروہ نہ جانتا تو ابیں ہر دم سکھ نہ ہتا“

یہ کفر تعدد و کفروں کا غیر ہے، معجزات کو سمر زم کہنا ایک کفر کہ اس تقدیر پر وہ معجزہ نہ ہوئے بلکہ معاذ اللہ ایک کسی کرشمے ٹھہرے، اگلے کافروں نے بھی ایسا ہی کیا تھا حق عزوجل فرماتا ہے

إِذْ قَالَ اللَّهُ لِيُحْيِي بَنِي مَرْيَمَ إِذْ كُنَّ فُتًى عَلَيْكَ

وَعَلَى وَالِدَتِكَ إِذْ أَنْتَدْتُكَ بِرُوحِ الْقُدُّسِ فَمَكَّمْتُكَ النَّاسَ

فِي الْمَقَامِ وَكَمَلْتُكَ وَأَوْفَعْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ

وَالْإِنْجِيلَ وَأَوْفَعْتُكَ مِنَ الطَّيْرِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ إِذْ فِي فَتَنَةٍ

فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا إِذْ فِي وَسْطِ سَبْعِ الْأَكْمَامِ وَالْأَنْبِيَاءِ إِذْ فِي

وَأَوْفَعْتُكَ الْمَرْفِئَ إِذْ فِي وَادِ كَفَّتْ سَبْعُ إِسْرَائِيلَ عَنْكَ

إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ لَسْنَا بِهَذَا

إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ

”جب فرمایا اللہ سبحانہ نے اسے مریم کے بیٹے! یا دیکھ میری نعمتیں اپنے اوپر

اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تجھے قوت بخشی، لوگوں سے باتیں کرتا

پائے میں اور بچی عمر کا ہو کر اور جب میں نے تجھے سکھایا لکھنا اور علم کی تحقیق باتیں اڑ

توریت و انجیل اور جب تو بتا مٹی سے پرند کی شکل میری پر داغی سے پھر تو اس میں پھونکا  
تو وہ پرند ہو جاتی میرے حکم سے اور تو چنگا کر آماور زادا اندھے اور سفید داغ والے کے  
میری اجازت سے اور جب تو قبروں سے جیسا نکالتا مردوں کو میرے اذن سے  
اور جب میں نے یہود کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس یہ روشن معجزے  
لے کر آیا تو ان میں سے کافر بولے یہ تو نہیں مگر کھٹا جادو۔

مسرزم بتایا جادو کو کہا۔ بات ایک ہی ہوئی یعنی انہی معجزے نہیں کسی دھوکے سے  
میں۔ ایسے ہی معجزوں کے خیال ضلال کو حضرت مسیح کلہ اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیٰ سیدہ و علیہ وسلم  
نے بار بار بتا کید و فرمایا تھا۔ اپنے معجزات مذکورہ ارشاد کرنے سے پہلے فرمایا۔

آتٰی قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَاتٍ قِيْنَ وَتَكْفُرُ اَتٰی اَخْلَقُ لَكُمْ فِى الْطَّيْنِ  
كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ الْاَرْبَعَةِ ۝

میں تمہارے پاس رب کی طرف سے معجزے لایا کہ میں مٹی سے پرند بناتا اور  
پھونک مار کر اسے چلاتا اور اندھے اور بدن بگڑے کو شفا دیتا اور خدا کے حکم  
سے مڑے چلاتا اور جو کچھ گھر سے کھا کر آؤ اور جو کچھ گھر میں اٹھا رکھو وہ سب  
تمہیں بتاتا ہوں۔

اور اس کے بعد فرمایا اِنِّىْ ذٰلِكَ لَاٰیۃٌ لِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ بے شک  
ان میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان لاؤ۔ پھر کر فرمایا جِئْتُكُمْ بِآیۃٍ مِّنْ  
رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاطِيعُوۡنَہٗ ۝ میں تمہارے رب کے پاس سے معجزہ لایا ہوں تو  
خدا سے ڈرو اور میرے حکم کو مانو۔ مگر جو عیسٰی کے رب کی نہ ملنے وہ عیسٰی کی کیوں ماننے لگا، یہاں تو  
اسے صاف گنجائش ہے کہ اپنی بڑائی بھی کرتے ہیں۔ کس نگوید کہ دین حق تو شامت

پھر ان ہجرات کو مکروہ جاننا دوسرا کفر یہ کہ کراہت اگر اس بنا پر ہے کہ وہ فی نفسہ  
مذموم کام تھے جب تک کفر ظاہر ہے قال اللہ تعالیٰ سَلِّكَ السُّبُلَ فَصَلِّبْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى  
بَعْضٍ یہ رسول میں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی "اور اسی فضیلت کے بیان میں  
ارشاد ہوا وَالتَّبَايَعَةُ بَيْنَ مَرْسِيَةِ الْبَيِّنَاتِ وَآيَتِنَا سُبُوحِ رُوحِ الْقُدُسِ اور ہم نے  
عیسے بن مریم کو کھجڑے دستے اور دیر بیل سے اس کی تائید فرمائی "اور اگر اس بنا پر ہے کہ وہ کام  
اگرچہ فضیلت کے لئے مگر میرے منصب اعلیٰ کے لائق نہیں تو یہ وہی پرانی تفصیل ہے ہر طرح کفر و تردید  
قطعی سے ستر نہیں۔

پھر ان کلماتِ شیطانیہ میں سچ کلمہ اللہ صلاۃ اللہ علی سیدہ وعلیہ وسلم کی تحقیر قیسرا  
کفر ہے اور ایسی ہی تحقیر اس کلام ملعون کلمہ ششم میں تھی اور سب سے بڑھ کر اس کفرِ مذموم میں ہے  
کہ ازالہ ملکہ پر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لکھا "جو ہر ستریزم کے عمل کرنے کے توبہ  
باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجہ پر بلکہ قریب ناکام رہے انا للہ وانا الیہ  
واجعون۔ اَللّٰهُمَّ عَلٰی اَعْدَاءِ الْكِبْرِيَا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ لَقِيَكَ تَعَالٰی عَلٰی اَنْبِيَائِهِمْ  
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

ہر نبی کی تحقیر مطلقاً کفر قطعی ہے جس کی تفصیل سے شفاء شریف و مروج شفاء  
مصنف مسلول امام تقی اللہ والدین مکی وروضۃ امام نووی ودرجہ امام کردری واعلام امام ابن حجر مکی  
وغیرہ تصانیف ائمہ کرام کے دفتر گونج رہے ہیں نہ کہ نبی بھی کون نبی مرسل نہ کہ مرسل بھی کیا  
مرسل اولوالعزم نہ کہ تحقیر بھی کتنی کہ ستریزم کے سبب نورِ باطن نہ نورِ باطن بلکہ دینی استقامت  
نہ دینی استقامت بلکہ نفس توحید میں نہ کم درجہ بلکہ ناکام رہے اس ملعون قول لعن اللہ  
قائلہ و قائلہ اولوالعزمی و رسالت و نبوت درکنار اس عبد اللہ و کلمۃ اللہ و روح اللہ

علیہ وسلم تحیات اللہ کے نفس ایمان میں کلام کر دیا، اس کا جواب ہمارے ہاتھ میں کیا ہے سو اس کے کہہ کر اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَعَسَا یُزِیْلُھِ السَّعِیَ وَالْاُخْیَرَةُ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًاؕ بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اُن پر اللہ نے لعنت کی دنیا و آخرت میں اور ان کے لئے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔

کفر و کفر: از ازالہ ۲۲۹ پر لکھا ہے، ایک زمانے میں چار سونیوں کی پیش گوئی غلط ہوئی تو وہ جھوٹے یہ مراخضہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب ہے، علم اقوام کفار لعنہم اللہ کا کفر حضرت عزت علیہ السلام نے یونہی تو بیان فرمایا کَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحٍ الْمُرْسِلَیْنَ کَذَّبَتْ عَادُ الْمُرْسِلَیْنَ کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسِلَیْنَ کَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسِلَیْنَ کَذَّبَتْ اصْحَابُ الرَّسْبِ الْمُرْسِلَیْنَ

اللہ کرام فرماتے ہیں جو یہی پر اس کی لائی ہوئی بات میں کذب جاری ہی مانے اگرچہ وقوع نہ جائے، باجماع کفر ہے کہ معاذ اللہ چار سوا نبیاء کا اپنے اخبار بالغیب میں کہ وہ ضرور اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے واقع میں جھوٹا ہو جانا، شفا شریف میں ہے:

من دان بالوحدانۃ وصحة النبوة ونبوة شعیبنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولكن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذلک المصلحة من عبد او لم یبدعہا فہو کافر باجماع۔

یعنی جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، نبوت کی حقانیت، ہمارے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو یا جس جبرہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ان کی باتوں میں کذب جائز نہ لے، خواہ وہ بزرگمرد اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے

بہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔“

ظالم نے چار سو کہہ کر گمان کیا کہ اس نے باقی انبیاء کو تکذیب سے بچا لیا حالانکہ یہی آیتیں جو ابھی تلاوت کی گئی ہیں، مشاودت دے رہی ہیں کہ اس نے آدم ہی اللہ سے محمد رسول اللہ تک تمام نبیائے کرام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کو کاذب کہہ دیا کہ ایک رسول کی تکذیب تمام مسلمین کی تکذیب ہے۔

دیکھو قوم نوح و ہود و صالح و لوط و شعیب علیہم الصلوٰۃ والسلام تھے اپنے ہی ایک ہی کی تکذیب کی نفی مگر قرآن نے فرمایا قوم نوح نے سب رسولوں کی تکذیب کی عادت سے کلمہ پھیریں کر بھٹکایا، خود نے جیسے انبیاء کو کاذب کہا، قوم لوط نے تمام نسل کو جھوٹا بتایا، ایک و ابوالول نے سارے نبیوں کو دروغ گو کہا، یونہی و اللہ اس قافلے نے حضرت چار سو کہہ کر انبیاء و مسلمین کو کذاب مانا فلن انزلن کذاب احد امن انبیائہ و

صلی اللہ تعالیٰ علی انبیائہ و رسلہ و المؤمنین جہم اجمعین وجعلنا منہم و حشرنا فیہم و ادخلنا معہم دار النعیم بجاہم عندہ و برحمۃ بہم و رحمۃ ہم بنا اللہ ارحم الراحمین و الحمد للہ رب العالمین۔  
طبرانی معجم کبیر میں دبر حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم فرماتے ہیں، انی اشہد عدد متراکب الدنیا ان مسئلۃ کذاب ہے شک میں ذرہ بڑے خاک تمام دنیا کی برابر گواہیاں دیتا ہوں کہ سید (جس نے زمانہ

۱) مرفیہ صوفیہ گذشتہ حصہ کی پیش بندی ہے کہ کذاب یا نبی نہیں ہیں چنگیزیوں یا حکماء بدست چار و ربانیت الہی ماننے والے جن  
صوفی یا سنی یا یہاں رویتا جا بہتہ ہے کہ چنگیزی غلطی کی کچھ شان نبوت کے خلاف نہیں مساوات اللہ تعالیٰ میں بھی ایسا تو ہے۔ انہی پر ظلم



اقدس میں اذعائے نبوت کیا تھا کذاب ہے وانا اشہد معک یا رسول اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عالم پناہ کا یہ ادنیٰ کتا بعد وانا نے ریگ متاڑتے آسمان گواہی دینا ہے اور میرے ساتھ تمام ملائکہ سموات وارض و عاقلین عرش گواہ ہیں اور خود عرش عظیم کا مالک گواہ ہے وکفی بیاذنتہ شہیدا کہ ان اقوال مذکورہ کافرانہ بے باک کافر مرتد کذاب ناپاک ہے، اگر یہ اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو واللہ واللہ یقیناً کافر اور جو اس کے ان اقوال یا ان کے امثال پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر، مذہب محمد و لہذا اور اس کے اراکین کہ صرف طوطے کی طرح کلر گوئی پر مدار اسلام رکھتے اور تمام بد دینوں گمراہوں کو حق پر چلتے، خدا کو سب سے یکساں راضی ملتے سب مسلمانوں پر مذہب ہے لا دعوئے دینا لازم کرتے ہیں جیسا کہ مذہب کی رو واد اول و دوم و رسالہ اتفاق وغیرہ میں تصریح ہے، ان اقوال پر بھی اپنا دہی قاعدہ طلوعہ مجرکہ کلر گوئی نہجرت کا اعلیٰ نمونہ جاری رکھیں اس کی تکفیر میں چون و چرا کریں تو وہ بھی کافر، وہ ادا کین بھی کفار مرزا کے پیرو اگرچہ ان اقوال انجس الاول کے محقق نہ بھی ہوں مگر جبکہ صریح کفر دکھلے رہا تو دیکھتے سنتے پھر مرزا کو امام و پیشوا و مقبول خدا کہتے ہیں قطعاً یقیناً سب مرتد ہیں سب سجن نار، شفاء شریف میں ہے :-

تکفر من دان بقیر ملة المسلمين من الملل او وقت فيهم او شك  
 "یعنی ہم ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے یا اس کی تکفیر میں قف کرے یا شک رکھتے۔"

شفاء شریف نیز فتاویٰ سے بزازید و درر و غرر و فتاویٰ سے شیریں و درخت خمار و مجمع الانہر وغیرہ میں ہے

عہد اقبال و سر کے قتل تک جس شخص کے بعد مرزا کی نفی تحریریں خود قلم سے گزریں جن میں قطعی کفر ہے یا شبہ یقیناً کافر ہے۔

من شك في كونه وعذاب فقد كفر" جس کے کفر و عذاب میں شک کرے،  
یقیناً کفر ہے" اور شخص باوصف کفر گوئی و اذعانے اسلام کفر کرے وہ کافروں کی سب سے  
بزرگ قسم مرتد کے حکم میں ہے۔ ہر بار و درخت و عالمگیری وغیرہ مفتی الامم و مجمع الانہر وغیرہ میں ہے،  
صاحب الہدیٰ ان کان یکفر فهو بمنزلة المرتد۔ فتاویٰ ظہیر و طریقہ محمدیہ  
و عدلیہ ندیہ و ہندی شرح لغز و فتاویٰ ہندی میں ہے۔

هو لاد النعم خارجون عن ملت الاسلام واحكام احكام المرتدين

"یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعین مرتدین کے احکام میں"

اور شوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے، اب اگر بے اسلام لائے اپنے  
اس قول و مذہب سے بغیر توبہ کئے یا بعد اسلام و توبہ عورت سے بغیر نکاح جدید کئے اس سے  
قربت کرنے زمانے میں ہو، جو اولاد ہو یقیناً ولد الزنا ہو، یہ احکام سب ظاہر اور قائم کتب میں  
دار و سائر میں، فی الدر المختار عن غنیۃ دوی الاحکام ما یکون کفر اتفاقاً  
یبطال المثل والنکاح و اولادہ اولاد المرتدین اور عورت کا کل مہر اس کے فروعاً ہو  
بس بھی شک نہیں جبکہ غلو ت مجہد پر چکی ہو کہ ارتداد کسی دین کو ماقط نہیں کرتا فی المستنویہ  
وارث کتب اسلام و ارث المسلم بعد قضاء دین اسلام و کسب و دست  
فی بعد قضاء دین و دست اور اہل توفی کمال آپ ہی واجب الادار ہے، رہا ماحل وہ ہنوز  
اپنی اہل پر ہے گا مگر یہ کہ مرتد بحال ارتداد ہی مہر جلے یا دار الحرب کو چلا جائے اور عاکم شرع

۱۔ در مختار مع رد مختار مطبوعہ دہلی ۳۲ ص ۲۹۰ و مختار علی الدین دہلی: فتاویٰ ظہیر مطبوعہ قندھار ۱۶ ص ۱۰

۲۔ فتاویٰ عالمگیری: مطبوعہ نوری کتب خانہ پشاور ۲۲ ص ۲۹۳

۳۔ در مختار مع رد مختار مطبوعہ دہلی ۱۲ ص ۳۵۹

۴۔ تنویر مع رد مختار مطبوعہ دہلی ۱۲ ص ۳۵۹

حکم فرماوے کہ وہ دارالحرب سے ملحق ہو گیا، اس وقت تو محل بھی فی الحال واجبہ دارموجود تھا۔  
 اگرچہ اہل موجود میں کس میں برس باقی ہوں فی الدردان حکم القاضی بلحاظ  
 حل دینت فی فرد المعتلم لانت باللاحاق صلیہ من اهل العرب و ہمد  
 امرات فی حق احکام الاسلام فصار كالموت الا ان لا یستقر لحاقہ الا  
 بالقضاء لاحتمال العود و اذا ققرر موتہ تثبت الاحکام المتعلقة بہ کما  
 ذکر فیہ لہ اولاد و صار ضرر اس کے قہیے سے نکال لی جائیگی حذر اعلیٰ دینہم الا  
 شری انہم صرحوا بترک الولد من الام الشفیقة المسلمة ان كانت فاسقة  
 والولد یعقل یحشی علیہ التخلو بسیرہا الذميمة فعاظنک بالاتب المرتد  
 والبیاض بانئذ تعالیٰ قال فی فرد المعتلم الفاجرة بمنزلة الکتابیة فان الولد  
 یبقی عندہ الی ان یعقر الودین کما سباقی خوف علیہ من تعلمہ منہا ما تفعلہ  
 فکذا الفاجرة المورثہ تعلم من الولد لا یحصدہ الا بعد ما یبلغ سبعاً  
 او تسعاً و ذلک عمر العقل قطعاً فیحرم الدخول الیہ و یجب التزعم منہ وانما  
 جرجنا الی ہذا الان الملک لیس بید الاسلام و الا فالسلطان ابن یحیی المرتد  
 حتی یبحث عن حضانتہ الا شری الی قولہم لإحضارہ لمرثدہ لانہا تنصب  
 و تحبس کل یوم فانی تنصیرہم للحضانتہ فاذا کانت ہذا فی المحبوس  
 فعاظنک بالمقتول و لکن انا لقلہ و انا الیہ راجعون و لا حول و لا قوۃ  
 الا بانئذ العلی العظیم۔

مگر ان کے نفس یا مال میں بدعنوانی سے ولایت اس کے تصرفات موقوف  
 رہیں گے، اگر پھر اسلام لے آیا اور اس مذہب ملعون سے توبہ کی تو وہ تصرف سب صحیح



فہرستِ کتابیاتِ علی مرتضیٰ قزوینی

QIZVILESI' NATI'YUL JAMAAT "

قادیانی مرتد پر قبضہ خداوندی

الحمد لله وكفى، سمع الله لمن دعا، ليس وراء الله منتهى،  
 ان ربى لطيف لما يشاء، صلات العلى الاعلى، وتسليمات المنزهة  
 عن الانهاء، وبركاته التى شئى وشئى، على خاتم النبیین جميعا، فمن  
 تنبأ بعده ناسا او ناقصا، فقد كفر وعوى، الله اكبر على من عاث وعثا  
 ومرد وعصى، وفى هوة هواء هوى، اللهم اجبرنا من ان نذل ونغزى  
 او نذل ونغزى، ثم بتا انصرك على من طغى ونغى، وصل و  
 اضل عن سبيل الاستدعاء، صل على المولى والى وصاحب ابد الابد،  
 واشهد بان لا اله الا الله وحده لا شريك له احد اصمدا، وان محمدا  
 عبده ورسوله بالحق ودين الهدى، صلى الله تعالى عليه وعلى  
 اله وصحبه اجمعين

## الله اكبر على من عتا وتكبر

مستے این مشنوی تہذیبیہ تہمتے بایست تاخول شیر شد

اللہ عزوجل اپنے دین کا نضر اپنے بندوں کا کفیل و حسبنا اللہ ونعم الوکیل  
 رسالہ مابہواری رتوقا دیانی کی ابتدا بحکمت الہیہ نے اس وقت پر رکھی تھی کہ یہاں دوچار جاہلان  
 محض جس کے مرید ہوتے، مسلمانوں نے حسب حکم شرع شریف ان سے میل جول، ارتباط، سلام کلم  
 یک لحت ترک کر دیا، وہیں میں فساد، مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے والوں نے یہ العذاب  
 الاصلی دون العذاب الاکبر چکھا، مسلمانوں پر حملے میں اپنی طبیعت کوئی گئی نہ کی، بس

بچھا تو متواتر عرضیاں دیں کہ ہمارا پانی بند ہے، ہم پر زندگی تلخ ہے، بیدار مغر حکومت ایسی  
 لغویات کو کب کب سنتی، ہر بار جواب ملا کہ مذہبی امور میں دست اندازی نہ ہوگی، سلطان آپ  
 پنا انتظام کریں، آخر حکم آنکہ ع

دست بگیر و سر شمشیر تیز

ایک بے قید پرچے روہیل کھنڈ گزٹ میں اشتہار چھاپا کہ عماد شہر اگر علمائے طرفین سے منظرہ  
 لواتیں اور وہ بھی اس شرط پر کہ دونوں طرف سے خود ہی منتظم ہیں تو ہمیں اطلاع دیں کہ ہم بھی  
 مرزائی قانون کو جلائیں اور اس میں علمائے اہل سنت کی شان میں کوئی دقیقہ بزبانہ و  
 اکاویب ہستانی و کلمات شیطانی کا اٹھانا رکھا، یہ حرکت نہ فقط ان بے علم بے فہم مرزائیوں بلکہ  
 بعض تہذیبی خدو مرزا کے حق میں کابل عدالت میں جھگڑا ہو گیا۔

سنت باز و مجمل بیفکلف پنچہ یا مرد آہنیں چنگاں

مگر از انجی کہ عیسیٰ ان بشکوہ و اشیتا و ہو خبیلا کہ ع

خدا شتر سے برا نگیزد کہ خیر کا دریاں باشد

یہ ایک غلطی تحریر غیر ہو گئی جس نے اُس ارادہ رسالہ کی سلسلہ جنابانی فرمادی۔ اشتہار کا جواب  
 اشتہاروں سے دیا گیا۔ منظرہ کے لئے ابکار افکار مرزا قادیانی کو پیام دیا، اس کے  
 ہونا کہ اقوالِ اَدِعلئے رسالت و تہوت و اضلیت من الانبیاء و غیرہ کفر و ضلال کا خاکہ  
 اڑایا، گالیوں کے جواب میں گالی سے قطعاً حذر کیا، صرف اتنا دکھایا کہ تمہاری آج کی کائنات  
 نہیں قادیانی تو ہمیشہ سے اللہ و رسول و انبیاء تھے نہ القین و ائمہ دین نہ سب کو گالیاں سناتا  
 رہا ہے، ہر عبارت اس کی کتابوں سے بحوالہ معتمد ذکر ہوئی، مضمون کی کثرت، متعدد درجوں میں

لے اس کی طرح جوابی سوت اپنے کمر سے کرید کر نکالے۔

لے قریب ہے کہ تم ناگوار سمجھو گے بعض چیزیں اور وہ تمہارے لئے بہتر ہوگی۔

اشاعت منظور ہوئی، ہدایت نوری بحجواب اطلاع ضروری نام رکھا گیا، اس میں دعوتِ مناظرہ، شرائطِ مناظرہ، طریقِ مناظرہ، مبادئیِ مناظرہ سب کچھ موجود ہے۔

اس مختصر تحریر نے اپنی سلیک منیر میں متعدد سلاسل لئے، سلسلہ درشت ہمائے

قادیانی بر حضرت ربانی و رسولانِ رحمانی و محبوبانِ یزدانی۔ سلسلہ کفریات و ضلالتِ قادیانی۔ سلسلہ مناقشات و متافاتِ قادیانی۔ سلسلہ دجالی و تبلیغاتِ قادیانی۔ سلسلہ ہمالیات و ابطالِ قادیانی۔ سلسلہ تاحیلات، سلسلہ سوالات — اور واقعی و فنی ضرورات مختلف مضامین پر کلام کی مقتضی ہوتی ہیں اور اس کے اکثر رسائل اُٹ پھیر کر انہیں ڈھاک کے تین پات کے قابل، لہذا ہر رسالے کے جداگانہ رُوسے انہیں سلاسل کا انتظام حسنِ اولیٰ۔

اب توجہ تھائے اسی ہدایت نوری سے ابتدا کئے رہا رہے اور مولے تعالیٰ مدد فرمائے والا ہے، اس کے بعد وقتاً فوقتاً رسائل و مضامین حسبِ حاجت اندراجِ گزینِ مناسب کر کے کلامِ حسنِ سلسلے کے قتلِ آقا جاتے، بشمار سلسلہ سنی کی سلیک میں انسلاک پائے جو سب کلامِ ان سلاسل سے جدا شروع ہوا اس کے لئے نازہ سلسلہ موضوع ہو۔ اعتراضات کے تازیانے جن کا شمار خدا جاسے اداں تا آخر ایک سلسلے میں منضود اور ہر اعتراضِ عاشیر پر تازیانہ یا اس کی علامت ت لکھ کر جدا ممدود۔

مسلمانوں سے تو بفضلہ تعالیٰ یقینی امید بدو موافقت ہے، مرزا الی بھی اگر تعصب چھوڑ کر خوفِ خدا اور روزِ جزا سامنے رکھ کر دیکھیں تو توجہ تھائے امیدِ ہدایت ہے۔

و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب و صلی

اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ انہ ہو القیم المحیب



## ہدایت نوری بحجاب اطلاق ضروری

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم خاتم النبیین والہ وصحبہ اجمعین

اس میں قادیانی کو دعوت منفرہ اور اُس کے بعض سخت نبولہا کے اقبال کا ذکر ہے

اشرع و جل سلازل کو دین حق پر استقامت اور اعدائے دین پر فتق و نصرت بخشے آئیں۔  
 ردید کھنڈ گزشتہ مطبوعہ کے چوتھے جلد میں قصور حسین نیچہ بند کے نام سے ایک  
 مسنونہ بعنوان اطلاق ضروری، نظر کے گزرا جس میں اولاً علمائے اہل سنت نصہم اللہ  
 تعالیٰ پر سخت زبان درازی اور افتراء پر دازی کی ہے، کوئی وقتہ تو میں کا باقی نہ رکھا اور آخر میں  
 عمدہ شکر کو ترغیب دی ہے کہ علمائے طرفین میں مناظرہ کرادیں کہ حق جس طرف بنظاہر مرتب ہے۔  
 بڑی عقل جانتا ہے کہ نیچہ بند صاحب جیسے بے علم منہل کی کلام و خطاب کے قابل  
 بلکہ فوج کی گاڑی آندھی کی پچھاڑی مشہور ہے جس فوج کی یہ گاڑی یہ ہراول اُس کی پچھاڑی معلوم  
 از اذل سگرا پنے دینی جاتیوں سے دفع فتنہ لازم لہذا دونوں باتوں کے جواب کو یہ ہدایت نوری  
 دو عدد پر منقسم آئندہ حسب حاجت اس کے شمار کا اللہ عالم (پہلے عدد میں) اُن گالیوں کا جواب  
 متین جو علمائے اہل سنت کو دی گئیں۔

پیارے بھائیو! عزیز مسلمانو! کیا یہ خیال کرتے ہو کہ ہم گالیوں کا جواب گالیاں دیں؟  
 حاشا! نہ ہرگز نہیں بلکہ اُن دل کے مریضوں اور اُن کے ساختہ مسیح مرزا قادیانی کو گالی کے جواب  
 میں یہ دکھائیں گے۔ اُن کی آنکھیں صرف اتنا دکھا کر کھولیں گے کہ شستہ و سبز ہمتاری گندی گالی

تو آج کی نئی زالی نہیں، قادیانی بہادر ہمیشہ سے علماء و ائمہ کو شری گالیاں دینے کا ذہنی بے مستغفر اللہ! علماء و ائمہ کی کیا گنتی، وہ کوئی شدید غیث ناپاک گالی ہے جو اُس نے اللہ کے محبوبوں اللہ کے رسولوں بلکہ خود اللہ واحد قہار کی شان میں اٹھا رکھی ہے۔ یہ اطلاع ضروری کی پہلی بات کا جواب ہوا (دوسرے عدد) میں بھونٹے قادیانی مرزا کو دعوت منظرہ ہے، اس میں شرائط منظرہ مندرج ہیں اور نیز اُس کا طریقہ ذکر ہے جو نہایت تین و مہذب اور احتمال فتنہ سے بیکھر دُور ہے، اس میں قادیانی کی طرح فرتیہ مقابل پر شرائط میں کوئی سختی نہ رکھی گئی بلکہ قادیانی کی باگ دھیلی کی اور اُس کی تنگی کھولی دی گئی ہے، اس میں بھولے شرائط کے ساتھ مبادی بھی ہیں جو کمال تہذیب و ممانت سے مصلحت منال کے کاشف اور مناظرہ حسنہ کے بادی بھی ہیں۔ ایک دعویٰ دہی کو لازم کہ اپنے دھی مندوں کو رات دن اُسیج اُترتے رہتے ہیں جمع کر کے اور اپنی حال کی اور پھیلی قوت سب سے کا دار ساز کرتے گئے ہلائے ہالٹاں قادیانی کو تیار ہو رہا ہے اس سخت وقت کے لئے جب واحد قہار اپنی مدد مسلمانوں کے لئے نازل فرمائے گا اور طہوئی مسیحی جھوٹی دھی کا سب جال پیچ بھونٹ کھل جائے گا و ما ذلک علی اللہ بعد یرز لقد عز نصر من قال وقول الحق ان جندنا لهم الغالبون ولن يجعل اللہ للمکفرین علی المؤمنین سبیلاً والحمد للہ رب العلمین۔

یہ دوسرا عدد بھولے قادیانی کے متصل ہی آتا ہے۔ اب بھونٹے قادیانی پہلے عدد کا آغاز ہوتا ہے و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

**عدد اول** اللہ کے محبوبوں، اللہ کے رسولوں سے کہ خود اللہ عز و جل پر قادیانی کی لچھے لگا لیا۔ مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہارا مالک و مولیٰ ہے تمہیں کفر و کفرین کے شر سے بچائے قادیانی نے سب سے زیادہ اپنی گالیوں کا تحفہ مشق رسول اللہ و کلمہ اللہ و روح اللہ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کو بنایا ہے اور واقعی اُسے اس کی ضرورت بھی تھی وہ شیل

عینے بکوزول عینے یا دوسرے لغظوں میں عینے کا تار بنا ہے۔ عینے کے تمام اوصاف اپنے میں بتاتا ہے اور حقیقت دیکھے تو سبج صادق کی جمیع اوصاف حمیدہ سے اپنے آپ کو خالی اور اپنے تمام نتائج ذمیرہ سے اس پاک مبارک رسول کو منترہ پاتا ہے لہذا ضرور ہوا کہ ان کے معجزات ان کے کمالات سے یک لخت انکار اور اپنی تمام شیع جہلستوں ذمیرہ حالتوں کی ان پر بوجھا کر دے جب تو انار بننا ٹھیک اترے۔ میں یہاں اس کی گالیاں جمع کروں تو دفتر ہو لہذا اس کی خروار سے شبت نمونہ پیش نظر ہو۔

### فصل اول

رسول اللہ عینے بن مریم اور ان کی ماں علیہا الصلوٰۃ والسلام پر قادیانی کی گالیاں

تاریخہ ۱ (۱) عجائز احمدی ۱۳۱ پر صاف لکھ دیا کہ یہود عینے کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی جواب میں حیران ہیں بغیر اس کے کہ یہ کہیں کہ محمد پر عینے ہی سے کیونکر قرآن سنے تاریخہ ۲ (۲) اس کو بھی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطال نبوت پر کسی دلائل قائم ہیں

DE ALLESUNA AT WAL

یہاں عینے کے ساتھ قرآن عظیم پر بھی بھڑدی کہ وہ ایسی باطل بات بتا رہا ہے جس کے ابطال پر متعدد دلائل قائم ہیں۔

۲ (۲) البیانہ ۱۳۱ کتبلی ایک کوشیہانی الہام بھی ہوتے تھے۔

۳ (۳) البیانہ ۱۳۱ ان کی اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پڑیں۔ یہ بھی صراحت نبوت عینے نے انکار ہے کیونکہ قادیانی خود اپنی سامنے کشتی مہ پر کھتا ہے ممکن نہیں کہ غیوں کی پیشین گوئیاں مل جائیں تاریخہ ۲ نیز پیشگوئی لیکرام آخر داغ الوسا کو ص ۱ پر کتا ہے کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا کھانا نام تاریخہ ۲ رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ ضمیمہ انجام ۲ ص ۱ پر کتا کیا اس کے سوا کسی اور چیز کا نام

ملے وغیرہ کاپا متعینہ بلکہ بائبل کے مترجم نے خود اپنے یہاں صحیح حدیث ثابت مانتا ہے کہ بیان اللہ لا تدری کہ کتا ہے۔

تذکرہ ذلت ہے کہ جو کچھ اُس نے کہا وہ پورا نہ ہوا اور کشتی ساختہ میں اپنی نسبت یوں لکھتا ہے صلا  
اگر کوئی تلاش کرتا کرتا تو بھی جانتے تو ایسی کوئی پیشگوئی جو میرے منہ سے نکلی ہو اسے نہیں  
ملے گی جس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اس کے لئے تو بھاری  
عزت ہے اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وہ خواری و ذلت ہے جس سے  
بڑھ کر کوئی رسوائی نہیں الا لعنة الله على الظالمین۔

(۴) داغ البلا ٹائیل بیچ ۳۲ ہم سب کو بے شک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ  
کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا، واللہ اعلم مگر وہ حقیقی منجی نہ تھا۔ رسول اللہ اور وہ بھی ان پانچ  
مصلین اور العزم سے کہ تمام رسولوں سے افضل ہیں یعنی ابراہیم و نوح و موسیٰ و عیسیٰ و محمد  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی طرف اتنی قدر ہے کہ ایک راستباز آدمی تھا جو ان کی  
فاک پائے کے اہل غلاموں کا بھی پورا وصف بتائیں تو بات کیا رہی کہ عیسیٰ کی نبوت باطل ہے  
تذکرہ ۱۱ فقط ایک شخص تھا وہ بھی نہ ایسا کہ کسی دوسرے کو نجات ملنے کا واقعی سبب ہو سکے بلکہ حقیقی  
نجات دہندہ ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے اور اب قادیانی ہے کہ اسی کے متصل کہتا ہے کہ  
حقیقی منجی وہ ہے جو حجاز میں پیدا ہوا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر خاکسار غلام احمد  
از قادیان۔

(۵) پھر یہاں تک تو عیسیٰ کا ایک راستباز آدمی اور اپنے بہت اہل زمانہ سے اچھا ہونا  
یقینی تھا کہ بے شک اور البتہ کے ساتھ کہا، نوٹ میں چل کر وہ یقین بھی زائل ہو گیا۔ اسی صفحہ پر  
تذکرہ ۱۳ کہا یہ ہمارا بیان محض نیک ظنی کے طور پر ہے در نہ ممکن ہے کہ عیسیٰ کے وقت میں بعض راستباز  
اپنی رہنمائی میں عیسیٰ سے بھی غلطی ہوں اسے سچا انتر! ۱۵  
ایسا یقین شمار باید حسن ظن تو چکار آید

(۶) پھر ساتھ لگے خدا کی شریعت بھی نہ تھی۔ وہ تمام ہو گئی، اسی کے ساتھ پر کہا "عیسیٰ کوئی کامل  
شریعت نہ لائے تھے۔"

۷) عیسائی راستبازی پر شراب خوردی اور انواع و اقسام کے باطواری کے داغ بھی لگ گئے  
 ایضاً صبح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت  
 نہیں ہوتی بلکہ عیسائی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ (پنی پینے) شراب نہ پیتا تھا اور کبھی  
 نہ سنا کہ کسی فاحش عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور  
 اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلی جوان عورت اس کی خدمت  
 کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں عیسائی کا نام حضور رکھا مگر عیسائی کا نہ رکھا کیونکہ ایسے  
 قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔

۸) اسی ملعون قصے کو اپنے رسالہ ضمیر انجام آتمم ص ۱۷ میں یوں لکھا آپ کا گنجریلوں سے  
 سلطان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے (یعنی عیسائی بھی  
 ایسوں ہی کی اولاد تھے) ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان گنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا  
 کہ وہ اس کے سر پر اپنے نایاب ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلیدہ عطر اس کے  
 سر پر لے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر دے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس  
 چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

اس رسالہ میں تو صلا سے متک منظر کی آڑ سے کر خوب ہی طبعی دل کے  
 پھیلنے سے چھوٹے ہیں۔ اللہ عزوجل کے سچے پیارے بن مریم کو نادان اسرائیلی، مترجہ، مکار،  
 بد عقل، زلمے خیال والا، فحش گو، بد زبان، کلیل، جھوٹا، چور، علمی غلی قوت میں بہت کچھ  
 غلبہ داغ والا، گندی گالیاں دینے والا، بد قسمت، زرافرنی، پیر و شیطان وغیرہ  
 خطاب اس قادیانی دجال نے دئے (۲۶) صاف لکھ دیا صلا حق بات یہ ہے کہ آپ سے

کوئی معجزہ نہ ہوا (۲۷) اس زلمے میں ایک تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے،  
 آپ سے کوئی معجزہ ہوا بھی ہو تو وہ آپ کا نہیں، اس تالاب کا ہے، آپ کے ہاتھ میں ہوا کو  
 فریب کے کچھ نہ تھا (۲۸) انتہا یہ کہ آپ پر لکھا آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مظهر ہے تین

دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا انشاء وانا  
 الہیراجعون۔ خدا نے تبار کا حکم کہ رسول اللہ کو بھیکو بے حلیہ نہ پاک گالیاں دی جاتی ہیں اور  
 آسمان نہیں مٹتا۔ ان شدید ملعون گالیوں کے آگے ان لپٹے دار شرفوں کا کیا ذکر جو بچہ بند صاحب  
 علم نے اپنی سنت کو دیں ان کا پیر تو نانی دادی تک کی دے چکا الا لعنة الله على الظالمین۔  
 (۲۹) وہ پاک کنواری مریم صدیقہ کا بیٹا کلمۃ اللہ جسے اللہ نے بے باپ کے پیدا کیا نشان سارے  
 جہان کے لئے۔ قادیانی نے اس کے لئے دادیاں بھی گنا دیں اور ایک جگہ اس کا دادا بھی لکھا  
 ہے اور اس کے حقیقی بھائی سگی بہنیں بھی لکھی ہیں، ظاہر ہے کہ دادا دادی حقیقی بہنیں گئے بھائی  
 اسی کے برکتے ہیں جس کے لئے باپ ہو جس کے لطف سے وہ بنا ہو پھر بے باپ کے  
 پیدا ہو کر کیا ان پر ایمان کی تعلیم کی جگہ پر اب یہ سب باطل و مہریم کو سخت گالی ہے۔ کئی مسافر  
 پر لکھا ہے مسیح تو مسیح ہیں اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں مسیح کی دونوں بشیروں  
 کو بھی مقدمہ سمجھا ہوں اور خود ہی اس کے ٹوٹ میں لکھا یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں  
 تھیں یہ سب یسوع مسیح کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔ یسوع اور مریم کی اولاد تھی۔  
 دیکھو کیسے کھٹے نفلوں میں یسوع برہمی کو مستی نہائیے کلمۃ اللہ کا باپ بنا دیا اور  
 اس صریح کفر میں صرف ایک پادری کے لکھ جانے پر اعتقاد کید ہاں ہاں یقین جانو آسمانی فخر سے  
 واحد تبار سے سخت لعنت پائے گا وہ جو ایک پادری کی بے معنی زلی سے قرآن کو  
 رو کر تائب (۳۰) نیز اسی واقعہ کے مدعا پر لکھا خدا ایسے شخص (یعنی عیسائی) کو کسی طرح دوبارہ  
 دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے تھے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ ان گالیوں کے لحاظ  
 سے عیسائی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو ایک ہلکی سی گالی ہے کہ اس کے فتنے نے دنیا تباہ کر دی مگر  
 اس میں دو شدید گالیاں اور ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ فصل سوم میں مذکور ہوگی (۳۱) اللہ تعالیٰ خبر

تاریخہ ۳۸۸ ملا پر لکھا کمال مہدی نہ ہوئے تھانے علیہ ان سطلین اور لولہ الحرم کا کمال ہادی ہونا بلائے خالق پور کے  
تاریخہ ۳۸۹ مہدی بھی نہ ہوئے اور کابل کون میں جناب قادیانی دیکھو اسی کا ملا ۱۳۲۱ (۳۲۱) مواہب الرحمن پر  
صاف لکھ دیا کہ عیسے یہودی تھا لوقہ در اللہ مرجوع عیسے الذی هو من الیہود لرجع

العصۃ الی ستلت القوم ظاہر ہے کہ یہودی مذہب کا نام ہے نہ کہ نسب کا کیا مرزا کہ پارسیوں  
کی اولاد ہے مجوسی ہے (۳۳۱) قدیر کہ عیسے علیہ العلوة والسلام کی تکفیر کر دی۔ مسلمانو! وہ اتنا جہنمی نہیں  
کہ صاف حرفوں میں لکھ دے عیسے کا فر تھا بلکہ اس کے مقدمات متفق کئے گئے یہ تو دشنام سوم میں  
سن چکے کہ عیسے کی سخت رسوائیاں ہوئیں اور کشتی ساختہ مشاہیر پر کتا ہے جو اپنے دلوں کو صاف  
کرتے ہیں ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے کہ کون خدا پر ایمان لایا۔ صحت دہی جہاں عیسے میں دیکھو  
کیا صاف بنا دیا کہ جسے خدا پر ایمان ہے ممکن نہیں کہ اسے خدا رسوا کرے لیکن عیسے کو رسوا کیا تو  
مذہب اسے خدا پر ایمان دے گا اور کیا کافر کئے گئے سرسبز گنگ جوتے ہیں الا لعنة اللہ علی  
انکفرتیں۔

قصد تھا کہ فصل اول میں ختم کی جائے کہ اتنے میں قادیانی کی اذالۃ الاولیاء علی  
اس کی برہنہ گویاں بہت بے لاگ اور قابل متاثر ہیں۔

(۳۴۱) یہ جو شیل مسیح بنا اور اس پر لوگوں نے مسیح کے معجزے مثلاً مرد سے چلانا  
اس سے طلب کئے تو صاف جواب دیتا ہے کہ احیاء جسمانی کچھ حیرت نہیں احیاء روحانی  
کے لئے یہ عاجز آیا ہے۔ دیکھو وہ ظاہر باہر قابض معجزہ جسے قرآن عظیم نے جا ہی کمال عظیم  
کے ساتھ بیان فرمایا اور آیۃ اللہ ٹھہرایا۔ قادیانی کیسے کھلے لفظوں میں اس کی تحقیر کرتا ہے  
تاریخہ ۳۴۲ کہ وہ کچھ حیرت نہیں۔ پھر اس کے متصل کہتا ہے ملا ماسوائے اس کے اگر مسیح کے اصلی  
کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افراء یا غلط فہمی سے گھڑے ہیں تو کوئی

الجبور نظر نہیں آتا بلکہ مسیح کے معجزات پر جس قدر اعتراض ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق پر ایسے شبہات ہوں کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی روئی دور نہیں کرتا۔

دیکھو کوئی الجبور نظر نہیں آتا، کہہ کر ان کے تمام معجزات سے کیسا صاف انکار کیا اور تالاب کے قصے سے اور بھی پانی پھیر دیا اور آخر میں لکھا مسئلہ زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ حضرت مسیح معجزہ نمائی سے صاف انکار کر کے کہتے ہیں کہ میں ہرگز کوئی معجزہ دکھانہیں سکتا مگر مہر بھی عوام الناس ایک انبار معجزات کا ان کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔

غرض اپنی سیمیت قائم رکھنے کو نہایت کھلے طور پر تمام معجزات مسیح و تصریحاً قرآن عظیم سے صاف منکر ہے اور پھر ہندی و رسول و نبی جوئے کا دفاع مسلمان تو تکذیب قرآن کریم نہیں کر سکتے، قطعاً کافر و زندیق ہے دین سے مذکور نبی و رسول بن کر اور کفر پر کفر پڑھے اللعنة الله على الكافرين اور اس کذاب کا کہنا کہ مسیح علی الصلوٰۃ والسلام خود اپنے معجزے سے منکر تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن عظیم کی صاف تکذیب ہے۔ قرآن عظیم تو مسیح صادق سے یقین فرماتا ہے کہ انی قد جئتکم ببایۃ من ربکم افی الخلوٰۃ من الطین کہ میتۃ الطیر فانفتح فیہ فیکون طیرا یاذن اللہ واسبری الاکم والابرص واحی الموتی یاذن اللہ واننبشکم بممات کلون و مماتد خرون فی مبیوتکم ان فی ذلک لآیۃ لکم ان کنتم مؤمنین ”بے شک میں تمہارے پاس تمہارے رب سے یہ چیز لے کر آیا ہوں کہ جس تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بنا کر اس میں پھر رنگ مارنا ہوں، وہ خدا کے حکم سے پرند ہو جاتی ہے اور میں تم کو خدا مادر زاد اندھے اور بدن بگڑے کو اچھا کرنا اور مرد سے زندہ کرنا ہوں اور تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کہاتے اور جو گھروں میں اٹھا رکھتے ہو، بیشک اس میں تمہارے لئے بڑا معجزہ ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو“ پھر مکر فرمایا وحیتم ببایۃ من ربکم فانقروا اللہ والطیعوں ”میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بڑے معجزات لے کر آیا تو اللہ سے ڈرو اور



میرا حکم مانو اور یہ قرآن کا جھٹلانے والا ہے انہیں اپنے معجزات سے انکار تھا۔

کیوں مسلمانو قرآن چٹایا قادیانی؟ ضرور قرآن سچا ہے اور قادیانی کذاب جھوٹا،

کیوں مسلمانو جو قرآن کی تکذیب کرے وہ مسلمان ہے یا کافر؟ ضرور کافر ہے، ضرور کافر نجد (۳۵)

اسی بکر فکر قادیانی کے نازک شیطانی میں آخر ص ۱۵۱ سے آخر ص ۱۵۲ تک نو نوٹ میں پیٹ بکر کر کوئی

توشہ ۵۸ وکلمۃ اللہ کو وہ گالیاں دیں اور آیات اللہ و کلام اللہ سے سخریاں کیں جن کی حد و نہایت نہیں، ص ۱۵۲

توشہ ۵۹ لکھ دیا کہ جیسے عجائب انہوں نے دکھائے، عام لوگ کر لیتے تھے اب بھی لوگ ویسی باتیں کر دکھاتے

توشہ ۶۰ میں (۳۶۱) بلکہ الجھل کے کر شمان سے زیادہ بے لاگ ہیں (۳۶۱) وہ معجزے نہ تھے کل کا دور

توشہ ۶۱ تھا عینے نے اپنے باب بڑھتی کے ساتھ بڑھتی کا کام کیا تھا، اس سے یہ کہیں بنائی آگئی تھیں (۳۸)

عینے کے باب کر شمان سے تھے (۳۹) وہ بھی جی ٹھیک تھی (۴۰) سب کہیں تھا، سو

توشہ ۶۲ (۴۱) سامی جادو کر کے گویا بے شک ماند تھا (۴۲) بہت مکروہ و قابل نفرت کام

توشہ ۶۳ تھے (۴۳) اہل کمال کو ایسی باتوں سے پریشان نہ ہونے (۴۴) عینے روحانی علاج میں بہت

ضعیف اور نکم تھا۔

وہ ناپاک عبارات بروجہ التفاط ہیں ص ۱۵۱ انبیاء کے معجزات دو قسم میں ایک

۶۸ محض مادی جس میں انسان کی تدبیر و عقل کو کچھ دخل نہیں جیسے شق القمر و دوسرے عقل جو عادی عادت

۶۹ عقل کے ذریعہ سے ہوتے ہیں جو الہام سے ملتی ہے جیسے سلیمان کا معجزہ ص ۱۵۲ ص ۱۵۳

قتل و فیو ایٹا ہر سچ کا معجزہ سلیمان کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دونوں میں

ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے جو شعبہ بازی اور دراصل بے سود

اور حوام کو فریفتہ کرنے والے تھے، وہ لوگ جو سناپ بنا کر دکھلا دیتے اور کئی قسم کے جادو

تیار کر کے زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے، مسیح کے وقت میں عام طور پر ملکوں میں تھے ہر کچھ

تعبیب نہیں کہ خدا سے تعالے نے مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی کہ

جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبائے یا پھینک مارنے پر ایسا پرداز کرتا ہو جیسے پرنیو یا

ویرل سے چلتا ہو کیونکہ مسیح اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک تجارتی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا ہے جس میں کلون کے ایجاد میں عقل تیز ہو جاتی ہے پس کچھ تعجب نہیں کہ مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح عقلی معجزہ دکھلایا ہو، ایسا معجزہ عقل سے بعید بھی نہیں حال کے زمانہ میں بھی اکثر مشاع ایسی ایسی چڑیاں بانیٹے ہیں کہ بولتی بھی ہیں، مٹی بھی ہیں، موم بھی پڑتی ہیں اور میں سے سنا ہے کہ بعض چڑیاں گل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں، بولی اور لکھتے ہیں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں، ماسوا اس کے یہ قرین خیال ہے کہ ایسے ایسے عجائز عمل الترتیب یعنی مسمریزمی طریق سے بطور امداد و لعب و بطور حقیقت نمود میں آسکیں کیونکہ مسمریزم میں ایسے ایسے عجائبات ہیں جو یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اس فن میں مشق والا مٹی کا پرند بنا کر پرواز کرتا دکھائے تو کچھ عجیب نہیں کیونکہ کچھ اندازہ نہ کیا گیا کہ اس فن کی گنجائش تک انتہا ہے، اسلئے امراض عمل الترتیب (مسمریزم) کی مشق ہے، ہر زمانے میں ایسے لوگ جو رہتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس عمل سے صلب امراض کرتے ہیں اور مفلوج، مہر و ص ان کی توجہ سے اچھے ہوتے ہیں، بعض نقشبندی و غیرہ نے بھی ان کی طرف بہت توجہ کی تھی محمد الدین ابن عربی کو بھی اس میں خاص مشق تھی۔ کالمین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ مسیح بحکم الہی اس عمل (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں، اگر یہ عاجز اس عمل کو سکودہ اور قابل لغزت نہ سمجھتا تو ان عجوبہ بنائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا، اس عمل کا ایک نہایت بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو اپنے تن میں اس مشغولی میں ڈالے وہ روحانی تاثیروں میں جو روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور کمزور ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ گویا مسیح جسمانی بیماریوں

لے اس کا باپ دیکھنے مسیح درہم دونوں کو سخت گالی ہے۔ لے اس کا دادا دیکھنے وہی مسیح درہم کو گالی ہے۔ لے یہاں تک تو مسیح کا معجزہ کل دہانے سے تھا، اب درمیں پہلو بہ لٹا ہے کہ مسمریزم تھا۔ لے یہاں تک مسیح علی الصلوٰۃ والسلام کے پندرجنا پر استہزاء تھے اب ان سے اور کوڑھی کو اچھا کرنے پر سحر کی کرتا ہے۔

کو اس عمل کو سرزیم کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت و توحید اور بینی استقامتوں کے  
دلوں میں قائم کرنے میں ان کا نمبر ایک کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔ جب یہ استقامت رکھا جائے  
کہ ان پرندوں میں صرف جھوٹی حیات جھوٹی ٹھٹھک نمودار ہو جاتی تھی تو ہم اس کو تسلیم کر چکے  
ہیں، ممکن ہے کہ عمل الترتیب (سمرزیم) کے ذریعہ سے پھر تک میں وہی قوت ہو جائے جو اس  
دخان میں ہوتی ہے جس سے غبارہ اور پر کو بڑھتا ہے۔ یہی وجہ جو کامرانی قوم کو دکھلاتا تھا وہ دعا  
کے ذریعہ سے ہرگز نہ تھے بلکہ وہ ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا۔ خدا نے تعالے نے  
صاف فرمادیا ہے کہ وہ ایک فطری طاقت تھی جو ہر فرد بشر میں ہے، یہی مسیح کی کچھ خصوصیت نہیں  
چنانچہ اس کا تجربہ اسی زمانے میں ہو رہا ہے۔ مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق  
ہے۔ قدرتی مسیح کی ولادت سے پہلے ظہور کیا تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور بیمار  
بخدمت مظلوم بھروسہ ایک ہی غوطہ دار کر لے چکے ہو جاتے تھے لیکن بعض بعد کے زمانوں میں جو  
لوگوں نے اس قسم کے خوارق دکھائے اس وقت تو کوئی تالاب بھی نہ تھا۔ یہ بھی ممکن ہے  
کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر تھی بہر حال  
یہ معجزہ صرف ایک کھیل تھا جیسے سامری کا گوسالہ۔

مسلمانو! دیکھا کہ اس دشمن اسلام نے اللہ عزوجل کے سپے رسول کو کیسی منسلک  
گالیاں دیں، کونسی ناگفتنی اس ناشدنی سے ان کے حق میں اٹھا رکھی ان کے معجزوں کو کیا  
صاف صاف کھیل اور سرور و غلبہ و شہدہ و سحر ٹھہرایا برائے اکہ و ابرص کو سمرزیم پر ڈھالا  
مہجہ پرند میں تین احتمال پیدا کئے، پہلی کی کل یا سمرزیم یا کمراتی تالاب کا اثر اور اسے صاف سامری  
کا بچھڑا بنا دیا بلکہ اس سے بدتر کہ سامری نے جو آپ جبریل کی خاک کے سم اٹھائی وہ اسی کو نظر آنی

لئے یہ تیسرا سہلو ہے کہ حضرت مسیح اس میں کی ہند میں تالاب کی مٹی ڈال دیتے جس میں روح القدس کا اثر  
تھا اس کے زور سے حرکت کرتا جیسے سامری نے سب روح القدس کے پاؤں تلے کی خاک بچھڑے میں ڈال دی ہونے لگا۔

دوسرے نے اعلان نہ پایا، قال اللہ تعالیٰ قال بصورت بعد الویصل یخف قبضۃ  
من اشبال رسول فنبذتها وکذلک سولت لی لعیسیٰ سامری نے کہا میں شہ و بیکو  
انہیں نظر نہ آیا تو میں نے سب رسول کی خاکیت دم سے ایک مٹھی لیکر گوسالے میں ڈال دی کہ وہ جھٹلنے  
لگا نفسِ امارہ کی تعلیم سے مجھے یونہی بھلا معلوم ہوا، مگر کس طرح کا کرشب ایک دست مال تھا جس سے  
دنیا جہان کو خبر تھی، عیسٰی پیدا بھی نہ ہوئے تھے جب تالاب کی کرامات شہر و آفاق تھیں تو اللہ کا رسول  
یقیناً اس کا فرجادوگر سے بہت کم ہا اور مزید یہ ہے کہ عیسٰی کے وقت میں بھی ایسے شعبہ تھے  
بہت ہوتے تھے پھر معجزہ کہ ہر سے ہوا اللہ اللہ رسولوں کو گالیاں، معجزات کے انکار قرآن کی کھچیں  
اور پھر اسلام باقی ہے عہدوں و ضوئے کو بی بی تمیز، اس سے تعجب نہیں کہ ہر مرتبہ جوتے بڑے  
دعوے کر کے اٹھنے والے ایسے کفر و افسوس چارہ نہیں اندھے تڑوہ میں جو یہ کچھ دیکھتے ہیں پھرتے  
بڑے مکتب قرآن دشمنانِ پیار و عید الرحمن کو امام وقت مسیح مہدی مان لے رہے ہیں مگر مسیح ابن  
مسیح برسیج اور ان سے بڑھ کر اندھا وہ ہے جو شہید بڑھ چکے کہ اس کے ان بیچ کفر و کچھ بھلا  
کے میں جناب مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتا، خطا پر جانتا ہوں۔ ہاں شاید ایسوں کے نزدیک کافر وہ  
ہو گا جو انبیاء اللہ کی تعلیم کے کلام اللہ کی تصدیق و تحریر کرے و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم کذلک  
یطیع اللہ علیٰ کل قلب مستکبر جبار۔

**تنبیہ** ان عبد اللہ انزل سے بھلا اللہ تعالیٰ اس جھوٹے غدار محمد علی کا ازالہ بھی ہو گیا جو عبادتِ حق پر ایمان و تقویٰ کی نسبت  
بعض مزارکی پیش کرتے ہیں کہ یہ تو عیسائیوں کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دی ہیں۔

لے ایسوں کو شاید اتنی ہی جہنمیں کہ جو ان مذہب و ریات دین کو کافر بنانے خود کافر ہے من شک فی کذبہ و عذاب فقد کفر  
جب تکذیب قرآن حکیم و سچو شہادتِ انبیاء کو انہیں کفر و مشرک سے تو خدا جل جلالہ نے تکریم و ہند و نصدا دی ہے اس سے بڑھ کر کیا جرم کیا ہے کہ وہ کفر  
مشرکے جائیں یا شاید ایسوں کے مہم میں تمام دنیا مسلمان ہے کافر کوئی خدا ہے نہ بڑا یہ بھی معجزاتِ مسیح کی طرح قرآن کے  
کفر و اسلام فلان کافر و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

اولاً ان عبارات کے علاوہ جو گالیاں اس کے اور رسائل مثل عجائب احمدی و دافع الجبار و  
کشتی نوح و اربعین و مواہب الرحمن وغیرہ میں اپنی وگلی پھیر رہی ہیں وہ کس عیسائی کے مقابلہ میں ہیں  
مثل مشہور ہے وہیں کامنڈکلا مشاطہ کب تک ہاتھ لئے رہے گی۔

تایا کس شریعت نے اغازت دی ہے کہ کسی بد مذہب کے مقابل اللہ کے رسولوں  
کو گالیاں دی جائیں؟

مثلاً مرزا کو اتنا ہے کہ اگرچہ اس پر وحی آتی ہے مگر کوئی نیا حکم جو شریعت محمدیہ سے  
باہر ہو نہیں آسکتا، ہم تو قرآن عظیم میں یہ حکم پاتے ہیں کہ لا تعبدوا الذین یدعون من  
دون اللہ فیعبوا اللہ عدوا بضیر علیہ کافرون کے جھوٹے معبودوں کو گالی زدو  
کہ وہ اس کے جواب میں بے جا بنے ہو جے دشمنی کی راہ سے اللہ عزوجل کی جناب میں گستاخی کر سینگے  
مرزا اپنی وہ وحی بتاتے جس نے قرآن کے بس حکم کو مخرج کر دیا۔

واللہ اعلم بالصواب  
ابن ابی شیبہ (۱۸۳) پر لکھا ہے من آیات صدق اللہ تعالیٰ وحق باتباع رسول و

اقتدار منبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ختم نبوت امیر امن انشا اللہ العالی  
الاقنوت۔ بتائے تو کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس من عیسائیوں کے مقابل معاذ اللہ  
عیسے علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ کو گالیاں دی ہیں۔

خامس مرزا کے ازالہ سے مرزائیوں کی اس بکھر فکرا کا کامل ازالہ کر دیا۔ ازالہ کی یہ  
عبارتیں تو کسی عیسائی کے مقابل نہیں۔ ان میں وہ کونسی گالی ہے جو منیر انجام یا ختم سے کم ہے  
حتیٰ کہ چور اور ولولہ زن کا بھی اثبات ہے وہاں چوری کسی مال کی بنیادی حق بلکہ علم کی منیر انجام مذہبیت  
شرم کی یہ بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو بیڑیوں کی کتاب ظالمود سے چڑا کر نکھلا ہے اور پھر ایسا  
ظاہر کیا کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔

ازالہ میں اس سے بدتر چوری مجرہ کی چوری مانی کہ تالاب کی مٹی لا کر بے پڑی کی اڑاتے

اور اپنا مجوزہ ٹھہراتے، یہی ولادتِ زناوہ اس نے اس بائبل محرف کے بھروسے پر لکھی برائے نام کہہ سکتا تھا۔  
 کہ عیسائیوں پر الزامائیش کی اگرچہ مرزا کی علی کاروائی ملاحظہ اس کی مجذوبہ تھی کہ وہ اپنے رسائل میں بکثرت  
 مسلمانوں کے مقابل اسی بائبل محرف کو نزول الیاس وغیرہ کے سکہ میں پیش کرتا ہے مگر الزامیں تو  
 صاف تصریح کر دی کہ قرآن عظیم اسی بائبل محرف کی طرف رجوع کرنے اور اس سے علم سیکھنے کا حکم  
 دیتا ہے، ازالہ مشابہت آیت ہے فاستلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون یعنی تمہیں  
 علم نہ ہو تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو، ان کی کتابوں پر نظر ڈالو، اصل حقیقت یہ نکشف ہو، ہم نے مولفین  
 حکم اس آیت کے پیروں و نصاریٰ کے کتابوں کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ مسیح کے فیصلے کا ہمارے  
 ساتھ اتفاق ہے دیکھو کتاب سلیمان و کتاب طاک کی نبی اور انجیل، تو ثابت ہوا کہ یہ تو ریت و انجیل  
 بلکہ تمام بائبل مجوزہ اس کے نزدیک سب مجہول قرآن مستند ہے تو جو کچھ اس سے لکھا ہو گز الزامائش  
 بلکہ اس کے پیروں پر قرآن سے ثابت اور خود اس کا عقیدہ تھا اور اللہ تعالیٰ دعاؤں کا پردہ  
 بنی کھولتا ہے۔ **الحمد لله رب العالمین** OF



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْإِسْلَامُ وَالصَّلَاةُ  
وَالصَّلَاةُ وَالصَّلَاةُ

OF AHLESUNNAAT WAL JAMAAT

الصَّلَاةُ وَالصَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَىٰ آلِكَ وَاصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ







اعلیٰ حضرت تظلکم العالی  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اس میں شک نہیں آپ کی خدمت میں بہت جواب طلب مروجہ ہوں گے لیکن عرضہذا بحالت اشہر ضرورت ارسال خدمت ہے امید کہ بواپسی جواب سے شرف بخشا جائے۔

سوال ۱۔ کریمہ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۖ أَصَوَاتٌ مِّنْ عِندِ حَيِّطٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ۔

اور اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں، مڑے میں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کتاب اٹھائے جائیں گے۔

یہ ظاہر کرتی ہے کہ ماسوا اللہ تعالیٰ کے جس کسی کو خدا کہا جاتا ہے وہ خالق نہ ہونے اور مخلوق ہونے کے علاوہ مردہ ہے زندہ نہیں۔

بنا بریں عیسٰی علیہ السلام کو بھی جبکہ نصاریٰ خدا کہتے ہیں تو کیوں نہ ان کو مردہ تسلیم کیا جائے اور کیوں ان کو آسمان پر زندہ مانا جائے؟

۲۔ صاحب بخاری بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا ارقام فرماتے ہیں (منقول از مشارق الانوار، حدیث ۱۱۱۸)۔

لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ وَاتَّخَذُوا قُبُورَ أَنبِيَائِهِمْ مَّسَجِدَ

(اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مسجدیں بنا لیا۔)



مُحَمَّدٌ وَصَلَّى عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

## الجواب

① قبل جواب ایک امر ضروری کہ اس سوالی جواب سے ہزار درجہ اہم ہے معلوم کرنا لازم ہے دینوں کی بڑی راہ فرار یہ ہے کہ انکار کریں ضروریات دین کا اور محبت چاہیں کسی جگہ کے میں جس میں کچھ گنجائش دست و پا زدن ہو۔

قادیانی صدا و جہ سے منکر ضروریات دین تھا اور اُس کے پس ماند سے حیات و وفات سیدنا عیسیٰ رسول اللہ علی نبینا الکریم وعلیہ صلوٰۃ اللہ و تسلیمات اللہ کی بحث چھیڑتے ہیں جو ایک فری سہل خود سلمانوں میں ایک نوع کا اختلافی مسئلہ ہے جس کا اقرار یا انکار کفر تو ذکر کنار صلال بھی نہیں (فائدہ) ملا میں آئے گا کہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے، نہ ہرگز وفات مسیح ان مرتبین کو مفید فرض کر دم کہ رب عزوجل نے اُن کو اُس وقت وفات ہی دی پھر اس سے اُن کا نزول کیونکر ممکن ہو گیا؟ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت محض ایک آن کو تصدیق وعدہ الہیہ کے لئے ہوتی ہے، پھر وہ ویسے ہی حیات حقیقی دنیاوی و جسمانی سے زندہ ہوتے ہیں جیسے اُس سے پہلے تھے، زندہ کا دوبارہ تشریف لانا کیا دشوار؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ

»انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں«

② معاذ اللہ! کوئی گمراہ بدین یہی ماننے کے اُن کی وفات اوروں کی طرح سے

جب بھی ان کا دوبارہ تشریف لانا کیوں محال ہو گیا؛ وعدہ وحرام علی قریبہ اھلکدھا  
انھم لا یزجعون اور عزم ہے اس سستی پر جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ پھر لوٹ کر  
آئیں، ک، ایک شہر کے لئے ہے، بعض افراد کا بعد موت دنیا میں پھر آن خود قرآن کریم  
سے ثابت ہے جیسے سیدنا عمرؓ علیہ الصلوٰۃ والسلام، قال اللہ تعالیٰ قَامَاتِ اِنَّہُ  
مِائۃَ عَامٍ ثُمَّ جَعَلَتْہُ (قرآن نے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا ۱۲ ک،

چاروں طائرانِ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام، قال اللہ تعالیٰ شَخَّاجَعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ  
مِنھُنَّ جَبۡلًا شَخًّا دَعَمُنَّ بِاَیَّتِیْکَ سَعِیًّا (پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر  
رکھ دے، پھر انہیں بجا، وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے ۱۳ ک،

ہاں مشرکین لاعین مکرین لغت طے محال جانتے ہیں اور دوبارہ صبح  
علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیانی بھی اس قادر مطلق عز وجل کو معاذ اللہ صرحتہ عاجز ماننا اور  
دافع البلاء کے ملامت پر یوں کفر بجا ہے "THE NATURAL HISTORY OF MAN"

خدا ایسے شخص کو پھر دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے

ہی نے دنیا کو تباہ کر دیا ہے " سلف

مشرک و قادیانی دونوں کے رد میں اللہ عز وجل فرماتا ہے :-

اَفَعِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلَّ سَعِیِّیْ لِمِیْنِ مِنْ خَلْقِیْ حَیْدِیْدٌ

تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے بلکہ وہ نئے بننے سے شبہ میں ہیں م۔

جب صادق و مصدق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے نزول کی

۱۰ القرآن پ، سورۃ النہار آیت ۹۵ ۱۱ پ، البقرہ آیت ۲۵۹

۱۲ پ، البقرہ آیت ۲۶۰ ۱۳ دفع البلاء مطبوعہ دہلی ۱۴

۱۵ پ، ن آیت ۱۵

خبری اور وہ اپنی حقیقت پر ممکن داخل زیر قدرت و جہانز، تو انکار نہ کر گیا مگر گمراہ۔

(۳) اگر وہ حکم افراد کو بھی عام مانا جائے تو موت بعد استیفائے اہل کے لئے ہے، اُس سے پہلے اگر کسی وجہ خاص سے اہانت ہو تو مانع عادت نہیں بلکہ استیفائے اہل کے لئے ضرور اور ہزاروں کے لئے ثابت ہے، قال اللہ تعالیٰ  
 اَلَمْ يَتَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اَلُوْفٌ حٰذِرَ الْمَوْتِ  
 فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مَوْتُكُمْ اَنْتُمْ اَحْيَاہُمْ ۚ اِلٰی سَے مجبور! کیا تم نے نہ دیکھا انہیں  
 جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے، تو اللہ نے اُن سے  
 فرمایا مگر جاؤ، پھر انہیں زندہ فرمادیا کہ قتادہ نے کہا اَمَّا لَهُمْ عِقُوْبٌ شَرٌّ بَعِيْدًا  
 يَسْتَوْقُوْا مَدَّةَ اَمَلٍ ۚ وَ لَوْ جَاءَتْ اَحِبُّ اِلَيْهِمْ مَا عَمِلُوْا۔

(۴) اُس وقت حیات و وفات حضرت بیچ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسئلہ قدیم  
 سے مختلف چلا آتا ہے مگر آخر زمانے میں ان کے تشریف لانے اور وصالِ عین کو  
 قتل فرمانے میں کسی کو کلام نہیں، یہ بلاشبہ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے تو وفات  
 سچ سے قادیانی کو کیا فائدہ دیا اور مغل بچہ علیؑ رسول اللہؐ کے باپ سے پیدا  
 ابنِ کریمؐ ہو سکا؟ قادیانی اُس اختلاف کو پیش کرتے ہیں، کہیں اس کا بھی ثبوت  
 رکھتے ہیں کہ اس پنجابی کے ابتداع فی الدین سے پہلے مسلمانوں کا یہ اعتقاد تھا کہ  
 علیؑ آپ تو نہ آئیں گے کوئی ان کا ٹیل پیدا ہوگا، اسے نزولِ علیؑ فرمایا گیا اور  
 اُس کو ابنِ مریم کہا گیا؟ اور جب یہ عام مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہے  
 تَوَقِّعُ غَيْرِ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِيْنَ قَوْلُهُ مَا قَوْلِيْ وَنُصْلِيْ جَهَنَّمَ وَ سَاءَتْ  
 مَصِيْرًا (مسلمانوں کی راہ سے جہاد راہ چلے ہم اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے

اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بڑی جگہ پلٹنے کی کہ اس کا حکم صاف ہے۔  
 (۵) مسیح سے شیل مسیح مراد لیا تو تعریفِ نصوص ہے کہ عادت یہود ہے بے بنی  
 کی بڑی ڈھال یہی ہے کہ نصوص کے معنی بدل دیں یَحْيٰی قُوْنَ الْکَلِمَ عَن  
 فَوَاضِلِهِ، ایسی تاویل گزرائی نصوصِ شریعت سے استہزاء اور احکام و ارشادات کو درہم  
 پرہم کر دینا ہے، جن میں جسے کا ذکر آیا نہ کہہ سکتے ہیں وہ شے خود مراد نہیں اس کا شیل  
 مقصود ہے، کیا یہ اس کی تفسیر نہیں جو اباحتیہ طارحہ نہ کہا کرتے ہیں کہ نماز روزہ وغیرہ  
 ہے نہ شراب و زنا حرام بلکہ وہ کچھ اچھے لوگوں کے نام ہیں جن سے محبت کا ہمیں حکم  
 دیا گیا اور یہ کچھ بدول کے جن سے عداوت کا۔

(۶) بغرض باطل انہم بظلم، پھر اس سے قادیان کا مرتد رسول اللہ کا شیل کیونکر  
 بن سکتا؟ کیا اس کے کفر اس کے کذب، اس کی وقاحتیں، اس کی فضیحتیں، اس کی  
 خباثتیں، اس کی ناپائیداریاں، اس کی بیباکیاں کہ عالم آشکار میں چھپ سکیں گی؟ اور  
 جہان میں کوئی عقل و دین والا اطمینان کو خیر لیں کا شیل مان لے گا؟ اس کے خروار  
 ہزار کفریات سے مشتمل نمونہ، رسائل السورہ والعقاب علیٰ مسیح الکذاب قتل الذی ان  
 علی مرتد قادیان و نور الفرقان و باب العقائد والکلام وغیرہ میں ملاحظہ ہوں کہ یہ سب  
 کی علانیہ تکذیب کر لے والا، یہ رسولوں کو فحش گالیاں دینے والا، یہ قرآن مجید  
 کو طرح طرح رد کرنے والا، مسلمان بھی ہونا محال، نہ کہ رسول اللہ کی مثال قادیانیوں  
 کی چالاک کہ اپنے میلہ کے ناسلم ہونے سے یوں گریز کرتے اور اس کے اُن  
 صریح ملعون کفروں کی بخت چھوڑ کر حیات و وفات مسیح کا مسلہ چھڑتے ہیں۔  
 (۷) مسیح رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ صاف جلیلہ اور وہ کہ قرآن مجید

نے بیان کئے، یہ تھے کہ اللہ عزوجل نے اُن کو بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا نشانی سارے جہان کے لئے، قَالَتِ اِنِّیْ بَكُوْنُ فِیْ عِلْمٍ وَلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشْرٌ وَلَسَّا لَكَ یَعْنِیَّۃ قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلٰی هٰئِنِ جَمْدٌ لِّجَعَلَهُ الْاَبَیْ لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً فِیْنَا كَانَ اَسْمًا مَّقْضٰیًا ۝۱۰۱ اور لی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا، مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا، نہ میں بدکار ہوں، کہا یونہی ہے، تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان سے اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ امر ٹھہر چکا ہے۔ (ک)

انہوں نے پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا فَتَادٰ لَهَا مَنۢ نَّجَّیْتُهَا اِلَّا اَخْزٰی قَدْ جَعَلَ لَكَ اٰیٰتٍ لِّتَعْلَمَ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا تَوَّابٌ ۝۱۰۲ اس کے نیچے والے نے اسے آواز دی کہ تو غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے ہر بنا دی ہے۔ ۱۔ عَلٰی فِرَاقٍ مِّنۢ نَّجَّیْتُهَا اِلَّا اَخْزٰی قَدْ جَعَلَ لَكَ اٰیٰتٍ لِّتَعْلَمَ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا تَوَّابٌ ۝۱۰۲ اس قرأت پر جس میں مَن کی سیم مفتوح اور تَحْیٰ کی دوسری تار مفتوح ہے اور اس کی تفسیر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی گئی ہے)

انہوں نے گھوڑے میں لوگوں کو ہدایت فرمائی یُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَمَلَاۡتِہٖ (لوگوں سے بات کرے گا پالنے میں اور بچپن عمر میں۔ ک) انہیں ماں کے پیٹ یا گود میں کتاب عطا ہوئی، نبوت دی گئی قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِی الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِی نَبِیًا ۝۱۰۳ بچہ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ

۲۴ آیت ۲۴

۲۵ ۲۵

۲۱ آیت ۲۱

۲۰ آیت ۲۰

۲۵ ۲۵

۲۶ آیت ۲۶



اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا۔ ک۔  
 وہ جہاں تشریف لے جائیں برکتیں ان کے قدم کے ساتھ رکھی گئیں وَ  
 جَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ ۝ (اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں۔ ک۔)  
 برخلاف کفر طاعنیہ قادیان کہ کہتا ہے جس کے پہلے فتنے ہی نے دنیا  
 کو تباہ کر دیا، انہیں اپنے غیبوں پر مسلط کیا عَلَيْهِ الْغَيْبُ فَلَا يَبْطِئُ عَنْكَ  
 غَيْبُهُ أَحَدًا ۝ (آمین اَرْقُصْنِي مِنْ رَسُولٍ ۝) (غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب  
 پر کسی کو مسلط نہیں کرتا رسول نے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ ک۔)

جس کا ایک نمونہ یہ تھا کہ لوگ جو کچھ کھاتے اگر چہ سات کو ٹھٹھوں میں  
 چھپ کر اور جو کچھ گھروں میں رکھتے اگر چہ سات تھانوں کے اندر، وہ سب اُن پر  
 آمینہ تھا وَ اسْتَبْرَأْ لِي مَآئِنَا كَمَا كُنَّا وَمَا تَفْخِرُونَ فِي بَيْنِ يَدَيْكُمْ ۝ (اور تمہیں  
 بتانا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ ک۔)

انہیں تورات مقدس کے بعض احکام کا نسخہ کیا وَ مُصَدِّقًا لِمَا  
 بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ اَرْسِلْ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُزِمَ عَلَيْهِ كُمْ ۝  
 (اور تصدیق کرنا آیا ہوں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی اور اس لئے کہ حلال کروں  
 تمہارے لئے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔ ک۔)

انہیں قدرت دی کہ مادر زاد اندھے اور لاعلاج جربص کو شفا دیدیتے  
 وَ تَبْرِئُ الْوَحْشَةَ وَ الْاَبْرَصَ ۝ (اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے

۱۷ پ ۱۸ م ۱۹ ن ۲۰ آیت ۲۱

۲۲ پ ۲۳ م ۲۴ ن ۲۵ آیت ۲۶

۲۷ پ ۲۸ م ۲۹ ن ۳۰ آیت ۳۱

۳۲ پ ۳۳ م ۳۴ ن ۳۵ آیت ۳۶

۳۷ پ ۳۸ م ۳۹ ن ۴۰ آیت ۴۱

حکم سے شمار دیتا۔ ک۔

انہیں قدرت دی کہ مَرْدے زندہ کرے وَ اِذَا تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِاِذْنِي  
وَ اَحْيَا الْمَوْتَىٰ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ اور جب تو مُردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا ک۔  
(اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ ک۔)

اُن پر اپنے وصفِ خالقیت کا پُر تو ڈالا کہ مٹی سے پرند کی صورت خلق  
فرماتے اور اپنی چھونک سے اس میں جان ڈالتے کہ اُڑتا چلا جاتا وَ اِذَا تَخْلُقُ  
مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الظِّمَّةِ بِاِذْنِي فَنُفِّخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِاِذْنِي ۚ  
(اور جب تو مٹی سے پرند کی سی صورت میرے حکم سے بناتا پھر اُس میں چھونک  
مارتا تو وہ میرے حکم سے اُڑنے لگتا۔ ک۔ ظاہر ہے کہ قادیانی میں ان میں

سے کچھ نہ تھا پھر وہ کیونکر نشیل بن سکتا ہو گیا؟  
انہی کی چار یعنی مادر زاد اندھے اور ابرہوں کو شمار دیا، مَرْدے جلانا، مٹی  
کی صورت میں چھونک سے جان ڈال دینا۔ یہ قادیانی کے دل میں بھی کھٹکے  
کہ اگر کوئی پوچھ بیٹھا کہ تو نشیل کیسے بناتا ہے، ان میں سے کچھ کر دکھا اور وہ اپنا  
حال خوب جانتا تھا کہ سخت جھوٹا کلمہ ہے اور الٰہی برکات سے پورا محروم لہذا  
اس کی یوں پیش بندی کی کہ قرآن عظیم کو بس پشت پھینک کر رسول اللہ کے  
روشن معجزوں کو پاؤں تلے مل کر صاف کر دیا کہ وہ معجزے نہ تھے، مسمومِ نیرم کے  
شعبہ سے تھے، میں ایسی باتیں مکروہ نہ جانتا تو کر دکھاتا، وہی ملاحیہ مشرکین کا  
طریقہ اپنے عجز پر یوں پردہ ڈالنا کہ لَوْ نَشَاءُ لَقُتِلْنَا مِثْلَ هٰذَا (اگر ہم چاہتے

لہ پ مائدہ آیت ۱۱۰ ۛ پ آل عمران آیت ۳۹

لہ پ مائدہ آیت ۱۱۰

تو ایسا کلام کہتے ہیں چاہتے تو اس قرآن کا مثل تصنیف کر دیتے، ہم خود ہی ایسا نہیں کرتے **الَّا نَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی اَنۡ نَّكْفِرَ بِہٖ**۔

قاریابی **غَدَّ اللّٰہُ** کے ازالہ ادہم ص ۳، ۴، ۵، و نوٹ آفر ص ۱۵ تا آفر ص ۱۶۲ ملاحظہ ہوں جہاں اس نے پیٹ بھر کر یہ کفر کیجے ہیں یا ان کی تلخیص رسالہ قہر الذیاب ص ۱۰ تا ۱۵ مطالعہ ہوں۔ یہاں دو چار صرف بطور نمونہ منقول طعون ازالہ ص ۳، احیاء جناتی کچھ چیر نہیں۔

ص ۴: کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی دلی دوزخیں مکرنا  
ص ۵: شعیبہ بازی اور دراصل بے سود عوام کو فریفتہ کرنے والے مسیح اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک بخاری کرتے رہے، بلکہ مسیح کا کام حقیقت ایسا ہے جس میں کلوں کے ایجاد میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ بعض خبریاں کل کے ذریعہ سے پروانہ بھی کرتی ہیں، یہی کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت ہفتے ہیں۔ یہ بھی قبرین قیاس ہے کہ ایسے اعجاز مسٹر بری بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔ سلب امراض مسمریزم کی شاخ ہے ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو اس سے سلب امراض کرتے ہیں۔ ممبروں ان کی توجہ سے اچھے ہوتے ہیں، مسیح مسمریزم میں کمال رکھتے تھے۔ یہ قدر کے لائق نہیں، یہ عاجز اس کو مکروہ قابل نفرت نہ سمجھا تو ان عجوبہ نمایوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ اس عمل کا ایک نہایت بڑا خاصہ ہے جو اپنے تئیں اس میں ڈالنے روحانی تاثیروں میں بہت ضعیف اور کمزور ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل<sup>۱۲</sup> مسمریزم سے اچھا کرتے مگر ہدایت توحید اور دینی استقامتوں کے دلوں میں قائم کرنے میں ان کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے، ان پرندوں میں صرف چھوٹی حیات، چھوٹی جھلک

نمودار ہو جاتی تھی، مسیح کے معجزات اُس تالاب کی وجہ سے بے رونق بنے۔ قدر  
تھے جو مسیح کی ولادت سے پہلے منظر عجائبات تھا، بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل  
تھا جیسے ساری گاگنو سالہ۔

مسلمانو دیکھا! ان طعون کلمات میں وہ کونسی گالی ہے جو رسول اللہ  
کو زد دی اور وہ کونسی تکذیب جو آیات قرآن کی مذکی، اتنے ہی حملوں میں تینتیس  
کفر ہیں۔

بہر حال یہ تو ثابت ہوا کہ یہ مرتد مثیل مسیح نہیں، مسلمانوں کے نزدیک  
یوں کہ وہ نبی کمرسل اولوالعزم صاحب معجزات و آیات و بیانات اور یہ مردود و  
مطہر و مرتد و مورد آفات اور خود اُس کے نزدیک یوں کہ معاذ اللہ وہ شہید باز  
جہانمندی سرسبز تھے، روحانی تاثیروں میں منسلک تھے اور یہ وہاں کا لونا مقدس  
مہذب برگزیدہ ہادی **لَا تَحْتِ اِلَٰهَ اِلَّا اَللّٰهُ عَلٰی الظَّالِمِیْنَ** (خبردار! ظالموں پر خدا کی  
لغنت)

ہاں ایک صورت ہے، اس نے اپنے زعم طعون میں مسیح کے  
بیاد صاف کئے، واقعہ البلاص ص ۲۲: مسیح کی رستبازی اپنے زمانے میں دوسروں  
سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ بچے کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ  
ایک بچہ، شراب نہ پیا تھا، کبھی نہ سنا کہ کسی فاحشہ نے اپنی کمائی کے مال سے  
اس کے سر پر عطر لایا یا ہاتھوں پر اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوایا  
کوئی بے لطف جوان عورت اس کی خدمت کرتی، اسی وجہ سے خدا نے یکجہ کا نام  
صورت رکھا مسیح نہ رکھا کہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے لہ

ضمیرِ انجیمِ آتم ص ۷، آپ یعنی عیسیٰ کا کنجریوں سے سیلان اور صحبت  
 بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جلدی مناسبت درمیان ہے یعنی عیسیٰ بھی ایسوں ہی  
 کی اولاد تھے (ورنہ کوئی پرہیزگار ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ  
 اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے، زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اُس کے  
 سر پر نلے، اپنے بال اس کے پیروں پر نلے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان  
 کسی چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

ص ۶: حق یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا۔

ص ۷، آپ کے ہاتھ میں سوامکر و فریب کے کچھ نہ تھا، آپ کا  
 قائدانہ بھی نہایت پاک ہے، تین ادویاں اور نانیاں آپ کی زنا کارا و کبی عورتیں  
 تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا۔ یہ بیچا کس کفر ہوئے۔

یہ اسی رسالہ طعونہ میں ص ۴ سے ۸ تک بحلیہ باطلہ مناظرہ خود ہی  
 جلے دل کے پھپھو لے پھوڑے، اللہ عزوجل کے سچے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو  
 نادان، شریر، مکار، بد عمل، زنا نے خیال والا، فحش گو، بد زبان، کھیل، جھوٹا،  
 چور علی عملی قوت میں بہت کچا، خلل فایع والا، گندی گالیاں دینے والا، بد قسمت  
 زرافرستی، پیر و شیطان وغیرہ وغیرہ خطاب اس قادیانی دجال نے دے دیا اور اس  
 کے تین کفر اور پرکڑ سے کہ اللہ سچ کو دوبارہ نہیں لاسکتا، مسیح فتنہ تھا، مسیح کے  
 فتنے نے دنیا کو تباہ کر دیا۔ یہ سب ستر کفر ہوئے اور ہزاروں شرکی

گفتی کیا غرض تیس سے اونچے اوصاف اس دجال مرتد نے اپنے مزموم مسیح میں  
 بتائے۔ اگر قادیانی خود اپنے لئے ان میں سے بھی کس وصف قبول کر لے کہ یہ  
 شخص یعنی یہ قادیانی بد چلن، بد معاش، فریبی، مکار، زنا نے خیال والا کھیل بھی جھوٹا،  
 چور، گندی گالیوں والا، ابلیس کا چلیہ، کنجریوں کی اولاد، کسبوں کا جٹ ہے، زنا کے

خون سے بنتا ہے تو ہم بھی اس کی مان لیں گے کہ یہ ضرور مثیل مسیح ہے مگر کون سے مسیح کا؟ اسی مسیح قلیج کا جو اس کا موبہوم و مرغوم ہے **اَلَا تَعْلَمُ اللّٰهُ عَلٰی الظّٰلِمِیْنَ**۔

مسلمانو! یہ سات فائدے محفوظ رکھئے کیسا آفتاب سے زیادہ روشن ہو کہ قادیانیوں کا مسئلہ وفات و حیات مسیح چھڑنا کیسا ابلیسی مکر، کیسی عبت بخت، کیسی تضییع وقت، کیسا قادیانی کے صریح کفروں کی بخت سے جان چھڑانا اور فضول زق زق میں وقت گنانا ہے،

اس کے بعد ہمیں حق تھا کہ ان ناپاک و بے اصل پادشہوں کی طرف التفات بھی نہ کرتے جو انہوں نے حیات رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش کئے۔ ایسی اصل عیاریوں کی دلیوں کا ہر جواب بھی تھا کہ مہشت پہلے قادیانی کے کفر اٹھاؤ یا اُسے کا فرمان کر تو یہ کرو، اسلام لاؤ، اس کے بعد یہ فرعی مسئلہ بھی لچھلچا مگر ہم ان مرتدین سے قطع نظر کر کے اپنے دوست سائل متقی المذہب سے جواب شہادت گزارش کرتے ہیں **وَاللّٰهُ الشّٰرِفُ**۔

**پہلا شبہہ:** کرمیہ والین یبدعون من دین اللہ الا انہ  
اقول اولاً یہ شبہہ مرتدین حال نے کافران ماضی سے ترکہ میں پایا ہے، جب ایک کرمیہ  
اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصْبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِثَتُهَا  
(اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے ایذہن ہو تمہیں اس میں جانا رک)  
نازل ہوئی کہ بے شک تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سب دوزخ کے  
ایذہن ہو تمہیں اس میں جانا۔ مشرکین نے کہا کہ طاحکہ اور عیسے اور عزیر بھی تو اللہ

کے سوا پر جے جاتے ہیں، اس پر رب عزوجل نے اُن جھگڑالو کافروں کو قرآن کریم کی مزا و بانی کہ آیت بتوں کے حق میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنْهُ الْحَقُّ اُولَٰئِكَ عَنْهَا مُعَذَّوْنَہٗ لَا یَسْمَعُوْنَ حِیْثَ سَاءَ وَہِ جَن کے لئے ہم بھلائی کا وعدہ فرما چکے وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اس کی بھٹک تک نہ سنیں گے، قرآن کریم نے خود اپنا محاورہ بتایا جب بھی مرتدوں نے وہی راگ گایا۔  
ابوداؤد کتاب النسخ و المنسوخ میں اور فریابی عبد بن حمید و ابن جریر  
ابن ابی حاتم و طبرانی و ابن مردودہ اور حاکم مصحح مستدرک میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

١٧  
 ١٨  
 ١٩  
 ٢٠  
 ٢١  
 ٢٢  
 ٢٣  
 ٢٤  
 ٢٥  
 ٢٦  
 ٢٧  
 ٢٨  
 ٢٩  
 ٣٠  
 ٣١  
 ٣٢  
 ٣٣  
 ٣٤  
 ٣٥  
 ٣٦  
 ٣٧  
 ٣٨  
 ٣٩  
 ٤٠  
 ٤١  
 ٤٢  
 ٤٣  
 ٤٤  
 ٤٥  
 ٤٦  
 ٤٧  
 ٤٨  
 ٤٩  
 ٥٠  
 ٥١  
 ٥٢  
 ٥٣  
 ٥٤  
 ٥٥  
 ٥٦  
 ٥٧  
 ٥٨  
 ٥٩  
 ٦٠  
 ٦١  
 ٦٢  
 ٦٣  
 ٦٤  
 ٦٥  
 ٦٦  
 ٦٧  
 ٦٨  
 ٦٩  
 ٧٠  
 ٧١  
 ٧٢  
 ٧٣  
 ٧٤  
 ٧٥  
 ٧٦  
 ٧٧  
 ٧٨  
 ٧٩  
 ٨٠  
 ٨١  
 ٨٢  
 ٨٣  
 ٨٤  
 ٨٥  
 ٨٦  
 ٨٧  
 ٨٨  
 ٨٩  
 ٩٠  
 ٩١  
 ٩٢  
 ٩٣  
 ٩٤  
 ٩٥  
 ٩٦  
 ٩٧  
 ٩٨  
 ٩٩  
 ١٠٠

(جب یہ آیت نازل ہوئی اِسْکُمْدُوا مَتَعَبِدُونِ الْاٰیَةِ تو مشرکین  
 نے کہا ملائکہ حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر کو بھی اللہ تعالیٰ کے سوا  
 پوجا جاتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ الْاٰیَةُ بِشَکْ  
 وَہ جن کے لئے جبار وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے  
 گئے ہیں)

ثانیاً یَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَیْسَ بِمُشْرِکِیْنَ میں اور قرآن عظیم نے اہل کتاب کو مشرکین سے جدا کیا اُن کے احکام اُن سے جدا رکھے اُن کی عورتوں سے

مکمل صحیح ہے مشرک سے بلل ان کا ذبیحہ حلال ہو جائے گا ان کا مردار قال اللہ تعالیٰ  
لَمَّا يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الْمَشْرُكِينَ مُنْفَكِّينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ  
الْبَيْتَةُ لَكَ كِتَابِي كَافِرٍ وَمُشْرِكٍ ابْنِ دِينَ جُھوڑنے کو نہ تھے جب تک ان کے پاس  
دلیل نہ آئے ۱۲ ک)

وَقَالَ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ  
فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ (۱۳) بیشک جتنے کافر ہیں  
کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہی تمام مخلوق  
میں بدترین ۱۳ ک)

وَقَالَ تَعَالَى مَا تَدْعُو الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ  
أَنْ يَتَّبِعُوا إِلَهُكُمْ مِنْ خَلْقِكُمْ مِنْ دُونِكُمْ ۚ وَهُوَ كَافِرٌ كِتَابِي يَاسْرُكٍ، وہ نہیں  
چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی آئے تمہارے رب کے پاس سے ۱۴ ک)

وَقَالَ تَعَالَى لَتَعِدَنَّ أُمَّهُ أَنْتَ إِذْ هُوَ أَكْثَرُ عُقْبًا لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ  
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَتَعِدَنَّ أُمَّهُ بِسَفْوَءٍ لَتَعِدَنَّ أُمَّهُ بِسَفْوَءٍ لَتَعِدَنَّ أُمَّهُ بِسَفْوَءٍ لَتَعِدَنَّ أُمَّهُ بِسَفْوَءٍ  
نَحْنُ ذَرِيَّةٌ، نہ تو تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے  
اور ضرور تم مسلمانوں کی بدنامی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے۔ ۱۵ ک)

وَمَنْ عَلَى أَلْسِنَةٍ أَوْ مِمَّا يَنْتَظِرُونَ نَحْمُ الطَّيِّبِينَ وَطَعَامُ الَّذِينَ آمَنُوا  
الْكِتَابِ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ  
الْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا الْكِتَابِ مِنْ قَبْلِكُمْ ۚ

۱۶ پ	البقرة	آیت ۱	۱۷ پ	البقرة	آیت ۶
۱۸ پ	البقرة	آیت ۱۰۵	۱۹ پ	البقرة	آیت ۸۲
۲۰ پ	البقرة	آیت ۵	۲۱ پ	البقرة	آیت ۵



وَلَا تَكُونُوا الْمُنْشَرِكِينَ حَتَّىٰ تَدْعُوا ۖ وَإِلَىٰ عُورَتَيْنِ سَاحِلٍ مِّنْكُمْ  
جب تک مسلمان نہ ہو جائیں۔ (ک)

جب قرآن عظیم بِدَعْوَنَ مِنْ دُونِ اللّٰہِ میں نصارے کو داخل نہیں فرماتا۔ اس اَلَّذِیْنَ میں مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کیونکر داخل ہو سکیں گے؟  
مثلاً سورت مکتیہ ہے اور سوائے عام قرآن بعد کی قرارت سَدَّ عَوْنِ بَیِّنَاتِ  
خطبِ تَوْبَتِ پرست ہی مراد ہیں اور اَلَّذِیْنَ بِدَعْوَنَ اَصْنَافَ۔

رابعاً خود ایہ کریم طرح دلیل ناطق کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام  
عموماً اور حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام خصوصاً مراد نہیں۔ یہاں فرمایا اَمْوَاتٍ  
غَیْرِ اَحْیَاءِ اموات سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ پہلے زندہ تھے پھر موت لاحق ہوئی  
لہٰذا ارشاد ہوا غَیْرِ اَحْیَاءِ یہ وہ مردے ہیں کہ نہ اب تک زندہ ہیں نہ کبھی تھے  
نرے جہاد میں۔ یہ بول ہی پر صادق ہے تفسیر ارشاد القل سلیم میں ہے

حَيْثُ كَانَ بَعْضُ الْاَمْوَاتِ مَعًا يَحْيِيهِ الْحَيَاةُ سَابِقًا  
اَوْ اٰخِرًا كَاَجْسَادِ الْحَيَوَانِ وَالتَّطَفُّلِ الَّذِي يَنْشِئُهَا اللّٰهُ تَعَالٰی  
حَيَوَانًا اَحْيَا عَنْ ذَلِكَ فَيَقْبِلُ غَيْرَ اَحْيَاءٍ اِی لَا يَعْتَبِرُهَا الْحَيٰوةُ  
اَصْلًا فِیْهِ اَمْوَاتٌ عَلٰی لِاِطْلَاقِ ۛ

(بعض اموات وہ تھے جنہیں زندگی حاصل تھی جیسے مردہ حیوان  
کا جسم اور بعض وہ ہیں جنہیں زندگی ملنے والی ہے مثلاً نطفہ جسے اللہ  
تعالیٰ مستقبل میں حیوان بنائے گا اس لئے ایسے اموات سے اس قدر نزکیا

اور فرمایا غیر احیاء یعنی یہ وہ اموات ہیں جنہیں زندگانی (ماضی یا مستقبل میں) باطل حاصل نہیں لہذا یہ علی الاطلاق اموات ہیں) **خامساً رب عز وجل فرماتا ہے :**

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا تَبَلَّ  
أَحْيَاهُمْ بِدَرَجَاتٍ مَعَهُمْ قَوْمٌ فَسَوْفَ يَمَآئُهُمُ اللَّهُ  
مِنْ فَضْلِهِ ۖ

(خبردار! شہیدوں کو ہرگز مردہ نہ جانو بلکہ وہ اپنے رب کے  
بیان زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں، اللہ نے جو اپنے فضل سے دیا

www.NAFSEELAM.COM

وَلَا تَقُولُوا الْمَيِّتُ يُعْقِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتٌ ۚ بَلْ  
أَحْيَاهُمْ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۚ

اجو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ زندہ  
ہیں تمہیں خبر نہیں)۔

محال ہے کہ شہید کو تو مردہ کہنا حرام، مردہ سمجھنا حرام اور انبیاء  
معاذ اللہ مردے کے سمجھے جائیں، یقیناً قطعاً ایماناً وہ احیاء علیہ آموات ہیں  
نہ کہ عیاداً بالذات اموات غیر احیاء، جس وعدہ الہی کی تصدیق کے لئے اُن کو  
عروض موت ایک آن کے لئے لازم ہے قطعاً شہداء کو کبھی لازم ہے کل  
نفس ذائقۃ الموت (میر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ ک) پھر جب یہ احیاء

غیرِ اَمَوَاتِ میں وہ یقیناً ان سے لاکھوں درجے زائد اَحیاءِ غَیْرِ اَمَوَاتِ میں نہ کہ مَوَاتِ غَیْرِ اَحیاءِ۔

ساداً آیہ کریمیں وَ هُمْ قَدْ خَلِقُوا الْبَشِرَ نَافِی نہیں کہ وہ پیدا کئے گئے بلکہ وَ هُمْ یَخْلُقُونَ الْبَشِرَ مضارع ہے کہ دلیل تہجد و استمرار ہو یعنی بنائے گئے جاتے ہیں اور نئے نئے بنائے گئے جاتے ہیں گئے، یہ یقیناً ثابت ہیں۔

مسالماً آیہ کریمیں اُن سے کسی چیز کی خلق کا سلب کلی فرمایا کہ لَا یَخْلُقُونَ شَیْئاً اور قرآن عظیم نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بعض اشیاء کی خلق ثابت فرمائی وَ اِذَا تَخَلَّفُوا مِنَ الْاَیَّامِ الْکَثِیْرَةِ الطَّحُّورِ اور ایجاب جزئی تعین سلب کلی ہے تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صادق نہیں، نامناسب سے قطع نظر جو تو اَمَوَاتِ تفسیر مطلقہ عامہ ہے یا رات، بر تقدیر ثانی یقیناً اُس وجہ و ملک سے کوئی مراد نہیں ہو سکتا کہ اُن کے لئے حیات بافضل ثابت ہے نہ کہ ازل سے ابد تک دائم موت، بر تقدیر اول تفسیر کا اتنا مفاد کہ کسی نہ کسی زمانے میں اُن کو موت عارض ہو، یہ ضروری ہے و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کے لئے ثابت، بیشک ایک وقت وہ آئے گا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پائیں گے اور روز قیامت ملکہ کو بھی موت ہے اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ موت ہو چکی ورنہ یَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ میں ملائکہ بھی داخل ہیں، لازم کہ وہ بھی مر چکے ہوں اور یہ باطل ہے تفسیر انوار التنزیل میں ہے :

(اَمَوَاتٌ) حَالاً اَوْ مَالاً غَیْرِ اَحْیَاءٍ بِالذَّاتِ لَیْسَتْ اَدَلْ

کُلُّ مَحْبُوْدٍ لَہ

تفسیر عیالہ العالی میں ہے :

خَالِفُوا أَدَمًا لِحَيَاتِهِ لَمْ يَسِرْ أَكُلَ لَهُ حَيَاتُهُ ثُمَّ مَاتَ  
كَعَزَائِبٍ أَوْ سَيِّئَاتٍ بَعِثْنِي وَالْمَلَائِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ  
أَوْ لَيْسَ مِنْ شَأْنِ الْحَيَاتِ كَالْأَصْحَابِ

یعنی ان اموات سے عام مراد ہے خواہ اس میں حیات کی  
قابلیت ہی نہ ہو جیسے بُت، اِحیاء تھی اور موت عارض ہوئی جیسے  
عزیر یا آئندہ عارض ہونے والی ہے جیسے عیسیٰ و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ

والسلام

منکرین دیکھیں کہ ان کا شبہ یہ ہو رہا ہے کہ وہ مراد ہے، وَلِلّٰهِ الْحُكْمُ  
شکریہ دوم لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اَقُولُ وَالْمَرْءُ اَيُّ لَعْنَةٍ كَبَرًا

میں کتابوں کے مرادوں پر بھی بڑی غصہ ہو رہا ہے  
اولاً انبیاء علیہم السلام میں اضافت کے متعلق کہنے سے

یکھے علیہم الصلوٰۃ والسلام تک سب نبی کی قبر کو یہود و نصاریٰ سب نے مسجد کر لیا  
جو یہ یقیناً غلط ہے جس طرح کہ قتلہم الاشیاء یعنی حق میں اضافت و

الہم کوئی استغراق کا نہیں کہ نہ سب قاتل اور نہ سب انبیاء شہید کئے قال تعالیٰ  
خَتَمْنَا عَلَيْكَ نَبِيَّتَكَ وَفَرَقْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْيَهُودِ وَبَيْنَ النَّصَارَى وَبَيْنَ الْبَنِي إِسْرَءِيلَ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا داخل کر لیا اذ عام ہے باطل و مردود ہے یہود کے سب  
انبیاء انصار سے کہے بھی انبیاء تھے یہود و نصاریٰ سے کا ان میں بعض کی تسبیح کرنا

کو (مسجد بنالیا) صدق حدیث کے لئے پس اور اس سے زیادہ مریدین کی ہوس

فتح الباری شریح صحیح بخاری میں یہ اشکال ذکر کر کے کہ نصاریٰ کے انبیاء کہاں ہیں اُن کے تو صرف ایک عیسائی تھے، اُن کی قبر نہیں، ایک جواب یہی دیا جو توفیقہ تعالیٰ ہم نے ذکر کیا کہ :-

أَوِ الْمَدَائِلِ لَا يَتَخَذُ أَعْمُ مِنْ أَنْ يَكُونَ ابْتِدَاءً وَإِتِّبَاعًا  
فَالْيَهُودُ ابْتَدَعَتْ وَالنَّصَارَى اتَّبَعَتْ وَلَا سَبَّحَ أَنْ النَّصَارَى  
تَعْظِمُ قُبُورَ كَثِيرٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ تَعْظِمُهُمُ الْيَهُودُ

انبیاء کی قبروں کو مسجد بنانا عام ہے کہ ابتداء ہو یا کسی کی پیروی میں، یہودیوں نے ابتداء کی اور عیسائیوں نے پیروی کی اور اس میں شک نہیں کہ نصاریٰ بہت سے ان انبیاء کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں جن کی یہودی تعظیم کرتے ہیں۔

ثانیاً امام حافظ الشان (ابن حجر) نے دو مرتبہ جواب یہ دیا کہ اس روایت میں اقتصار واقع ہوا، واقعہ یہ ہے کہ یہود اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد کرتے اور نصاریٰ اپنے ممالک کی قبروں کو، لہذا صحیح بخاری حدیث البہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں دربارہ قبر انبیاء تمنا یہود کا نام ہے،

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتِلِ  
اللَّهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد گاہیں بنالیاں اور صحیح بخاری حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں جبکہ تمنا نصاریٰ کا ذکر تھا صرف

صحابین کا ذکر فرمایا، انبیاء کا نام نہ لیا کہ :

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُولَئِكَ قَوْمٌ إِدَامَاتُ  
فِيهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ بَنُوا عَلَى قَبْرِهِمْ مَسْجِدًا صَوَّوْا وَارْفَعُوا  
بَنَاتُ الصُّورِ لَهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نصاریٰ وہ قوم ہے کہ  
جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہو جائے تو اس کی قبر پر مسجد  
بنالیتے اور اس میں تصویریں بناتے ۔

اور صحیح مسلم حدیث ج ۲ ص ۱۸۱ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمنہ میں یہود و نصاریٰ سے دونوں کو عام تھا  
انبیاء و صالحین کو جمع فرمایا کہ :

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُولَئِكَ قَوْمٌ إِدَامَاتُ  
فِيهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ بَنُوا عَلَى قَبْرِهِمْ مَسْجِدًا صَوَّوْا وَارْفَعُوا

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ  
تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو مسجد بنادیتے تھے ۔

بہمیشہ جمع طرق سے معنی حدیث کا ایضاً ہوتا ہے ۔

مثلاً اولے چالاک بھی سمجھے ! یہ فقط قبر علیؑ ثابت کرنا نہیں بلکہ اس میں  
بہت اہم راز مضمر ہے ۔ قادیانی مدعی نبوت تھا اور سخت جھوٹا کذاب جس کے  
سفید چہرے ہوئے جھوٹ وہ محمدی والے نکاح اور انبیاء کے چاند والے بیٹے  
قادیان و قادیانیہ کے محفوظ از طاعون رہنے کی پیشین گوئیاں وغیرہ ہیں اور ہر غافل

مانتا ہے کہ نبوت اور جھوٹ کا اجتماع محال، اس سے قادیانی کا سارا گھر ہر عاقل  
 کے نزدیک گھروندا ہو گیا اس لئے فکر ہوئی کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام  
 کو معاذ اللہ جھوٹا ثابت کریں کہ قادیانی کذاب کی نبوت بھی بن پڑے، اس کا  
 علاج خود قادیانی نے اپنے ازالہ اوہام ص ۶۲۹ پر یہ کیا کہ ایک زمانے میں چار سو  
 نبیوں کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے تھے یہ اس مرتد کے اکٹھے چار سو کفر کہ برہی  
 کی تکذیب کفر ہے بلکہ کروڑوں کفر ہیں کہ ایک نبی گئی تکذیب تمام انبیاء اللہ کی  
 تکذیب ہے، قال اللہ تعالیٰ کَذَبَتْ قَوْمٌ نَبِيَّ الْمُرْسَلِينَ تو اس نے چار سو  
 برہی کی تکذیب کی، اگر انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں تو قادیانی کے چار کروڑ  
 چھیانوے لاکھ کفر اور اگر دو لاکھ چوبیس ہزار ہیں تو یہ اس کے آٹھ کروڑ چھیانوے  
 لاکھ کفر ہیں اور اب ان مرتدانیوں نے خود یا انسی سے سیکھ کر اندراج کفر میں اور  
 ترقی میلکوش کر کے اسفل سافلین میں پہنچا چاہا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ سید المرسلین  
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کا جھوٹ ثابت کریں اس  
 حدیث کے یہ معنی گھڑے کہ نصاریٰ نے عیسے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کو مسجد کر لیا  
 یہ صریح پلید جھوٹ ہے، نصاریٰ ہرگز مسیح کی قبر ہی نہیں مانتے، اسے مسجد کر لینا تو  
 دوسرا درجہ ہے تو مطلب یہ ہوا کہ دیکھو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں  
 نے اخاک بدین ملعونان کیسی صریح جھوٹی خبر دی پھر اگر ہمارا قادیانی نبی جھوٹے  
 پھٹکے اڑاتا تھا تو کیا ہوا قادیانی مرتدین کا اگر یہ مطلب نہیں تو جلد بتائیں کہ نصاریٰ

لے کر ادھ احمد و ابن حبان و ابن کرم و ابی حسی و غیر ہم عن ابی ذر و ابو لہ و ابن ابی حاتم و الطبرانی و ابن مردودہ عن ابی امامہ رضی

تعالیٰ عنہما ۱۲ منہ خضرہ

لے کافی و ابی علی مافی شرح عقائد مفسفی لطفاً زانی قال فام یکننا ظلم اقص علیہا ۱۲ منہ خضرہ

سبح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کب مانتے ہیں، کہاں بتاتے ہیں، کس کس نصرانی  
 نے اس قبر کو مسجد کر لیا جس کا مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر کیا، اس  
 مسجد کا روئے زمین پر کہیں پتا ہے؟ ان نصرانیوں کا دنیا کے پڑے پر کہیں  
 نشان ہے؟ اور جب یہ نہ بتا سکو اور ہرگز نہ بتا سکو گے تو اقرار کر دو کہ تم نے  
 محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذمے معاذ اللہ دروغ گوئی کا الزام لگانے کو  
 حدیث کے یہ معنی گھڑے اور ان الکذیبین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی  
 الدنیا والآخرۃ واعدلہم عذاباً مہیباً (بیشک جو ایذا رویتے ہیں اللہ  
 اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے  
 لئے ولایت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔) کہے گئے ہیں پڑے سے الّا نعمت  
 اللہ علی الطّٰلِبِیْنَ (کیوں، حدیث سے کس حدیث سے علیہ الصلوٰۃ والسلام پر استدلال کا  
 مزاحمت کیا؟ کذٰلک الجذاب والفتاب الاخرۃ اکبر لک انرا بعلمک  
 و اللہ تعالیٰ اعلم

کتاب العبد المذنب  
 احمد رضا البریلوی عفی عنہ  
 محمد بن محمد بن علی بن محمد  
 علیہ والہ وسلم







# فی سبیل اللہ فساد

(۱۹ جون ۱۹۸۲ء، ادارہ نوائے وقت لاہور)

شارع اسلام نے مسلمانوں کو یہ بنیادی تعلیم دی تھی کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ مسلمانوں کا نبیؐ ایک خدا ایک کتاب یعنی قرآن پاک ایک لیکن یہ ہماری بد نصیبی ہے کہ ہم اس بنیادی تعلیم اور حقیقت کو فراموش کر کے کئی فرقوں میں بٹ گئے۔ جیکہ ہمیں تبیح کے ذائقوں کی طرح رشتہ اخوت میں پرو یا جانا چاہیے تھا۔ فرقہ واریت کا زہر جب جسد اسلام میں سرایت کر گیا تو پھر ہماری تبیح کے واسطے بکھر گئے۔ مدہم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن گئے۔ فرقہ واریت کی یہ وبا اتنی زیادہ پھیل گئی کہ اس کے سبب انگلستان کی بعض مساجد پر تارے پڑ گئے۔ ہمارے ہاں مے جو تبلیغ پر مبنی ملکوں میں تبلیغ اسلام کے سلسلے میں گئے ہوئے تھے وہاں انہوں نے فرقہ وارانہ تنگ نظری کا ایسا مظاہرہ کیا کہ جو غیر مسلم اسلام کی طرف مائل ہو رہے تھے اور ذرا سی تحریک و تبلیغ پر جو آغوش اسلام میں آ سکتے تھے۔ انہوں نے جب علماء کو ایک دوسرے کے خلاف نفرت پیدا کرتے دیکھا تو وہ اسلام ہی سے بدظن ہو گئے۔ اور یوں تبلیغ دین کا کام اگر ٹرک نہیں گیا تو اس کی رفتار سست پڑ گئی۔ خود ہمارے اپنے شہر لاہور میں ۲۳ مارچ کو منبری قادیانی شیخ عبدالواسط کی شاہی مسجد میں قرأت کے دوران مبینہ طور پر ایک ایسا سانحہ رونما ہو گیا کہ جسے زبان قلم پر لانا بھی ایک مسلمان کے لئے دشوار اور باعث خجالت ہے۔ اسکے بعد یہ مبینہ واقعہ دو ماہ تک تلخ نوائی، الزام تراشی اور محاذ آرائی کا باعث بنا رہا اور بالآخر یہ سلسلہ بدشاہی میں ہی دو متوازی کانفرنسوں کے انعقاد کے اعلان پر منتج ہوا۔ صوبائی حکومت نے امن وامان کے تحفظ اور فرقہ وارانہ جہم آہنگی برقرار رکھنے کی خاطر دونوں کانفرنسوں کے انعقاد کی ممانعت کر دی، لیکن اسکے باوجود تصادم ہو ہی گیا جس میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کے جاری کردہ پریس نوٹ کے مطابق پولیس کے ایک سپاہی سمیت چھ افراد زخمی ہوئے۔ اب اس واقعہ کی غیر جانبدارانہ تحقیقات ہو رہی ہیں۔

یہ تو فرق داریت کا صرف ایک پہلو تھا۔ مگر بات یہاں ختم نہیں ہو جاتی۔ یہ ایک تلخ  
 مگر ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اس فتنے کو بعض بیرونی ممالک سے بھی بخوادی جا رہی  
 ہے۔ جو اپنی جگہ ایک خطرہ ہے۔ یہ بات دھمکی چھی نہیں کہ ملک عزیز کی بعض مذہبی تنظیموں  
 اور مخصوص دینی جماعتوں کو انکے ہم عقیدہ امیر کبیر افراؤ تنظیموں اور ملکوں کی جانب  
 سے تبلیغ کے نام پر پیر و ڈالر کی خطر رقوم مل رہی ہیں یا بعض شخصیتوں کو ذاتی طور پر  
 یہ رقم دی جاتی ہے۔ یہ رقم ہمیں اندیشہ ہے جو بے بنیاد نہیں کہ باہمی منافرت پھیلانے  
 کا باعث بن رہی ہے۔ ایسے وقت جبکہ اتحاد بین المسلمین کی شدید ضرورت ہے۔  
 ان درآمد شدہ تبلیغی رقوم کو دین اسلام کے استحکام اور مسلمانوں میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی  
 اور اتحاد پیدا کرنے کی بجائے نفاق، انتشار و متاثرات اور ایک دوسرے کو کافر ٹھہرانے  
 پر صرف کی جا رہی ہیں۔ پاکستان کا قیام تو اس اعلیٰ مقصد کے لیے عمل میں آیا تھا کہ یہاں  
 خالص اسلامی معاشرہ قائم ہو۔ پاکستانیوں کا طرز زندگی اسلام کا نمونہ ثابت ہو اور  
 ایک ایسی نفا قائم ہو جو خالص اسلامی ہو اور جب تک یہ نیاں مثالی اور معیاری معاشرہ  
 قائم نہیں ہو جاتا ہم ان قربانیوں کی قیمت ادا نہیں کر سکتے جو بڑھتی رہے لاکھوں مسلمانوں  
 نے اس ملک کو حاصل کرنے کے لئے دی تھی۔

حکومت کو اس صورت حال کا نوٹس لینا چاہیے جو رقوم دوسرے اسلامی ممالک  
 تبلیغ کیلئے دیتے ہیں، اگر حکومت ان رقوم کو اپنے طور پر صحیح تبلیغ دین کیلئے استعمال  
 کرے تو یہ ان رقوم کا صحیح اور جائز استعمال ہو گا۔ بصورت ثانی، اگر ایسا انتظام نہ ہو  
 تو پھر ملک عزیز کے اندر صورت حال مزید خراب ہوتی جائے گی۔ اتحاد بین المسلمین  
 صرف تمام مسلمانوں کا فرض ہی نہیں، ہر نوع کے مکاتب فکر کے دینی رہنماؤں کی پوری جہلی  
 اور بنیادی ذمہ داری بھی ہے۔ اس نوعیت کے اختلاف اور نزاع سے اسلامی نظام  
 کے مختلف اذرع مخالفین کو طرح طرح کی باتیں کرنے اور شوشے چھوڑنے کا موقع ملتا ہے۔ یہ  
 بات دینی رہنماؤں کو دعوتِ فکر و عمل دیتی ہے انہیں اس کا صرف احساس ہی نہیں ہونا چاہیے بلکہ  
 انکے خیالات و اقدامات کو امکی نظر آنے والی گواہی بھی پیش کرنی چاہیے۔

# منقبت پریشان علی حضرت شاہ احمد رضا خان قادری بریلوی

قدس سرہ

از قلم مولانا غلام رسول گوہر ایڈیٹر ہاشمہ انوار الصوفیہ قصور مرید شریف حضرت قبلہ  
امیر ملت محدث عسلی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ



آفتابِ اہلسنت حضرت احمد رضا عزتِ دین متیں ہے عزتِ احمد رضا

دوستانِ مصطفیٰ کی ہو گیا ہوں خاکِ پایا در حقیقت میں یہ نعمتِ برکت احمد رضا

شکر کر اے اہل سنت محفلِ میلادِ کریم گئی جو تجھ کو نعمت، نعمت احمد رضا

یا رسول اللہ کہنے کا تجھے یار ہوا ہو گئی غالبِ عدو پر حجت احمد رضا

ہے امامِ اہلسنت تقدائے سالکان باعثِ صدفِ حضرت ہے نسبت احمد رضا

در بریلی بلندۂ آلِ باوشاہِ عالمِ سال مطلعِ انوارِ حق ہے تربت احمد رضا

گوہرِ بیکنائے دین اور معدنِ درہِ پدا

ہے قلمِ عاجز کہ لکھے مدحتِ احمد رضا



# مفہوم قرآن بدلنے کی واردات

(مکمل چھپے)

## افادات

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

فاضل جامعہ محمدیہ، فاضل ایف ایف ایف، فاضل ایف ایف ایف

## ملنے کا پتہ:

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمرو روڈ کامونکے

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز کی اہم مطبوعہ پیشکش

سرور کونین علیہ السلام کی بشریت اور انبیت

تالیف: محمد نعیم اللہ خان قادری

بی ایس سی۔ بی ایڈ  
ایم اے عرب۔ پنجابی۔ تاریخ

صفحات: 928

ہدیہ - 280/- روپے

ناشر: فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمرو روڈ کامونکے

# الہدیین خیر الہدیین

WWW.PAKISTANSEI.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY

ختم نبوت کا بیان کرنے والا رسالہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لَكَ شَاكِرِينَ

OF AHLE SUNNAT WAL JAMA

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وعليّ آلك واصحابك يا حبيب الله

## رسالہ

## المبین ختم النبیین

مسئلہ از بہار شریف محلہ قلعہ مدرسہ فہمین رسولؐ مولوی ابوالفضل بنی بخش صاحب  
۸ ربیع الاول شریف ۱۲۶۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
عالمًا وصالحًا و مستقامًا

اما بعد! بہت دیر پہلے ۲۶ شنبہ کو مولوی سجاد حسین و مولوی  
مبارک حسین صاحب مدرسہ اسلامیہ بہار کے طلبہ تعلیم دادہ وعظ میں فرماتے تھے کہ ختم النبیین  
میں ”النبیین“ پر اہل لامعہ غار جی کا ہے جب دوسرے روز سجدہ چوک میں مولوی ابراہیم  
صاحب نے (جو اب فضل مدرسہ فہمین رسولؐ میں پڑھتے ہیں) اٹھائے وعظ میں آیہ کریمہ  
وَحَسْبُكَ اللَّهُ يَا أَحَدِيثِينَ زَجَّالِ الْكُفْرِ لَيْكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ تلاوت  
کر کے بیان کیا کہ ”النبیین“ میں جو لفظ ”النبیین“ مضاف الیہ واقع ہو جائے اس لفظ پر الف لام استعراق  
کا ہونا ہی معنی کر سواتے حضورؐ پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کوئی نبی نہ آپ کے زمانہ  
میں ہوا اور نہ بعد آپ کے قیامت تک کوئی نبی ہوا نبوت آپ پر ختم ہو گئی آپ کل نبیوں  
کے خاتم ہیں۔

بعد وعظ مولوی ابراہیم صاحب کے راخت حسین طالب علم مدرسہ اسلامیہ بہار  
کے مجاور درگاہ نے باعانت بعض معاون دو کوشش پڑے دعوے کے ساتھ مولوی ابراہیم  
صاحب کی تقریر مذکور کی تردید کی اور صاف نقطوں میں کہا کہ لفظ ”النبیین“ پر الف لام استعراق  
کا نہیں ہے بلکہ عہد غار جی کا ہے۔ چونکہ یہ مسئلہ عقائد ہے لہذا اس کے متعلق چند مسائل نمبر دار



لکھ کر اہل حق سے گزارش ہے کہ بطر حقائق حتیٰ ہر مسئلہ کا جواب بصواب بخواند کتب تحریر فرمادیں تاکہ اہل اسلام گمراہی و بدعتیہ کی سے بچیں۔

ع۔ راحت حسین مذکور کا کہ "البنین" پر انعام حمد خارجی کا ہے استغراق کا نہیں،

یہ قول صحیح اور موافق مذہب منصور اہل سنت و جماعت کے ہے یا موافق فرقہ ضالہ زیدیہ کے؟

ع۔ نفی استغراق سے یہ کریمہ کا کیا مفہوم ہوگا؟

ع۔ بر تقدیر صحت نفی استغراق اس آیت سے اہل سنت کا عقیدہ کہ حضور پُر نور صلے اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کل انبیاء کے خاتم ہیں ثابت ہوتا ہے کہ نہیں اور اہل سنت اس آیت کو مثبت

غایت کا لے سکتے ہیں یا نہیں؟

ع۔ اگر آیت مثبت کلیت نہیں ہوگی تو پھر کس آیت سے کلیت ثابت ہوگی اور جب

دوسری آیت مثبت کلیت نہیں تو اہل سنت کے اس عقیدے کا ثبوت دلیل قطعی سے

ہرگز نہ ہوگا۔ OF AHLESUNNAT WAL JAM

ع۔ جس کا عقیدہ ہو کہ حضور پُر نور علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل انبیاء کے خاتم نہیں ہیں اس کے

پیچھے اہل سنت کو ناز و پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ع۔ اس باطل عقیدے کے لوگوں کی تعظیم و توقیر کرنی اور ان کو سلام ناجائز ہوگا یا ممنوع؟

ع۔ کیا مثنیٰ حسنی کو جائز ہے کہ جو شخص حضور پُر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کل انبیاء کا خاتم

نہ سمجھے اس سے دینی علوم پڑھیں یا اپنی اولاد کو علم دین پڑھنے کے واسطے ان کے پاس بھیجیں؟

فقط۔ المستفی محمد عبداللہ

ولائل خارجہ

رہل قول : توضیح مسئلہ میں ہے الاصل ای السراجہ هو العهد الخاری لانی حقیقۃ

التعین و کمال التیسیر (ترجمہ) اصل یعنی راجع عہد خارجی ہی کا ہے اس لئے عہد خارجی حقیقت تعین اور کمال تیز ہے پس جب عہد خارجی سے معنی درست ہو تو استغراق وغیرہ شجرہ دلائل دوم : نور الانوار ص ۱۷ میں ہے یسقط اعتبار الجمعية اذا دخلت علی الجسم (ترجمہ) جب لام تعریف جمع پر داخل ہو تو اعتبار جمعیت ساقط ہو جاتا ہے پس "ثبوتین" کہ صیغہ جمع ہے جب اس پر الف لام تعریف داخل ہو تو "ثبوتین" کے معنی جمعیت ساقط ہو گیا اور جب معنی جمعیت ساقط ہو گیا تو الف لام استغراق کا ماننا صحیح نہیں ہو سکتا۔  
 دلیلی سوم : یہ امر مسلم ہے کہ مضاف مضاف الیہ کا غیر ہوتا ہے پس جب فرد واحد اس کل کی طرف مضاف ہو جس میں وہ داخل ہے تو وہ کل من حیث ہو کل ہونے کے کل باقی نہ رہے گا بلکہ کلیت اس کی ٹوٹ جاوے گی اور جب کلیت اس کی باقی نہ رہی تو بقیت ثابت ہو گئی اور یہی معنی ہے عہد کا۔ اور اگر اس فرد مضاف کو ہم اس کل کے شعبوں میں رکھیں تو عدم اشکی علی نفسہ لازم آتا ہے اور یہ باطل ہے کیونکہ وجود مضاف الیہ قائم ہوتا ہے وجود مضاف پر پس ان دلائل سے ثابت ہوا کہ ثبوتین میں الف لام عہد خارجی کا ماننا چاہیے۔

### اجواب

حضور پر نور غلام نبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم اجمعین کا غلام یعنی پشت میں آخر جمیع انبیاء و مرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص جو تاخر و ریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک و شبہ کو بھی راہ دے، کا فر مرد ملعون ہے آیہ کریمہ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین و حدیث متواتر لانیجی بعدی سے تمام مت

رحمہ نے سلفاً و خلفاً ہمیشہ یہی سنتے سمجھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تخصیص تمام انبیاء میں آخر نبی ہوئے، حضور کے ساتھ یا حضور کے بعد قیام قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے، فتاویٰ تیسرے الدہر و اشباہ و النظائر و فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہ میں ہے :-

اذا لم يعرف الرجل ان محمداً صلى الله تعالى عليه  
وسلمه اعدال تنبياء فليس بمسلم

” جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سے ہے  
پچھنے نبی میں وہ مسلمان نہیں “

شعار شریف امام اجل قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے :-

كذلك يكفر من ادعى بعد محمد نبيا صلى الله تعالى عليه  
وسلمه او بعده (التي تولد) هؤلاء كفار مكذبون النبي صلى الله  
عليه وسلم لا اله الا الله حاكم النبيين ولا نبي بعده ولا خير  
عن الله تعالى انه خاتم النبيين وان اوسل كافة للناس و  
اجمعت الامة على حمل هذا الكلام على ظاهره وان مفهوم  
المواد به دين تاويل ولا تخصيص فلا شك في كفر هؤلاء  
الطوائف كلها فطعا اجماعا وسعاته

” یعنی جو بہار سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں خواہ حضور کے بعد  
کسی کی نبوت کا اعلان کرے، کافر ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب  
کرنے والا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضور خاتم النبيين میں اور

ان کی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے اور امت نے اجماع کیا ہے کہ یہ آیات و  
 احادیث اپنے ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا اور رسول کی مراد  
 ہے نہ ان میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص تو جو لوگ اس کا خلاف کریں وہ  
 بجم اجماع امت و حکم قرآن و حدیث سب یقیناً کافر ہیں۔  
 ائمہ حنفیہ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں :-

ان الامة فہم من هذا اللفظ انه اقسم عدم نبی  
 بعده ابداً او عدم نزول بعده ابداً وانہ لیس فیہ تاویل  
 ولا تخصیص من اولہ بتخصیص فکلامہ من انواع الہدیان  
 لا یمنع الحکم بتکفیرہ لانہ مکذوب لہذا النص المذی اجماع  
 الامم علی انہ غیر مؤید ولا مخصوص مطلقاً

یعنی تمام امت پر جو اس لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا جائے وہ بتاتا ہے  
 کہ جو خداوند تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی و رسول کوئی نہیں بنا  
 ہے کہ اس میں اصلاً کوئی تاویل یا تخصیص نہیں تو جو شخص لفظ خاتم النبیین میں  
 انبیین کو اپنے عموم و استغراق پر نہ مانے بلکہ اسے کسی تخصیص کی طرف پھیرے  
 اس کی بات مجنون کی بنک یا مسر سامی کی بہک ہے اسے کافر کہنے سے کچھ  
 مانعت نہیں کہ اس نے نص قرآنی کو جھٹلایا جس کے بارے میں امت کا  
 اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔

عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ اللہ تعالیٰ شرح الفرائد میں فرماتے ہیں :-

تجويز مني مع نبينا صلى الله تعالى علي وسلم  
 او بعده يستلزم تكذيب القرآن اذ قد نص على ان حاتم  
 النبیین و آخر المرسلین وفي السنة ان العاقب لا مني  
 بعدی واجمعت الامة على ابقاء هذه الکلام على ظاهره  
 و ههنا اخذی المسائل المشهورة التي كفرت بها الفلاسفة  
 لعنهم الله تعالى -

” ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ یا بعد کسی کو نبوت ملنی جائز ماننا  
 منکر دین ہے قرآن کو مستلزم ہے کہ قرآن حکیم تصدیق فرمایا چکا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم قائم النبیین و آخر المرسلین ہیں اور حدیث میں فرمایا میں بھلائی میں ہوں میرے  
 بعد کوئی ہی نہیں اور تمام امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہے یعنی  
 عموم و استغراق بلا تاویل و تخصیص اور یہ ان مشہور سکولوں سے ہے جن کے سبب  
 ہم اہل اسلام نے کافر کہا کلام اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔“  
 اہم علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورشہی حنفی کتاب المقصد فی المتقصد میں فرماتے ہیں:

” بھلا اللہ تعالیٰ ایں سکودرمیان اسلامیات روشن تہا از سنت کہ آں را  
 بکشف و بیان حاجت افتد خدا تعالیٰ خبر داد کہ بعد از دوسے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 نبی دیگر نباشد و مگر ایں سکد کہے تو اند بود کہ اصلاح و نبوت او صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 معتقد نباشد کہ اگر برسالت او معترف ہوئے و سے را در ہر چیز از ان خبر اوصاف و  
 دانستے وہماں عجب کہ از طریق تو اتر رسالت او پیش ما درست شدہ ایں نیز درست  
 شد کہ دوسے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالہیچیں پیغمبران مست در زمان او و تا قیامت  
 بعد از دوسے ہیچ نبی نباشد و ہر کہ دریں شک مست در ان نیز شک مست و نہاں  
 کہ گوید کہ بعد از دوسے نبی دیگر ہو یا بہت یا خواہد بود آگس نیز کہ گوید کہ امکان

دارو کر باشد کا فر است ایں شرط درستی ایمان بر خاتم انبیاء محمد مصطفیٰ علیہ السلام

علیہ السلام

با کجائی کہ مرید و لیکن رسول الله و خاتم النبیین مثل حدیث متواتر لایستی  
بعدی قطعاً عام اور اس میں مراد استغراق تام اور اس میں کسی قسم کی تاویل تخصیص نہ ہونے پر  
اجماع است خیال الانام علیہم الصلوٰۃ والسلام یہ ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین  
میں کوئی تاویل یا اس کے علوم میں کچھ قال و ثیل سموع نہیں جیسے کجکل و جبال قادیانی بکڑا ہے کہ  
خاتم النبیین سے ختم نبوت شریعت جدیدہ مراد ہے، اگر حضور کے بعد کوئی نبی اسی شریعت مطہرہ  
کا مروج و تابع ہو کر آئے کچھ حرج نہیں اور وہ غیث اس سے اپنی نبوت جانا چاہتا ہے یا ایک اور  
و قال نے کہا تھا کہ اللہ تم تاخروانی میں کچھ فضیلت نہیں  
خاتم نبی آخر کیا خیال محال ہے بلکہ خاتم النبیین معنی نبی بالذات ہے اور اسی ضروری  
معاون کو قال اول نے یوں اراد کیا کہ خاتم النبیین معنی فضل النبیین ہے ایک اور مرتبے تک  
خاتم النبیین جو ما حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نسبت اس سلسلہ مجددہ کے ہے نہ نسبت  
جس سلاسل و علوم کے پس اور مخلوقات کا اور زمینوں میں جو ما ہرگز نبی خاتم النبیین کے نہیں  
جس سلسلے کے بالا و مثال اس مقام پر مخصوص ہوتی ہیں۔

چند اور نبیوں نے لکھا کہ الف لام خاتم النبیین میں جائز ہے کہ عہد کے لئے ہو اور  
بر تقدیر سلب استغراق جائز ہے کہ استغراق عربی کے لئے ہو اور بر تقدیر حقیقی جائز ہے کہ مخصوص نبیوں  
اور بھی عام کے قطعی ہونے میں بڑا اختلاف ہے، اگر شرط قطعی ہونے کے قائل ہیں، ان شیاطین  
سے بڑھ کر اور بعض اہلیوں نے لکھا کہ اہل اسلام کے بعض فرقے ختم نبوت ہی کے قائل نہیں اور

بعض فاضل ختم نبوت تشریحی کے ہیں نہ مطلق نبوت کے، الی غیر ذلک من الکفریات اقلعونہ  
والاحیاء اذات المشحونہ بنجاسات ابلیس و فاذ رامت اللہ لیس لعن  
اللہ فاضلہا و قاتل اللہ قابلیہا۔

یہ سب تاویل رنگیک میں یا عموم و استغراق "انہیں" میں تشویش و تشکیک اور سب  
کفر و ریح و ارتداد و قبیح، اللہ و رسول نے مطلقاً نبی نبوت تازہ فرمائی، شریعت جدیدہ و غیر فکری کوئی قسید  
کہیں نہ لگائی اور صراطِ قائم سمجھنے آفرمایا، متواتر حدیثوں میں اس کا بیان آیا اور صحابہ کرام رضوان  
اللہ تعالیٰ عنہم اجماع میں سے اب تک تمام امت سرخوہر نے اسی حسی ظاہر و قیاد و عموم و استغراق  
حقیقی نام پر اجماع کیا اور اسی بنیاد پر سلفاً و خلفاً از مذہب نے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد

چند ہی نبوت کو کا کر لیا، کتب احادیث و فقہ و عقائد و فقہ الی کے بیانوں سے گمراہی میں  
www.nafisilal.com  
غیر غفر اللہ الہی القدر سے لے کر کتاب جزاء اللہ و دیہ بابائے ختم النبوة ہیں اس

مطلب اپنی پر محال و بین و سابعید و مجاہد و جماع سے ایک سو بیس حدیثیں اور تفسیر مکرر کہ  
ارشادات ائمہ و علمائے قدیم و حدیث و کتب عقائد و اصولی فقہ و حدیث سے تیس نصوص  
ذکر کئے و لہ ائمہ! تو یہاں عموم و استغراق کا انکار خواہ کسی تاویل و تبدیل کا اظہار نہیں کرسکتا  
مگر کھلا کافر خدا کا دشمن قرآن کا منکر مردود و ملعون فاسق و خاسر و العیاذ باللہ العزیز القادر  
ایسی تشکیکیں تو وہ اشعار رب العالمین میں بھی کر سکتے ہیں کہ جائز ہے لام عہد کے لئے ہر بات استغراق  
عربی کے لئے یا عام مخصوص منہ البعض یا ملین سے ملین نہ نہ کہ قولہ تعالیٰ وانی ففعلت کمر علی

العالمین اور سب کچھ سہی پھر عام قطعی تو نہیں خدا کا پروردگار ہر جمیع عالم ہونا یقینی کہاں! مگر ائمہ اللہ سلما  
نہ ان ملعون ناپاک و سانس کو رب العالمین میں کہیں نہ ان غیث گندہ سے وساوس کو خائنہ  
النسبین یوم! الا لعنة اللہ علی الظالمین ان الذین یؤتوہ و ان اللہ و رسولہ

لعنہم اللہ فی احدثنا و الخسرة و اعدتہم و عذابہم عذابا عظیما

یہ طائفہ مانعہ فار جیہ جن سے سوال ہے اگر معلوم ہو کہ حضور پر نور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غائب ہونے کو صرف بعض انبیاء سے مخصوص کرنا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روز بعثت سے جب یا آب یا کبھی کسی زمانے میں کوئی نبوت اگرچہ  
ایک نیکو اگرچہ شرعی اگرچہ کسی اور طبقہ زمین یا کچھ آسمان میں اگرچہ کسی اور نوع خیالی فی میں واقع تھا یا  
باصحافت اعتقاد عدم وقوع محض بطور احتمال شرعی و امکان و نوعی جانتا یا یہ بھی سہی مگر جائز و  
محتمل ماننے والوں کو مسلمان کہتا یا طوائف طعونہ مذکورہ خواہ ان کے کبریا یا نظر اس کی تکفیر سے باز رہتا  
ہے تو ان سب صورتوں میں یہ طائفہ مخالفہ خود بھی قطعاً یقیناً اجماعاً ضرورۃً مثل طوائف مذکورہ  
قادیانیہ و قاسمیہ و اندریہ و امثالہم لکن اللہ تعالیٰ کا فرد مرتد طعون ابد ہے قاسمہم  
لکھ انی یق فکون کہ ضروریات دین کا جس طرح انکار کفر ہے پر بھی ان میں شک و شبہ  
اور احتمال خلاف ماننا بھی کفر ہے پر بھی ان کے منکر یا ان میں شک کو مسلمان کہتا یا اسے کافر  
کہتا جانتا بھی کفر ہے بجز الکلام امام غفری وغیرہ میں ہے کہ من قال بعد تبلیغات جی یکفر  
لا ان اسکر نص و کذا لک الوشک فیہ۔ درختار و برازیہ و جمیع الامور غیرہ کتب  
کثیرہ میں ہے من شک فی کفرہ و عذاب فقد کفر۔

ان یعنی اقوال خمس ثرازا احوال کے رد میں او آخر صدی گزشتہ میں بکثرت رسائل و  
مسائل علمائے عرب و عجم طبع ہو چکے اور وہ ناپاک فتنے غار مذلت میں گر کر قعر جہنم کو پہنچے  
والحمد للہ رب العالمین۔ اس طائفہ جدیدہ کو اگر طوائف طریدہ کی حمایت  
سویجے گی تو اللہ واحد قہار کا لشکر حیران سے بھی اس کی سزا سے گرد آ رہی ہے کہ تیار ہے قال  
تعالیٰ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوبُ اِلَیْکَ الْاَوَّلَیْنَ۔ ثُمَّ مَتَّعْتِہُمْ الْاٰخِرَیْنَ۔ کَذٰلِکَ تَفْعَلُ  
یَا اَسْجُرِیْمَیْنِ۔ وَ مَسِیْلٌ یُّوَسِّیْ لَکُمُ کَذِیْبَیْنِ۔

اور اگر اس طائفہ جدیدہ کی نسبت وہ تجویز و احتمال نبوت یا عدم تکفیر منکران ختم نبوت



معلوم رہی ہوئے اس کا خلاف ثابت ہو تو اس کا آئیہ کریم میں افادہ استغراق سے انکار اید ارادہ  
 گنہگار پر اصرار کیا اسے حکم کفر سے بچانے کا کہ وہ صراحتاً آئیہ کریمہ کا اس تفسیر قطعی یقینی اجماعی ایمانی  
 کا منکوحہ مطلق ہے جو خود حضور پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور جس پر تمام امت پر حرمیت سے اجماع کیا اور  
 بغیر متواتر فرشتوں سے ہو کر ہم تک آئی، مثلاً کوئی شخص کہے کہ شراب کی حرمت قرآن عظیم سے ثابت نہیں  
 ائمہ دین نے مانے ہیں وہ کافر ہو گیا اگرچہ اس کے کلام میں حرمت خمر کا انکار نہ تھا نہ تحریم کا ثبوت قرآن عظیم پر موقوف کہ  
 ان کی تحریم میں اعمادیت متواتر بھی موجود اور کچھ نہ ہو تو خود اس کی حرمت ضروریات دین سے ہے  
 اور ضروریات دین بھی نص میں کے محتاج نہیں ہوتے اہم اہل بوزر یا نوینی کتاب کے مضامین امام ابن حجر مکی، اعلام  
 بقواطع الاسلام میں نقل ہے: اذا جحد جسد علیہ علم من دین الاسلام مفردۃ صوامر کان فی نص اول  
 خلیفہ حدثہ کون کفر، اصطلاحاً ترجمہ جب کوئی اجماعی مسئلہ کا انکار کرے، ضرورت کے علم دین کی بنا پر  
 خواہ اس میں نص ہو یا نہ ہو، تو اس کا آئیہ انکار کفر ہو گا۔ (امریٹ)  
 بعینہ یہی حالت یہاں بھی ہے کہ اگرچہ حقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے  
 ہمیشہ کے لئے دروازہ نبوت بند ہو جانا اور اس وقت سے ہمیشہ تک کبھی کسی وقت کسی  
 جگہ کسی صنف میں کسی طرح کی نبوت نہ ہو سکے، مگر اس آئیہ کریمہ میں بڑا بڑا وقت نہیں بعد اس کے  
 ثبوت میں قابر و بابر و متوافر و متظافر و مشکاثر و متواتر حدیثیں موجود ہیں، چھندہ بتو ترجمہ اللہ  
 تعالیٰ مسئلہ خود ضروریات دین سے ہے مگر آیت کے تحت متواتر مجمع علیہ قطعی ضروری کا انکار  
 اس پر کفر ثابت کرے گا، اگرچہ اس کے کلام میں صراحتاً نقل مسئلہ کا انکار نہیں، منع الرفض الا میر  
 شرح فقہ الکبیر سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے:-

لوقال حرمۃ الخمر لانتثبت بالقرآن کفرہ ای

لانہ علیہ نص القرآن وانکر تفسیر القرآن لہ

"اگر کوئی کہے کہ حرمت شراب قرآن سے ثابت نہیں کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے نص قرآن سے انکار کیا اور تفسیر قرآن کا انکار کرتا ہے۔"

فتاویٰ ترمیں ہے من انکو حرمة الخمر في القرآن كفراً  
 اہم کی نے ہمارے علم سے کلمات کفر بالاتفاق میں نقل کیا او قال لست ثبت حرمة  
 الخمر في القرآن پر خود فرمایا کفر و اعداء لانتص في القرآن على تحريم  
 الخمر ظاہر لانت مستلزم لتكذيب القرآن الناص في غير ما آية  
 على تحريم الخمر فان قلت غايه ما في ان كذب وهو لا يقتضي  
 الكفر قلت ممنوع لانت كذب يستلزم انكار النص المجمل عليه  
 المعلوم من القرآن بالضرورة تو اگرچہ طائفہ آیت کریمہ میں استغراق کے انکار سے  
 ختم تا نبوت پر دلائل قطعیہ سے مسلمانوں کا ہاتھ خالی نہیں کر سکتا اپنا ہاتھ ایمان سے خالی کر گیا  
 ہاں اگر ارباب طائفہ صراحت ایمان لائیں کہ حضور یا قدس صلاۃ تعالیٰ علیہ وسلم نے مانہ  
 میں خواہ ان کے بعد کبھی کسی جگہ کسی طرح کی کوئی نبوت کسی کریم میں نہ ہوگی حضور کے قیام تک  
 آخر لاینبیاء الا بعدی میں رسول نے میں صلا کوئی تخصیص یا اولیٰ بعد قول نہیں اور ان تمام طالب کتب لغویں  
 قطعیہ و اجماعی قطعی و ضروریات دین سے ثابت یقیناً یامیں اور ان تمام طوائف ملعونہ مذکورہ  
 اور ان کے اکابر کو صاف صاف کافر متذکرین صرف بزرگم خود اپنی نحوی منطق جہالتوں ابطالوں  
 کج فہمیوں کے باعث آیت کریمہ میں لام محمد میں اور استغراق یا تقسیم سمجھیں تو اگرچہ بوجہ انکار  
 تفسیر متواتر اجماعی قطعی اسلوب فقہی اس پر اب بھی لزوم کفر مانے مگر از انجا کہ اس نے اعتقاد  
 صحیح کی تصریح اور کبرائے منکرین کی تکفیر صریح کر دی، اس کی تکفیر سے زبان روکتا ہی  
 مسلک تحقیق و احتیاط ہوگا۔

اہم کی بعد عبارت مذکورہ فرماتے ہیں :-

ومن شره تبعه ان لو قال الخمر حرام وليس

فی القرآن نص علی تحریمہ لحدیکفر لائمہ الالف

محض کذب و هو لاکفر بحد

اقول وباللہ التوفیق، اس تقدیر اخیر پر بھی اس قدر میں شک نہیں کہ یہ طائفہ  
عائفہ یارو معین مرتدین و کافرن و باز سچے کنندہ کلام رب العالمین و مکذیب تفسیر خود سید اسلمین  
و مخالف اجماع جمیع مسلمین و سنت بدعت و گمراہ و بددین ہے۔

اول تو ظاہر ہی ہے کہ نفی استغراق و تخریر عہد میں یہ ان کفار کا ہنر بان ہوا  
بلکہ ان نبیوں نے تو بطور احتمال ہی کہا تھا "جائز ہے کہ عہد کے لئے ہو" اور اس نے  
بزرگم خود عہد کے لئے ہونا واجب مانا اور استغراق کو باطل و مردود جانہ۔

دویم اس لئے کہ قرآن عظیم میں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اصلۃ و السلام  
کا ذکر پاک بہت و جو مختلف ہے و اردو ۱۱۱ قرآن فرادہ خواہ بتصریح اسماء یا صرف حقیقت  
کے لئے ہے: آدم، ادریس، نوح، ہود، صالح، ابراہیم، اسماعیل، یونس، یعقوب،  
یوسف، ایوب، شعیب، موسیٰ، ہارون، الیاس، ایشع، زکریا، داؤد، سلیمان،  
عزیز، یونس، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم و بارک و سلم ابراہیم  
ابہام شل قال لہم نبیہم (اشمویل) و اذ قال لفتش (یوشع) فوجدنا  
عبد من عبادن احضر علیہم الصلوۃ والسلام۔

(۲) برہیل عوم و استغراق اور یہی او فر و کثر ہے قولہ تعالیٰ قولوا امننا  
بאלلہ و ما انزل علینا الی قولہ تعالیٰ و ما اوتی النبیون من و ہم  
لا نفرق بین احد منهم و قال تعالیٰ و لکن البر من امن بאלلہ و الیوم  
الاخر و الملائکۃ و الکتب و النبیین و قال تعالیٰ تلک الارسل فضلنا  
بعضہم علی بعض و قال تعالیٰ کل امن بאלلہ و ملائکۃ و کتب و رسولہ  
و قال تعالیٰ لا نفرق بین احد من رسولہ و قال تعالیٰ و ما اوتی موشی و

عيسى والنبيون من بعدهم لا تنفك مابين احد منهم<sup>١٤</sup> وقال تعالى اولئك  
 مع الذين اتهم الله عليهم من النبيين والصديقين<sup>١٥</sup> وقال تعالى  
 والذين امنوا بالله ورسوله ولم يفرقوا بين احد منهم اولئك سوف  
 يؤتيهم اجرهم<sup>١٦</sup> وقال تعالى فامنوا بالله ورسوله<sup>١٧</sup> وقال تعالى لئن  
 اتهمتم لصلاة واتيتكم الزكوة واتيتكم برسلي وعرهتموه<sup>١٨</sup> وقال تعالى  
 يوم يحجم الله الرسل فيقول ماذا اجبت<sup>١٩</sup> وقال تعالى وما ترسل المرسلين  
 الا مبشرين ومنذرين<sup>٢٠</sup> وقال تعالى فلننسلن الذين امرناهم باليوم ولننسلن  
 المرسلين<sup>٢١</sup> وقال تعالى عن المؤمنين لقد جاءت رسل ربنا بالحق<sup>٢٢</sup>  
 وقال تعالى عن الكافرين قيد جاءت رسل ربنا بالحق فهل لنا من  
 حجة<sup>٢٣</sup> وقال تعالى لئن لم ينتهي عنا<sup>٢٤</sup> والذين امنوا وقال تعالى واتخذوا  
 اسني ورسلي عسقا<sup>٢٥</sup> وقال تعالى اولئك الذين اتهمناهم<sup>٢٦</sup> عليهم  
 من النبيين وقال تعالى ان لا يحلف كذبي المرسلون<sup>٢٧</sup> وقال تعالى واذا  
 اخذنا من النبيين ميثاقهم ومنك ومن نوح<sup>٢٨</sup> وقال تعالى هذا ما وعد  
 الرحمن وصدق المرسلون<sup>٢٩</sup> وقال تعالى ولقد سبقت كلمتنا لصيدنا  
 المرسلين<sup>٣٠</sup> وقال تعالى ولسر على المرسلين<sup>٣١</sup> وقال تعالى رجيئ بالنبيين  
 والشهداء<sup>٣٢</sup> وقال تعالى اننا لننصر رسلنا والذين امنوا<sup>٣٣</sup> وقال تعالى  
 الذين امنوا بالله ورسوله اولئك هم الصديقون<sup>٣٤</sup> وقال تعالى اعدت  
 للذين امنوا بالله ورسوله<sup>٣٥</sup> وقال تعالى لقد امرسلنا رسلنا بالبينات<sup>٣٦</sup>  
 وقال تعالى كتب الله لاخلين انا ورسلي<sup>٣٧</sup> وقال تعالى واذا المرسل اقتمت  
 لاي يوم اجلت<sup>٣٨</sup> الى غير ذلك من آيت كثيرة.

(٣) سورة برصه قبلت نبي انبياسه سابقين على نبينا وعليه الصلوة والسلام بمثل

قوله تعالى وما ارسلنا من قبلك الا نوحى اليه من عندنا قل هو الله تعالى  
وقال تعالى وما ارسلنا من قبلك من المرسلين الا انهم لياكلون الطعام  
وقال تعالى سنة الله في الذين خلوا من قبل فاكان امرا لله قدرا مقدورا  
الذين يبلغون رسالتك الله وقال تعالى ولقد اوحى اليك والى الذين من  
قبلك وقال تعالى ما يقال لك الا ما قد قيل للرسل من قبلك وقال  
تعالى كذلك بوحى اليك والى الذين من قبلك الله العزيز الحكيم  
(۴۱) پر یہی معنی ہے جسے شال فرود جمع ہے لہذا خاص خصوص و شمول میں قولہ تعالیٰ  
من كان عدوا لله وملائكته ورسوله وقوله تعالى ان الذين يكفرون  
بانت لله ويقتلون النبيين بغير حق ويقتلون الذين يامسرون  
به النمط من الناس فيقتلهم بعد اسباب اليم وقال تعالى ولا يامرکم  
ان تتخذوا الملائکة والنبيين اربابا وقوله تعالى ومن يكفر بالله  
وملائکته وکتابه ورسوله والیوم الآخر فقد ضل ضللا بعيدا و  
قوله تعالى ان الذين یحکفرون بالله ورسوله ویریدون ان یفرقوا  
بین الله ورسوله الى قوله تعالى هم الکفرون حقا وغیرها۔

(۵۱) خاص خاص جماعت غمراہ اس کا خصوص کسی وصف یا اضافت یا اور وجہ بیان  
کے نفس کلام میں مذکور اور اس کے استفادہ میں قولہ تعالیٰ ولقد اتینا موسیٰ  
الکتاب وقفینا من بعده بالرسول وقال تعالى فی سبغی اسرارین ولقد  
جاءتهم رسلنا بالبینات وقال تعالى فی التوبة ۳۳ یحکم بها النبیون فبین  
اسلموا للذین عادوا وقال تعالیٰ بعد ما ذکرہ نوحا شرمسولا اخرشع  
ارسلنا رسلنا تراثعارسلنا موسیٰ وقال تعالیٰ اوحینا الیک کما اوحینا  
الی نوح والنس من بعده فالسورة ہر بعدہ ہرود وموسیٰ علیہم

الصلوة والسلام وقال تعالى فقتل اسرسلکم ضعفة مثل ضعفة  
 عاد وثمود اذ جاءتهم الرسل من بين ايديهم ومن خلفهم  
 وقال تعالى بعد ذكر نوح وابراهيم ثم قفينا على اشارة  
 سرسلنا، يا بوجہ جنوری مثل قوله تعالى قال يقوم اتبعوا المرسلين  
 يا ذکری مثل قوله تعالى فی قوم نوح وهود وصالح ولوط وشعيب  
 بعد ما ذكرهم عليهم الصلوة والسلام ثلاث القرى نقض عليك  
 من انتباهها ولقد جاءتهم رسلهم بالبينات، يا علی مثل قوله تعالى  
 واترب لهم مثلاً اصحاب القرية اذ جاءها المرسلون وفل  
 تعالى سنكتب ما قالوا وقتلهم الانبياء بغير حق وغير ذلك۔

اب اولاً اگر ایہ کریم و لکن رسول اللہ و حاملہ التبیین میں کلام  
 عبد غارچی کے لئے ہر جیسا کہ یہ طائفہ خارجہ گمان کرتا ہے اور وہ یہاں نہیں مگر ذکر کری اور  
 ذکر کر دیکھ کر کہ اس لئے ذخیرہ مخلد پر شہہ اور ان میں لغت ایک وہ ہے جو بارہ کلام کریم  
 میں مراد ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی یعنی دیر سوم کہ جب انبیاء برصوفہ بوصف قلبیت و  
 مقید بقید سبقت لے گئے یعنی وہ انبیاء جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے  
 پہلے ہیں تو اب حضور کو ان کا خاتم ان کا آخر ان سے زمانے میں متاخر کہنا محض لغو و  
 فضول و کلام مہمل و معطل و مغسول ہو گا جس کا حاصل جل اقلیٰ پر ہی مثل زید زید سے زائد  
 نہ ہو گا کہ جب ان کو حضور سے الگا کر دیا حضور کا ان سے پچھلا ہونا آپ ہی معلوم ہوا اسے  
 بالخصوص مقصود بالافادہ رکھنا قرآن عظیم تو قرآن عظیم اصلاً کسی عاقل انسان کے کلام کے لائق  
 نہیں نہ کہ وہ بھی مقام مدح میں کہ ۔

چشمائے تو زیر ابرو اسند دندان تو جلد درو ہاسند

سے بھی بڑی حالت میں ہے کہ شعر نے کسی افادہ کی عبث تکرار نہ کی اور بات جو کہی وہ بھی

واقعی تعریف کی تھی۔

احسن تقویم سے بعض اصناف کا بیان ہے اسے مقام مرج میں یوں  
مہل جانا گیا ہے کہ ایک عام مشترک بات کا ذکر کیا ہے بخلاف اس معنی کے کہ اس میں  
علتش عبت موجود اور معنی مرج بھی مفقود اور پھر عموم و اکثر اک بھی نقد وقت کہ ہر شے اپنے  
اگلے سے پچھلی ہوتی ہے وغرض یہ وجہ تو یوں مندرج ہو جائے گی کہ اصل محل افادہ و صالح  
ارادہ نہیں اور اس طائفہ خارجہ کے طور پر وجود دوم کو بھی نامحتمل مان لیجئے پھر بھی ازل چارم  
پنجم سب محتمل رہیں اور پنجم میں خود وجوہ کثیرہ ہیں کہیں من بعد مومنی، کہیں من بعد  
نوح، کہیں انبیائے بنی اسرائیل، کہیں من بعد ہود و مومنی، کہیں مرف انبیائے عار  
ثورہ، کہیں انبیائے قوم نوح و عار و ثورہ، کہیں من بعد اسد اہم قوم لوط و

محدثین وغیرہ لک۔

بہر حال ذکر وجوہ کثیرہ خلتہ برآیا ہے اور یہاں کوئی قرینہ جتنی نہیں کہ ان میں  
ایک وجہ کی تعیین کرے تو معلوم نہیں ہو سکتا کہ کون سے مذکور کی طرف اشارہ ہوا، پھر  
عمد کہاں رہا، ہر سے سے عمد کا معنی ہی کہ تعیین ہے نہ ہدم ہو گیا کہ اختلاف و تنوع مطلقاً  
منافی تعیین نہ کہ اتنا کثیر پھر عمدتیت کیونکر ممکن۔

نائب جب کہ اتنی وجوہ کثیرہ محتمل اور قرآن عظیم نے کوئی وجہ بیان نہ فرمائی،  
حدیث کا بیان صحیح تو وہی عموم و اکثر فراق ہے کہ لاسببی بعدی، کسبائی اس تقریر  
پر جب اشارہ ذکر استغراق کی طرف ٹھہرا، عمد و استغراق کا حاصل ایک ہو گیا اور وہی عاطفہ  
تائید کہ شقہ اہل اسلام تھا، ظاہر ہوا مگر یہ اس طائفہ کو منظور نہیں، لاجرم آیت کہ بتقدیر عمدت  
محل مخفی ہے بیان رہی اور وحی منقطع ہو کر مشابہات سے ہو گئی، اب رسول اللہ صلی اللہ  
تعلی علیہ وسلم کو فاقم انہیں کہنا محض اقرار لفظ ہے فہم معنی رہ گیا جس کی مراد کچھ معلوم نہیں،  
کوئی کافر خود زمانہ اقدس حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کہتے ہی انبیاء نے حضور کے بعد

ہر قرن و طبقہ و مشر و قریب میں ہزار ہزار اشخاص کو نبی جانے، خرد اپنے آپ کو رسول اللہ کہے۔  
اپنے استاذوں کو مرسلین و الوعزہ بتائے، آیہ کریمہ اس کا بال بچکا نہیں کر سکتی کہ آیت کے معنی  
ہی معلوم نہیں جس سے محبت قائم ہو سکے، کیا کوئی مسلمان ایسا خیال کرے گا ہاشا و کلا۔

ثالثاً میں کثرت و تراجم معانی پر کیوں بنا کروں، سوائے استغراق کوئی — معنی  
لے لیجئے سب پر ہی آتش درکار رہے گی کہ پھلی جھوٹی کا ذریعہ نبوتوں کا ذرا آیت بند  
نہ کر سکے گی، معنی اول یعنی افراد مخصوصہ عینہ مراد لے تو نبی علیہ السلام علیہ وسلم اپنی متعدد  
انبیاء علیہم السلام کے قائم ٹھہرے جن کا نام یا ذکر تین علی وجہ الایہام قرآن مجید میں آیا۔  
جن کا شمار تیس چالیس نبی تک بھی نہ پہنچے گا، یونہی بر تقدیر سے خیم یعنی جماعت خاصہ اس  
جماعت کے قائم ٹھہریں گے۔ باقی جماعت صاف و سابقہ کے لئے نبی غایت ثابت نہ ہو گی  
چہ جائے جماعت کا ذریعہ آئندہ اور معنی مہم میں صاف ٹھہریں انبیاء کے سابقین کی ہو جائے گی  
کہ جو نبی پہلے گزر چکے ان کے قائم میں تو پھلوں کی کیا بندش ہوئی بلکہ پیچھے اور آئے تو  
وہ ان کے بھی قائم ہو گئے، رہے سہی چارم معنی اس میں جمیع مراد لیا اس طائفہ کو منظور نہیں  
ورنہ وہی ختم الشیء لنفسہ لازم آئے۔ لاجرم مطلقاً کسی ایک فرد کے اختتام سے بھی  
غایت صادق مانے گا کہ صدق علی کفلس کے لئے ایک فرد پر صدق کافی ہے تو یہ معانی  
سے آخست وار ذل ہوا اور حاصل وہی ٹھہرا کہ آیت بہر منہج فقط ایک رو یا چند یا کل گذشتہ  
پیغمبروں کی نسبت صرف اتنا تاریخی واقعہ بتاتی ہے کہ ان کا زمانہ ان کے زمانے سے پہلے تھا  
اس سے زیادہ آئندہ نبوتوں کا وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتی نہ ان سے اصلاح بحث کرتی ہے۔  
طوائف ملعونہ ہمدونہ و قاریانہ و امیرہ و منافقونہ و امثالہم لغتہم اللہ علیہ کا یہی تو مقصود تھا۔  
وہ اس طائفہ خارجہ نے جی کھول کر انصاف کر لیا وسیعہ التذین ظلموا  
آی منقلب ینقلبون۔

اصل بات یہ ہے کہ معانی قطعہ جو تمام مسلمین میں ضروریات دین سے ہوں



جب ان پر نصوص قطعیہ پیش نہ کئے جائیں تو مسلمانوں کو حق بنالینا اور متخذات اسلام کو ٹھیکہ بنانا  
عوام شہر ادبنا ایسے غباء کہنے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اور نصوص میں احادیث پر نہ عام لوگوں کی نظر  
نہ ان کے جمع طرق و ادراک تو اترا پر دسترس وہاں ایک مجلس میں کام نہ لیا جاتا ہے کہ یہ باپ عقائد  
ہے اس میں بخاری و مسلم کی بھی صحیح احادیثیں مردود میں ہاں ایسی جگہ ان ہی کے اندھوں  
کی کچھ کو روکتی ہے تو قرآن عظیم سے کہ بغرض تلبیس عوام بنائے نام اسلام کا اودھام ہو کر قرآن پر عروج  
انکار کا ٹھوکر ڈر گئے ہیں لہذا وہاں تحریف منوی کے چال چلتے اور کام اتر کر اٹھتے بدستے میں کہ جب  
آیت سے مسلمانوں کو ہاتھ خالی کر لیں پھر گویا دجی شیطان کا راستہ کھل جائے گا و اللہ صمد خورہ  
ولو کرہ الکافرون۔

سوم یعنی شمس طائفہ کا شہر تہذیب و تمدن ہے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتا وہ  
ہر ادنیٰ خادم حدیث پر روشن مہیاں اجمالی و تحریف ذکر کریں صحیح مسلم شریف و سند امام احمد  
سنن ابوداؤد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ وغیرہ میں ثوابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔۔۔

انہ سیکون فی امتی کذابون مشفقون کلہم یرعہم

انہ سبھی وانا خاتم النبیین لا سببی بعدی

”جیک میری امت دعوت میں یا میری امت کے زمانے میں میں کذاب  
ہوں گے کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا اور میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے  
بعد کوئی نبی نہیں“

لے دیکھ تہذیب انکس مٹ لے دیکھ برابین قاعدہ گجراتی مٹ لے دیکھ تہذیب انکس مٹ

لے امام احمد بن حنبل : سند امام احمد مطبوعہ میرٹ ج ۵ ص ۲۷۸

ابو یوسف ترمذی : ترمذی شریف مجتہبی دہلی ج ۲ ص ۲۵

اہم احمد رضا دہلوی رحمہ اللہ کی تصانیف میں سے ہے جو کہ اردو زبان کے مفہوم صحیح مختارہ میں علامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فی امتی کذابون دجالون سبعة وعشرون منهم  
اربعم نسوة وانی خاتمة النبیین لامنی بعدی لے

”میری امت دعوت میں ستائیس دجال کذاب ہوں گے ان میں چار عورتیں  
ہوں گی حالانکہ بے شک ہیں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں“

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ترمذی و تفسیر ابن ابی مائیم و تفسیر ابن مردودہ میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مثل و مثل الانبیاء تکمیل برجل استخی دارا فاکمنا  
یا حبیبنا الاموضع لیستہ فکل من دخلها فخطب الیہا قال  
ما احببنا الاموضع للنبیة قال اموضع اللبنة فتختم  
بی الانبیاء

”میری اور نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان پر درکابل  
اور درخجورت بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی تو جو اس گھر میں جا کر دیکھا کہ یہ مکان  
کس قدر خوب ہے مگر ایک اینٹ کی جگہ کہ وہ خالی ہے تو اس اینٹ کی جگہ  
میں جو اچھے سے انبیاء ختم کر دے گئے“

صحیح مسلم و سنن احمد میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

۲۹۶ ص	۵۲	مطبوعہ بیروت	سند ام احمد	لے ام احمد بن منیل
۱۸۸ ص	۳۲		مجمع طبرانی	طبرانی
۵۰۱ ص	۱۲	مکتبہ رشیدیہ، دہلی	بخاری شریف	سہ ام بخاری

علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

مثلی ومثل النبیین کمثل رجل یبغی دارا فاحتمها  
الالبسة واحدة فحجبت اسارا فاحتمت ثلث اللبنة له

”میری اور انبیاء کی مثل اس شخص کی مانند ہے جس نے سارا مکان پورا  
بنایا سو ایک اینٹ کے تو میں تشریف فرما ہوا اور وہ اینٹ میں نے پوری کی؟  
مسند احمد و صحیح ترمذی میں بافادہ تصحیح ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

مثلی فی النبیین کمثل رجل یبغی دارا فاحتمها واکتمها  
واجملها و متروک فیها موضع لبنة لم یضعها فجعل الناس

یظنون بها الخیاب و یحجون بیت و یقولون لو کتم موضع

هذه اللبنة فکان فی النبیین موضع ثلث اللبنة له

”پیغمبروں میں میری مثال ایسی ہے کہ کسی نے ایک مکان کو خوبصورت کر دیا

خوشما بنایا اور ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ وہ نہ رکھی، لوگ اس عمارت کے

گرد نہ پرتے اور اس کی خوبی و خوشنمائی سے تعجب کرتے اور نہ کہتے کہ کسی

اس اینٹ کی جگہ پوری ہو جاتی، تو انبیاء میں اس اینٹ کی جگہ میں ہوتی :-

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن نسائی و تفسیر ابن مردودہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہی مثل بیان کر کے ارشاد فرمایا خاتما للنبیة

۲۷ ص ۲۳۸

لہ مسلم بن حجاج : مسلم شریف

ص ۱۰۹

۲۶

ترمذی شریف

۱۰۹ ص ۱۰۹

مسند امام احمد بن حنبل

۵۳ ص ۳۴

وانما خانتهم النبیین" تو میں وہ اینٹ ہوں اور میں قائم نہیں ہوں "صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وعلیہم اجمعین وبارک وسلم۔

چہارم کا بیان اور پگزرا، پنجم سے اس طائفہ کی گراہی بھی واضح ہو چکی کہ تفسیر رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رد کرنے والا اجماع قطعی اہمیت مرحومہ کا خلاف کرنے والا، سوا  
گمراہ و بددین کے کون ہو گا سوئے مانتو فی وفضلہ جہنم و سلفہ مصیبت  
رہی بر عقلی وہ اس کے ان شہادت و ابیات، خرافات، مزخرفات کی ایک ایک آواز  
ٹپک رہی ہے جو اُس نے اثبات ادعائے باطل و عہدِ خارجی کے لئے پیش کئے، اہل علم  
کے سامنے ایسے ہموار کیا قابل التفات مگر غلط عوام و ازارہ اداہم کے لئے چند طرف  
مجل کا ذکر مناسب، واللہ المہادی و ولی الایادی۔

شہرہ اولیٰ میں اس طائفہ نے جو عبارت توضیح کی طرف غلط نسبت کی  
حالانکہ توضیح میں اس عبارت کا نشان نہیں بلکہ وہ اس کے حاشیہ توضیح کی ہے۔

اقول اولاً اگر یہ عیان عمل اسی اپنی ہی عقل کی برائی عبارت کو سمجھتے اور قرآن  
عظیم میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وجوہ ذکر کو دیکھتے تو یقین کرتے کہ آیہ کریمہ و نسکن  
رسول اللہ و خانتہم النبیین میں لام عہدِ خارجی کے لئے ہر نا محال ہے کہ بوجہ خروج  
وجوہ ذکر و عدم اولویت و ترجیح جس کا بیان مشترکاً گذرا، اکیں تمیز جدا ہر سے کے کسی پیچیدگی  
کا امتیاز ہی ذرا تو یہی عبارت شاہد ہے کہ یہاں عہدِ خارجی ناممکن، کاشش فکر کے لئے بھی  
کچھ عقل ہوتی تو اس کی جگہ توضیح ہی کی گول عبارت العہد ہوا الاصل ثم الاستغراق  
شمہ تعریف الطبیعة نقل کی ہوتی کہ خود نفس عبارت تو ان کی جنات منقلب پرستارہ دینی



اشارہ ہے اور ختم کا مائل نفی معیت و بعدیت ہے جیسے اولیت مجتہ نفی معیت و قبلیت، تعریقات علامہ  
 تیز شریف قدس الشریف میں ہے الاول خرد لا یكون غیرہ من جنسہ سابقا علیہ  
 ولا مقارنا لہ حدیث میں ہے انت الاول فلیس قبلک شیئ و انت الاخر فلیس  
 بعدک شیئ رواہ مسلم فی صحیحہ و الترمذی و احمد و ابن ابی شیبہ و غیرہم  
 عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وللہیقی  
 فی الاسماء والصفات عن ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن رسول اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم ان کان یدعو بہؤلاء الکلمات اللهم انت الاول فلا شیئ  
 قبلک و انت الاخر فلا شیئ بعدک (الحدیث) تو فاتحین کا حاصل نہایت حضور پروردگار  
 تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ برابر بعد نفس ہی کی نفی جوئی اور جس کی نفی عرفا و لغو و شرعا جہاد فرما دی ہے  
 جرتی ہے و لہذا اسے نفی جس چیز معلوم ہے جیسے لا یجلی فی الظلم و لہذا لا الہ  
 الا اللہ بغیر خدا کے نفی الوبیت کرنا ہے کہوں بھی استغراق ہی ثابت ہوا و لہذا الحمد  
 (یا کمل وستیابہ آوا)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَا ارِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ وَمَا تُوفِّقُنِي إِلَّا بِاللَّهِ



نسخہ

کل فیض رحمانی

بجواب

اوہام غلام قادیانی  
(۱۳۱۴ھ)

جس کو عبداللہ القصد جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ اسپیکٹر  
لودھیانہ مؤلف میزان الحق۔ گفتگو جمعہ۔ سلک الدین نے  
مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے رسالہ انجام آتھم وضمیمہ وغیرہ کے  
جواب میں تالیف کیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

DE ALLESUNNAT KAL JAMAA

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَيْكَ أَكْثَرُ وَصَلَاتِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	نمبر
۲۳۱	تحمید و تسلیم و تمہید	۱
۲۳۲	آیات قرآنی جن کی تفسیر مرزا صاحب نے نہیں کی اور تمام علماء کو گالیاں دیں	۲
۲۳۵	وہ احادیث جن کی مرزا صاحب نے پروانہ کر کے روگردانی کی	۳
۲۳۷	آثار صحابہ و تابعین و صحیح مسلمین رضی اللہ عنہم و اقوال جمہور علماء کی مخالفت	۴
۲۴۸	مرزا صاحب کے لیے الہامات و تجربات جن پر خود انہوں نے عمل نہیں کیا	۵
۲۵۱	ایک لاہوری بنیا اور مسلمان کی لڑائی کی روایت سے مرزا صاحب کی مطابقت	۶
۲۵۲	روایت... کسی کا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو طمانچہ مارنا اور ان کا حلم اور غصہ	۷
۲۵۲	روایت... حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر چلتی ہوئی آتش کا کاسہ غلام سے گر پڑنا اور آیت شریفہ ”والکافرین“ کے موافق غلام کو آزار دینا	۸

صفحہ	مضامین	نمبر
۲۵۵	اول..... خلاصہ مختصر رسالہ انجام استقامت	۹
۲۵۶	مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی مسٹر عبداللہ استقامت کی موت کی نسبت	۱۰
۲۵۷	مسٹر عبداللہ استقامت کا خط مرزا صاحب کی پیش گوئی کے جواب میں	۱۱
۲۶۳	دوم..... مختصر خلاصہ رسالہ خدا کا فیصلہ	۱۱
۱۱	مرزا صاحب کا تصویریں جاندار انسانوں کی بنانا	۱۲
۲۶۵	حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین	۱۳
۲۶۷	سوم..... مختصر خلاصہ رسالہ دعوت قوم	۱۴
۲۶۹	مرزا صاحب کا دعوت نبوت اور اس کا جواب	۱۵
۲۷۱	مرزا صاحب کا اعتقاد کہ قرآن شریف میں بد تہذیبی اور گندی گالیاں بھری ہیں	۱۶
۲۷۳	مرزا صاحب کا اعتقاد کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ خونی ہیں	۱۷
۲۷۶	مرزا صاحب کا دو انسانی صورتوں سے ایک لاکھ فوج کی درخواست کرنا اور پانچ ہزار سپاہیوں کا منظور ہونا	۱۸
۲۷۸	مرزا صاحب کو دشمنی کے..... خیر خواہ ہرگز نہیں	۱۹
۲۷۸	مرزا صاحب کا مہبلہ کو ناجائز قرار دیکر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سوء ادبی	۲۰
۲۷۹	مرزا صاحب کا اسی مہبلہ کو جائز قرار دیکر درخواست مہبلہ کرنا اور	۲۱

نمبر	مضامین	صفحہ
	حضرت مولانا مولوی غلام دنگیر صاحب قصوری کا کامل ماہ شعبان مبارکہ کیلئے لاہور میں منع اپنے صاحبزادوں کے حاضر رہنا اور مرزا صاحب کا وجود تاکید کے حاضر نہ ہونا اور جھوٹ	۲۸۰
۲۲	چہارم..... مختصر خلاصہ مکتوب عربی بنام علماء ہندوستان خجہ البلاذری وغیرہ	۲۸۱
۲۳	مرزا صاحب کے الہامات و دعویٰ نبوت اور علماء کو نام بنام گالیاں	۲۸۲
۲۴	خلاصہ مکتوب عربی ختم ہوا۔ نظر ثانی شروع ہوئی۔	۲۸۳
۲۵	مرزا صاحب کی مشابہت اور مناسبت نامہ	۲۸۴
۲۶	حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ اس کا جواب	۲۸۵
۲۷	مرزا صاحب کا عالم الغیب ہونا اور دعویٰ نبوت	۲۸۶
۲۸	مرزا صاحب کی رحمت کا حال جو بموجب آیت وَمَا أَرْسَلْنَاكَ (جوان پر دوبارہ نازل ہوئی) کی صداقت۔ معاملہ برعکس	۲۸۷
۲۹	مرزا صاحب کے استدراجات کی مطابقت مسلمہ کذاب کے استدراجات سے	۲۸۸
۳۰	مرزا صاحب کا مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات	۲۸۹
۳۱	مرزا صاحب کی برائین احمدیہ خدا کی کلام ہے اور قرآن شریف مرزا صاحب کی کلام ہے	۲۹۰
۳۲	دعویٰ خدائی۔ نعوذ باللہ منہا	۲۹۱

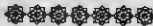
نمبر	مضامین	صفحہ
۳۳	مرزا صاحب کے پانچ دلائل وفات حضرت مسیح علیہ السلام پر	۲۸۹
۳۴	ازالہ نمبر اول ... دلائل وفات مسیح علیہ السلام میں	"
۳۵	آیت اِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسٰى اِنِّیْ مَوَدِّکَ وَرَاضِیٌّ بِکَ (الآیہ) کے معنی جو مرزا صاحب اور ان کے حواری کلاں مولوی نور الدین نے کئے ہیں	"
۳۶	مرزا صاحب کے ہی دلائل تحریرات سے حیات مسیح علیہ السلام ثابت ہوتی	۲۸۹
۳۷	ازالہ دلیل نمبر دوم ... مرہم حواریین کا حال اور مرزا صاحب کی غلطی	۲۹۳
۳۸	ازالہ دلیل نمبر سوم ... مرزا صاحب کا اعتقاد کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور فوت ہو گئے اور قبر میں دفن کر دیئے گئے قبر ان کی اس وقت بلا دشام میں موجود ہے اس دلیل سے مرہم حواریین غلط ثابت ہوتی	۲۹۷
۳۹	یہود اور نصاریٰ کے پیغمبران علیہم السلام ایک ہی ہیں الگ الگ نہیں	۲۹۸
۴۰	ازالہ دلیل نمبر چہارم ... مولوی نور الدین صاحب کی شہادت کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے۔ یوز آسف بنانا اور اس کا جواب	۲۹۹
۴۱	نقل حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خوش اور عجیب گہن رہنے کی	۳۰۱

نمبر	مضامین	صفحہ
۴۲	نقل خطوط رؤساء کشمیر یوز آصف نبی کی قبر کی تحقیقات میں بحوالہ تاریخ کشمیر	۴۰۲
۴۳	ثابت ہوا کہ کشمیر میں حضرت یسوع مسیح کی کوئی قبر نہیں مرزا صاحب کا افتراء	۴۰۳
۴۴	مرزا صاحب کا حافظہ۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر پہلے گلیل میں پھر بلا دشام میں اور پھر خاص کشمیر میں بیان کی	۴۰۴
۴۵	ازالہ دلیل نمبر پنجم۔۔۔۔۔ مرزا صاحب کو اپنے الہامات عربی، عبرانی، انگریزی زبانوں کے معنی اور مطلب نہیں آتے	۴۰۵
۴۶	حکایت اکبر بادشاہ کی نزول قرآن مصنوعی کی مطابقت مرزا صاحب کے الہامات سے اور طاووس پیاڑہ کی تقریر اور اکبر بادشاہ کا سکوت	۴۰۶
۴۷	مرزا صاحب کا الہام کہ ہمارا خدا حاجی (ہاتھی) و انت کا یا گوہر کا ہے	۴۰۸
	مرزا صاحب کے خدا حاجی کے معنی جو ان کو اب تک معلوم نہیں ہوئے تھے	
۴۸	مرزا صاحب خود عیسیٰ نو ماہہ و عیسیٰ دہقان (شراب انگوری) ہیں	۴۱۵
۴۹	علماء و فضلاء کی خدمت میں راقم الحرف کی درخواست کہ اگر مرزا صاحب کو کوئی عیسیٰ کہے تو نہ چڑیں جبکہ وہ اپنے آپ کو عیسیٰ نو ماہہ یا عیسیٰ دہقان جانتے ہیں	۴۱۶
۵۰	مرزا صاحب کا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج	۴۱۶

صفحہ	مضامین	نمبر
۳۱۷	جسمانی کا انکار اور حضرت کے جسم اطہر نورانی اور کوکبیت لکھنا اور اس کا جواب	
۳۱۸	مرزا صاحب اپنی تحریر سے فاجر ثابت ہوئے اور پردہ دری ہوئی	۵۱
۳۱۹	حضرت اور مسیح علیہ السلام اس جسم عضری کے ساتھ آسمان پر زندہ اٹھائے گئے اور پھر واپس آ کر دنیا پر شہر بعلبک میں مبعوث ہوئے	۵۲
۳۲۱	مرزا صاحب کی دعا جو کہ بجلی کی طرح کودتی ہے، مینڈک کی طرح بھی نہ کودی	
۳۲۲	الطیۃ مر سید احمد خاں صاحب کی پیروی مرزا صاحب نے غشکوہ وفات حضرت مسیح علیہ السلام میں	۵۳
۳۲۲	پانچم..... خلاصہ مختصر ضمیمہ انجام آسٹم جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کو	۵۴
	فحش گالیان دیں ہیں	
۳۲۴	خلاصہ ضمیمہ ختم ہوا۔ جواب مختصر مولوی صاحبان پر گالیوں کی شک	۵۵
	حضرت مسیح علیہ السلام پر چھوٹے بہتانات ان کی دادیوں نانہوں پر سخت فحش عیب لگانے کے جوابات مرزا صاحب کے ہی الہامات سے	
۳۲۵	مرزا صاحب اپنی ہی تحریرات والہامات سے وہ کچھ ثابت ہوئے جو انہوں نے مولوی صاحبان کو بے جا غصہ میں کہا اور آخر اپنے ہی قول کے موافق ثابت ہوئے	۵۶
۳۲۶	مرزا صاحب اپنی ہی تحریرات والہامات جو انہوں نے مولویوں اور	۵۷



صفحہ	مضامین	نمبر
۳۶۶	خلاصہ مطابقت مرزا صاحب اور مہدی سوڈانی	۷۰
۱۷۵	اول..... مرزا صاحب کی طرف سے دعوائے نبوت	۷۱
۳۸۱	دوم..... توہینات انبیاء علیہم السلام	۷۲
۳۸۶	سوم..... مرزا صاحب کے عقائد	۷۳
۴۰۰	چہارم..... مرزا صاحب کے اعمال	۷۴
۳۲۱	خاتمہ کتاب اور التماس بخدمت شریف علماء و مفتیان شرع العلیا	۷۵
	ابقایم اللہ تعالیٰ بطور استغناء اور رویہ صادقہ	
۳۳۳	مرزا صاحب کے خطوط۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بہ نسبت الہام	۷۶
	کراچ	
۳۲۷	خطوط مرزا صاحب کے خطوط کی تصدیق میں	۷۷
۳۳۵	کلمہ فضل رحمانی بحواب ادہام غلام قادیانی پر مولوی صاحبان کی تقاریر	۷۸
۳۵۲	الستقاء مالک اخبار وفادار لاہور جناب باری میں	۷۹





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى  
رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَاتَّبَاعِهِ أَجْمَعِينَ۔

ابا بعد حقیر پر تقصیر اضعف من عباد اللہ المصدق قاضی فضل احمد بن حضرت قاضی الدین  
صاحب متوطن ضلع گورداسپور حال کورٹ (سکٹر لودھیانہ ناظرین متین کی خدمت میں  
گزارش کرتا ہے۔ کہ آج کل (ماہ شعبان ۱۳۳۷ھ) ایک کتاب مسنی بانجام آیتھم مع  
رسائل دیگر خدا کا فیصلہ۔ دعوت قوم۔ مکتوب عربی بنام علماء و مشائخ ہند و غیرہ وغیرہ  
تصنیف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان تاریخ طبع  
ندارد دیکھنے میں آئی۔ جو اکثر علماء و مشائخ کی خدمت میں مرزا صاحب کی طرف سے  
بذریعہ رجسٹری بھیجی گئی ہے جس میں مرزا صاحب نے تمام مخالفین کی بالعموم اور علماء و  
مشائخ کی بالخصوص خوب خبر لی ہے۔ اور سب دشتم کے تیروں سے ان کے دلوں کو چھلنی کی  
طرح خوب چھیدا ہے۔ اور اپنے غصہ کی آگ کو بزم خود خوب بھڑکایا ہے۔ گویا سب کے  
جسم کو معدا ستخوان جلایا ہے۔ قبل اس کے کہ میں ان کے موٹے موٹے مضامین کو بہت ہی  
اختصار کیساتھ عبارت سلیس عام فہم پیش ناظرین کروں اور مرزا صاحب کی ہی الہامات  
و تحریرات کے مقابلہ میں ہدیہ شائقین باجمین کروں نہایت ہی افسوس کے ساتھ عرض کرتا  
ہوں کہ مرزا صاحب نے جو روش تحریر اس کتاب میں اختیار کی ہے اہل اسلام کو تو کیا دیگر  
مذہب کے لوگوں کو بھی نہایت نا پسند ہوئی اور تحقیر کی نظروں سے دیکھی گئی ہے کیونکہ مرزا

صاحب نے احکامات الہی و احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اقوال و افعال جمہور کا انعوز باللہ صرف اغماض ہی نہیں کیا بلکہ بصورت انکار ان کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ بطور نمونہ آیات و احادیث و اقوال و افعال بزرگان پیش کرتا ہوں۔

## آیات قرآنی جنکی مرزا صاحب نے تعمیل نہیں کی

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت : ۱۰۳)

ترجمہ : یعنی خدا کے دین کو سب اکٹھے ہو کر مضبوط پکڑو اور متفرق نہ ہو جاؤ۔

(۲) وَلَا تَكُونُوا لِلَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا۔ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت : ۱۰۵) یعنی تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے فرق اور اختلاف کیا۔ ان ہر دو آیات کی تعمیل تو مرزا صاحب نے یہ کی کہ تمام اہل اسلام سے ایسی تفریق اور مخالف پیدا کر لی کہ کسی کو بھی اپنے ساتھ نہیں رکھا۔ حتیٰ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر آج تک کوئی بھی آپ کے عقائد کے ساتھ متفق نہیں ہوا۔

(۳) خداوند کریم کا حکم ہے۔ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ۔ (پ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت : ۱۰)

ترجمہ : یعنی مسلمان سب بھائی ہیں بھائیوں میں اصلاح کرو۔

اس حکم کی تعمیل مرزا صاحب نے ایسی کی کہ بجائے اصلاح کرنے کے اور آتش فساد مشتعل کر دی اور اپنے خاص بھائیوں کو دشمن بنالیا۔

(۴) حکم اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہے۔ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ۔ (پ ۱۰ سورۃ الانفال آیت : ۴۶)

ترجمہ: یعنی آپس میں مت جھگڑو ست ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا بگڑ جائے گی۔

اس کی تعمیل میں مرزا صاحب نے رفع تنازع کیلئے ایسی کوشش کی کہ کوئی وقت کوئی ساعت جھگڑے یا فساد سے خالی ہی نہیں رکھی۔ کبھی کوئی کتاب کبھی کوئی رسالہ کبھی کوئی اشتہار نکالتے ہی گئے جس سے جھگڑوں میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔۔۔ یہاں تک پہنچے کہ ایک اشتہار جمعہ کے روز کی تعطیل کا نکالا۔ اس میں اپنے مسلمان بھائیوں کے برخلاف گورنمنٹ کو اس امر کی توجہ دلائی کہ مسلمان لوگ گورنمنٹ کے ساتھ باغیانہ خیال رکھتے ہیں۔ اس کی شناخت یہ ہے کہ جو لوگ نماز جمعہ نہیں پڑھیں گے وہ سرکاری باغی اور بدخواہ سمجھے جائیں گے مطلب اس سے یہ تھا کہ جو لوگ بیعت نہ پورا ہونے شرائط جمعہ کے شہروں یا دیہات میں نماز جمعہ نہیں پڑھتے وہ باغی سمجھے جائیں۔ مگر افریقہ ہے گورنمنٹ کی دانش پر کہ اس نے ایسی القابات اور اشتہار پر کچھ توجہ نہ فرمائی ورنہ مرزا صاحب نے اس آیت کی تعمیل میں ذرہ بھر بھی پیش زنی کرنے میں فروگزاشت نہ تھی کہ جھٹ مسلمان لوگ باغی قرار دیئے جا کر احکام مضابطہ جاری ہوتے۔

(۵) وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ - (پ ۸ سورۃ الاحزاب آیت ۵۶) یعنی فساد مت کرو بیچ زمین کے۔

مگر افسوس مرزا صاحب کو اس فساد اور جھگڑوں میں ہی مزہ اور رونق ہے۔ طبیعت کا لگاؤ اور رجحان ہی اس طرف ہے۔

(۶) حُكْمُ خُداوندی ہے۔ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِاللِّقَابِ بَيْنَكُمْ إِلَّا سِمَ الْقَسْوَفِ بَعْدَ الْإِيمَانِ - (پ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۱۱) یعنی اپنے دین والوں کا عیب نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔ بدنامی ہے کسی کو ایمان کے بعد

۱۔ اشتہار مورخہ یکم جنوری ۱۸۹۶ء بابت تعطیل روز جمعہ مرزا صاحب ۱۲ مئی ۱۸۹۶ء

فسق سے یاد کرنا۔

مرزا صاحب نے اس حکم کی تفسیل یہ کی ہے کہ اس کتاب انجامِ آہٹم میں مولوی صاحبان و مجاہدہ نشین صاحبان میں سے کسی کو وصال کسی کو بطل کسی کو شیخ نجدی کسی کو شیطان کسی کو فرعون کسی کو ہامان وغیرہ وغیرہ لقموں سے یاد کیا ہے۔ مہذب اہل اسلام و دیگر ناظرین مرزا صاحب سے یہ سوال کرتے ہیں کہ یہ طریق جو آپ نے اپنی کتاب میں اختیار کیا ہے کوئی صفحہ یا سطر ایسی نہیں جس میں کوئی نہ کوئی گالی نہ ہو یہ کس آیت یا حدیث یا الہام کے ارشاد سے کیا گیا ہے۔

(۷) وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ (پ ۷ سورۃ الانعام آیت ۱۰۸)۔ یعنی

مکافروں کے معبودوں کو بھی گالی نہ دو، تا کہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے خدا کو گالیاں دیں۔

اس حکم کی تفسیل مرزا صاحب نے ایسی کی کہ مرزا صاحب کی کتابیں بالخصوص رسالہ انجامِ آہٹم اور اس کا ضمیمہ شاہدین اور ان کی تصدیق کیلئے آزیہ اور بیسائیوں کی کتابیں موجود ہیں کہ جن میں مرزا صاحب کی بدولت خداوند کریم اور تمام پیغمبران علیہم السلام اور بالخصوص حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ایسے ایسے الفاظ دیکھے گئے ہیں کہ جن سے ایک ادنیٰ مسلمان کا بھی جگر پارہ پارہ ہوتا ہے۔ کیا یہ حکم خداوند تعالیٰ کی تفسیل ہے کیا یہ کل تحریروں کا ثواب مرزا صاحب کے اعمال نامہ میں روز بروز درج نہیں ہوتا ضرور بلکہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔

(۸) اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ نَزَّلَ فِيهِ قَوْلُ لَوْلَا لَلْأَمْسِ حُسْنًا۔ (پ ۸ سورۃ البقرہ آیت ۸۳)

یعنی لوگوں سے نیک اور بھلائی کی بات کہو۔ اس حکم میں کسی مسلمان کی بھی تخصیص نہیں عوام تو کہاں بچہ بچہ خاص بھائی اور عزیز مسلمان بھی نیکی اور انجھ کلمے سے بانٹیں گئے گئے۔

جب مرزا صاحب بقول خود تمام انبیاء اور مرسلوں کی صفات سے موصوف ہیں تو ایک ہی جسم سے ملہم۔ مجدد۔ مثیل مسیح۔ موعود۔ مہدی مسعود ہیں۔ تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ ان کے سینہ بے گنجینہ زبان بے عنان سے ایسی خوش گالیاں مسلمان بھائیوں بالخصوص مولوی صاحبان و عابدہ نقشبین صاحبان کو کتابوں میں دی جاتی ہیں۔ جیسے بدذات۔ بے ایمان۔ دجال۔ لعین۔ شیطان۔ فرعون۔ ہامان۔ ظالم۔ یہودی۔ بظالم۔ خبیث۔ گدھے۔ کتے۔ سور وغیرہ وغیرہ اگر مسیح موعود کی تہذیب اور خواص ایسے ہی ہونے چاہئے تو مرزا صاحب کو مبارک ہو۔

WWW.NAKSISTISLAM.COM

## احادیث جن سے مرزا صاحب نے روگردانی کی

- (۱) امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم نے ایک حدیث طویل میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توحید اور نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج اور صدقہ اور تہجد اور جہاد کا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا کہ کہو تو بتاؤں تمہیں ان سب کی جزا اور اصل کو۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہاں اے نبی اللہ کے۔ آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا کہ اسکو روکے رہو۔ (مرزا صاحب نے زبان کو خوب روکا)
- (۲) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ حَصَمَتْ نَجَا۔ جو چپ رہا نجات پا گیا (مرزا صاحب اتنے بڑے پیغمبر ایسی چھوٹی حدیث پر کیسے عمل کرتے) نعوذ باللہ۔

(۳) صحیحین میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو لعنت کہنا مانند قتل کرنے اس کے ہے۔ (قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے)

(۴) ترمذی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔ یعنی لعنت کرنا ایمان کے مخالف ہے۔ (مرزا صاحب کی کل کتاب لعنتوں سے بڑے ہے)

(۵) صحیحین میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گالی دینا مسلمان کو بڑے گناہ کی بات ہے۔ (تمام کتاب ہی گالیوں سے بھری پڑی ہے حتیٰ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی)

(۶) امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے مسند صحیح روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گالی بکنے والا اور بے حیائی کی بات کرنے والا اسلام میں سے اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ (گالیاں بھی لغو و بالذہ کہ مسیح علیہ السلام کی دادیوں تانیوں تک نہ بہت پہنچاوی)

(۷) ترمذی اور تہذیبی نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہیں ہے مسلمان طعنہ کرنے والا اور نہ لعنت کرنے والا اور قحش بکنے والا اور نہ یہودہ گو۔

(۸) مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرنے نہ اس کی مدد چھوڑے نہ اس کو ذلیل سمجھے پر ہمیز گاری یہاں ہے۔

(۹) ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلاں عورت کا ذکر ہوتا ہے کہ نماز بہت پڑھتی ہے، روزے بہت رکھتی ہے اور خیرات بہت کرتی ہے لیکن وہ اپنے ہمسائیوں کو اپنی زبان سے ایذا دیتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے۔

(۱۰) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو نہ بتاؤں وہ عمل جو روزہ

صدقہ نماز سے افضل ہے۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے کہا کہ ہاں! فرمائیے۔ آپ نے فرمایا  
صلح کرانا آپس میں، اور فسادِ النبیہِ خصلتِ دین کی جڑ اکھاڑنے والی ہے۔

(۱۱) ایک شخص نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ غصہ مت کیا کر اس نے کئی دفعہ یہ سوال کیا آپ نے  
یہی جواب فرمایا کہ غصہ مت کیا کر۔

(۱۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا تیرے نزدیک تیرے  
بندوں میں کونسا عمل بہت عزیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب کسی کو کسی کی طرف سے

www.NAFSEELAH.COM

WITH MODERN PHILOSOPHY  
\*\*\*\*\*  
OF AHLUS-SUNNAH WAL JAMAAT

آثار صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اقوال  
وافعال علماء کرام و مشائخ عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

اگر ضبطِ تحریر میں لانے جائیں تو ایک عرصہ دراز چاہئے ان کے لکھنے کی اس واسطے بھی  
ضرورت نہیں ورنہ آج کل کے آیت شریف و حدیث شریف سے ہی اعتراض ہے تو باقی پر کیا  
اعتبار و لحاظ ہے۔ لیکن مرزا صاحب کے ہی الہامات و تجربات پیش کرنا ضروری ہے تاکہ  
ناظرین اس پر توجہ فرمائیں۔

## مرزا صاحب کے الہامات و تحریرات جن پر انہوں نے خود بذاتہ مطلق عمل نہیں کیا اور حافظہ سے اتر گئے

میں نہایت افسوس سے کہتا ہوں اگرچہ مرزا صاحب نے قرآن شریف و احادیث شریفہ و آثار صحابہ رضی اللہ عنہم پر (جو تیرہ سو سال سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے) نعوذ باللہ پرانا ہونے یا کسی اور وجہ سے عمل نہیں کیا جیسے کہ عرض ہوا ہے مگر ان کو اپنے الہامات قطعی اور یقینی اور تحریرات الہامی پر تو (جو تازہ ہیں) ضرور ہی عمل کرنا چاہئے تھا۔ مگر ان پر بھی کوئی توجہ نہیں کی گئی۔

(۱) رسالہ انجام آخر میں لکھتے ہیں کہ مجھ کو خدا نے الہام کیا ہے۔ کہ تَلَطَّفْ بِالنَّاسِ وَتَوَحَّجْهُمْ عَلَيْهِمْ۔ یعنی لوگوں کے ساتھ لطیف اور مہربانی اور رحم کر۔ (ص ۵۵)

(۲) اسی کتاب میں ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ یا داؤد عاملِ یا لَنَّا سِ رَفَقًا وَاحْسَانًا۔ یعنی اے داؤد (پیغمبر) لوگوں کے ساتھ رفاقت اور احسان کر۔ (ص ۶۰)

فرمائیے مرزا صاحب! تلطف، رحم، رفق، احسان۔ ان چاروں الہامی احکام کی آپ نے کیا تعمیل کی؟ اور داؤد علیہ السلام کی صفت لو ہے کو موم کرنے والی نے آپ میں کیا اثر کیا۔ بلکہ الناموس دلوں کو لوہا اور پتھر کر دیا۔ تمام جاعداروں کو اپنی زبور کی خوش الحانی سے بجائے جمع کرنے اور وسوسہ بنا لینے کے دشمن بنا لیا۔ اور متنفذ کر لیا کاروائی ہی متکوس کر لی گویا تلطف کی جگہ سب و شتم۔ رحم کی جگہ درشتی قلم۔ رفق کی جگہ نفاق اتم۔ احسان کی جگہ رحم خصم کو پورا کیا۔



(۳) ہر ایک صاحب کی خدمت میں جو اعتقاد اور مذہب میں ہم سے مخالف ہیں۔ بعد ادب اور بجز عرض کی جاتی ہے کہ اس کتاب کی تصنیف سے ہمارا ہرگز یہ مطلب اور مدعا نہیں ہے جو کسی کے دل کو رنجیدہ کیا جائے یا کسی نوع کا بے اصل جھگڑا اٹھایا جائے۔ اچھی (بلفظہ ص ۸۳۔ براہین احمد)

(۴) چہارم بخد مت جملہ صاحبان یہ بھی عرض ہے کہ یہ کتاب کمال تہذیب اور رعایت آداب سے تصنیف کی گئی ہے اور اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس میں کسی بزرگ یا پیشوا کسی فرقہ کے کسر شان آئے۔ اور خود ہم ایسے الفاظ کو صراحتاً یا کنایتاً اختیار کرنا محبت عظیم سمجھتے ہیں اور مرتکب ایسے امر کو پرلے درجہ کا شریرانفس خیال کرتے ہیں۔ اچھی۔ بلفظہ (براہین احمد ص ۸۴)

www.NAFSEISLAM.com

(۵) عام اطلاع کا طریق پر واضح رہے کہ ہمارا ہرگز یہ طریق نہیں کہ مناظرات و مجادلات میں یا اپنی تالیفات میں کسی نوع کے سخت الفاظ کو اپنے مخاطب کیلئے پسند رکھیں یا کوئی دل دکھانے والا لفظ اس کے حق میں یا کسی بزرگ کے حق میں بولیں کیونکہ یہ طریق علاوہ خلاف تہذیب ہونے کے ان لوگوں کے لئے معسر بھی ہے جو مخالف رائے کی حالت میں فریق ثانی کی کتاب کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جب کسی کتاب کو دیکھتے ہی دل کو رنج پہنچ جائے۔ تو پھر برہمی طبعیت کی وجہ سے کس کا جی چاہتا ہے کہ ایسی دل آزار کتاب پر نظر بھی ڈالے۔ بلفظہ (رسالہ شیعہ حق ص اول مطبوعہ ۱۳۰۲ھ)

(۶) بخدا ہم دشمنوں کے دلوں کو بھی تنگ کرنا نہیں چاہتے۔ اور ہمارا خدا ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح کا قول ہے کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں۔ اچھی۔

بلفظہ (مجلہ رج، رسالہ شیعہ حق مطبوعہ ۱۳۰۲ھ)

(۷) چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمان کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیکھنا زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے اٹھی۔ بلفظہ (صحاح اول، رسالہ تکمیل تبلیغ ۱۸۸۹ء مرزا صاحب)

(۸) ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو ہلکی چھوڑ دینا۔ فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرنا۔

(۹) نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض اللہ مشغول رہے گا۔ جہاں تک بس چل سکتا ہے۔ اپنی خدا وادواتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔ اٹھی۔ بلفظہ (رسالہ تکمیل تبلیغ ص ۲)

ناظرین! مرزا صاحب کو تمام آیات و احادیث و الہام خاص و تحریرات الہامی سب کی سب یکدم فراموش ہو گئیں۔ اور اپنی اقرار میں دستاویزات اور الہامی عبارات سب کو یک لخت ملیا میٹ کر دیا۔ یا یادوں میں مگر پھر انہوں نے خدا کے حکم (اَوْفُوا بِالْعُقُودِ) (پ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۱) اپنے وعدوں اور اقراروں کو پورا کرو۔ کی تعمیل نہیں کی۔ پھر خیال فرمائیے کہ نہ تو احکام الہی کی تعمیل کی اور نہ احکام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کچھ توجہ کی اور نہ اپنے الہامات کی پروا کی۔ جب یہ حالت ہے تو مرزا صاحب کے پاس کیا خاص وجہ ہے کہ باوجود ایسے صریح اور بدیہی احکام کی تعمیل پر بھی لوگوں سے اپنے مسیح موعودی اور تاویلات خانہ زاد کو منوانا چاہتے ہیں۔

ع ..... ”ایں خیال است و محال است و جنوں“

البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مولوی صاحبان و مجاہد نشین صاحبان نے کیوں مرزا صاحب پر تکفیر کا فتویٰ دیا؟ اور ممکن ہے کہ مرزا صاحب خود اس کا جواب یہ دیں کہ جب

انہوں نے مجھ کو کافر کہا اور کفر کے فتوے میری نسبت دیئے۔ میں نے بھی یہ گالیاں ترکی بہ ترکی دیں جیسے ایک نقل مشہور ہے کہ کسی لاہوری مسلمان نے ایک لاہوری بھیا کو کسی بات کے تکرار پر بہت مارا۔ بنیا بچا رہ کزور تھا۔ مقابلہ نہ کر سکا لیکن جیسے وہ مارتا رہا۔ بنیا بہت سی گالیاں دیتا رہا۔ جب وہ زبردست مسلمان چلا گیا تو ہمسایہ دوکاندار نے پوچھا کہ کہو بھئی کیا ہوا۔ بنیا نے اپنی پنجابی بولی میں کہا۔ ”میںوں مسلے نے (مصلح) بہت ماریا پر میں بھی اسنوں گالیاں دے نال پیو ہی کر چھڈیا“ یعنی اگرچہ اس مسلمان نے مجھ کو بہت مارا لیکن میں نے بھی اس کو گالیاں سے ادھ موا کر دیا۔ سو اس میں شک نہیں کہ مولویوں اور سجادہ نشین صاحبوں نے مرزا صاحب کو کافر کہا و جال لکھا، جس کا انتقام مرزا صاحب نے اس کتاب (انجامِ انتقام) میں گالیوں سے لیا۔ انتقام بھی ایسا کہ وہ یاد دہی کریں گے۔ اور قیامت تک یہ کتاب مملو بہ دروست و ستم ان کی یاد فرمائی اور مرزا صاحب کے ثواب اخروی اور رہنمائی کی یاد رہے گی۔ جَزَاكَ اللّٰهُ۔

یہ مانا کہ مرزا صاحب کو جب انہوں نے کافر کہا اور دجال لکھا، تب مرزا صاحب نے غصے میں آکر گالیاں سے بدلہ لیا۔ مگر افسوس مرزا صاحب نے یہاں بھی تو حکم خداوندی کی (الف) (لَا صَفْحَ لِّلصَّفْحِ الْحَمِیْلِ)۔ (پ ۴ سورۃ الحجرات ۸۵) یعنی پس درگزر کرو گزر کرنا)۔

(ب) وَالْكَاطِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔ (پ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۳۴) یعنی غصہ کے ہضم کرنے والے باوجود قدرت کے اور معاف کرنے والے لوگوں سے اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو) تعمیل پر کچھ توجہ نہیں کی۔ مؤخر الذکر آیت کے تحت میں اکثر مفسروں نے روایتیں لکھی ہیں جن

میں سے صرف دو روایتیں جو خاص مرزا صاحب کی توجہ کے قابل ہیں، لکھی جاتی ہیں۔

روایت ۱ کسی نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو طمانچہ مارا۔ امام صاحب نے فرمایا میں بھی تجھے طمانچہ مار سکتا ہوں۔ مگر نہیں ماروں گا اور اس بات پر قادر ہوں کہ خلیفہ وقت سے تیرے پر نالش کروں مگر نہ کروں گا۔ درگاہ الہی میں نالہ و فریاد کر سکتا ہوں مگر نہ کروں گا۔ کہ قیامت کے دن تجھ سے جھگڑوں اور بدلہ لوں مگر نہ لوں گا۔ اگر فردا قیامت کو مجھے چھکارا ملے اور حق تعالیٰ میری سفارش قبول کرے تو تیرے بغیر جنت میں قدم نہ رکھوں گا۔

مردی گمان مبارک بڑھو راستہ دلی باخشم گر برائی دانم کہ کالی

روایت دوم ۱ تیسرے میں لکھا ہے کہ ایک دن جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرمانے بیٹھے تھے کہ آپ کا خادم جلتی ہوئی آتش کا کاسہ مجلس میں لایا۔ دہشت سے اس کا پاؤں فرش کے کنارے لڑکھڑایا کاسہ جناب امام صاحب کے سر مبارک پر گر کر ٹوٹ گیا اور جلتی ہوئی آتش سر اطہر پر گری حضرت نے ادب سکھانے کی راہ سے خادم کی طرف دیکھا خادم کی زبان پر جاری ہوا ”وَاللَّحَاطِمْینَ الْقَبِیْطُ“ آپ نے فرمایا غصہ میں نے فرو کیا خادم بولا۔ ”وَالْعَالِیِّینَ عَنِ النَّاسِ“ حضرت نے فرمایا میں نے معاف کیا۔ خادم نے باقی آیت ”وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ“ (پ ۴) سورۃ آل عمران آیت ۱۳۴) پڑھی۔ حضرت امام صاحب نے فرمایا اجا میں نے اپنے مال سے تجھے آزاد کر دیا۔

بدی را مکافات کردن بدی بر اهل صورت بود بخردی

مجھے کسانے کہ پے بردہ اند۔ بدی دیدہ و نیکوی کردہ اند  
من وعن از تفسیر حسینی۔ کامل آدمیوں کی اس سے شناخت ہوتی ہے۔ جس پر مرزا  
صاحب نے بھی اپنی تصانیف میں ادعا کیا ہے۔

یہ ہر دور و ایتیں بطور ضروری مرزا صاحب کی خاص توجہ کیواسطے اس لحاظ سے لکھی  
گئی ہیں کہ اول آپ نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۶ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی  
بہت تعریف لکھی ہے۔ اور انکا اجتہاد اور استنباط قبول کر کے داد دی ہے اور پھر کتاب  
انجام آتھم کے صفحہ ۵۳ میں ”لَوْ كَانَ الْإِسْمَانِ مَعْلَقًا بِالْأَرْضِ لَأَنَالَ“ جو حدیث  
حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی چشمن گوئی میں ہے، اپنی طرف لگا کر فارسی النسل  
تسلیم کیا ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی بذات خاص آپ ہی ہیں۔ جیسے کہ  
آپ نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۶ سے ۷۷ تک اس کی تشریح کی ہے۔ قادیان کو دمشق  
قرار دیا ہے اور وہاں کے لوگوں کو یزیدی بنا کر خود حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
بن گئے۔ حاصل کلام جب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حسین رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ بھی آپ ہی ہیں تو پھر اس آیت کی تعمیل کرنے کے وقت کیا ہوا اور کیا بن  
گئے۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ اب ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا  
کہ مرزا صاحب نے غضب و غیظ میں آکر ایسی کارروائی کی ہے کہ تمام کوشش مسخ موعود  
کے ہونے کو یکدم لمبا میٹ کر دیا۔ تمام احکامات الہی و احادیث رسول اکرم صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم اور الہامات وحی خود اور دستاویزات کے خلاف قطعی کے برخلاف ایسی  
چال چلے جس سے عوام کو بدظنی پیدا ہوگئی۔ مسخ اودعائی کو لازم تھا کہ اگر کوئی ایک رخسارہ  
پر طمانچہ مارتا تو دوسرا رخسارہ بھی اس آگے کر دیا جاتا۔ کہ لیجئے دوسرا بھی حاضر ہے۔

اب اس کا کیا کیا جائے کہ مسیح موعود تو بننے اور بننا چاہتے ہیں۔ مگر افسوس جسم میں خواص نہیں حلیہ تاویلی تو بتا دیں مگر لباس نہیں ارہاس نہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ فی الواقعہ آپ بھول خود (انجام آئتم ص ۶۸) خونی مسیح اور خونی مہدی ہیں۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں کہ آپ ہی مسیح اور ہی مہدی ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔ کیونکہ اس میں آپ کو کمال حاصل ہے پچارے علماء و مشائخ وقت آپ کے کس شمار و قطار میں ہیں جبکہ آپ سے پیغمبران علیہم السلام بھی نہیں چھوٹے۔ مرزا صاحب گستاخی معاف۔ بجائے اس کے کہ آپ مسلمانوں کے بزرگ جماعت علماء و مشائخ کو گالیاں دیکر اپنا دشمن بنا لیتے مناسب یہ تھا کہ اپنے اعجاز مسیح اور ہدایت مہدویت سے ان کو گرویدہ کر کے اپنا حامی بنا لیتے۔ اور کرامات و خوارق عادات کا اثر ان کے دلوں پر ڈال کر اور اپنی دعا سے جو بجلی کی طرح کودتی ہے (انجام ص ۲۷۵) اپنی طرف جذب کر لیتے مگر افسوس اس طرف آپ نے بالکل رخ ہی نہیں کیا۔ کیا تو یہ کیا کہ گالیوں اور لعنتوں کے بوجھ سے ان کی کمر توڑ ڈالی اور کچھ بھی پاس مسلمان نہ کیا۔ یہی باتیں ہیں کہ اس وقت آپ پر سب مسلمانوں کی طرف سے سخت درجہ کی بدگمانی ہے۔ وعاوی آپ کے سادی ہیں اور عمل آپ کے ثرای ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ وَمَا اَرِیدُ اِلَّا الْاِصْلَاح۔

اب میں نہایت اختصار کے ساتھ مرزا صاحب کی کتاب انجام آئتم و ضمیمہ متذکرہ بالا کا خلاصہ پیش ناظرین کرتا ہوں اور اس کے مقابلہ میں کچھ اپنی طرف سے بہت ہی کم لکھوں گا۔ ورنہ کلہم مرزا صاحب کی ہی تصانیف سے ہدیہ ناظرین کروں گا۔ جس سے مرزا صاحب کی حالت (جو گرگٹ کی طرح بدلتی رہی ہے اور بدلتی ہے اور بدلتی

جائے گی) بخوبی ظاہر ہو جائے گی۔



## اول مختصر خلاصہ رسالہ انجام آتھم

مسٹر عبداللہ آتھم ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو یہ مقام فیروز پور مر گیا۔ پہلے تاریخ مقررہ پر جو نہیں مرا تھا اس کا باعث یہ تھا کہ عبداللہ آتھم نے رجوع الی الحق کر لیا تھا۔ اس واسطے تاریخ مقررہ پر فوت نہیں ہوا۔ جب ہم نے ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کو کواشتہار دیا تھا کہ اگر اس نے رجوع الی الحق نہیں کیا تو قسم کھائے اس نے قسم نہیں کھائی۔ اس لئے وہ ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو مر گیا اور ہماری الہامی پیشنگوی کے مطابق سر ملخصاً من ابتدائ صفحہ الغایت ۳۳ اور صفحہ ۴۱ میں جلی قلم سے لکھے ہیں۔ ”میں نے بدو اوقات فرقہ مولویان اتم کب تک حق کو چھپاؤ گے، کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑ دو گے۔ اے ظالم مولویوں تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا یہالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی بلایا۔“ (صفحہ ۴۱، بلفظہ) ناظرین کرام! اول میں بابت پیشنگوی مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے لکھتا ہوں جو مرزا صاحب نے اس کی نسبت لکھا تھا اور جو ۵ جون ۱۸۹۳ء کی پیشنگوی ہے۔ وہ اس طرح پر ہے ”وہ وعدہ“ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشنگوی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے ہزارے موت ہادیہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کیلئے تیار ہوں۔ مجھے ذلیل کیا جائے میرے گلے میں رساؤں دیا جائے مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور وہ ایسا کریگا۔ ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان

مل جائیں گے پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سو لی تیار رکھو تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔“ (بلفظ یہ الہامی پیشینگوئی تھی)

اس پیشینگوئی کی معیاد ۵۔ ۶ ستمبر ۱۸۹۳ء کی رات کو پندرہ ماہ پورے ہوتے تھے، اس تاریخ کی کیفیت میں اخبار وفادار مطبوعہ ۸ ستمبر ۱۸۹۳ء کے پرچہ سے نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ وہو هذا۔

### مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشینگوئی مسٹر عبداللہ آتھم کی موت کی نسبت

لاہور میں ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء کی رات تک بڑا چارہا کہ مرزا صاحب کی پیشینگوئی کے اختتام کا وقت آج رات کو ختم ہے۔ جا بجا بڑے مجمعے اور طرفدار پارٹیوں کے لوگ مختلف قسم کے خیالات ظاہر کرتے رہے نہ ایسے ہی امید کی جاتی ہے کہ بختاب کے تمام مقامات میں بھی یہی کیفیت ہوگی۔ ۶ ستمبر ۱۸۹۳ء کی صبح کو مسٹر عبداللہ آتھم کی پارٹی بشاش اور مرزا صاحب کی پارٹی مغموم اور پریشان حالت میں تھی۔ (بلفظ یہ)

پھر اخبار وفادار مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۹۳ء میں حسب ذیل درج ہے۔

۱۔ مرزا صاحب اور عبداللہ آتھم کی بحث بمقام امرتسرابتداء ۲۳ مئی ۱۸۹۳ء سے شروع ہو کر ۵۔ جون ۱۸۹۳ء کو ختم ہوئی یعنی پندرہ یوم تک بڑے زور و شور سے ہوتی رہی جب مرزا صاحب سے کچھ نہ ہوا حتیٰ کہ ایک چوہڑہ بھی مسلمان نہ ہوا اور مسیحائی نے ذرہ بھر اثر نہ کیا تو آپ نے غصہ میں آکر یہاں تا نامہ لکھ دیا اور اس کے پورے نہ ہونے پر سخت متغفل ہوئے بہت ہاتھ پاؤں رجوع الی الحق کے مارے مگر کچھ نہ بن سکا۔ ساری بددعاؤں بیت انکار میں ہی محدود رہیں۔



## مرزا قادیانی کی پیش گوئی اور مسٹر عبداللہ آتھم کی مذہبی صداقت:

سچ کہنے میں بدترین خطرات جھوٹ کہنے میں ضمیر پر بد نما دھبہ۔ گوئم مشکل و گرنہ  
گویم مشکل کا سا معاملہ ہے۔ پس جھوٹ سے گریز اور توبہ ہزار توبہ۔

ع..... راستی موجب رضائے خداست

مرزا قادیانی کی مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کی نسبت پہلی پیش گوئی غلط۔ غلط جھوٹ اور  
مراسر جھوٹ ثابت ہونے پر بعض عام اور بازاری لوگ نادانانیت سے اسلام پر بڑے  
نامعقول فقرات اور اعتراض جماتے ہیں اور خاص لوگ مگر غیر مذہب والے مساتنت  
سے اپنے دلی مذہبی تعصب کے خیالات کے ظاہر کرتے ہیں اپنا زور قلم دکھا رہے ہیں  
جو بیشک زبردستی اور غلطی کر رہے ہیں۔ پہلے خیال کے لوگ مذہبی امور سے ناواقف  
ہیں مگر دوسرے واقف ہو کر اسلام کی حقیر پر وضعداری سے کمر بستہ ہیں۔ ہم ان  
دونوں خیالات والوں کی علت نمائی مرزا قادیانی کی جھوٹی پیش گوئی سمجھتے ہیں۔  
نہ کچھ اور۔ جس کی وجہ سے ہم بلا تامل اصول مذہب اور مذہبی اشتعال کی وجہ سے ایسا  
کہنے میں دریغ نہیں کرتے کہ اسلام ایسے صادق مذہب اور اسلام کے بانی صادق  
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصول مذہب کو بدنام اور انکی تحقیر کرنے والا مرزا  
قادیانی ہے۔ نہ کوئی اور۔ جسکے بعد ہم ایسا کہنے میں بے اختیار ہیں کہ او مرزا! او  
قادیانی! او جھوٹے مسیح موعود! او غلام! او عمید البراہم والد تائب مرزا! خدا دے خدا تجھے  
تیری بدعتی اور تیری جھوٹی پیش گوئی کے صلہ میں اور تو خیر مگر کم سے کم تیری جھوٹی

پیشگوئی کے نتیجہ کے تمام فقرات کا تجھ پر ہی خاتمہ کر کے تمام دنیا میں تجھے عبرت مجسم بنا کر اسلام کی صداقت کی زیادہ تر صریح نظیر قائم کرے اور عام طور پر جتلانے کہ تیری ایسی بدعتی سے شہرت پسندی کے خیال سے ایسی جھوٹی پیشگوئی کرنے والے دنیا میں ایسے ذلیل ہوا کرتے ہیں۔

ناظرین! مرزا قادیانی نے پہلے یہ پیش گوئی کی تھی جو شرمناک طور پر ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء کو غلط ثابت ہوئی کہ آج سے پندرہ ماہ تک مسٹر عبد اللہ آتھم بموئے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ اور میری پیش گوئی کبھی نہ ٹلے گی خواہ زمین و آسمان ٹل جائیں ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء کو آفتاب نہیں غروب ہوگا جب تک عبد اللہ آتھم نہیں مرے گا۔ اگر میری پیش گوئی جھوٹ ہو تو مجھے ذلیل کیا جائے میرے اگلے مسئلے میں رساؤں دیا جائے مجھے روسیا کیا جائے اور مجھے لعنتی سمجھا جائے وغیرہ وغیرہ۔ اور اب ۶ ستمبر ۱۸۹۳ء کو اسی مرزا نے جو پیشگوئی شائع کی ہے اس کے پورے اندراج سے گریز کر کے صرف اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے کہ مسٹر عبد اللہ آتھم نے اپنے دل میں عظمت اسلام اور اسلام قبول کر لیا ہے جس کی وجہ سے وہ ہاویہ میں نہیں گرایا گیا۔ ہاں اب بھی اگر وہ عام مجمع میں اسلام کے خلاف کہہ دے تو وہ ایک سال تک مر جائے گا۔ اگر نہ مرے تو میں ایک ہزار روپیہ اسے ایک سال کے بعد دوں گا۔

ناظرین! آپ نے مرزا کی پہلی پیش گوئی کے فقرات بغور ملاحظہ فرمائے ہوں گے۔ اب دورانہشی سے توجہ کے ساتھ خیال فرمائیں کہ جس صورت میں مرزا کی پیش گوئی ایسی فاش غلط اور جھوٹی ثابت ہو چکی ہے تو کیوں نہ آپ دعا کریں گے کہ خداوند

تعالیٰ ایسے شخص کیساتھ ایسا ہی سلوک کرے جس کا مرزا قادیانی مستوجب ہے پس کیوں نہ آپ آمین کہیں اور کیوں نہ خدا کی طرف سے ایسے شخص پر اس کا قہر نازل ہو جس نے کہ اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف اپنے جھوٹے الہام کے نام سے عام شورش پھیلا دی اسے خدا تو ایسے مذہبی رخصانداز شخص کو دنیا سے ناپید کرا اور ضرور کر اور ہماری دعا ہے کہ تو حق پسند ہے چونکہ مرزا نے محض بدعتی اور جھوٹے الہام کے ذریعے سے غریب عبد اللہ آتھم اور اس کے متعلقین کو پندرہ ماہ تک مشوش اور پر خطر رکھا اس لئے تو اپنے انصاف سے کم سے کم پندرہ ماہ تک اسے نہایت سختی کے ساتھ دنیا سے اٹھالے تاکہ تیری قدرت اور تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے طریق کے سیدھے راستہ میں پھر ایسے یا ایسے ناعپ کے کسی دوسرے مسیح موعود کو رخصاندازی کا موقع نہ ملے۔

ناظرین! یہ جو کچھ لکھا گیا ہے مرزا کی پہلی پیشگوئی کے جھوٹ ثابت ہونے کی وجہ سے۔ اب ذرا دوسری پیشگوئی کی تکذیب بھی ملاحظہ فرمائیے۔

اے ہے! یہ شخص مسلمان ہے اور اے! تو یہ مسلمانی اسی کا نام ہے؟ خدا ایسے مسلمانوں اور ایسی مسلمانی سے بچائے۔ مرزا کی جدید پیشگوئی کے بعد مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب کا ایک خط ہمارے پاس پہنچا ہے۔ جس کا خلاصہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ وحوافذا ”میں خدا کے فضل سے تندرست ہوں اور آپ کی توجہ صفحہ ۸۱-۸۲۔ مرزا صاحب کی بنائی ہوئی کتاب نزول مسیح موعود کی طرف دلاتا ہوں۔ جو میری نسبت اور دیگر صاحبان کی نسبت موت کی پیشگوئی ہے۔ اسے شروع کر کے آج تک جو کچھ گذرا ہے ان کو معلوم ہے۔ اب مرزا صاحب کہتے ہیں کہ آتھم نے اپنے دل میں اسلام قبول کر لیا ہے۔ اس لئے نہیں مرا۔ خیر ان کو اختیار ہے جو چاہیں سو کہیں۔ جب انہوں نے

میرے مرنے کی بابت جو چاہا سو کہا اور اس کو خدا نے جھوٹا کیا اب بھی ان کو اختیار ہے جو چاہیں سوتا دیں کریں کون کسی کو روک سکتا ہے۔ میں دل سے اور ظاہر پہلے ہی عیسائی تھا اب بھی عیسائی ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں جب میں امرتسر میں جلسہ عیسائی بھائیوں میں شامل ہونے کو آیا تھا تو وہاں بعض اشخاص نے پہلے تو ظاہر کروایا تھا کہ آتھم مر گیا ہے نہیں آئے گا۔ جب مجھے ریلوے پلیٹ فارم پر دیکھا گیا تو کہنے لگے کہ یہ آتھم کی شکل کا بڑا آدمی بنا ہوا ہے۔ انگریز حکمت والے ہیں۔ ریلوے آدمی میں کل لگاوی ہے ایسی ایسی باتوں کا جواب صرف خاموشی ہے میں راضی و خوشی تندرست ہوں اور ویسے ایک دن مرنا تو ضرور ہی ہے۔ زندگی موت صرف رب العالمین کے ہاتھ میں ہے۔ میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے اور جو کوئی چاہے پیشگوئی کر سکتا ہے کہ ایک سو سال کے اندر اس وقت کے جو باشندے اس دنیا میں ہیں سب مرجائیں گے۔

”OF AULESUNAT WAL JAN AF“

کیوں مرزاجی! یہی آتھم صاحب کے اسلام قبول کرنے کا ثبوت ہے اور اسی پر آپ ایک ہزار روپیہ انہیں انعام میں دیتے ہیں۔ مرزاجی! آپ کے بال سفید ہو گئے ہیں۔ اب تو ایسی جھوٹی پیشگوئیوں سے توبہ کر دیے جھوٹا خضاب بجائے بال سیاہ کرنے کے چہرہ مبارک سیاہ کر رہا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ آپ سچائی کی مہندی لگا کر دنیا کے تمام لوگوں میں اور علماء دین کے سامنے سرخرو ہو جاتے مگر یہ کب؟ جب آپ جھوٹے سچ مودود بننے کا دعویٰ نہ کرتے۔ اب تو جو حال جھوٹ بولنے والوں کا چاہئے وہی آپ کا مناسب بلکہ انسب ہے۔ مرزا قادیانی کی بابت ہم عام لوگوں کو عموماً اور عیسائی صاحبان کی خدمت میں خصوصاً عرض کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی پیشگوئی اگر

درست نہیں ہوئی تو اس کا الزام مرزا کی ذات خاص پر آسکتا ہے نہ خدا نخواستہ اسلام کے پاک اور سچے اصول پر۔ مرزا کی نسبت پہلے ہی انڈیا کے علماء و فضلاء شائد تکفیر کا فتویٰ کر چکے ہیں۔ ایسے شخص کی دروغ گوئی کا اثر ہرگز ہرگز اسلام کی سچائی پر کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ سچے مسلمان مرزا کی پیشگوئی کو ہمیشہ نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بلفظ من و عن۔ ختم ہوئی عبارت اخبار وفاداری۔

دوم۔ مرزا صاحب کا مرید خاص لودھیانوی (اگرچہ اسی تحریر کے باعث سے اصحاب بدر میں نام نہیں لکھا گیا) میاں الدین جلد ساز اخبار ”نور علی نور“ میں بہت شد و مد کے ساتھ دروغ گو ہونا لکھتا ہے۔ تھوڑا سا خلاصہ اس کا بھی پیش ناظرین کرتا ہوں۔

www.NAFSEISLAM.COM

اب چونکہ اس پیشگوئی کی میعاد گزر کر بارہ روز ہو گئے اور عبد اللہ اہتم عیسائی اب تک زندہ اور بالکل شہرست ہے اور مرزا صاحب نے اپنے اشتہار فتح الاسلام میں جو تاویل کی ہے۔ وہ بالکل قابل اطمینان نہیں ہے۔ پس ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ المصرت جو خذ باقرار آدی اپنے اقرار کے سبب آپ گرفتار ہوتا اور پکڑا جاتا ہے۔ اور ہم مرزا صاحب کے عقائد جدیدہ یعنی اپنے آپ کو مسیح موعود قرار دینا نہیں مانتے۔ ہمارے وہی عقائد ہیں جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کرام اور سلف صالحین فرقہ اہل سنت والجماعت سے برابر اب تک منقول اور متواتر ہیں۔ والسلام۔ العبد کم ترین الدین جلد ساز لودھیانوی۔ بلفظ۔ اخبار نور علی نور مورخہ ۱۔ ستمبر ۱۸۹۳ء

اب میں عرض کرتا ہوں کہ مرزا صاحب کی اشتہاری پیش گوئی میں کوئی اگر مگر کالفظ

یا اللہ دین اب بہت خالص مریدوں میں سے ہیں اور اپنی بات سب سے اوپر کہتے ہیں۔ غنی عنہ

نہیں تھا اور نہ اس میں شرط رجوع الی الحق کی تھی جیسے کہ اوپر نقل کیا گیا ہے لیکن مرزا صاحب کی تاویلات کا چھانک کھلا ہے۔ تاویل درست ہو نہ ہو۔ اپنی تحریر کے مطابق ہو نہ ہو۔ مگر غلط ثابت ہونے پر کوئی نہ کوئی تاویل ضرور ہی کر دیں گے اور یہ بھی یاد رہے کہ عبداللہ انتہم کی عمر ۶۸ سال سے زیادہ تھی۔ جس وقت مرزا صاحب کی پیش گوئی سے بچ رہا تھا۔ اس سے بھی واضح ہے مسٹر انتہم اپنے پاؤں قبر میں لٹکائے بیٹھا تھا۔ آج نہ مرتا کل مرتا۔ مگر افسوس کہ اس وقت نہ مرا۔ تاکہ مرزا صاحب کی پیش گوئی سچی ہو جاتی۔ نیز ناظرین کو یہ بھی یاد رہے کہ مرزا صاحب کی شرط اس بات پر تھی کہ میں مسیح موعود ہوں اور اس بات میں سچا ہوں۔ اسلام کی حقانیت پر شرط نہیں تھی۔ اگر صرف اسلام کے ہی مقابلہ میں ایسی شرط کی جاتی تو یہ ضرور تھا کہ مرزا صاحب کا میاب ہو ہی جاتے مگر ان کا دعویٰ ایسا تھا۔ جو خود اہل اسلام کے ہی مخالف اور غلط اور دروغ تھا۔ اسی لئے مرزا صاحب سخت مایوسی کی حالت میں ناکام رہے کیونکہ اہل اسلام کی طرف سے تو پہلے ہی بڑی نظروں سے دیکھے جاتے اور تکفیر کی تشہیر میں نزدیک و دور مشہور تھے یہی وجہ تھی کہ مولویوں اور سجادہ نشینوں کی گالیوں سے خبر لی خدا رحم کرے۔

۱۔ شرط رجوع الی الحق الخ یعنی مرزا صاحب نے اگرچہ اپنے جنگ مقدس ماہ جون ۱۸۹۳ء کے صفحہ ۷۷ میں لفظ بغیر طیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ ہادیہ میں گرایا جائے گا۔ بلطف لکھا ہے۔ لیکن اس کے مخالف شرط رجوع الی الحق کو تو ذکر صفحہ ۱۸ میں اس کے بعد اپنے اقرار و افاق میں بڑے زور سے وہی لکھتے ہیں۔ جو میں نے صفحہ ۱۶ میں درج کیا ہے اس میں کوئی شرط رجوع الی الحق کی نہیں ہے۔ بلکہ پیش گوئی کی شرط کو مرزا صاحب کے الہامی اقرار نے جو اس پیش گوئی کے بعد کیا ہے بالکل توڑ کر معدوم کر دیا۔ ۱۲ منہ غنی عنہ

## دوم مختصر خلاصہ رسالہ خدا کا فیصلہ

یہ رسالہ صفحہ ۳۴ سے ۴۱ تک ہے۔ اس میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(الف) جیسا کہ ہم نے کتاب ست بچن میں سکھ صاحبان کو بھی مخفی چولہ کی تمام گرو کے چیلوں کو زیارت کرا دی ہے۔ اسی طرح ہم یسوع کے شاگردوں کو بھی ان کے تین مجسم خداؤں کے درشن کرا دیتے ہیں۔ اور ان کے سہ گوشہ حلقہی خدا کو دکھلا دیتے ہیں۔ چاہیے کہ ان کے آگے جھکیں اور سیس نوا نین اور وہ یہ ہے۔ جس کو ہم نے عیسائیوں کے شائع کردہ تصویروں سے لیا ہے۔ بلفظ ص ۳۵۔ بیٹا یسوع کی شکل پر

روح القدس کی شکل پر۔ باپ آدم کی شکل پر۔  
ناظرین! مرزا صاحب نے اسی صفحہ ۳۵ پر تین تصویریں بالا بنائی ہیں۔ جس کے واسطے سخت مہانت خداوند تعالیٰ و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ کہ ہرگز تصویر نہ بنائی جائے۔ قیامت کو تصویر بنانے والے کو سخت عذاب دیا جائے گا۔ جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے۔ پھر تعجب ہے کہ مرزا صاحب اپنے لئے قبیح سنت نبوی بڑے زور سے لکھتے ہیں۔ اور عمل ان کا بالکل خلاف کتاب و سنت ہے۔

شاید مرزا صاحب اس کا جواب دیں کہ ہم نے تو عیسائیوں کی ہی کتابوں سے تصویریں دیکھ کر اپنی کتاب میں بھی بنادی ہیں۔ کوئی جدید تصویریں نہیں بنائیں۔ ممکن ہے کہ ناظرین خیال کر بھی لیں مگر جبکہ ان کتابوں میں تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ اور وہ روز درشن کرتے ہیں۔ تو مرزا صاحب کو کون سی ایسی ضرورت سخت پڑی تھی کہ آپ بھی تصویریں بنا کر حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہوتے۔ جبکہ مرزا

صاحب حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں قدم بڑھائے چلے جاتے ہیں اور ان کو ایک ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں پھر کون شخص یا کون عالم اور مفتی ہے جو مرزا صاحب کو مرد مسلمان بھی قبول کر سکے۔ چہ جائیکہ مرد صالح۔ انہای۔ مجدد، محدث۔ نبی، رسول، مسیح موعود، مہدی مسعود منظور کر لے گا۔ میں اس بات کو ماننا ہوں کہ علماء و مشائخ و مفتیاں غریب و عجم فوراً سنتے ہی ضرور کفر کا فتویٰ عداوتاً (جو حادث کی زمین اراضی ملکیت پر ہے) لگا دیں گے۔ اس واسطے میں ان کے فتوے کا منتظر نہیں۔ البتہ مرزا صاحب کی ہی دستاویزات کو پیش ناظرین کرنا ضروری ہوا۔ سنئے۔

(۱) اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ اوفیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہرگز آسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج۔ جو اقتداء اس ایام الرسل کے حاصل ہو سکیں۔ بلقطہ ازالہ اوہام ص ۱۳۸ اور کتاب اعلام الناس حصہ چہارم مؤلف مولوی محمد احسن امرہوی حواری خاص۔ (صفحہ ۳)

(۲) ششم قال اللہ وقال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ رسالہ تکمیل تبلیغ صفحہ ۲ مصنف ۱۸۸۹ء

(۳) ہمیں قرآن اور حدیث صحیحہ کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ (نور القرآن ۱۸۹۶ء ص ۲۰۔ بلقطہ)

مرزا صاحب نے تمام اپنی تالیفات میں اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ ہم کامل قبیح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ اس واسطے ہم یہ ہیں اور وہ ہیں۔ اب ان کی دو عبارتیں بھی نقل کر دی ہیں۔ مگر میں پہلے بطور نمونہ کئی آیات اور احادیث لکھ کر دکھا چکا



ہوں کہ مرزا صاحب نے ان کی طرف رخ بھی نہیں کیا۔ پس جو کوئی ایسا کرے اس کے لئے مفتیان شرع متین فتویٰ دیں اور مرزا صاحب خود اپنی تحریر کو سامنے رکھ کر قبول کر لیں۔ مگر امید نہیں کہ مرزا صاحب کوئی نہ کوئی تاویل نہ کریں۔ مگر افسوس صریح روگردانی کی بھی کوئی تاویل قابل قبول ہے۔ نتیجہ ان تصاویر کے بنانے اور احکامات نصی اور احادیث صحیحہ کے انکار کا یہی نکلتا ہے کہ مرزا صاحب کو آزادی مد نظر ہے۔ جب عیسائیوں کے کفارہ کی طرح آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو گئے ہیں تو یہ تصویریں بنالینے میں کونسا گناہ ان کے لئے مضرب ہو سکتا ہے۔

(ب) مسیح نے پہلے نبیوں سے بڑھ کر کیا دکھایا۔ خدائی کی مد میں کون سے کام کئے کیا یہ کام خدائی کے تھے کہ سادی رات آنکھوں میں سے برہر کر نکالی پھر بھی دعا منظور نہ ہوئی۔ ایلی ایلی کہتے جان وی باپ کو کچھ بھی رحم نہ آیا اکثر پیشگوئیاں پوری نہ ہوئیں۔ معجزات پر تالاب نے دھبہ لگایا تقسیموں نے پکڑا اور خوب پکڑا کچھ بھی پیش نہ گئی۔ ایلیا کی تاویل میں کچھ عمدہ جواب بن نہ پڑا۔ اور نہ پیش گوئی کو اپنے ظاہر الفاظ پر پورا کرنے کیلئے ایلیا کو زندہ کر کے دکھاسکا۔ اور لہذا سبب قننی کہہ کر بعد حسرت اس عالم کو چھوڑ ایسے خدا سے تو ہندوؤں کا خدا رام چندر ہی اچھا رہا۔ جس نے جیتے جی راوٹ سے اپنا بدلہ لے لیا۔ (بلفظ نورالقرآن۔ حاشیہ صفحہ ۱۸)

(ج) مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔ بلفظ (انجام آتھم ص ۴۱)

ناظرین! مرزا صاحب کے کلمات اور الہامات تو بہن و استہزاء و استخفاف

۱۔ دیکھو صفحہ ۵۶۔ براہین احمدیہ ۱۲۔ ۲۔ کشلیا و بعد رام چندر جی کی مال کا نام ہے جس کو ہندو لوگ بعض پریشوار اور بعض اوتا اور راجہ جانتے ہیں۔ ۱۲۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف غور فرمائیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ یا نہیں، اگر ہیں تو یہ بھی سوچ لیں کہ یہ ان کی کسی توہین و تحقیر ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ کسی مسلمان کی طرف سے تو ایسا ہوتا ممکن نہیں۔ مسلمانوں کے عقائد میں ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کا بیٹا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا (جو اولوالعزم پیغمبر ہیں) کوئی نہیں ہے اور مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبران علیہم السلام میں سے کسی پیغمبر یا نبی علیہ السلام کی توہین کفر ہے۔ کیا یہی قرآن شریف کی تعلیم اور احادیث کی تہذیب اور اپنے الہاموں کی تعمیل ہے؟ کہ آیت شریف وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ (پ ۷ سورۃ الانعام آیت ۱۰۸) کو کیسا نیا منیا کر دیا۔ کسی طرف بھی کوئی

مخیال نہیں کیا۔ عداوت اور غصہ پاؤں کیساتھ ہے اور توہین و گالیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو توہین، توہین، توہین!! (نقل کفر نباشد)

مرزا صاحب شاید یہ تاویل کریں کہ مریم ایک تیلن قادیان میں ان کے محلہ میں رہتی ہے۔ تیل وغیرہ کے جھگڑے میں اسکی بابت لکھا ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ مخاطب اس کے عیسائی ہیں۔ تیلی نہیں۔

افسوس! ادھر تو مریم کا بیٹا کھلیا کا بیٹا ہے اور ادھر خود مرزا صاحب ابن مریم ہیں۔ اس جگہ اتنا ہی لکھا گیا ہے۔ باقی جو جوش اور گندی گالیاں مرزا صاحب نے اپنے ضمیر میں حضرت مسیح علیہ السلام کو منہ پھاڑ کر دی ہیں۔ ان کو اپنی جگہ ملاحظہ فرمائیں۔



## سوم مختصر خلاصہ رسالہ دعوت قوم

یہ رسالہ صفحہ ۳۵ سے ۷۲ تک ہے اسی میں اشتہار مبالغہ بھی درج ہے۔

(الف) و جال اکبر پادری لوگ ہیں۔ اور یہی قرآن اور احادیث سے ثابت ہے اور مسیح موعود کا کام ان کو قتل کرنا ہے۔ (مخلص صفحہ ۴۷)

صفحہ ۵۱ سے الہامات جو اکثر آیات قرآنی ہیں مرزا صاحب پر بذریعہ وحی القاء ہوئے ہیں۔ جن کا ترجمہ اردو بہت اختصار و انتخاب کے ساتھ بطور نمونہ درج کیا جاتا ہے۔ جس سے مرزا صاحب کو نبی۔ پیغمبر۔ مرسل کے خطابات اور مراتب عطا ہوئے ہیں۔ گویا دوبارہ نزول قرآن شریف آپ پر شروع ہو گیا ہے۔

(ب) [۱] اے وہ عیسیٰ جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائیگا۔ (صفحہ ۵۱)

[۲] ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میرے پیچھے ہو لو تا کہ خدا بھی تم سے محبت کرے۔ (صفحہ ۵۲، ۵۶)

[۳] اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔ (صفحہ ۵۲)

[۴] میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ (صفحہ ۵۲)

[۵] تیری شان عجیب ہے۔ (صفحہ ۵۲)

[۶] تو میری جناب میں رجسہ ہے میں نے تجھے اپنے لئے جن لیا ہے۔ (صفحہ ۵۲)

[۷] پاک ہے وہ جس نے اپنے بندہ کو رات میں سیر کرایا۔ (معراج) (صفحہ ۵۳)

[۸] تجھے خوشخبری ہو اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔

(صفحہ ۵۵)

- [۹] میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا۔ (صفحہ ۵۵)
- [۱۰] لوگوں سے لطف کے ساتھ پیش آ اور ان پر رحم کر۔ (صفحہ ۵۵)
- [۱۱] تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے۔ (صفحہ ۵۵)
- [۱۲] تو ہمارے پانی میں سے ہے۔ (صفحہ ۵۵)
- [۱۳] خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ (صفحہ ۵۵)
- [۱۴] سب تعریف خدا کو ہے جس نے تجھے سچ ابن مریم بنایا۔ (صفحہ ۵۶)
- [۱۵] کہہ میں ایک آدمی تم جیسا ہوں مجھے خدا سے الہام (وحی) ہوتا ہے۔ (صفحہ ۵۷)

- [۱۶] تیرا بدگو بے خیر ہے (میاں سعد اللہ مدرس لودھیانہ) (صفحہ ۵۸)
- [۱۷] نبیوں کا چاند آئے گا۔ (صفحہ ۵۷-۶۰)
- [۱۸] تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرا عہد میرا عہد ہے۔ (صفحہ ۵۹)
- [۱۹] وہ خدا جس نے تجھے سچ ابن مریم بنایا۔ (صفحہ ۵۹)
- [۲۰] اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ (صفحہ ۵۹)
- [۲۱] ان کو کہہ دے آؤ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں عزیزوں سمیت ایک جگہ اکٹھے ہوں پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔ (صفحہ ۶۰)
- [۲۲] ابراہیم یعنی اس عاجز (مرزا صاحب) پر سلام۔ (صفحہ ۶۰)
- [۲۳] اے داؤد لوگوں کے ساتھ نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کر۔ (صفحہ ۶۰)
- [۲۴] اے نوح اپنے خواب کو پوشیدہ رکھ۔ (صفحہ ۶۱)
- [۲۵] ہم تجھے ایک سلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا۔ گویا

خدا آسمان سے اترے۔ (نعوذ باللہ اتار ہندوان) اس کا نام عہانواہیل ہے۔ (صفحہ ۶۲)  
یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے  
ہیں۔ اور ان کے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں۔ مگر خیال کرتا ہوں کہ جس قدر  
میں نے لکھا ہے۔ وہ کافی ہے اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار  
بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ۔ خدا کا مامور۔ خدا کا امین۔ خدا کی طرف سے آیا  
ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اس کا دشمن جہنمی ہے۔ (بلفظ ص ۶۳)

ناظرین!! غور فرمائیں۔ ان الہامات و تحریرات مندرجہ بالا مرزا صاحب بہادر میں  
کوئی پہلو ایسا نکال سکتے ہیں کہ مرزا صاحب پیغمبری کا دعویٰ کھلم کھلا نہیں کرتے کیا  
پیغمبران علیہم السلام کے القابات سے ملقب نہیں ہوئے؟ کیا خدا کا فرستادہ رسول  
نہیں؟ کیا خدا کا مامور پیغمبر نہیں؟ کیا خدا کا امین نبی نہیں؟ کیا پیغمبر وقت پر ایمان لانا  
نہیں چاہئے۔ پیغمبر علیہ السلام کا دشمن جہنمی نہیں؟ ان دعووں میں کوئی شبہ ہے۔ کہ جس  
سے آپ مرزا صاحب کو پیغمبر مانی یا رسول نہیں کہہ سکتے؟ کیا جس قدر لوگ (گویا کلمہ)  
مسلمان جو مرزا صاحب پر ایمان نہیں لائے۔ نعوذ باللہ منہا کا فر نہیں ہیں۔ پھر تعجب یہ  
ہے۔ کہ جب کوئی مرزا صاحب کو کہتا ہے کہ تم پیغمبری اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہو تو فوراً  
کہتے ہیں۔ کہ ”ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں“ لیکن میں مرزا صاحب کی ہی  
تحریرات و الہامات سے ان کی نبوت ادعائی کے اثبات کو پیش ناظرین کرتا ہوں۔  
لکھتے ہیں۔

(الف) اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کیلئے محدث  
ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام

ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے اور اسماء غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ کہ اپنے تئیں باوازا بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کریند والا ایک حد تک مستوجب مزا کٹھرتا ہے۔

اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں اگر یہ عذر ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوئی ہے۔ اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجہ باب نبوت مسدود ہے اور نہ ہر ایک طور سے

وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزوی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کیلئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ (بلفظ توضیح مرام صفحہ ۱۸)

(ب) رسالہ شمنہ حق کے صفحہ ابتدائی ج پر جبکہ مرزا صاحب کو قادیان والوں نے سخت تنگ اور بے عزت کیا تو اظہار نبوت اس طرح لکھتے ہیں۔ بخدا حضرت مسیح کا قول ہے کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔ (بلفظ)

(ج) جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے۔ وہ اس خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے۔ جس نے مجھے مامور کیا۔ اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اس خدا کو قبول کرتا ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے۔ بلفظ صفحہ ۳۶ ضمیمہ انجام۔

(د) اس عاجز کا نام خدا نے اسی بھی رکھا۔ اور نبی بھی۔ (صفحہ ۵۳۳، ازالہ اوہام)۔  
(ه) مرزا صاحب اپنی کتاب آریہ دھرم کے اخیر نوٹس میں صفحہ ۱۶۵ اپنا نام اس لقب سے لکھتے ہیں۔ حضرت اقدس امام انام مہدی مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام۔ بلفظ۔

ناظرین! اب انصاف فرمائیگا۔ کہ بخیر۔ رسالت۔ نبوت میں کچھ کسرباتی ہے؟  
 پھر ایسی ایسی وضعی لعنتیں کس پر ہوئیں۔ مگر مرزا صاحب کو ان لعنتوں، پھنکاروں اور  
 گالیوں کی پرواہ نہیں۔ بلکہ وہ اس کو عین تہذیب سمجھتے ہیں۔ جبکہ مرزا صاحب کو ابتداء  
 سے ہی ایسی عادت ہے تو اس کے جواز کے واسطے قرآن شریف پر ہی الزام لگا کر اس  
 طرح لکھتے ہیں۔ نقل کفر کفر نباشد۔ وہو ہذا۔

(الف) قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے  
 ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ  
 حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے لیکن قرآن شریف  
 کفار کو سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ (بلفظ صفحہ ۲۵، ۲۶، ازالہ اداہم)  
 (ب) ایسے ہی ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر  
 گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں۔ استعمال کئے ہیں۔ (بلفظ صفحہ ۲۷، ازالہ)

توبہ نعوذ باللہ منہا۔ یہ عقیدہ مرزا صاحب کو ہی نصیب ہو کہ قرآن شریف میں  
 بدتہذیبی اور گندی گالیاں بھری پڑی ہیں۔ کسی مسلمان سے خداوند کریم ایسی اہانت  
 کلام الہی کی نہ کرائے۔ جس سے مسلمانی سے خارج ہو جائے۔ مفتیان شرح اس  
 گستاخی اور اہانت قرآن شریف کلام پاک پر مرزا صاحب کی نسبت خود فتوے دیں  
 گے۔ خدا تعالیٰ مرزا صاحب کو بھی ہدایت بخشے اگر اس کی مشیت ہو۔ پھر مرزا صاحب  
 لکھتے ہیں۔ ”اب اے مخاطب مولویو! اور سجادہ نشینوں یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد  
 سے زیادہ بڑھ گئی ہے اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعتوں کے تھوڑی سی ہے  
 اور فقیر قلیلہ اور شاید اس وقت تک چار ہزار پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ہوگی۔“ (بلفظ

صفحہ ۶۲۔ انجام آتھم)

ناظرین! ذرا مرزا صاحب کے حافظہ کو ملاحظہ فرمائیے گا۔ کہ چار پانچ ہزار کی تعداد اسی کتاب میں درج کی ہے اور پھر اسی کتاب کے ضمیمہ میں صفحہ ۲۶ ہفتہ عشرہ کے بعد آٹھ ہزار سے زیادہ لکھ دی ہے۔ جیسے لکھتے ہیں کہ اب آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ وہ لوگ ہیں۔ جو اس راہ میں جان فشان ہیں۔ (بلفظ صفحہ ۲۶۔ ضمیمہ) پھر لکھا ہے کہ اب خدا کے فضل سے آٹھ ہزار کے قریب ہیں۔ صفحہ ۵۶۔ ضمیمہ لیکن صفحہ ۴۱ سے ۴۲ تک ضمیمہ میں کل فہرست اپنی جماعت کی تین سو تیرہ (۳۱۳) لکھی ہے۔ ممکن ہے کہ مرزا صاحب ان اختلافات کی کوئی تاویل کھنکھائے۔ اس کی بابت ضمیمہ کے خلاصہ میں لکھا جائے گا۔ فاضل نظر۔

(راج) میں کسی خوبی مسیح کے آنے کا قائل نہیں اور خوبی مہدی کا منتظر صفحہ ۶۹۔ انجام

حضرات ناظرین! مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ بروقت ظہور مہدی رضی اللہ عنہ و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کفار و دجال سے جہاد ہوگا۔ جسمیں اکثر افواج کام آئیں گی۔ اس بات کو مرزا صاحب نے تمام اہل اسلام کے عقائد کی مخالفت میں توہیناً استہزاء و استحقاقاً حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خوبی کے لفظ اور لقب سے ملقب کیا ہے۔ اسی اعتقاد سے جہاد و غزائے دوسریہ وغیرہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و خلفاء راشدین و صحابہ مہدیین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی کشت و خون سمجھ کر ان کو بھی نعوذ باللہ منہا۔ خوبی پیغمبر اور خوبی خلفاء سمجھا جاتا ہے۔ مفتیان شرع ذرا اس طرف بھی توجہ فرمائیے گا۔ توبہ۔ توبہ۔ توبہ۔



وجہ اس کی یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنے آپ میں اب تک کوئی جرأت یا حوصلہ نہیں رکھتے اور نہ کچھ امید رکھتے ہیں کہ جنگی کارروائی کریں اگرچہ اپنی جماعت کو کبھی فیض قلیہ بیان کر کے لوگوں سے ایک لاکھ فوج کی درخواست کرتے ہیں۔ اور پانچ ہزار سپاہی منظور ہوتے ہیں۔ جیسے مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ”کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت میں دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں۔ ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے۔ تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر بیٹھا تھا۔ مخاطب کر کے کہا مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ مگر وہ چپ رہا۔ تب میں نے اس دوسرے کی طرف رخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا۔ اسے میں نے مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ وہ بولا ایک لاکھ فوج نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا۔ تب میں نے دل میں کہا کہ پانچ ہزار تھوڑے آدمی ہیں۔ اگر خدا چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پاسکتے ہیں۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی۔

آیت ۲۳۹ (ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۹۷-۹۸)

کُمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ۔ (پ ۲ سورۃ البقرہ)

ناظرین! ذرا مرزا صاحب سے دریافت تو فرمائیے گا۔ کہ ایک لاکھ فوج کی ضرورت کس کے واسطے ہوئی مگر افسوس درخواست ایک لاکھ فوج کی دو انسانی صورتوں سے کی جاتی ہے اور صرف پانچ ہزار ہی سپاہی منظور ہوتے ہیں۔ یہ درخواست ۱۳۸ھ میں جس کو عرصہ سات سال کے قریب گزر گیا ہے کی تھی۔ اس وقت صرف ۷۵ ہی سپاہی لنگڑے کالے تھے۔ اور اس وقت ہی دعویٰ صلیب کے توڑنے کا بھی کیا تھا اور دجال پادریوں کے قتل کا۔ مگر استعارات آپ سے اور اسی وقت یہ درخواست بھی ایک لاکھ

فوج کی، کی گئی تھی۔ مگر افسوس منظور نہ ہوئی ورنہ ضرور تھا غدر کر کے پادریوں کو قتل کرتے اور صلیب کو توڑتے اور اپنے دعوے کی تصدیق میں مسلمانوں پر بھی زور ڈالتے۔ اسی خیال سے اس رسالہ انجام میں اپنی جماعت کی تعداد چار پانچ ہزار بھی لکھی ہے اور اس کے ضمیمہ میں آٹھ ہزار تک لکھ کر اپنا رعب دکھلایا ہے۔ کہ جس سے گورنمنٹ کو بھی خیال ہو جائے۔ مگر افسوس یہ تعداد محض خیالی اور دماغی ہی ہے۔ کیونکہ جب ضمیمہ میں فہرست لکھنے بیٹھے تو صرف تین سو تیرہ (۳۱۳) کے ہی نام درج کئے۔ ان میں بھی بہت سے مردوں کے نام لکھ کر تعداد پوری کی۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ اس قدر فوج مرزا صاحب کی معہ مردوں کے ہے جو درج فہرست کر دی ہے۔ یوں تو مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ ہمارے باپ نے گھوڑے دیئے آدمی دیئے مگر جب پادری لوگ جو گورنمنٹ حال کے ہم مذہب پیر و مرشد اور بزرگ عیسائی ہیں۔ ان کو ڈجال حقیر کیا گیا ہے۔ اور ان کو قتل کیلئے آپ مسیح

نے ہمارے باپ نے گھوڑے دیئے اٹخ۔۔۔ مرزا صاحب نے اپنے اشتہار اسلامی انجمنوں کی خدمت میں التماس ضروری کے صفحہ اول الف مشمولہ برائین احمدیہ حصہ دوم میں یوں لکھا ہے کہ غدر ۱۸۵۷ء میں ہمارے والد مرحوم نے پچاس گھوڑے اور پچاس مضبوط لائق سپاہی بطور مدد کے سرکار کو بذراکے۔ (ملاحظہ) یہ ایسا لکھنا مرزا صاحب کا محض جھوٹ ہے جیسے کہ مرزا کے والد کے دوست مولوی عبدالحکیم بن امان اللہ ساکن دھرم کوٹ رندھاوا تحصیل ٹالہ خلیع گوداس پورا نے رسالہ تحفہ مرزا سید میں جوفہ ۱۳۰۷ھ میں تالیف کیا تھا۔ اس طرح لکھتے ہیں وہو ہذا۔ مرزا غلام تقی صاحب والد مرزا غلام احمد صاحب ممدوح کے عہد میں واسطے تلاش معاش رہائی کشمیر ہو کر بسوہری ایک چھوٹے سے ٹوبہ رنگ کے راقم آٹم کے پاس بمکان دھرم کوٹ رندھاوا وارد و فروکش ہوئے۔ ماحضر پیش کیا گیا۔ یہاں سے منزل بمنزل خطہ کشمیر میں پہنچ گئے۔ (باقی صفحہ آئندہ)

موجود بننے ہیں تو پھر گورنمنٹ کی خیر خواہی کیسی؟ کیا گورنمنٹ کے پیر و مرشد کا دشمن گورنمنٹ کا دوست ہوگا۔ ہرگز نہیں کیا گورنمنٹ کے بزرگ فرقہ کا دشمن اور قاتل گورنمنٹ کا دشمن اور قاتل نہیں؟ ضرور ہے۔ ضرور ہے۔ مگر افسوس تو اتنا ہے کہ مرزا صاحب کے پاس ایک لاکھ فوج نہیں۔ ورنہ مرزا صاحب کے ہاتھ دیکھتے اور یہ بھی یاد رہے کہ

(باقی صفحہ سابقہ) چنناں کہ نوکری کی تلاش کی مگر میسر نہ ہوئی آخر الامر بعد از مدہ بخش سکے ذی دہر کوئی کے پاس وہاں واسطے تعلیم اس کے فرزند ان مسلمان بچہ بخش کے ہمشاہرہ پانچ روپیہ اور نان نقد کے چند مدت گذاری اتفاقاً مسرور دہلیاں سنگھ صاحبہ کو کشمیر فوت ہو گیا تو وہ جد امجد اور مرزا صاحب و انیس شریف لائے۔ اور پھر شہزادہ شیر سنگھ کے زمانہ میں پھر کشمیر کو گئے اور واپس آ گئے۔ شیر سنگھ بہادر مرزا صاحب سے سخت ناراض ہو گئے تو مرزا صاحب اور قادیان تھانہ دار طالب پورہ کو علیحدہ کر دیا۔ مرزا صاحب اپنے فکر موضع قاضیان میں آکر پیشہ طبابت میں مشغول ہوئے۔ پھر ذی کوپال سہائے مرزا صاحب کی دوستی ہو گئی۔ سرکار انگریزی کے وقت میں ملکیت آراشی قاضیان محل کی ان کے نام کر دی۔ وقت مفسدہ دہلی تو مرزا حکیم غلام مرتضیٰ صاحب والد مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے پاس سے ایک سواری بھی نوکر رکھ کر دوسرا نہیں دی۔ اور اس وقت ان کے پاس فقط ایک گھوڑی چھوٹی سی سرخ رنگ کی اپنے زیر سواری تھی۔ اور مفسدہ سے پانچ یا چھ ماہ اولاً مرزا غلام قادر خلیف الرشید تھانہ داری دینا مگر سے معزول ہو کر بے نوکر پیچھے پیچھے غلہ ضلع کے پھرتے تھے۔ اور اقام الحروف ان دنوں دینا مگر میں مدرس تھا۔ اگر مرزا صاحب کو توفیق مدد دی سرکار کی تھی تو ان کا خلیف الرشید کیوں مارا مارا پھرتا تھا۔ فرضا اگر سرکار کو اپنے رسالہ سے مدد دی تھی تو دفتر شاہی فوجی میں پتہ ہوگا اس کے صلہ میں کوئی انعام یا جاگیر ملی ہوگی اس وقت سرکار عام نوکر کرتی تھی۔ اگر قادیان کے دس چودہ آدمی نوکر ہوئے ہوں۔ تو کیا عجب ہے۔ بلطفہ ملاحظہ۔ کہاں مرزا صاحب کے والد کا پانچ روپیہ ماہوار پر لڑکے پڑھانے پر نوکر ہونا پھر اس سے بھی برطرف ہونا اور کجا پچاس سواری بھرتی کر کے سرکار کو مدد دینا۔ محض جھوٹ ہے۔ اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر یہ سوال ہے کہ مرزا صاحب کے خیالات اپنے والد کے مطابق ہیں؟ جواب یہی (باقی صفحہ آئندہ)

جس وقت مرزا صاحب کے پاس پانچ ہزار سپاہی بھی ہو گئے۔ اسی روز انہوں نے اپنے الہام کم من فیہ الخ..... کے مطابق ضرور جنگ کرنا ہے۔ اور فتح کی خوشی کے ارادہ پر اپنے الہام کے پورے اور سچا ہونے پر زور دیتا ہے خواہ کسی موت سے مرین۔ مگر مجھے یہ امید موہوم ہی معلوم ہوتی ہے۔ اب تو میرے خیال میں چیدنی کو پر لگ گئے ہیں۔ اور وقت قریب آ گیا ہے۔ فقط۔

(د) مرزا صاحب نے اپنے مخالف مولویوں اور سجادہ نشینوں کے نام صفحہ ۶۹ سے ۷۲ تک اور ۲۸۲ پر درج کئے ہیں۔ مولوی صاحبان مقلدین و غیر مقلدین تعداد میں بچا سی ہیں۔ اور سجادہ نشین صاحبان انچاس کل ایک سو چونتیس ہیں جو ہندوستان اور پنجاب میں مشہور اور معروف ہیں سب کو ایک ہی رسے سے بانٹا ہے۔ اور بہت سی لغتیں لکھنے دیکر مباہلہ کیلئے طلب کیا ہے اور لکھتے ہیں۔ ”میں پھر ان سب کو اللہ جل شانہ کی قسم لیتا ہوں کہ مباہلہ کیلئے تاریخ اور مقام مقرر کر کے جلد میدان مباہلہ میں آئیں اگر نہ آئے اور نہ تکفیر اور تکذیب سے باز آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مریں گے۔“ (بلفظ صفحہ ۶۹)

(باقی صفحہ سابقہ) ہو گا کہ ہرگز نہیں۔ جب باپ نے ایسی حالت میں گورنمنٹ کی مدد کی تو اب مرزا صاحب نے باوجود جائیداد ہونے کے کوئی مدد کی۔ ہاں رعایا انگلشیہ میں فساد ڈلوانے اور ایک دوسرے کو جانی دشمن جاننے میں کوئی وقفہ اٹھانہ رکھا۔ یوں یہی رعایا کا دشمن بادشاہ کا دشمن ہوتا ہے۔ ۱۲ مئی ۱۸۵۷ء

۱۲ مئی ۱۸۵۷ء۔ گورنمنٹ عالیہ بھی عیسائی مذہب رکھتی ہے اور پادری صاحبان بھی عیسائی مذہب کے وارث ہیں اور گورنمنٹ کے پیر و مرشد۔ پس دوست کا دوست دوست ہوتا ہے۔ اور دوست کا دشمن دشمن مسلک ہے۔ ۱۲ مئی ۱۸۵۷ء

(۵) خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہوا نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے۔ (بلفظ ص ۶۷)

(۶) لیکن میں نے یہ اشتہار دے دیا ہے کہ جو شخص اس کے بعد اس سیدھے طریق سے میرے ساتھ مباہلہ نہ کرے اور نہ تکذیب سے باز آئے وہ خدا کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام صلحا کی لعنت کے نیچے ہے۔ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ۔ (بلفظ صفحہ ۱۹ شمیم)

ناظرین! مرزا صاحب نے مباہلہ کی درخواست پر کس قدر رنج و لعنتیں دیں ہیں۔ لیکن اس سے پہلے جو کچھ مرزا صاحب اپنے غالی عقائد بیان کر چکے ہیں۔ ان کو برائے ملاحظہ و تامل کی خاطر مرزا صاحب پیش کرتا ہوں۔ و عوذ باللہ

(۱) یہ نادان کہتے ہیں۔ کہ ابن مسعود نے جو مباہلہ کی درخواست کی تھی اس سے لکھا ہے کہ مسلمانوں کا باہم مباہلہ جائز ہے مگر یہ ثابت نہیں کر سکتے۔ کہ ابن مسعود نے اپنے اس قول سے رجوع نہیں کیا۔ حق بات یہ ہے کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا نبی اور رسول تو نہیں تھا اس نے جوش میں اگر غلطی کھائی تو کیا اس کی بات کو (إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْشِي بَشَوْحِي [پ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۸]) میں داخل کہا جائے۔ (بلفظ ازالہ ادہام صفحہ ۵۹۶۔ ۱۳۰۸ھ)

یہاں مرزا صاحب نے کمال تعلق کی ہے اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں میں مباہلہ نہیں ہونا چاہئے۔ اور ناجائز ہے۔ اور ساتھ ہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی کی کیسی بے ادبی کی ہے کہ ان کے نام پر کوئی کلمہ تعظیم نہیں لکھا۔ اور نہ کوئی کلام میں ادب ملحوظ رکھا۔ بلکہ لکھتے ہیں کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا۔ اور اس نے جوش

میں آکر غلطی کھائی جو ماننے کے قابل نہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی کو اپنے مقابلہ میں معمولی انسان سمجھتے ہیں اور کیسے گستاخانہ الفاظ سے تحریر کرتے ہیں اور خود غرور سے اس سے اول صفحہ پر لکھتے ہیں۔ کہ اس عاجز کو آدم اور خلیفۃ اللہ کہا۔ انسی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ (پہرہۃ البقرہ آیت ۳۰) (ازالہ اوہام صفحہ ۶۹۵۔ بلقظہ)

اس کے بعد ۱۸۹۲ء کو مرزا صاحب کتاب آئینہ کمالات میں اس طرح اپنا الہام لکھتے ہیں۔ ”اور مباہلہ کے بارے میں جو کلام الہی میرے اوپر نازل ہوا وہ یہ ہے۔

نظر الله اليك معطو اوق لو ا. اتجعل فيها من يفسد فيها. قال انى اعلم ما لا تعلمون. قالوا كتاب معتل من الكفر والكذب. قل تعالوا ندع ابنائنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم يتفهل فنجعل لعنت الله على الكاذبين۔ یعنی خدا تعالیٰ نے ایک معطر نظر سے تجھ کو دیکھا اور بعض لوگوں نے اپنے دلوں میں کہا اے خدا کیا تو زمین پر ایک ایسے شخص کو قائم کروے گا۔ کہ دنیا میں فساد پھیلانے تو خدا نے اس کو جواب دیا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اور ان لوگوں نے کہا کہ اس شخص کی کتاب ایک ایسی کتاب ہے جو کذب اور کفر سے بھری ہوئی ہے سو ان کو کہہ دے کہ آنو ہم مع اپنی عورتوں اور بیٹوں اور عزیزوں کے مباہلہ کریں پھر ان پر لعنت کریں جو کاذب ہیں۔“ (بلقظہ آئینہ کمالات اسلام مرزا صاحب صفحہ ۲۶۳ سے ۲۶۵ تک) یہ وہ اجازت مباہلہ ہے جو اس عاجز کو دی گئی۔ (بلقظہ آئینہ کمالات صفحہ ۲۶۶)

اب مندرجہ بالا اجازت اور حکم کے پانچ سال بعد یہ مباہلہ کا اشتہار نہایت سختی کے ساتھ شائع کیا اور عبارات تحریف قرآن شریف اور حضرت آدم علیہ السلام اور

فرشتوں کی بات چیت جو قرآن شریف میں ہے اور ادھر ادھر الفاظ قرآنی اکٹھے کر کے اور از الہ اوہام میں اپنے تئیں آدم علیہ السلام اور خلیفۃ اللہ قرار دے کر اتنے عرصہ بعد یہ الہام ہوا اور آیت مباہلہ جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ آپ پر بھی کئی بار نازل ہوئی مگر افسوس پہلے مباہلہ کو ناجائز اور خلاف شرع لکھ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سخت بے ادبی کی اور عرصہ پانچ سال کا ہوا کہ آیت مباہلہ اور حکم نازل ہوا۔ مگر اس کی تعمیل نہیں کی گئی۔ اب پھر وہی الہام ہوا اور آیت نازل ہوئی۔ جس کو مرزا صاحب نے اپنے انجام کے صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے اور تاکید لیعتنیں دی گئیں کہ اگر کوئی مولوی یا شیخ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد مباہلہ کیلئے حاضر نہ ہوگا اس پر کفایت ہے اور وہ لعنتوں کے نیچے مرے گا۔ لیکن اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد بہت سے علما نے آپ کو مباہلہ کے واسطے بلایا۔ مگر آپ نے اس کی طرف رخ بھی نہ کیا۔ حضرت مولانا مولوی محمد ابو عبد الرحمن غلام وٹھیکر صاحب ہاشمی دوم شعبان ۱۳۱۲ھ سے بعد لکھنے منظوری مباہلہ کے مع اپنے دو صاحبزادوں کے لاہور تشریف لے آئے۔ پہلے ۱۵ شعبان مقرر کی، مگر مرزا صاحب لاہور میں حاضر نہ ہوئے۔ پھر انہوں نے ۲۵ شعبان مقرر کر کے لکھ بھیجا پھر بھی مرزا صاحب لاہور میں بمیدان مباہلہ حاضر نہ ہوئے۔ بعد اس انتظار کے مولانا صاحب چار پانچ روز تک امرتسر میں مباہلہ کیلئے حاضر رہے مگر افسوس مرزا صاحب نے باوجود ایسی لعنتی تاکیدوں خود کے بھی اس طرف رخ نہ کیا۔ جب یقین ہو گیا کہ مرزا صاحب محض اشتہاری ہیں۔ اور حاضری مباہلہ سے انکاری اور فراری ہیں تب مولانا نے اشتہار شائع کر دیا۔



## مرزا صاحب لاہور میں مباہلہ کیلئے حاضر نہ ہوئے

اس کے جواب میں مرزا صاحب نے ادھر ادھر کی باتیں میعاد مباہلہ ایک سال نزول عذاب کے واسطے لگا کر اخیر پر ایک جھوٹ کا الزام اس طرح پر لگا دیا کہ ”مولوی صاحب (یعنی مولوی غلام ونگیر صاحب) کے نزدیک ضرورت کے وقت کذب کا استعمال جائز ہے۔ بھلا ہم حضرت موصوف سے دریافت کرتے ہیں کہ کب اور کس وقت میرے دوست مولوی حکیم فضل الدین صاحب آپ سے ڈر کر قادیان میں بھاگ آئے تھے۔ (بلفظہ اشتہار مطبوعہ ۲۰ شعبان ۱۳۱۳ھ صفحہ ۲ سطر ۲۱، مرزا صاحب)

اشتہار حضرت مولانا مطبوعہ ۱۲ شعبان مذکورہ جو اس وقت سامنے رکھا ہے دیکھا گیا اس میں ہرگز یہ الفاظ حکیم فضل دین مجھ سے ڈر کر قادیان میں بھاگ گئے تھے۔ درج نکش۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب نے خود ہر اکذب کا استعمال کیا اور ناحق بہتان لگایا۔ مولانا صاحب کے اشتہار کے الفاظ اس کے متعلق صرف یہ ہیں۔ حکیم مذکور (فضل دین) بغیر تصغیر ترک میعاد کے قادیان کو چلا گیا۔ فرمائیے وہ الفاظ ڈر کر قادیان کو بھاگ آئے۔ کہاں درج ہیں۔ افسوس! مرزا صاحب ذرہ ذرہ بات پر جھوٹ اور کذب کے استعمال سے اجتناب نہیں کرتے تو باقی اہم اعلیٰ معاملات پر تو خدا حافظ!!

ناظرین!! ذرا انصاف فرمائیے گا کہ مرزا صاحب نے ایسی سخت تاکیدیں اور مباہلہ نہ کرنے والوں کو خدا تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام صلحاء کی لعنتیں لکھی ہیں جب علماء دین مباہلہ کے واسطے اپنا گھریا چھوڑ کر ایک دارالسلطنت میں دوبارہ سہ بارہ اشتہار



دے کر بلواتے ہیں تو مباہلہ شرعی ہے گریز کر کے اس طرف بھی رخ نہیں کرتے پھر فرمائیے یہ کُل لغتیں کس کی طرف عود کرتی ہیں؟

چہارم مختصر خلاصہ مکتوب عربی بنام علماء ہند و مشائخ ہذا البلاد وغیرہ

یہ مکتوب عربی مع ترجمہ فارسی مرزا صاحب نے صفحہ ۷۳ سے شروع کر کے نہایت طوالت کے ساتھ ایک ہی بات کا چند بار اعادہ کر کے صفحہ ۲۸۲ تک پہنچایا ہے۔ علماء و مشائخ کی سخت درجہ کی توہین کر کے اور بری گندی گالیاں دیں ہیں۔ جن کے دھرانے کی ضرورت نہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب نے بہت زبردستی کی ہے اور دور تک نو بہت پہنچائی ہے۔ اور نو اشخاص علماء کی طرف اشارہ کر کے وہ علماء ہند کے نام درج کئے ہیں اور سب علماء کے علاوہ ان کو اپنی پاک زبان سے بڑھ کر گالیوں کی خلعت عنایت کی ہے ان میں وہ بھی ہیں۔ جنہوں نے بلا دریافت اصلیت کے مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ اور ظاہری طرز اور ادعائی افتاء کی تعریف کی تھی اور مرد صالح لکھ دیا تھا۔ اور جب مرزا صاحب کی اصلیت معلوم ہو گئی تو دجال اور کافر لکھا تھا۔ خلاصہ مکتوب عربی کا نہایت اختصار کے ساتھ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ اس میں بھی مرزا صاحب نے الہامات درج کئے ہیں۔ وہو ہذا

(۱) خدا نے میرا نام مسیح ابن مریم اپنے فضل اور رحمت سے رکھا ہم دونوں ایک مادہ کے دو جوہر ہیں۔ (صفحہ ۷۵)

(۲) مجھ کو علم غیب ازلی سے آگاہ کیا۔ (صفحہ ۷۶) پیشگوئیوں کی صحت اسی پر ہے۔

(۳) جس نے تیری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ ہے۔ (صفحہ ۷۸)

(۴) وما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ (پ ۷۱ سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷) تجھ کو

تمام جہانوں کی رحمت کے واسطے بھیجا ہے۔ (صفحہ ۷۸)

(۵) اِنِّیْ مُرْسِلَکَ اِلَیْ قَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ۔ میں نے تجھ کو مفسدین کی طرف  
رہنما بنا کر بھیجا۔ (صفحہ ۷۹)

(۶) مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مر چکے اور دنیا سے اٹھائے گئے۔ پھر دنیا پر نہیں  
آئیں گے خدا نے حکم موت کا اس پر جاری کیا۔ اور پھر کر آنے سے روک دیا۔ اور وہ  
مسیح میں ہی ہوں۔ (صفحہ ۱۰۰)

(۷) عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر مجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دے دی  
ہے۔ (صفحہ ۱۱۱)

(۸) مجھ کو خدا نے قائم کیا۔ مبعوث کیا اور خدا میرے ساتھ ہمکلام ہوا۔ (صفحہ ۱۱۳)

(۹) مجھ کو اس امت کا مجدد بھیجا اور عیسیٰ نام رکھا۔ (صفحہ ۱۱۴)

(۱۰) ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی انسان آسمان پر گیا۔ اور پھر واپس ہوا ہو۔ (صفحہ ۱۱۹)

(۱۱) میرے برابر کوئی کلام فصیح نہیں لکھ سکا۔۔۔ وَ اِنِّیْ لَمْ یَفْعَلُوْا وَلٰکِنْ یَفْعَلُوْا (اگر  
نہ کریں اور ہرگز نہ کریں گے) (صفحہ ۱۵۵)

(۱۲) کیا تمہارا مسیح آسمان چھاڑ کر آئے گا۔ (صفحہ ۱۷۴۔ سطر ۶)

(۱۳) خدا کا روح میرے میں باتیں کرتا ہے۔ (صفحہ ۱۷۶۔ سطر ۲۰)

(۱۴) میرے پر دروازہ الہامات کا کھول دیا ہے۔ مکاشفات کے باغوں کو مفتوح  
کر دیا ہے۔ (صفحہ ۱۵۱)

(۱۵) تو کس شریک میں ہیں جنہوں نے زمین میں فساد مچا رکھا ہے ان کے نام  
حسب ذیل ہیں۔

- (۱) مولوی رسل بابا۔ امرتسری  
 (۲) مولوی اصغر علی  
 (۳) مولوی محمد حسین بٹالوی  
 (۴) مولوی نذیر حسین دہلوی  
 (۵) مولوی عبدالحق دہلوی  
 (۶) مولوی عبداللہ ٹوٹکی  
 (۷) مولوی احمد علی سہارنپوری  
 (۸) مولوی سلطان الدین بچہ پوری  
 (۹) مولوی محمد حسن امرتسری  
 (۱۰) مولوی رشید احمد گنگوہی۔ (ابتداءً صفحہ ۲۳۶ لغایت ۲۵۲)

اخیر پر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی نسبت الفاظ مندرجہ ذیل لکھے ہیں۔

اخیر ہم شیطان الاعمی والغول الاغوی یقال لہ رشید احمد بن  
 الجتجوہی وھو شفی کالا مر وھمی ومن الملعونین۔ (صفحہ ۲۵۲۔ باقظہ)  
 (۱۶) مولوی حکیم نور الدین فاضل بزرگ ہے۔ (صفحہ ۲۶۳)  
 (۱۷) میرے پاس اسکی دعا ہے جو بجلی کی طرح کودتی ہے۔ (صفحہ ۲۷۵)

### خلاصہ ختم ہوا نظر ثانی شروع ہوئی

حضرات ناظرین! یہ سترہ نمبر تک مکتوب عربی کا خلاصہ مختصر طور پر پیش کر کے جوابات  
 عرض کرتا ہوں۔ بغور ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) مرزا صاحب کا نام خدا نے مسیح ابن مریم رکھا۔ اور وہ اور حضرت مسیح ابن مریم  
 ایک مادہ کے دو جوہر ہیں۔ مگر مرزا صاحب نے کوئی ترکیب نہیں بتلائی کہ کیونکر؟  
 حضرت مسیح علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے فرزند تھے۔ کیا آپ کی والدہ کا نام  
 بھی مریم ہے۔ (اگرچہ مجھے نام معلوم ہے۔ لیکن تہذیب بتلانے یا لکھنے سے روکتی

ہے) پھر آپ تو خود ہی مریم بھی ہیں۔ اس صورت میں آپ عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہو سکتے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو انیس سو سال کا عرصہ ہوا پیدا ہوئے تھے۔ اور آپ اب (۱۲۵۹ھ) میں یہ تفاوت کیسے اور کیوں؟ آپ کے والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے۔ اگرچہ آپ نے بھی مر سید احمد خاں صاحب بہادر کی کاسہ لیسے سے ضرور لکھا ہے کہ یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۲۰۳) وہ نجار اور آپ مغل حارث۔ وہ بے زن اور آپ کے کئی زوجہ۔ وہ بے اولاد۔ اور آپ کے کئی لڑکے ان کو بقول آپ کے یہودیوں نے سولی پر چڑھایا۔ آپ کا ابھی تک یہ موقع نہیں آیا۔ جو آپ کے الہام کے مطابق پورا ہوگا۔ جیسا کہ آپ نے اپنی براہین کے صفحہ ۵۵۶ میں ایلی الہی المسیحیانی کا ترجمہ اے میرے خدائے میرے خدا تو نے مجھ کو کیوں چھوڑ دیا۔ لکھا ہے۔ خدا آپ کو جلدی نصیب کرے اور آپ کا الہام پورا ہو کر مریدوں کے دل کو تقویت بخشنے آئین (۱) OF

(۲) مرزا صاحب علم غیب ازلی سے آگاہ کئے گئے ہیں۔ اس سے مرزا صاحب کا اپنے آپ کو نبی یا رسول ثابت کرنا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ۔ (پ ۲۹ سورۃ جن آیت ۲۶، ۲۷) خدا اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا۔ مگر جس کو پسند کرے رسول سے۔ اور دوسری جگہ خداوند کریم فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ مِنْ رِيسَالِهِ مَنْ يَشَاءُ۔ (پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۱۷۹) یعنی خدا غیب پر مطلع نہیں کرتا لیکن خدا جن کو چاہتا ہے اپنے پیغمبروں سے جس کو چاہتا ہے۔ پس رسالت اور نبوت کے اثبات میں ہی مرزا صاحب اپنا الہام کرتے ہیں کہ ”مجھ کو علم غیب ازلی

سے آگاہ کر دیا ہے۔“ (انجامِ آیت ص ۷۶) مگر افسوس علمِ غیب سے تو مطلع ہیں۔ لیکن پیشینگوئیوں کے غلط ہونے پر نہیں۔

(۵-۳-۳) میں مرزا صاحب نے اپنی نبوت اور رسالت کو کامل طور پر ثابت کیا ہے۔ جس سے کسی شخص کو شبہ کرنے کی بھی گنجائش نہ رہے۔ جیسے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے حکمی نزولِ آیات کا تھا۔ بعینہ مرزا صاحب کے واسطے حکمِ خداوندی ہوا ہے اور نبوت نامہ کا نبوت مرزا صاحب نے پہنچا دیا۔ مگر اس نبوت کے دلائل میں مرزا صاحب کے پاس سوائے اپنے الہام کے اور کچھ نہیں۔ اور آیت شریف ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ (پ ۷۱ سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷) کا نزول بھی بڑی دلیری سے اپنے دعوے نبوت پر ثبت کیا ہے۔

مناظرین! رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود باوجود بموجب حکمِ خدا تعالیٰ مسلمہ و محققہ تمام جہانوں کیلئے رحمت ہے۔ ابتداء و ولادت سے حشر تک رحمۃ للعالمین ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت اور رحمت سے ایسی خیر و برکت و رحمت ہوئی کہ قحط سخت و شدید دور ہوئے۔ خوب بارشیں ہوئیں۔ فصلیں میوہ جات بکثرت ہوئے۔ امراض دور ہوئے۔ مرزا صاحب کے ظہور و نزولِ آیت کے وقت سے تصدیقِ الہام یہ ہوئی کہ بارش کا نام و نشان نہیں۔ قحط ایسا عالمگیر ہو گیا کہ سینکڑوں آدمی ناقوں سے مر گئے۔ لوگوں نے اپنے مویشی ذبح کر کے کھائے۔ بال بچے چھوڑ دیئے۔ خویش و اقارب سے دور ہو گئے۔ اپنے عزیزوں کی محبت اڑ گئی۔ وہاں طاعون نے ملک کو برباد کر دیا۔ گھروں کے گھر بے چراغ ہو گئے۔ دزدوں نے شہروں کے شہر منہدم کر دیئے۔ اور مکانات اپنے مکینوں سمیت زمین سے مل گئے، مزید براں ایک اور رحمت مرزا

صاحب کی ہوئی۔ کہ مسلمانوں کے حج بند کروادیے۔ فراتھن اہل اسلام میں بھی دست اندازی کروائی۔ مرزا صاحب کی رحمت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے اور استدر اجا رحمت کی ”ز“ پر نکتہ ہی پڑتا گیا۔ اور آپ کا استدر اراج ثابت ہوا۔ جیسا کہ مسیلہ کذاب کا جس نے جھوٹا دعویٰ نبوت کا کیا تھا۔ جیسے لکھا ہے کہ مسیلہ کے پاس کسی شخص نے اس کے سوال کے جواب میں کہا تھا۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے شمار معجزات ہیں۔ اونیٰ ان میں سے یہ ہے کہ اگر وہ اندھے کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک رکھ کر دعا فرمائیں تو وہ بینا ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کڑوے کنوئیں میں اپنا لب مبارک ڈال دیں تو فوراً پانی اس کا میٹھا ہو جاتا ہے۔ مسیلہ کذاب نے کہا کہ یہ تو کچھ بھی بڑی بات نہیں۔ لاؤ ایسا تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ اسی وقت ایک آدمی پیش کیا گیا جس کی ایک آنکھ نہ تھی۔ آپ نے اس کی آنکھ پر ہاتھ رکھا ہی تھا۔ کہ فوراً دوسری آنکھ بھی پھوٹ گئی۔ اسی طرح ایک کڑوے کنوئیں میں اپنا تھوک ڈالا تو اور بھی سخت کڑوا ہو گیا۔ اسی کا نام استدر اراج ہے۔ ایسے ہی مرزا صاحب کے اور بھی استدر اراج ہیں۔ جیسے (الف) مرزا صاحب نے دعا کی اور الہام ہوا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہو گا۔ بجائے اس کے لڑکی پیدا ہوئی۔

(ب) پھر کہا کہ لڑکا ضرور ہو گا جس سے تو میں برکت پاویں گی۔ زمین کے کناروں تک مشہور ہو گا۔ تب لڑکا تو ہوا لیکن سولہ ماہ کا ہو کر گننام اور بے برکت مر گیا۔ اور اپنے باپ ملہم کو کاذب بنا کر التا داغ جگر پر دھر گیا۔

(ج) مرزا احمد بیک کی دختر کلاں ہمارے نکاح میں آئے گی باکرہ یا بیوہ ہو کر بھی۔ مگر افسوس ہے کہ وہ بیچاری لڑکی اپنے خاوند کے گھر میں بخوشی و خوری آباؤ اور صاحب اولاد

ہے۔ مراد پوری نہ ہوئی۔

(و) عبداللہ آتھم پندرہ ماہ کے اندر مر جائے گا۔ مگر وہ زندہ رہا۔

(ہ) مرزا صاحب کا الہام۔ میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت و دنیا تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔ (صفحہ ۱۳۳۔ ازالہ) برعکس اس کے سخت بے عزتی اور نفرت کے ساتھ دور تک شہرت ہو گئی اور لوگوں کے دلوں میں نہایت شدت کے ساتھ بد رچہ غایت دشمنی اور عداوت پڑ گئی۔ علیٰ ہذا القیاس۔ مرزا صاحب کے اور بھی استدراجات ہیں۔ جس سے آپ کا دعویٰ نبوت اور رسالت باطل اور کذب ثابت ہو رہا ہے۔

(۶۔ بے) میں مرزا صاحب نے اس بات پر زور دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور دنیا پر آنے سے روک دیئے گئے۔ مسیح موعود میں ہوں۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا صاحب پہلے اس سے اپنی کتاب ازالہ ادہام کے صفحہ ۱۹۹ میں اس طرح درافشانی فرما چکے ہیں کہ ”میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل مسیح ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔ (ملفوظ صفحہ ۱۹۹۔ ازالہ ادہام)“

اب فرمائیے مرزا صاحب کا کونسا الہام صحیح اور کونسا غلط۔ یا حافظہ نہیں۔ مرزا صاحب کا جواب ہو سکتا ہے کہ ۱۳۰۸ھ میں ہم کو مثیل مسیح کا عہدہ ملا تھا۔ اب ۱۳۱۲ھ میں چھ سال کے بعد مسیح موعود کا عہدہ مل گیا۔ جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام من کل الوجوہ فوت ہو گئے۔ اور مستقل عہدہ خالی ہو گیا۔ آپ کا عہدہ بھی روز بروز

بڑھتا ہی گیا۔ اور غایت درجہ کو پہنچ گیا۔ پہلے تو آپ صرف حارث کا شکار تھے۔ پھر  
مجدد ہوئے۔ پھر مثیل مسیح۔ پھر مسیح موعود و مہدی مسعود دونوں خود ہو گئے۔ پھر بغیر ان  
علیہم السلام بھی آپ بن گئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ پھر حضرت امام حسین رضی  
اللہ عنہ پھر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بن گئے۔ پھر ایسی چھلانگ ماری اور ایسے کودے کہ  
نعوذ باللہ منہا خدا بھی بن گئے۔

ناظرین! اور مرزائی اس بات پر ضرور چونکیں گے کہ ہیں! خدا کہاں بن گئے؟  
البتہ باقی عہدے تو ضرور مرزا صاحب نے الہاموں کے ذریعہ سے حاصل کئے ہیں۔  
اور اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔ مگر خدا بننا تو کہیں نہیں۔ لیجئے حضرات!! میں مرزا  
صاحب کا خدا جیسا بھی ان کی تالیفات و تحریرات سے نکال کر پیش کرتا ہوں۔ وہو هذا۔  
(الف) غرض محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے رنگوں سے رنگین ہوتی ہے۔ اسی سے خدا تعالیٰ نے  
براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام اسی بھی رکھا اور اپنی بھی۔ (بلفظ صفحہ ۵۳۳۔ ازالہ  
ادھام)

(ب) اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں  
ہیں۔ بلفظ اشتہار (لیکھ رام کی موت کی نسبت اور آریہ صاحبوں کے خیالات)  
[مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء صفحہ ۳ کالم دوم سطر ۳۳-۳۴]

ان دونوں تحریرات مرزا صاحب سے یہ ثابت ہے کہ براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے  
جو مرزا صاحب کی تصنیف ہے۔ اور کلام اللہ قرآن شریف مرزا صاحب کی منہ کی  
باتیں ہیں۔ گویا قرآن شریف مرزا صاحب کی کلام ہے۔ جو کلام الہی ہے۔ پس اب  
فرمائیے مرزا صاحب کے نعوذ باللہ خدا ہونے میں کوئی شبہ باقی ہے۔ جو کوئی شخص



تصنیف کو خدا کی کلام کہنے اور کلام الہی قرآن شریف کو اپنی کلام بتائے۔ پھر کسی ادنیٰ سمجھدار کو بھی اس کے خدا ہونے میں کوئی تردد ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

مرزا صاحب کچھ ایسے بے خوف ہیں کہ اندھا دھند جو چاہتے ہیں اور جو جی میں آتا ہے لکھے چلے جاتے ہیں۔ جو کچھ قلم سے نکل جائے بس وہی الہام ہے اور جو کچھ زبان سے نکال دیں وہی قرآنی کلام ہے خدا بھی اس لئے بن گئے ہیں کہ عیسائیوں کے خدا کو مردہ غایت کر لیا ہے۔ مرزا صاحب کی کاروائی کرتے ہیں۔ جب تک کسی عہدے دار کو جان سے مار نہیں ڈالتے تب تک اس عہدہ پر قائم نہیں ہوتے اور نہ اس بات کو منظور کرتے ہیں کہ کسی پیش خوار یا مستعفی یا رخصتی کا عہدہ اختیار کریں۔ یہ خیال رہتا ہے کہ کہیں واپس آ جائے اور نیچے اترنا پڑے یا برخواست ہونا پڑے۔ جب تک اس کو قبر میں ہی داخل نہ کر لیں تب تک دم نہیں لیتے۔ یہ بھی کسی کا ہی کام ہے۔

ع..... ایں کار از تو آید و مردان چشیں کنند

## مرزا صاحب کے دلائل وفات مسیح علیہ السلام میں

مرزا صاحب نے اس کتاب و دیگر تالیفات میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات میں حسب ذیل دلائل اور ثبوت بطور دھوکا تحریر کئے ہیں۔ پہلے ان کے دلائل لکھے جاتے ہیں۔ پھر ان کے جوابات ہوں گے۔

اول : مجھ کو خدا نے خبر دی ہے۔ (یا عیسیٰ! انتی متوفیک و رافعک الی)

[پ ۱ سورۃ آل عمران آیت ۵۵] حضرت عیسیٰ مرچے انب وہ واپس نہیں آئیں گے۔

(انجام آیت)

دوم : مرہم عیسیٰ یا مرہم حواریین میں ہے۔ یہ مرہم نہایت مبارک ہرہم ہے۔ جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنے کیلئے نہایت نافع ہے۔ طبیبوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ مرہم حواریوں نے حضرت عیسیٰ کیلئے تیار کی تھی یعنی جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود (علیہم اللعنت) کے پنجہ میں گرفتار ہوئے اور صلیب پر چڑھانے کے وقت ان کو خفیف زخم بدن پر لگ گئے تھے۔ اس مرہم کے استعمال کرنے سے بالکل دور ہو گئے اور نشان بھی مٹ گئے تھے۔۔ ملخصاً بلفظ حاشیہ معلق کتاب بچن ص ۱۶۳ مطبوعہ ۱۸۹۵ء۔ مرزا صاحب۔

سوم : ہمارے متعصب مولوی یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع جدِ عصری آسمان پر چڑھ گئے ہیں اور آسمان پر موجود ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ صلیب پر بھی چڑھائے نہیں گئے۔ بلکہ کوئی شخص صلیب پر چڑھایا گیا۔ لیکن ان یہودہ خیالات کے رو میں ایک اور قوی ثبوت یہ ہے کہ صحیح بخاری کے صفحہ ۲۳۹ میں یہ حدیث موجود ہے۔

لعنت اللہ علی البھود والنصارى اتخذوا قبور انبياءہم مساجد  
۔۔ یعنی یہود اور نصاریٰ پر خدا کی لعنت جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔۔۔۔۔ بلا دشام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی پرستش ہوتی ہے اور مقررہ

۱۔ صلیب بمقتی چلیا۔ سول۔ کبھی ممکن نہیں کہ جو شخص سول پر چڑھ جائے اور زندہ رہ سکے کیونکہ صلیب کی یہ شکل ہے + جب صلیب پر آدمی کو بٹھایا جاتا ہے تو صلیب کی نوک مقصد سے گزر کرتا تو میں سے پار ہو جاتی۔ جب یہ حالت ہے تو انسان کا بچنا ہرگز ممکن نہیں۔ مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا اور پھر اتارا لیا گیا تھا۔ اور خفیف زخم بدن پر لگے تھے بالکل افو ہے۔ ۱۲ امتی غفری عنہ

تاریخوں پر ہزار ہا عیسائی سال بسال جمع ہوتے ہیں سو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ  
 درحقیقت وہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔ ملخصاً (حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۱۶۳ کتاب  
 ست بچن)۔

چہارم : اخویم حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب فرماتے ہیں کہ میں قریبا چودہ  
 برس تک جموں اور کشمیر کی ریاست میں نوکر رہا ہوں کشمیر میں ایک مشہور و معروف قبر  
 ہے۔ جس کو یوز آسف نبی کی قبر کہتے ہیں۔ اس نام پر سرسری نظر کر کے ہر ایک شخص کا  
 ذہن ضرور اس طرف منتقل ہوگا۔ کہ یہ قبر کنی اسرائیلی نبی کی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ عبرانی  
 کے مشابہ ہے دراصل یسوع آسف ہے یعنی یسوع عظیم۔ مگر بعض کا بیان ہے کہ  
 دراصل یہ لفظ یسوع صاحب ہے پھر اچھی زبان میں مستعمل ہو کر یوز آسف بن گیا۔  
 لیکن میرے نزدیک یسوع آسف اسم با مسمیٰ ہے۔ حضرت مسیح اپنے ملک سے نکل  
 گئے کشمیر میں جا کر وفات پائی اور اب تک ان کی قبر کشمیر میں موجود ہے۔ ہاں۔ ہم نے  
 کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی بلاد شام میں قبر ہے۔ مگر اب صحیح تحقیق  
 ہمیں اس بات کے لکھنے کیلئے مجبور کرتی ہے۔ کہ واقعی قبر وہی ہے۔ جو کشمیر میں ہے۔  
 حضرت مولوی نور الدین صاحب فرماتے ہیں کہ یسوع صاحب کی قبر جو یوز آسف کی  
 قبر مشہور ہے وہ جامع مسجد سے آتے ہوئے بائیں طرف واقع ہے۔ عین کوچہ میں ہے  
 اس کوچہ کا نام خان یار ہے۔ ملخصاً بلطف حاشیہ صفحہ ۱۶۳۔ کتاب ست بچن۔

چہنجم : مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مر چکے اور اس دنیا سے اٹھائے گئے پھر دنیا پر  
 نہیں آئیں گے۔ خدا نے حکم موت کا اس پر جاری کیا۔ اور پھر کر آنے سے روک دیا  
 اور وہ مسیح میں ہی ہوں۔ (بلطف صفحہ ۸۰ انجام آقلم)

## ازالہ دلائل مندرجہ بالا

(۱) میں مرزا صاحب نے آیت شریف اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلٰی (پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۵۵) میں یقیناً فوت ہو جانا حضرت مسیح علیہ السلام کا ثابت کیا ہے۔ اس آیت شریف کا ترجمہ اور معنی جو مرزا صاحب نے یا ان کے بزرگ فاضل حکیم نور الدین صاحب نے کئے ہیں انہیں کو پیش کرتا ہوں۔ جس سے ناظرین کو واضح ہو جائے گا کہ مرزا صاحب کی دلیل کیسی باطل اور ناقابل یقین اور غیر معتبر ہے۔

الف : مرزا صاحب کے فاضل بزرگ مولوی حکیم نور الدین صاحب کتاب تہدیق براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں۔ اِذْ قَالُ الْبَلٰغَةُ بِاَعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلٰی (پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۵۵) جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں اپنی طرف۔ بلفظ صحیح ۸ کتاب تہدیق براہین احمدیہ مولفہ حکیم صاحب۔

ب : بخود مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلٰی۔ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ بلفظ صحیح ۵۱۹۔ براہین احمدیہ۔

ج : پھر خود مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ بِاَعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلٰی۔ اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا۔ یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ بلفظ صحیح ۵۵۷۔ براہین احمدیہ۔

ناظرین ! مرزا صاحب کے بزرگ فاضل متونی کے معنی ”لینے والا ہوں۔“

کرتے ہیں اور خود بدولت پوری نعمت دوں گا اور کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا۔  
 لکھتے ہیں فرمائیے۔ کس کے اور کیا معنی صحیح سمجھے جائیں۔ اب مشکل یہ ہے کہ وہ تو  
 مرزا صاحب کے فاضل بزرگ ہیں اور مرزا صاحب خود ملہم اور نبی اور مرسل ہیں۔  
 بہر حال مرزا صاحب کے ہی معنی کئے ہوئے صحیح سمجھے جائیں گے۔ لیکن ایک اور  
 مشکل پڑ گئی کہ جب براہین احمدیہ میں دو دفعہ ترجمہ لکھا وہ بھی الہام سے اور اب جو لکھا  
 وہ بھی الہام سے۔ تو کونسا الہام سچا سمجھا جائے اور کونسا جھوٹا؟ یا تو یہ مشتبہ الہام پوری  
 نعمت دوں گا یا کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا۔ ان تینوں باتوں میں سے ایک  
 کروں گا یا تینوں یا اب کا الہام کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی آیت کی سند سے فوت ہو  
 چکے ہیں کس بات کا اعتبار کیا جائے؟

(د) میرے بعد ایک دوسرا آنے والا ہے وہ سب باتیں کھول دیگا اور علم دین کو  
 بہرہ کمال پہنچائے گا۔ سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص بنی ناقص بنی چھوڑ کر آسمانوں میں  
 جا بیٹھے۔ بلغظہ براہین احمدیہ ص ۳۶۱۔

اس جگہ مرزا صاحب مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں  
 (ہ) ایسے ایسے دکھا ٹھاکر باقر اربعہ مسیحیوں کے مطابق مرنا حضرت مسیح علیہ السلام کا لکھا  
 ہے۔ مسلمانوں کا اس میں اقرار یا اعتقاد نہیں۔

(و) مرزا صاحب کا سب سے عمدہ اور شرح و صریح الہام یہ ہے۔ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ  
 رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (پ ۱۸ سورۃ القف  
 آیت ۹/پ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۳۳) (لفظ کلمہ غلط ہے صحیح کلمہ ہے) یہ آیت جسمانی اور

سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام حجج آفاق اور انظار میں پھیل جائے گا۔ بلفظہ برائین احمدیہ۔ صفحہ ۳۹۸-۳۹۹

لیجئے حضرات ! مرزا صاحب کے الہامات اس الہام کے نیچے آ کر دب گئے۔ اور نہایت بُری طرح سے کالعدم ہو گئے اور ساری کاروائی مسیح موعود ہونے کی ملیا میٹ ہو گئی۔ ان کی ہی تحریر اور الہام سے حیات حضرت مسیح علیہ السلام کی واضح طور پر صاف صاف ظاہر ہو گئی اور حضرت مسیح علیہ السلام کا دوبارہ اس دنیا پر تشریف لانا اظہر من الشمس بیان کر دیا۔ جب مرزا صاحب خود اس امر کو تسلیم کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اور دین اسلام دنیا میں پھیلا دیں گے۔ تو اب کون سے مرزا صاحب کے خدا کا دوسرا الہام اس کے خلاف میں ہوا ہے جو قائل پذیرائی ہے۔ اب ان الہاموں کے تناقض میں امید نہیں کہ کوئی تاویل چل سکے۔ ہاتھ پاؤں تو ضرور ماریں گے۔ خواہ کنارے پر پہنچیں یا بیچ میں ہی رہیں۔ ایسے ہی الہامات ہیں جن پر مرزا صاحب عدم تعمیل کی وجہ سے لوگوں کو مستوجب سزا قرار دیتے ہیں۔

ازالہ نمبر دوم : میں مرزا صاحب نے اپنے زعم میں یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر ضرور چڑھائے گئے اور پھر اتار لئے اس حالت میں کہ ابھی زندہ تھے۔ اور زخمیوں کے واسطے ان کے حواریوں نے مرہم تیار کی جس سے وہ راضی ہو گئے

اور کشمیر میں آ کر فوت ہوئے۔ مگر اس کے خلاف میں مندرجہ ثبوت نمبر سوم ایسا متناقض ہے کہ وہ اس بات کو بالکل باطل قرار دے رہا ہے جس کا بیان مفصل آتا ہے۔  
فاتنظرو۔

ناظرین! ذرا مرزا صاحب سے یہ تو دریافت کیجئے گا کہ اس آپ کی مرہم میں بات لکھی ہوئی ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے سولی پر چڑھا دیا تھا۔ اور پھر جلدی سے اتار لیا تھا اور زخم جو ان کو لگے تھے۔ ان کے واسطے یہ مرہم تیار کی گئی تھی؟ اگر یہ الفاظ یا بات اس مرہم میں لکھی ہوئی نہیں ہے (جو ہرگز نہیں ہے) تو پھر آپ یہ حکم کیسے لگا سکتے ہیں کہ ان کو صلیب پر چڑھایا تھا۔ اور اسی لئے یہ مرہم تیار ہوئی تھی۔

اس مرہم میں لکھا ہے کہ یہ مرہم بارہ اقسام کے امراض کی دافع ہے۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کو ان بارہ اقسام کی امراض میں سے کوئی مرض تھی یا بازہ ہی بیماریاں تھیں۔ اگر بالفرض محال تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ مرہم حضرت مسیح علیہ السلام کے واسطے ہی تیار کی گئی تھی۔ تو بھی اس سے یہ بات کہاں ثابت ہے کہ فی الواقع وہ مرہم صلیب ہی کے زخموں کے واسطے بنائی گئی تھی۔ جب یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ پڑتا لکھتے طب ہی فضول ہوئی۔ اب میں ان امراض کے نام بھی ذیل میں درج کئے دیتا ہوں تاکہ ناظرین کو بھی مرزا صاحب ک صداقت کلام میں امتیاز ہو۔ دھوھذا۔

★ اورام حاسبہ (جمع درم گرم یا سخت) ★ خنازیر (کٹھ مالا) ★ طوابعین (جمع طاعون) ★ سرطانات (درم سوداوی) ★ عمقیہ جراحات (زخموں کا عمقیہ) ★ ادساخ (چرک) ★ جہت رویانیدن گوشت تازه ★ رفع شقاق و انار (شکاف پا) ★ حکہ (خارش جدید) ★ جرب (خارش کہنہ) ★ سحہ (مرض سرخ) ★ بواسیر (مشہور)

بلفظ قرابادین قادری۔ صفحہ ۳۸۷ مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ۔ جہاں سے یہ مرہم شروع ہوتی ہے۔ وہ الفاظ یہ ہیں۔ مرہم حوارین کہ مسکنی است۔ مرہم سلیخا و مرہم رسل نیز و از مرہم عیسیٰ نامند پس لفظ رسل سے جو رسول کی جمع ہے۔ ظاہر ہو رہا ہے کہ بہت سے پیغمبروں کا یہ نسخہ ہے۔ اور اس نسخہ کا نام حوارین۔ سلیخا۔ رسل۔ عیسیٰ چار ہیں پھر اس پر مرزا صاحب کا فتویٰ کیونکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیبی زخموں پر ہی قائم ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ ان بارہ بیماریوں میں سے کوئی بیماری حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی ہوئی ہو۔ اور اکثر سفر کرنے سے جیسے کہ ان کی عادت مبارک تھی ان کے پاؤں میں شقاق ہو گیا ہو۔ یا کسی قسم کی حکہ (خارش جدید) یا اوساخ (چرک) یا جرب (خارش کھنہ) کی بیماری ہو گئی ہو۔ جس کے لئے یہ مرہم تیار کی گئی ہو۔ ہاں اگر مرزا صاحب مرہم میں سے یہ الفاظ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے صلیب پر چڑھا دیا تھا اور پھر جلدی سے اتار لیا تھا۔ اس وقت ان کو زخم ہو گئے تھے۔ ان زخموں کے واسطے یہ مرہم تیار کی گئی تھی۔ بلکہ لکھی ہوئی نکال کر دکھلاتے تو شاید کسی کو کچھ کسی قدر تاثر کی گنجائش بھی ہوتی۔ مگر افسوس کہ مرزا صاحب ایسے ویسے خیالی اور کمزور استعاروں سے ایسے بڑے اہم امر کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ جو محض خیال ہی خیال ہے اور پھر یہ کتنی بڑی زبردستی ہے کہ اپنی طرف سے یعنی کر کے لکھتے ہیں۔ ”یعنی جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود علیہم الملعنت کے پیچھے میں گرفتار ہوئے اور صلیب پر چڑھانے کے وقت خفیف زخم بدن پر لگ گئے تھے۔ اس مرہم کے استعمال کرنے سے بالکل دور ہو گئے اور نشان بھی مٹ گئے تھے۔“ ان کا اپنا خاگی الہام ہے لیکن کسی طب کی کتاب یا اس مرہم میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے آپ کا مدعا ثابت ہو سکے نہ



استعارات ہی استعارات ہیں۔ اور بے سود۔

ازالہ دلیل سوم: اس میں مرزا صاحب اپنے زعم میں ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور فوت ہو گئے اور بلا دشام میں دفن بھی کر دیئے گئے اور اس قبر کی پرستش قوم نصاریٰ اب تک سال بسال ایک تاریخ پر جمع ہو کر کرتے ہیں۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بھی نقل کی ہے لعن اللہ کی بجائے لعنت اللہ لکھا ہے کہ یہود اور نصاریٰ پر لعنت ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ پس اس استعارہ سے ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے جانے سے فوت ہو گئے اور قبر میں دفن کر دیئے گئے۔ اسی قبر کی بلا دشام میں پرستش ہوتی ہے۔

"THE NATURAL PHILOSOPHY"  
ناظرین! غور فرمائیے گاہے گاہے ہمارے حواریتین بالکل بیکار ہو گئی۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے جانے سے فوت ہو گئے تو ان کی دلیل قبر دوم کی مرہم کس لئے تیار ہوئی تھی اور اس کی کیا ضرورت پڑی۔ آپ کے ہر دلائل میں اجتراح القدرین وارد ہو گیا۔ جس کی کوئی تاویل گھڑنی پڑے گی۔ اس دلیل کے اثبات میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے۔ مگر فرمائیے تو سہی اس حدیث میں یہ بات کہاں لکھی ہے جس سے یہ بات ثابت ہو کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اگر یہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو کر قبر میں دفن نہیں ہوئے تو نصاریٰ کس قبر کی پرستش کرتے ہیں۔ کیا خوب! مرزا صاحب خود اپنی کل تصانیف میں لکھ چکے ہیں کہ عیسائی یعنی نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر نہیں بلکہ خدا تصور کر کے پرستش کرتے ہیں۔

لیکن حدیث شریف کی تصدیق کیلئے میں مانتا ہوں کہ یہ یہود اور نصاریٰ اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں جانتے اور پرستش کرتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ جس قدر انبیاء گزرے ہیں۔ شاذ و نادر کم ہی ہو گئے۔ جن کو یہود و نصاریٰ بالافتقار نبی نہ مانتے ہوں۔ بلکہ انجیل موجودہ میں جا بجا لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں تو راہیت کو پورا کرنے کے واسطے آیا ہوں۔ انہیں دس احکامات کو جو توریت میں ہیں سب کو عیسائی مانتے ہیں اور کل انبیاء جن کا ذکر توریت میں موجود ہے۔ سب کو اپنا انبیاء جانتے ہیں۔ پس اس سے ثابت ہو گیا کہ جو انبیاء علیہم السلام یہود کے ہیں وہی انبیاء علیہم السلام نصاریٰ کے ہیں۔ صرف امتا فرق ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو غیر یا نبی نہیں مانتے لیکن اس میں کوئی شک و شبہ نہیں رہا کہ جو انبیاء علیہم السلام یہود کے ہیں۔ وہی نصاریٰ کے اسی لئے حدیث شریف کی تصدیق ہو گئی۔

مرزا صاحب اس بات پر بھی بہت زور دیتے ہیں کہ ”در حقیقت وہ قبر (بلاد شام میں) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔“ نصاریٰ کا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور فوت ہو گئے۔ اور قبر میں دفن کر دیئے گئے۔ اور تیسرے روز کے بعد زندہ ہو گئے اور قبر سے نکل کر آسمان پر چلے گئے۔ جس قبر میں حضرت مسیح علیہ السلام کو بقول و اعتقاد مرزا صاحب و نصاریٰ کے دفن کر دیا گیا تھا۔ کیا مرزا صاحب کو اس قبر کے قبر ہونے میں کچھ شبہ ہے۔ اگرچہ مرزا صاحب و نصاریٰ کا اس اعتقاد میں فرق صرف اتنا ہی ہے نصاریٰ کہتے ہیں کہ تیسرے روز کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر مع جسد چلے گئے۔ اور مرزا صاحب کا اعتقاد ہے کہ وہ قبر ہی میں رہے۔ صرف روح آسمان پر گئی۔ مگر یاد رہے کہ یہ اعتقاد کسی اہل اسلام کا نہیں ہے۔ پس اگر

نصاری اس قبر اعتقاد یہ چند روزہ کی پرستش کرتے ہوں تو کیا عجب ہے۔ یہ دوسری وجہ صداقت حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی۔ مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کیلئے خلاف اہل اسلام کے کیا کیا ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ اور کیا کیا اعتقاد پلٹے ہیں۔ پھر بھی کچھ نہ بن سکا۔ بلکہ الٹی حافظہ کی خرابی اور دماغ کے تخیلات اور وہمات پائے گئے جیسے آگے آئے گا۔

ازالہ نمبر چہارم : اس میں مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ”اخویم حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب فرماتے ہیں کہ ہم چودہ سال ریاست جھون اور کشمیر میں ملازم رہے۔ یسوع کی قبر کشمیر محلہ خان یاز میں معلوم ہوئی اور تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ یسوع کی قبر کشمیر ہی میں ہے۔“

حضرات !! (اخویم کی نحوی ترکیب پر خیال نہ فرما کر اب ذرا بدل توجہ فرمائیے گا۔ کہ حکیم صاحب کی شہادت مذہب کے مقابلہ میں وہ حدیث شریف صحیح الاسناد بھی نعوذ باللہ قابل اعتبار نہیں رہی۔ اے تو بہ۔ مرزا صاحب کی چغتائی بہاوری نے مرزا صاحب کے دل میں ایسی بے خونی پیدا کی کہ میان نور الدین صاحب کی شہادت بے معنی کے مقابلہ میں اپنے استعارات و اہیہ سے حدیث شریف حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے ساقط الاعتبار قرار دیا۔ العیاذ باللہ۔ اور کیسے کیسے وہی ڈھکوسلوں سے لفظ اور نام یوز آصف کو یسوع آصف یا یسوع صاحب بنایا گیا ہے کیا ایسی ایسی خیالی باتوں سے آپ یہ ثابت کر لیں گے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی فی الواقع کشمیر میں قبر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ایسے ایسے دھوکے یا ڈھکوسلے اور بھی بنا سکتے

ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اور بھی قرین قیاس بھی سنئے۔

(ا) کیا وہ لفظ یوز آصف۔ زوج آصف نہیں بن سکتا؟ ممکن ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر کی عورت کی قبر ہو جن کا نام آصف۔ یہ قرین قیاس بھی ہے کیونکہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کشمیر میں تشریف لے گئے اور ان کے وزیر آصف برخیا نامی ساتھ تھے اور یہ بھی کتابوں میں ہے کہ تخت سلیمان علیہ السلام اس وقت تک موجود ہے۔ اغلب ہے کہ وزیر صاحب کی عورت فوت ہو گئی ہو اور زوج آصف سے بڑھ کر یوز آصف یا آصف بن گیا ہو۔

(ب) یا یوز آصف ہو یعنی وزیر آصف نے کوئی یوز یعنی چیتا یا شیر مارا ہو اور اس کی لاش

کو وہاں دفن کر دیا ہو۔ (ج) یا جو بن اشعب (لا لہی آدمی کا جستجو کرنا) کا نام ہو یعنی کوئی اشعب شخص کسی شے

تلاش میں آیا اور یہاں آ کر مر گیا ہو اور دفن کر دیا گیا ہو۔

(د) یا یحیٰ عاصف (جو ناقہ تا امید ہو کہ دم ہلاتی ہوئی مر جائے) ہو جو تا امید کی حالت میں یہاں پر دم ہلاتی ہوئی مر گئی اور دفن کر دی گئی ہو۔

غرض میں کہتا ہوں کہ ایسے ایسے ڈکوسلے جس کا جی چاہے اور جتنے چاہے بنالے لیکن کیا ان سے کوئی اصلی یا صحیح واقع ثابت ہو سکتا ہے ہرگز نہیں مگر یہ کیا بے تکی بات ہے کہ یسوع تو عبرانی لفظ ہو اور آصف اس کے ساتھ عربی کا لفظ لگا دیا جائے۔

اگر مرزا صاحب فرمائیں کہ جب وہ عبرانی ملک سے نکل کر عجمین حالت میں کشمیر میں چلے آئے تو یہاں کشمیریوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو آصف (عجمین) کا خطاب دیدیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ لفظ عربی کیوں لگایا۔ مناسب تو یہ تھا کہ کشمیری زبان کا لفظ

اس کے ساتھ لگایا جاتا۔ مرزا صاحب کا یہ کہنا اور وضعی ڈکوسہ بیان کرنا کہ حضرت مسیح علیہ السلام غمگین حالت میں تھے محض غلط ہے کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کبھی غمگین نہیں ہوئے اور نہ ہوتے تھے۔ جیسے کما کثر کتب سے یہ بات ان کے خوش و خرم رہنے کی ثابت ہے۔

نقل ہے: کہ ایک دن حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں گفتگو ہوئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے تھے کہ ہنسا مونہہ بہتر ہے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کہتے تھے کہ بروقی آنکھ بہتر ہے۔ آخر دونوں صاحبوں نے فیصلہ اس کا حکم الہی پر رکھا۔ جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جتنے منہ کو دوست رکھتا ہوں۔ کہ میرے فضل و کرم کا امیدوار ہے اور رونے والی آنکھ اپنے غمگینوں پر نگاہ رکھتی ہے۔ پس چاہئے کہ خلق خدا کے ساتھ ایسی خوشی سے پیش آئے اور درگاہ الہی میں تضرع و زاری رہے۔ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم بہت رویا کرتے ہو۔ انست من رحمۃ اللہ۔ یعنی آیاتِ رحمت الہی سے ناامید ہو گئے؟ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ تم ہمیشہ خوش اور شگفتہ رہتے ہو۔

ء امنست من مکر اللہ۔ آیاتِ خوفِ خدا سے ایمن ہو گئے۔ سبحان اللہ! کیا خوب سوال و جواب ہیں۔ (بلفظ صفحہ ۱۸) کتاب مقاصد الصالحین مطبوعہ مطبع نظامی۔

یہاں پر مرزا صاحب نے ایک اور غضب کیا ہے کہ اخوِ مین نور الدین صاحب کی شہادت کے مقابلہ میں حدیث شریفہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ناقابل اعتبار کر کے پس پشت ڈال دیا۔ اور انکار کر دیا جیسے لکھتے ہیں کہ ”ہاں ہم نے کسی کتاب

میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی بلا دشام میں قبر ہے مگر اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے کیلئے مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے جو کشمیر میں ہے حضرت مولوی نور الدین صاحب فرماتے ہیں کہ یسوع صاحب کی قبر یوز آصف کر کے مشہور ہے۔ وہ جامع مسجد سے آتے ہوئے بائیں طرف واقع ہے عین کوچہ میں ہے۔ اس کوچہ کا نام خان یار ہے۔ مرزا صاحب کا الہامی حافظہ بھی کیا خوب ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے کسی کتاب میں لکھا ہے کہ بلا دشام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ حالانکہ اسی کتاب ست بچن کے حاشیہ پر لکھا ہوا موجود ہے۔ "اب میں ان معتبر خطوط کی نقل کرو یا ناظرین کیلئے بہ تکذیب دلائل مرزا صاحب بہتر سمجھتا ہوں تاکہ ان کی دلیل کا

ازالہ کافی طور پر ہو جائے۔

## نقل خطوط رؤساء کشمیر متعلق تحقیقات قبر یوز آصف

OF AULESUNNA, LAL HANAFI

جواب۔ السلام علیکم! مکاتبہ مسرت طراز مخصوص دریافت کردن کیفیت صلیت مقبرہ یوز آصف مطابق تواریخ کشمیر در کوچہ خان یار حسب تحریر تالیفات جناب مرزا صاحب قادیانی و اطلاع آن زمان سعید رسید باعث خوش وقتی شد۔ من مطابق چٹھی مرسولہ آن مشفق چہ از مردم عوام چہ از حالات مندرجہ کشمیر در پے آن رفتہ آنکہ واضح شد اطلاع آن میکتم مقبرہ رودضہ علی یعنی کوچہ خان یار بلا شک بوقت آمدن از راہ مسجد جامع بطرف چپ واقع است مگر آن مقبرہ بملاحظہ تاریخ کشمیر نسخہ اصل خواجہ اعظم صاحب دیدہ مرو

۱۔ جو خط میں نے یہاں سے کشمیر کو بھیجا تھا اس کو یہی طوالت کے نقل نہیں کیا گیا (منہ علی عنہ)۔ جولیات معرفت خواجہ غلام محمد الدین صاحب ملک التجار میوہیل کشمیر و محسن اعظم لورہیانہ کشمیر سے آئے۔ ۲۔ منہ علی عنہ

که ہم صاحب کشف و کرامات محقق بودند "مقبره سید نصیر الدین قدس سره باشد  
 بملا حلقه تاریخ کشمیر معلوم نمیشود که آن تبره بمقبره یوز آسف مشهور است چنانچه  
 مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تحریر میفرمایند: "بله که تقدیر معلوم میشود که در مقبره  
 حضرت سنگ قبری واقع است آنرا قبر یوز آسف شوشه است بلکه تحریر فرموده اند که  
 در محله انزمره مقبره یوز آسف واقع است مگر آن نام بلفظ سین نیست بلکه بلفظ صاد است  
 دایں محله بوقت آمدن از راه مسجد جامع طرف راست است طرف چپ نیست در میان  
 انزمره و روضه بل یعنی کوچه خان یار مسافت واقع است بلکه ناله مار هم مابین آنها باطل  
 است پس فرق بدو وجه معلوم میشود هم فرق لفظی و هم فرق معنوی فرق لفظی آن که یوز  
 آصف صاد است در انزمره و جاد فون نوشته اند بلفظ سین آن طبیعت و تقاضا اسم بر تقاضا مسکی  
 دلالت میکند و فرق معنوی آن که یوز آسف که مرزا غلام صاحب میفرماید که در کوچه خان یار  
 واقع است این در محله انزمره تقاضا مکان بر تقاضا کلین دلالت میکند که یک شخص در دو  
 جاد فون بودن ممکن نیست عبارتی که در تاریخ خواجہ اعظم صاحب دیده کردند گویا است  
 نیست حضرت سید نصیر الدین خانیاری از سادات عالیشان است در زمره مستوری بود  
 بتقریب ظهور نمود مقبره میر قدس سره در محله خان یار مہبط فیوض و انوار است و در جوار  
 ایشان سنگ قبری واقع شده در عوام مشهور است که آنجا پیغمبر صلی الله علیه و آله آسوده است که  
 در زبان سابقه در کشمیر معبوث شده بود ایں مکان بمقام آن پیغمبر معروف است در کتابی  
 از تواریخ دیده ام که بعد قضیه در دراز حاکمیت مینویسد که یک از سلاطین زاد ہائے برآہ  
 زہد و تقوی آمدہ ریاضت و عبادت بسیار کرد بر سالت مردم کشمیر معبوث شدہ در کشمیر آمدہ  
 بدعوت خلافت مشغول شد بعد رحلت در محله انزمره آسودہ در ایں کتاب نام آن پیغمبر را یوز

آصف نوشت۔ انزمرہ و خان یار متصل واقع ست۔ از ملاحظہ ایں عبارت صاف عیاں است۔ یوز آصف در محلہ انزمرہ مدفون است در کوچہ خان یار مدفون منیست و ایں یوز آصف از سلاطین زادہ پایودہ است و ایں عبارت تواریخ مخالف و مناقض ارادہ حضرت میرزا صاحب است زیرا کہ یسوع خود را یکے از سلاطین و غیرہ انتساب نکرده اند فقط زیاده۔ والسلام! راقم خواجہ سعد الدین عفی عنہ فرزند خواجہ ثناء اللہ مرحوم و مغفور از کوشی خواجہ ثناء اللہ۔ غلام حسن از کشمیر۔ ۱۵۔ ذی الحج ۱۳۱۳ھ

جواب دوم : اطلاع باد چون ارقام کرده بود کہ در شہر سرینگر در ضلع خانیا ربغمبرے آسودہ است معلوم سازند بموجب آن خود بذات بابت تحقیق کردن آن در شہر رفتہ ہمیں تحقیق شدہ پیشتر از دو صد سال شاعرے مجتہد صاحب کشف بودہ است نام آن خواجہ اعظم دیدہ مری داشتہ یکہ تاریخ از تصانیف خود خودہ است کہ دریں شہر دریں وقت بسیار معتبر است و ایں ہمیں عبارت تصنیف ساختہ است کہ ضلع خان یار در محلہ روضہ بل میگویند کہ ببغمبرے آسودہ است یوز آصف نام داشتہ و قبر دوم در آنجا است از اولاد ابن العابدین رضی اللہ عنہ سید نصیر الدین خان یاری است و قدم رسول در آنجا ہم موجود است اکنون در آنجا بسیار مرجع اہل تشیع دارد بہر حال سوائے تاریخ خواجہ اعظم صاحب موصوف دیگر سندی صحیح ندارد و اعظم عند اللہ تعالیٰ۔ سید حسن شاہ از کشمیر۔ ۲۲۔ ذی الحج ۱۳۱۳ھ۔

حضرات! ان دو معتبر اور ذی عزت رئیسوں کے خطوط سے مرزا صاحب کے داہنے بائیں کے حوالے اور محلہ خان یار کا حوالہ غلط ثابت ہوا۔ بلکہ صاف ہو گیا کہ ایک



قبر یہاں محلہ انزمرہ میں ہے۔ جو یوز آصف بخیمر کی (جو اولاد سلاطین میں سے تھے) ہے اور کشمیر ہی کے واسطے مبعوث ہوئے تھے۔ اور تیسرے ایک تاریخ معبر کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ جس کا مصنف بھی صاحب کشف و کرامات تھا۔ جس سے مرزا صاحب کے کل استعارات غلط ہوتے ہیں۔ تاریخ کشمیر کے صفحہ وغیرہ کا حوالہ انہوں نے نہیں دیا۔ جس کو میں پورا کر دیتا ہوں کیونکہ وہی تاریخ کشمیر میرے سامنے رکھی ہے۔ دیکھو تاریخ کشمیر عظمیٰ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور ۱۳۰۳ھ تصنیف خواجہ سید محمد اعظم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مؤلفہ ۱۱۴۸ھ صفحہ ۸۲، سطر ۱۸ (اصل خطوط شامل کئے گئے)

یہ تین شہادتیں ایسی مضبوط اور قوی اور ثقہ ہیں۔ جن پر مصنف مزاج آدمی کو فوراً اعتبار کر لینا چاہئے۔ مرزا صاحب جو اپنی تاویلات و استعارات سے یوز آصف کو یسوع مٹا صاحب یا یسوع آصف بناتے ہیں۔ کھنڈ غلط بلکہ افراط ثابت ہوا۔ امید نہیں کہ مرزا صاحب ایسی کافی اور ثقہ شہادت کو قبول کریں، کیونکہ اس طرف انہیں نور لدین صاحب کی شہادت ہے جس کے مقابلہ میں آپ نے اپنی ہی مسلمہ حدیث شریف صحیح کو غلط ثابت کر کے فوراً انکار کر دیا حالانکہ شریعت میں دو گواہان کے بغیر مقدمہ فیصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن مرزا صاحب ہمیشہ ایک ہی گواہ سے کام لیا کرتے ہیں۔ اور اپنے دعویٰ اہم کو ثابت کیا کرتے ہیں۔ اور آیت و حدیث کی پرواہ نہیں کیا کرتے جیسے میاں کریم بخش ایک ناخواندہ کی شہادت پر اپنے آپ کو عیسیٰ ثابت کیا تھا تمام آیات

۱۔ دیکھو صفحہ ۷۷-۷۸ : ازالہ اوہام مرزا صاحب ان میں میاں کریم بخش موعود ناخواندہ بقول حضرت شریانی ... ع ”کسے علم خواں خدا شناخت“ یہ میں اکیس برس گذشتہ زمانہ کا ذکر ایک عام شخص مجبوراً خواں گلاب شاہ کی زبانی روایت کرتا ہے کہ عیسیٰ جوان ہو گیا۔ وہ لدھیانہ میں (باقی صفحہ ۷۸)

واحادیث و اجماع امت کو اسکی شہادت کے مقابلہ میں بالکل ردی کر دیا۔ اسی طرح مولوی نور الدین صاحب اپنے بڑے حواری کی مذہب شہادت کے مقابلہ میں اپنی مسئلہ حدیث شریف اور ساری اپنی تحقیقات اور الہامات کو ردی کر دیا حالانکہ مولوی صاحب نے صرف اس قدر کہا تھا کہ ”کشمیر میں ایک قبر مشہور اور معروف ہے جس کو یوز آسف نبی کی قبر کہتے ہیں“۔ اس سے یہ بھی ثابت نہیں کہ مولوی صاحب نے یوز آصف بحرف صاد کہا۔ یا بہ سین کہا مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے یسوع صاحب کا نام نہیں لیا۔ مرزا صاحب نے یہ اپنا ڈھکوسلہ پیش کیا ہے۔ الہام بھی نہیں پھر اس ڈھکوسلے پر کس کو اعتبار ہو سکتا ہے اور ہو بھی کیسے کیونکہ مرزا صاحب کو ایک بات پر

آئے گا اور قرآن کی غلطیاں نکالے گا اور بہت سامان مرزا صاحب کے مسودے میں آچکا تھا مگر اصل بات یاد نہ رہی تب کریم بخش کیا کہتا ہے کہ مجھے ایک بات یاد نہیں رہی کہ اس مجذوب نے مجھے صاف صاف بتلادیا تھا کہ اس عیسیٰ کا نام غلام احمد ہے۔ اب خیال کرنے کی بات ہے کہ ۳۲ برس کی بات ایک مجذوب شخص کی ایک ناخواندہ نے یاد رکھی اور ایک بڑا طول غویل مضمون عربی، فارسی الفاظ کا مرزا صاحب کے پاس لکھوا دیا۔ اگر یہ مضمون خود مرزا صاحب سے اس وقت پوچھا جائے تو وہ بھی ادا نہ کر سکیں اور مجذوب اتنے لمبے قصے لوگوں کو سنایا کرتے ہیں وہ تو صرف ایک آدھ بات منہ سے نکال دیا کرتے ہیں۔ اتنے عرصہ کے درمیان کریم بخش مذکور نے کسی اور کے ساتھ بھی اس بات کا تذکرہ کیا تھا یا نہیں اگر کیا تھا تو کس کے ساتھ اور اس کی شہادت کیوں پیش نہیں کی۔ معلوم ہوا کہ میاں کریم بخش اور مرزا صاحب کا ایمان ہے کہ قرآن میں غلطیاں ہیں جن کو مرزا صاحب آجکل نکال رہے ہیں۔ اس کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہوں گی۔ ۱۲۔ عفی عنہ (ع) یعنی اصل خطوط میرے پاس موجود ہیں۔ ۱۲۔ عفی عنہ

قرار نہیں۔ جیسے خود لکھتے ہیں۔

(۱) یہ تو ج ہے کہ مسیح اپنے وطن میں گلیل میں جا کر فوت ہوا۔ لیکن ہرگز مسیح نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔ (ص ۴۷۳)

(ب) یہ تیسری آیت باب الاعمال کی مسیح کی طبعی موت کی نسبت گواہی دے رہی ہے۔ یہ گلیل میں اس کو پیش آئی۔ ملفظہ صفحہ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ازالہ اوہام۔

(ج) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلا دشتام میں ہے۔ جس کی پرستش عیسائی لوگ کرتے ہیں۔ ملخصاً صفحہ ۱۶۳ حاشیہ در حاشیہ کتاب ست بچن۔

(د) یسوع صاحب کی قبر کشمیر میں ہے۔ (ملخصاً ص ۱۶۳ حاشیہ کتاب ست بچن)

اب فرمایئے۔ مرزا صاحب کی کس تحقیق یا کس الہام یا بات پر اعتبار کیا جائے۔ آیا حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر گلیل میں ہے یا بلا دشتام میں یا کشمیر میں؟ ممکن ہے کہ مرزا صاحب اس کا جواب استعارہ لگا کر یوں دیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر تو گلیل میں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلا دشتام میں۔ اور حضرت یسوع صاحب علیہ السلام کی قبر کشمیر میں۔ سبحان اللہ۔ مرزا صاحب کی تحقیقات و کشف والہامات پر اعدا قربان یہی باتیں ہیں۔ جس کو ہر تھوڑی سمجھ کا آدمی بھی من کر ہدیان۔ مانجھو لیا۔ خطبہ۔ مراقب میں داخل کریگا۔ بس یہاں مرزا صاحب کی کل کاروائی نابود اور مردود ہو گئی۔

ازالہ نمبر پنجم: اس امر میں مرزا صاحب نے اپنے الہام قطعی اور یقینی سے ثابت کیا

ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ دوبارہ آنے سے روک دیئے گئے۔ اور

آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ یہ مجھے خدا نے خبر دی ہے۔

اس میں ناظرین! کو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا مرزا صاحب کا الہام وحی الہی و رسول کی طرح قطعی اور یقینی ہے اور اس پر ویسے ہی ایمان لایا جاتا ہے جیسے پیغمبرانِ عظیم السلام کے الہام پر؟ نیز مرزا صاحب کا خدائے عظیم وہی مسلمانوں کا خدا ہے۔ یا کوئی اور؟ اس میں مجھے ان کے ہی الہامات سے کام لینا ہو گا کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں۔

پہلا۔ مرزا صاحب اپنی براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۶ میں۔ انگریزی۔ عربی۔ عبرانی زبانوں کے الہامات درج کر کے لکھتے ہیں۔ کہ ان کے معنی مجھے معلوم نہیں ہوئے۔ کوئی انگریزی خوان اس وقت موجود نہیں اس الہام کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا وغیرہ وغیرہ۔ ملخصاً۔ پس اس سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب کا خدا عظیم ایسا ہے کہ اپنے عظیم کو جو الہام کرتا ہے۔ محض فضول اور بے سود کرتا ہے کہ اس کا مطلب یا معنی عظیم اور عظیم دونوں کو نہیں آتے۔ یہ خوب ہوئی کہ مرزا صاحب کا خدا الہام کرتا ہے مگر اس کے حکم اور کلام کے جو اپنے نبی پر بھیجا ہے کچھ معنی نہیں ہوتے۔ اور نہ کوئی مترجم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو اس کا ترجمہ بتلائے۔ اور نہ ان کا خدا ہی الہام کرتا ہے کہ مرزا صاحب کی سمجھ میں آئے۔ تاکہ اس کے مطلب سے آگاہ ہو کر تعمیل احکام الہی کریں۔ یہ عجیب الہامات ہیں کہ مرزا صاحب جن زبانوں کے سمجھنے سے بالکل نا بلند ہیں۔ ان کو الٹا کئے جاتے ہیں۔ پھر ان کا عجب خدا ہے کہ جو شخص جن زبانوں کو سمجھ نہیں سکتا انہیں زبانوں میں الہام کرتا ہے۔ اس سے مرزا صاحب کے خدا کی بے علی اور جہالت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کے خدا کو اگر معلوم ہوتا کہ مرزا صاحب انگریزی۔

عبرانی اور بعض الفاظ عربی نہیں جانتے اور سمجھ سکتے ہیں تو کبھی ان زبانوں میں الہام نہ کرتا۔ کیا آپ اس بات پر یقین کریں گے۔ عبرانی و انگریزی۔ عربی وغیرہ میں الہامات ہوں جو مرزا صاحب نہ جانتے ہوں۔ اور نہ ان کا مطلب کسی کو سمجھا سکتے ہوں۔ یہی الہامات قطعی اور یقینی ہو سکتے ہیں۔ انہیں سے ان کو مسیح موعود مان لیا جائے گا۔ اس طرح پر کہ مرزا صاحب ملہم تو ہیں۔ مگر الہاموں کے معنوں اور مطلبوں سے ناواقف اور ان کے بیان کرنے سے عاری اور جاہل ہیں۔ مجھے یہاں پر ایک مشہور حکایت یاد آگئی ہے جو اس کے مطابق ہے۔ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ دعوہ خدا۔

اکبر بادشاہ کے وقت میں جب ان کو بغیر بننے کی سوچھی اور ابو الفضل اور فیضی ان کے وزراء نے ان کو بغیر بنائیت کرنا چاہا اور دین الہی کو قائم کرنے پر آمادہ ہوئے تو قرآن شریف کی ضرورت ہوئی اور پہلے ہی سے تجویز کر کے ایک نے ان میں سے بادشاہ سے کہا کہ مجھ کو الہام ہوا ہے کہ جیسے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُتی تھے۔ ایسے ہی آپ ہیں اور آپ پر بھی قرآن شریف نازل ہوا ہے اور ایک درخت میں ہے۔ بادشاہ سلامت بغیری کی دھن میں لٹو ہو گئے۔ اور جمعیت کثیر نہایت ترک و احتشام سے درخت معلومہ میں سے قرآن وضعی نکالا گیا۔ جو زبان عربی میں تھا۔ نہایت احتفاظ سے وہ قرآن دربار میں لایا گیا۔ ہر ایک شخص اس قرآن کو بوسہ دیتا زیارت کرتا مبارک دیتا ادب سے رکھتا جاتا تھا۔ اتنے میں ابو الحسن معروف بہ ملا ”دوبیازہ“ بھی آگئے۔ انہوں نے بھی اس قرآن کو دیکھا۔ اور بلا بوسہ دینے اور کسی ادب کے ایسی طرز سے رکھ دیا جس سے بادشاہ کو اچھا معلوم نہ ہوا۔ بادشاہ نے ایسی حرکت کی بابت ملا سے پوچھا کہ کہو کیا ہے۔ ملا صاحب نے کہا ہاں! خیر اچھا ہے۔

اس پر بادشاہ کو اور بھی شبہ ہوا۔ آخر کو بادشاہ کے زیادہ اصرار پر عرض کی کہ قبلہ عالم جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ملک کنعان میں تھے ان کی زبان عبرانی تھی اس لئے تو روایت عبرانی زبان میں نازل ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ملک کی زبان سریانی تھی۔ اس لئے زبور سریانی زبان میں نازل ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ملک کی زبان یونانی تھی۔ اس لئے خداوند کریم نے انجیل کو یونانی زبان میں نازل فرمایا۔ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملک عرب میں ہوئے اس لئے خداوند کریم نے قرآن کریم کو زبان عربی میں نازل فرمایا۔ اور یہی سنت اللہ ہے کہ ہر ایک پیغمبر علیہ السلام کو ان کی ہی زبان میں کتاب یا صحیفہ نازل ہوتا رہا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ**۔ (پ ۱۲ سورۃ ابراہیم آیت ۴) یعنی ہم نے کسی پیغمبر کو بھیجتے نہیں کیا جو اپنی قوم کی زبان نہ جانتا ہو۔ پیغمبر علیہ السلام کی زبان اور اس کی قوم کی بول چال ایک ہو۔ ایسا نہیں ہوتا کہ پیغمبر تو ہندوستان کا ہو اور قوم اس کی عرب کی ہو۔ میں نہایت تعجب سے سوچ رہا ہوں کہ یہ قرآن عربی زبان میں ہے ہندوستانی میں نہیں۔ اس کو نہ تو آپ خود سمجھ سکتے ہیں اور نہ کسی کو سمجھا سکتے ہیں۔ ہاں اگر یہ قرآن ہندوستانی یا ارو میں ہوتا جو قبلہ عالم کی زبان ہے تو البتہ مان لینے کے قابل ہوتا۔ بادشاہ یہ سن کر چپ ہو گیا۔ اور وہ قرآن وضعی گھاؤ خورو ہو گیا۔ پس مرزا صاحب کی بعینہ اکبر بادشاہ کی سی مثال ہے کہ انہوں نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا اور قرآن ان کا غیر زبان میں اترنا۔ جس کے سمجھنے اور سمجھانے میں بالکل لاچار تھے اور مرزا صاحب نے بھی دعویٰ پیغمبری کیا لیکن الہامات آپ پر ایسی عربی انگریزی زبانوں میں نازل ہوئے کہ جس کے سمجھنے اور سمجھانے اور تعمیل حکم بجالانے

میں باقرار خود قاصر اور نالچار رہے۔ پس ایسے مصنوعی قرآن اور مصنوعی الہاموں کا اعتبار مرزا صاحب کے ہی چندے مریدوں میں ہوگا اور کسی کو کیوں ہونے لگا ایسے ہی مرزا صاحب کے خدا کا بھی پتہ نہیں کہ کون ہے۔ کیونکہ وہ خود اپنی کتاب براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں۔ مجھے الہام ہوا ہے کہ ہمارا رب عاجی ہے (جس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے) بلقلم صفحہ ۵۵۵۔ براہین احمدیہ۔ اصل الہام حاشیہ میں ہے۔

لیجئے: مرزا صاحب کو اپنے خدا کا بھی اب تک پتہ نہیں کہ وہ کون ہے۔ اے غضب اور افسوس! جس شخص کو اپنے خدا کا بھی پتہ نہ ہو کہ کون ہے اس کے الہاموں کا کیا پتہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کیا ہیں پھر وہ قطعی اور یقینی بھی ہیں۔ ناظرین و مرزائی نہایت غور اور توجہ سے خیال فرمائیں کہ جس مہم کو اپنے خدائے ملہم کا بھی پتہ نہ ہو کہ وہ کیا اور کون ہے۔ پھر اس کے کسی الہام یا بابت پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ خبر اب میں ہی مرزا صاحب کے خدا کا پتہ دیتا ہوں جس کی بابت وہ کہتے

۱۔ ہمارا رب عاجی ہے۔ الخ اصل الہام زبان عربی مرزا صاحب کا یہ ہے۔ رب اغفر وارحم من السماء ربنا عاج۔ (بلقلم صفحہ ۵۵۵۔ براہین احمدیہ)۔ معنی اس کے یوں ہیں اے میرے رب میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر رب ہمارا عاج ہے۔ مرزا صاحب نے عاج کا ترجمہ عاجی کیا ہے۔ ناظرین پوچھ سکتے ہیں۔ کہ عاج کے معنی عاجی کیونکر ہوئے گویا صاف ہے کہ مرزا صاحب کا خدا عاج ہے اور عاج کا معنی صفحہ ۵۲۔ ۵۳۔ پر درج ہیں یعنی ہاتھی دانت اور گوبر حرف یا ہاتھی مرزا صاحب نے خود اپنی طرف سے لگا دیا۔ اور اسکے معنی ہاتھی دانت کا یا گوبر کا یا کر اور نہی تشریح کر دی ہے۔ میں بموجب الہام عربی مرزا صاحب کے انکا (رب عاج) خدا ہاتھی دانت یا گوبر ہے۔ مرزائیوں کو بھی مبارک ہو کہ ان کے پیغمبر کا خدا اور نیز ان کا ہاتھی دانت اور گوبر کا ہے۔ (مذہبی عزیز) (۱۲)

ہیں کہ ہمارا خدا عاجی ہے۔ (اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے) تعجب ہے کہ مرزا صاحب کیوں کہتے ہیں کہ عاجی کے معنی معلوم نہیں ہوئے۔ کیا ان کے پاس کوئی چھوٹی موٹی لغت کی کتاب نہیں ہے؟ اگر ملہم نے معنی یا مطلب نہیں بتلائے تھے۔ تو کوئی کتاب ہی دیکھ لیتے جس سے عاجی کے معنی معلوم ہو جاتے۔ یہاں اگر مرزا صاحب بوجہ قصور حافظہ اور مرزائی یہ کہہ دیں کہ الہامی لفظوں کے معنی اور مطلب جو خدا ملہم بتلائے یا سمجھائے وہی ہو سکتے ہیں۔ کتاب لغت پر اعتبار نہیں ہو سکتا اور نہ ایسے لفظوں کے واسطے کوئی کتاب لغت دیکھے جانے کا حکم ہے۔ لیکن یہ کہنا ان کا محض نفو اور باطل ہوگا کیونکہ مرزا صاحب اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اس طرح پر پہلے لکھ چکے ہیں۔ اور یہ الہام اکثر معظّمات امور میں ہوتا ہے۔ کبھی اس میں ایسے الفاظ بھی ہوتے ہیں جن کے معنی لغت کی کتابیں دیکھ کر کرنے پڑتے ہیں۔ (بلفظ

۲۳۸۔ براہین احمدیہ) OF AULESINNA

مرزا صاحب ہی اس کا جواب دیں گے۔ کہ انہوں نے کیوں عاجی اپنے خدا کے معنی لغت کی کتاب سے نکال کر نہ کئے اور کیوں کہہ دیا۔ کہ (اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سچا الہام آپ کی قلم سے نکل گیا۔ جب بعد میں اس کے معنوں پر علم ہوا اور مخالف معلوم ہوئے تو لکھ دیا۔ کہ اس کے معنی معلوم نہیں ہوئے مگر خداوند کریم کی حکمت ہے کہ مرزا صاحب کے ہی منہ اور قلم سے سچی بات نکل گئی۔ لیجئے میں دو معتبر کتب لغت سے لفظ عاجی مرزا صاحب کے خدا کے معنی تحریر کر کے پیش کرتا ہوں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ مرزا صاحب کا خدا کیا اور کون ہے۔ لفظ عاجی میں اصل لفظ عاج ہے اور حرف ”ی“ اس کے ساتھ نسبتی ہے۔ پس لفظ



عاج کے معنے یہ ہیں۔

(۱) استخوان فیل۔ ناقہ کہ جائے خواب اونرم باشد۔ سرگین۔ کلمہ کہ بدان شتر راند۔  
راہ بر محلی۔ (مختب اللغات صفحہ ۳۰۴ بلفظ)

(ب) عاج مبنیہ بالكسر زجر للناقة والعاج الزبل والناقة اللينة  
الاعطاف وعظم الفیل۔ (قاموس ریح اول صفحہ ۱۲۷ سطر ۱۳ کالم ۲۔ وعاج معطى  
قاموس ریح اول صفحہ ۱۲۶ سطر ۱۰ کالم ۱)

(ج) واما لعاج الذى هو عظم الفیل فنحس عند الشافعى۔

(د) فلبین من عاج هو هنا الزبل او ظهر السلحفاة والعاج الذى  
يعرفه العامة عظم انياب القیل۔ بلفظ صفحہ ۳۱۶ کتاب لغت احادیث مجمع بحار الانوار

سطر ۱۵۔ "THE NATURAL PHILOS.

پس لفظ عاجی کے معنے ہاتھی کے دانت کا یا والا۔ اوشی نرم جگہ پر سوئی ہوئی کا یا والا۔  
گوبر کا یا والا۔ راہزن والا تھڑا ہوا یا تھڑے ہوئے کا یا والا۔ ہوئے پس بقول  
مرزا صاحب ثابت ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب کا خدا عاجی ہاتھی دانت کا یا گوبر کا ہے۔ یا  
مرزا صاحب جو ان معتبر کتابوں کے معنے کئے ہوئے ہیں۔ کسی ایک کو مان لیں۔ خواہ  
کوئی بھی ہو۔ جب ان کے ہی خاص قطعی اور یقینی الہام سے ان کا خدا ملہم عاجی۔۔۔  
ہاتھی کے دانت کا یا ہاتھی کے دانت والا یا گوبر کا ہے تو پھر علماء و فضلاء و مشائخ و صلحاء اہل  
اسلام مباہلہ کیلئے کیوں کھٹکھٹا رہے ہیں۔ جتنی کاروائی مرزا صاحب کی اب تک

۱۔ اصل الہام کی عبارت پچھلے صفحہ پر اسبق میں گذر چکی ہے یا سبقت مرزا صاحب نے الہام میں  
اپنی طرف سے لگائی ہے۔ معنی عنہ ۱۲۔ کسی ایک کو ریح یعنی بطریق اجوف تو (باقی صفحہ ۳۱۴)

ہوئی ہے۔ سب خاک میں مل گئی اور ملیا میٹ ہو گئی میزے خیال ناقص میں ہے کہ یہ صفحہ ۵۵۶ برائین احمد یہ کسی کے زیر نظر یا مطالعہ میں نہیں آیا۔ ورنہ پہلے ہی سے یہ سب جھگڑے بکھیرے ختم ہو جاتے۔ مگر اتفاق ہے کہ ایسا نہ ہوا۔ جب مرزا صاحب کا خدا الہم عاجی جسکے معنی اوپر ہو چکے ہیں۔ تب مرزا صاحب کے الہامات مندرجہ ذیل کے معنی کیا ہوئے اور کیا سمجھے جائیں گے۔

(۱) جس نے میری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ۔ صفحہ ۷۸ انجام آتھم

(۲) مجھ کو دونوں جہاں کی رحمت کے واسطے بھیجا۔ //

(۳) خدا نے میرا نام سح ابن مریم رکھا۔ //

(۴) عیسیٰ مرچے عیسیٰ میں ہوں۔ //

(۵) خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا۔ (صفحہ ۱۵۱ انجام آتھم)

آں الہاموں میں اسے صاف ہے کہ مرزا صاحب کی جس نے بیعت کی اس کا ہاتھ ہاتھی کے دانت والے یا گوبر والے کے ہاتھ پر ہوا۔ گوبر والے نے دو جہاں کی رحمت کی واسطے مرزا صاحب کو بھیجا۔ جو اظہر من الشمس ہے۔ جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ آپ کے خدا عاجی نے آپ کا نام عیسیٰ بھی رکھ دیا ہوگا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا بلکہ نہایت ہی قرین قیاس اور یقینی امر ہے کہ خدا عاجی گوبر کا ہے۔ تو اس کا عیسیٰ بھی نفاست میں اس سے بڑھ چڑھ کر ہونا چاہئے۔ سو میں اس عیسیٰ کو جس

(بقیہ صفحہ سابقہ) صاف بیان ہو چکا ہے۔ اگر بطریق ناقص بھی مرزا صاحب لفظ عاجی یا عاج

کا کچھ بنانا چاہیں تو بھی ان کے خدا کی کوئی اچھی ترکیب یا توصیف نہیں نکلتی اور نہ کوئی خدا کے

اسماء میں سے نہ صفات میں سے کچھ بن سکتا ہے۔ منہ غفی عنہ ۱۲

کی تعریف مرزا صاحب نے خود کر کے اپنے پر منطبق کیا ہے ناظرین کے ملاحظہ کیلئے  
 ضبط تحریر میں لاتا ہوں۔ اور نہایت اسی خوش ہوں کہ مرزا صاحب اعلیٰ درجہ کے منصف  
 مزاج ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ”مجھے سخت تعجب ہے کہ ہمارے علماء عیسیٰ کے لفظ پر کیوں  
 چڑتے ہیں۔ اسلام کی کتابوں میں تو ایسی چیزوں کا بھی عیسیٰ نام ہے جو سخت مکروہ ہیں  
 چنانچہ برہان قاطع میں حرف عین میں لکھا ہے کہ عیسیٰ وہقان کنایہ شراب انگوری سے  
 ہے عیسیٰ نو ماہہ اس خوشہ انگور کا نام ہے۔ جس سے شراب بنایا جاتا ہے۔ اور شراب  
 انگوری کو بھی عیسیٰ نو ماہہ کہتے ہیں اب غضب کی بات ہے مولوی لوگ شراب کا نام تو  
 عیسیٰ رکھیں اور تالیفات میں بے جا اس کا ذکر کریں اور ایک پلید چیز کی ایک پاک  
 کے ساتھ مشابہت کریں۔ اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ عیسیٰ کے نام سے موسوم کرے وہ  
 ان کی نظر میں کافر ہو۔ بلفظ صفحہ ۲۰۲ سطر ۱۰ کتاب نشان آسمانی تصنیف مرزا صاحب۔  
 اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ خدا عاقلی ایک پلید اور خبیث چیز کو برے تو اس کا عیسیٰ  
 شراب جو ام الخبائث ہے درست اور بجا ہے۔ یعنی خدا ملہم گو برادر عیسیٰ ملہم شراب، کیا  
 عمدہ مماثلت ہوئی۔ ع۔۔۔۔۔ وزیرے جنس شہر یارے چٹاں

ان تحریروں پر تو میں مرزا صاحب سے بالکل اتفاق کر کے صاد کرتا ہوں اور ان  
 کے انصاف اور راستبازی کی داد دیتا ہوں اور یہاں علماء سے مجھے کلام ہے کیونکہ جب  
 مرزا صاحب اپنے خدا کا نام عاجی۔ گو بر لکھتے ہیں اور اپنے آپ کو عیسیٰ نو ماہہ یا عیسیٰ  
 وہقان تحریر کرتے ہیں۔ جو شراب انگوری ہے تو پھر ان کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں اور  
 عیسیٰ کہلانے میں کیوں ناحق چڑتے ہیں۔ یہ بے شک ان کی زبردستی ہے۔ اس کے  
 پیچھے پڑنے اور چڑنے کی وجہ بتلانے میں مجھے اس لئے کسی قدر تامل ہے کہ

مرزا صاحب نے کوئی خاص اشتہار جلی قلم کا انعام یا سزائی نہیں دیا۔ کہ ہمارا خدا حاجی (ہاتھی کے دانت کا یا گوبر کا ہے) اور میں عیسیٰ و یحنا یا عیسیٰ نو ماہہ شراب انگوری ہوں جس سے علماء مخالفین کو خیر ہو جاتی اور مخالفت سے ان کا منہ بند ہو جاتا ہے۔ البتہ مرزا صاحب عیسیٰ کا یہاں جواب یہ ہو سکتا ہے کہ جب ہم نے کتابوں میں رسالوں میں لکھ دیا ہے اور کتابیں میں ہر جگہ موجود ہیں۔ تو پھر ضرورت کسی اشتہار کی نہیں تھی یہ صحیح ہے۔ لیکن اگر اشتہار انعام یا مبالغہ بھی بطور تبلیغ شائع فرماتے اور مخالفین کو پہلے ہی سے یہ عقیدہ آپکا معلوم ہو جاتا تو خواہ مخواہ بے سود علمی بحثیں کر کے تقضیع اوقات نہ کرتے۔ اب میں نہایت ادب سے بخیر مت شریف علماء و فضلاء اہل اسلام دو دیگر طلباء نہایت غیر اسلام عرض کرتا ہوں کہ خدا کیلئے اب تو مرزا صاحب کا بچھا چھوڑ دیں (جبکہ انہوں نے سچ کچھ کہہ دیا ہے کہ ہمارا خدا حاجی۔ ہاتھی دانت کا۔ یا گوبر کا ہے) اور میں عیسیٰ و یحنا یا عیسیٰ نو ماہہ (شراب انگوری ہوں) تو پھر ہرگز نہ چڑیں اور نہ برا منائیں۔ اب صاف ہو گیا ہے کہ ان کا خدا گوبر اور عیسیٰ شراب انگوری۔ اسکی رہائش کا دیان (حرص والی) ان کی الہامی کتاب انجیل انجام آتھم معہ ضمیمہ ہے۔ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو مبارک ہو۔

(۸۔۹) میں مرزا صاحب کا وہی دعویٰ پیغمبری ہے۔ یہاں تک کہ جب موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں تو اب آپ بھی کلیم اللہ ہیں۔ شاید کوہ طور کی بجائے آپ کا پڑا وہ کہنہ کا کوئی ٹیلا ہو۔

(۱۰) اس میں مرزا صاحب کو معراج جسمانی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار ہے اور یہ کاسہ لیس کسی زینفار مر صاحب بہادر کی ہے جو تمام اہل اسلام کی

مخالفت میں آیات اور احادیث متواترہ واقوال جمہور علماء متکاثرہ کا صریح انکار کر دیا ہے۔ اور یہاں پر ایک اور غضب کیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت توہین کی ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر نور الانوار کو توبہ نعوذ باللہ منہا کیف (جو ضد ہے لطیف کی) لکھ دیا ہے۔ جیسے لکھتے ہیں۔ اگر اس جگہ کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات سے ہے۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہو گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کیف تھا۔ (بلقظم حاشیہ صفحہ ۳۷۔ ازالہ اوہام) حالانکہ اپنی کتاب الہامی براہین احمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت لکھتے ہیں۔ یعنی جبکہ وجود مبارک حضرت خادم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کئی نور جمع تھے سوان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الہی سے وارد ہو گیا اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باوجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا۔ (بلقظم براہین احمدیہ صفحہ ۱۸۰)

خیال فرمائیے۔ کہاں حضرت احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک مجمع الانوار تھا اور کہاں مرزا صاحب کی تفریق کہ اسی جسم مبارک کو کیف لکھ دینا خدا پناہ میں رکھے ایسے مردود اعتقاد سے آمین ثم آمین۔ اہل اسلام اور اہل سنت والجماعت کے عقائد میں ہے کہ اگر کوئی شخص توہیناً کسی نبی علیہ السلام کے میلے کپڑے کو میلا کہے گا تو کافر ہو جائیگا چہ جائیکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر نور الانوار کو (یوی) من خلفہ کما یروا من قبلہ۔ جو آگے پیچھے سے برابر دیکھتے تھے اور گس تک جسم پر نہیں بیٹھتی تھی اور اسی لئے سایہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہیں تھا) جسم

کیف لکھ دیا۔

میں مرزا صاحب کا ہی اعتقاد پیش کرتا ہوں کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کو کیف کہے وہ کون ہے۔ وہو ہذا۔

۱۔ نور شان یک عالمے رادر گرفت تو ہنوز اسے کور در شور و شرے  
لعل تابان را اگر گوئی کثیف زین چہ کاہد قدر روشن جو ہرے  
طعنہ بر پاکان نہ بر پاکان بود خود کنی ثابت کہ ہستی قاجرے  
(بلفظہ دیباچہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۵ سطر ۹۔)

لیجئے یہاں! اپنی ہی مشتبہ اور مسلمہ دلیل سے مرزا صاحب جو پیغمبری اور خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک مجمع الانوار کو کیف کہہ کر خود فاجر ثابت ہو گئے۔ اب وہی کسی بزرگ کا قول بھی مرزا صاحب پر

ثابت ہو گیا۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں برد  
کیا خوب! مرزا صاحب کے شعر کے مطابق ہی کسی بزرگ کا قول بھی منطبق ہو  
گیا۔ پس مرزا صاحب کی پردہ دردی عنقریب ہے۔ اور رفتہ رفتہ ہو رہی ہے۔ آخر موقع  
بھی جو علی الاعلان پردہ دردی کا ہونے والا ہے اب بہت ہی قریب معلوم ہوتا ہے۔  
العیاذ باللہ۔

۱۔ مرزا صاحب نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں پہلے یہ لکھا تھا کہ جب خود  
پیغمبر ہے تو جسم اطہر کو کیف لکھ دیا۔ ۱۲

۲۔ حضرت مولانا بابا الفضل کمال اولئاروم علیہ الرحمہ ۱۲۷۱ھ

اللہ تعالیٰ اپنے قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ کہ **وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إِذِ الْيَسَّىٰ**  
**إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا - وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا -** (پ ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر ۵۶  
 ۵۷) یعنی یاد کرو (اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت اور یس علیہ السلام کا حال  
 تحقیق تھا وہ سچا نبی اٹھالیا ہم نے اس کو مکان عالی پر۔

تمام تفاسیر اور کتب اہل اسلام میں یہی معنی اور یہی اعتقاد ہے۔ کہ حضرت  
 اور یس علیہ السلام یا الیاس علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھائے گئے اور ای جسم غصری  
 کے ساتھ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَمَا فَتَلَوْهُ**  
**يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ -** (پ ۲ سورۃ النساء ۱۵۷، ۱۵۸) وہی لفظ رفع کا یہاں بھی  
 ہے۔ یہاں پر صرف حضرت مسیح موعود صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قول کتاب  
 نصوحی حکم سے نقل کرتا ہوں۔ جن کی سند میں مرزا صاحب بھی اپنے ازالہ ادہام میں  
 لکھتے ہیں۔ ”فرماتے ہیں کہ حضرت اور یس علیہ السلام ہی ہیں جو حضرت نوح علیہ  
 السلام سے پیشتر نبی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو مکان عالی پر اٹھالیا۔ یس وہ قلب  
 الافلاک یعنی فلک الشمس میں رہتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ شہر بعلبک کی طرف  
 ان کو مبعوث فرمایا۔“ کیا اب بھی آپ کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمی  
 معراج شریف محالات سے معلوم ہوتا ہے؟ کیا خداوند کریم کو آپ قادر نہیں سمجھتے۔ کیا  
 مرزا صاحب کے فلسفہ توڑنے کی قدرت اللہ تبارک و تعالیٰ میں نہیں۔ ہاں البتہ ان  
 کے خدا عاجی میں ضرور قدرت نہیں ہے۔ اس لئے اپنے فلسفی ڈکھو سلسلے آیات و  
 احادیث اجماع امت کے مقابلہ میں بڑے زور سے بترجیح پیش کرتے ہیں۔ جو  
 نہایت بو دے اور ناقابل لحاظ ہیں۔

(۱۱) یہ دعوے عربی دانی کا بھی محض غلط ہے کیونکہ مرزا صاحب سے بڑے بڑے فاضل عربی اس وقت پنجاب و ہندوستان میں موجود ہیں جن کی عربی دانی مسلمہ ہے۔  
 (۱۲) آسمان پھاڑ کر مسیح علیہ السلام کا آنا۔ مرزا صاحب کی طرف سے تمسخر اور استہزا ہے۔ اور یہی استہزا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج شریف جسانی میں ہے کہ وہ آسمان پھاڑ کر تشریف لے گئے اور واپس تشریف۔ آپ نے بھی آریوں سے لڑتے جھگڑتے یہ عقیدہ حاصل کر لیا کہ خداوند تعالیٰ قادر مطلق نہیں جو کسی کو آسمان پر زندہ مجدد عصری بجا سکے۔

(۱۳) مرزا صاحب میں تو خدا کی روح باتیں کرتی ہے اور دیگر آپ کے حواریوں

میں نبیوں کا اللہ کی معلم الملکوت کی روح باتیں کرتی ہے۔

(۱۴) ہاں بیشک مرزا صاحب پر جھوٹے الہامات کا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔

(۱۵) مرزا صاحب نے ۹۔ مولوی صاحبان کی طرف قلم اٹھایا مگر دس مولوی صاحبان کے نام درج کئے اور بعض مولوی صاحبان الٰہی حدیث جو آپ کے جانی دوست تھے۔ وہ ایسے ایسے خلاف شرع دعوے نبوت سے جانی دشمن بن گئے۔

(۱۶) حکیم نور الدین صاحب مرزا صاحب کے فاضل بزرگ ہیں۔ تو کیا سبب وہ بھی مرزا صاحب کے برابر فصیح کلام لکھ سکتے ہیں جیسے کہ ان کا دعویٰ نمبر ۱۱ میں گذر چکا ہے۔ اگر حکیم صاحب کے برابر فصیح کلام لکھ سکتے ہیں تو مرزا صاحب کے فاضل بزرگ نہیں۔ ایک نہ ایک بات تو ضرور غلط ہوگی کیونکہ اجتماع الضدین محال ہے۔ اور یہ اعتقاد بھی عجیب ہے کہ حکیم صاحب تو فاضل بزرگ اور دیگر تمام فضلاء ہندوستان اور پنجاب کے بیچ اور پوچھ ہوں۔



(۱۷) یہ بھی ہر گز صحیح نہیں۔ اگر مرزا صاحب کی ایسی دعا ہوتی جو بجلی کی طرح کو دیتی ہے تو مسٹر عبداللہ اشفاقم کے واسطے ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کو رخصت لیکر نہ چلی جاتی اور نہ آپ کو وقت پر دھوکہ دیتی۔ اور آپ کے معہ اہل بیت پر حوارین کی تضرع دزاری کے وقت پر آ موجود ہوتی۔ افسوس ایسی دعا بجلی کی طرح ہوا اور قادیان سے امر ترسک بھی پہنچ نہ سکی اگر یہ دعا آپ کی پاس ہوتی تو ایک بھی مولوی زندہ نہ رہتا اور ایک بھی پادری دنیا پر نہ رہتا اور آپ کی عیسویت نمایاں طور پر ہوتی۔ اور ایک بھی آریہ صفحہ ہستی پر نہ رہتا۔ اور لکھرام کو کئی سال تک فرشتے تلاش کرتے نہ پھرتے۔ اور آپ کے قادیان کے رہنے والے سب کے سب غارت ہو جاتے حتیٰ کہ آپ کو طلاق اور عاق کرنے کی بھی نوبت نہ پہنچتی۔ یہی دعا ہے جس کا آپ فخر کرتے ہیں۔ جو سینکڑوں طرح نہ کو دی۔ جب کبھی آپ نے دعا کی تو یہ کہ فلاں پادری چند ماہ کے اندر مرے گا۔ فلاں مولوی ایک سال تک مرے گا۔ فلاں آریہ چھ سال میں مرے گا۔ جو کوئی میرے ساتھ مہلبہ کرے ایک سال میں مرجائے گا۔ نہایت ہی افسوس ہے کہ کبھی آپ نے یہ دعا نہ کی کہ میرے قادیان کے رہنے والے سیدھے ہو جائیں۔ کبھی آپ نے یہ دعا نہ کی کہ پادری اور آریہ مسلمان ہو جائیں۔ کبھی یہ دعا نہ کی کہ میرے مخالف مولوی ددگیر اہل اسلام میرے دوست ہو جائیں ایسی دعا اگر ریل کی طرح نہ سبھی کسی لنگڑے گھوڑے ٹٹو کی طرح چلتی تو بھی منزل مقصود تک پہنچ جاتی۔ مگر مرزا صاحب نے کچھ نہ کیا کیا تو یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر زور دیکر خود ان کی جگہ ہونے کا دعویٰ علی الاعلان کر دیا۔ یہاں مجھے ایک روایت بطور لطیفہ یاد آ گئی ہے۔

لطیفہ: مرزا صاحب نے مر سید احمد خان صاحب بہادر کے پیروں سے کہا کہ انہوں

نے مسلمانوں کا کیا بنا دیا۔ کوئی بڑی بات کر کے دکھائی کوئی نئی ریفارمری کی۔ اس بیرونے کہا۔ کہ مرید صاحب نے بہت ہی بڑا کام کیا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا فوت ہو جانا ثابت کر دیا۔ جس سے آپ کو اپنے مسیح موعود ہونے کا موقعہ ہاتھ آ گیا۔

الحمد للہ! کہ خلاصہ مختصر جوابات رسالہ انجام آتھم ختم ہوا۔ اسکے بعد مرزا صاحب نے انجام آتھم کا ضمیمہ بھی چھپوایا اس کو بھی دیکھا گیا۔ ضرور ہوا کہ اس کا بھی خلاصہ ہدیہ ناظرین کیا جائے جس سے مرزا صاحب کی بہادری اور بھی بڑھ چڑھ کر معلوم ہوگی۔

پنجم خلاصہ مختصر ضمیمہ انجام آتھم  
(۱) یہودی صفت مولوی ان کے (عیسائیوں) ساتھ ہو گئے۔ (صفحہ ۳)

(۲) مگر شاید بد ذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں۔ (صفحہ ۶)

(۳) یہ تو وہی بات ہوئی جیسا کہ کسی شریرے مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی؟ (ملفوظ حاشیہ صفحہ ۵)۔

(۴) آپ کے (حضرت مسیح علیہ السلام) ہاتھ میں سوائے مکر اور فریب کے کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ تالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مظہر ہے تین وادیاں اور تانیاں آپ کی زنا کار اور کسی غور میں تھیں جنکے وجود سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کجھڑیوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسب درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کجھڑی کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ سر پر ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کا پلید عطر

اس کے سر پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔  
(صفحہ ۷)

(۵) مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدائے تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی وہ کون تھا۔ (صفحہ ۹۔ سطر ۱۶۔ بلفظ)

(۶) ۱۔ مردار خوار مولوی اور گندی روحوالے ایمان اور انصاف سے دور بھاگنے والو تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی ہے۔ بے ایمان اور اندھے مولوی۔ ملخصاً صفحہ ۲۱-۲۲)

(۷) شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار ج ۸۴ ھ میں تالیف ہوئی تھی۔ مہدی موعود کے بارہ میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔ دربار بعین آمدہ است کہ خرد مجہدی از قریہ کدعہ باشد۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسخرج المہدی من قریہ یقال لها کدعہ یصدقہ اللہ تعالیٰ ویجمع اصحابہ من اقصى البلاد علی عده اهل بدر بثلاث مائۃ وثلثۃ عشر رجلاً ومعہ صحیفۃ مختومۃ (ای مطبوعہ) فیہا عدد اصحابہ باسم نھم وبلا دھم واخلالھم۔ یعنی مہدی اس گاؤں سے اُٹکے گا۔ جس کا نام کدعہ ہے (یہ دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے) پھر فرمایا۔ کہ خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا۔ یعنی تین سو تیرہ ہونگے اور ان کے نام بقیہ مسکن و خصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہونگے۔ اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ وہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرے اس کے پاس چھپی ہوئی کتاب ہو۔ جس

میں اس کے دوستوں کے نام ہوں لیکن میں پہلے اس سے بھی آئینہ کمالات اسلام میں  
تین سو نام درج چکا ہوں۔ اب دوبارہ اتمام حجت کیلئے تین سو تیرہ نام ذیل میں درج  
کرتا ہوں۔ تاہر ایک منصف سمجھ لے کہ یہ پیشین گوئی بھی میرے ہی حق میں پوری  
ہوئی۔ (صفحہ ۴۰-۴۱ اچھی)

### خلاصہ مختصر ضمیمہ ختم ہوا۔ جواب مختصر شروع زیب قلم ہوا

حضرات ناظرین۔ مرزا صاحب نے ضمیمہ الہامی میں پہلے تو مولوی صاحبان پر  
اس طرح کی گالیوں کی شک کی ہے۔۔۔ یہودی۔ بد ذات۔ مردار خوار۔ گندی روح۔  
بے ایمان۔ اندھے۔ کتے وغیرہ۔ بعد اس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سخت زبان  
درازی کی نعوذ باللہ منہا۔ جس کے نقل کرنے سے نہایت خوف آتا ہے اور رو گئے  
اکھڑے ہو جاتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے نقل کرنے پر بھی خداوند کریم اخذ  
کرے۔ لیکن مرزا صاحب کے ایمان پر نہایت تعجب ہے کہ باوجود ایسی گندی گالیوں  
اور توہین کے (جو ایسے اولوالعزم پیغمبر علیہ السلام کی شان میں کی گئی ہے) پھر بھی ایمان  
میں روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ خدائی کے درجہ تک پہنچ گئے ہیں۔ اور حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام کی ہی ذات خاص تک نہیں بلکہ ان کی دادیوں نانینوں کو بھی نہ چھوڑا۔  
افسوس۔ لکھتے ہیں۔ کہ ایک زنا کار کنجری نے آپ کے سر تا پاک اور حرام کی کمائی کا  
عطر ملا۔ اور انہوں نے اس کو بغل میں لیا وغیرہ وغیرہ۔ کیوں صاحبو! آپ نے ایسے  
ایسے الزامات و اتہامات سب و شتم کہیں اہل اسلام کی عقائد کی کتابوں میں دیکھے یا  
سنے ہیں؟ العیاذ باللہ اہل اسلام میں کوئی بھی ایسا نہیں جو ایسے عقائد والے کو کافر نہ

کہے بلکہ جس کے عقائد میں توہین انبیاء جائز اور سخت گندی گالیاں نکالنا درست ہو وہ کافر نہیں بلکہ اکفر ہے۔ یہی علم کلام اور کتب عقائد میں درج ہے۔

مرزا صاحب نے جو ایک کجبری کو بغل میں رکھنا اور سر پر حرام کا عطر ملوانا لکھا ہے اس کا قصہ انجیل میں یوں لکھا ہے۔ جس کو مرزا صاحب نے کس قدر محرف کیا ہے۔ وہو هذا۔

اس شہر میں ایک عورت گناہ گار تھی۔ جب جانا کہ وہ فریسی کے گھر کھانے بیٹھا ہے سنگ مرمر کے عطر دان میں عطر لائی اور وہ نیچے پاؤں کے کھڑی تھی۔ اور رو رو کے آنسوؤں سے اس کے پاؤں دھونے لگی۔ اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھ کے اس کے پاؤں کو شوق سے چوما اور عطر ملا اور اس فریسی نے جس نے اس کی دعوت کی تھی۔ یہ دیکھ کر دل میں کہا کہ اگر یہ نبی ہوتا تو جانتا کہ یہ عورت جو اسکو چھوتی ہے کون ہے؟ اور کیسی ہے کیونکہ گناہ گار ہے۔ یسوع نے اسے بخوابا میں کہا کہ آئے شمعوں میں تجھے کچھ کہا جاتا ہوں۔ اس نے کہا اے استاد کہہ۔ ایک شخص کے دو قرصہ دار تھے۔ ایک پانچ سو دینار کا، دوسرا پچاس کا۔ پر جب ان کو ادا کرنے کا مقدور نہ تھا دونوں کو بخش دیا سو کہہ ان میں سے کونسا اس کو زیادہ پیار کرے گا۔ شمعون نے جواب میں کہا۔ میری دانست میں وہ جسے اس نے زیادہ بخشا۔ تب اس نے اسے کہا۔ کہ تو نے ٹھیک فیصلہ کیا اور اس عورت کی طرف متوجہ ہو کے شمعون سے کہا کہ تو اس عورت کو دیکھتا ہے؟ میں تیرے گھر آیا۔ تو نے مجھے پاؤں دھونے کو پانی نہ دیا۔ لیکن اس نے میرے پاؤں آنسوؤں سے دھوئے۔ اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھے۔ تو نے مجھ کو نہ چوما لیکن اس نے جب سے میں آیا میرے پاؤں کو شوق سے چومنا نہ چھوڑا۔ تو نے میرے سر پر

تیل نہ ملا پر اس نے میرے پاؤں پر عطر ملا۔ اس عورت سے کہا تیرے گناہ معاف ہوئے۔ (ملفوظ لکھنؤ باب ۷ آیات ابتدہ ۳۷۔ لغات ۴۸)

دیکھئے! مرزا صاحب کتنا بڑا اندھیر اور کذب کا استعمال کیا ہے۔ ایک ذرہ بھر بھی خدا کا خوف نہ آیا۔ کہ ایسا بہتان صریح ایک اولوالعزم پیغمبر علیہ السلام کی شان میں لگا دیا ہے۔ ایک گنہگار عورت کو (جو بہ تقاضائے بشریت بجز پیغمبران علیہم السلام سب گنہگار ہیں) کجبری زنا کار بنادیا۔ حالانکہ اس گنہگار عورت نے محض اپنے گناہوں کی معافی کے واسطے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تھا۔ اور نہایت ہی گریہ و زاری اور ادب سے حضرت کے پاؤں چومے اور ان پر عطر ملا۔ اور پیچھے ہٹ کر پاؤں کے پاس کھڑی رہی۔ مرزا صاحب نے کتنے بہانے بنائے ہیں۔ کہ یسوع نے اس کجبری کو غفل میں لیا۔ اور حرام کی کمانی کا عطر اپنے سر پر ملوایا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ کیا اگر کوئی گنہگار مرد یا عورت مرزا صاحب کے پاس بیعت کیلئے جائے تو بیعت نہ کریں گے۔ اور اگر وہ مرد یا عورت بیعت کے اولیٰ یا بعد کوئی نذرانہ خوشبو عطر وغیرہ پیش کرے تو مرزا صاحب قبول کر کے اس کی مغفرت یا نجات کیلئے دعا نہ کریں گے۔ اور اس عطر کو جہ یا عیدین کو بھی ریش مبارک پر لگا کر مہکتے ہوئے نہ جائیں گے؟ ضرور ہنرور ایسا ہی کریں گے۔ کیا مرزا صاحب یقیناً کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان کی خاص جماعت بلکہ فہرست اہل بدر بالکل معصوم اور بے گناہ ہے؟ اگر مرزا صاحب کا اعتقاد ہے۔ کہ ان کی جماعت کے صحابہ گنہگار نہیں بلکہ معصوم ہیں۔ اس صورت میں سب کے سب انبیاء ہوئے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَلِكَ۔

الغرض: یہ جس قدر بہتانات مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام پر لگائے ہیں۔ اور سخت توہین کر کے گندی گالیاں دیں ہیں۔ یہ ان کی سراسر زبردستی اور خدا تعالیٰ سے بے خوفی اور لاپرواہی کا باعث ہے۔ اور یہود اور نصاریٰ کی پیروی کی ہے۔ سو میں ان سب بہتانات اور الزامات کا جواب مرزا صاحب کی ہی تحریرات سے پیش ناظرین کرتا ہوں۔ اور انہیں کے عطیہ خطابات کو جو انہوں نے خود تجویز کر کے لکھے ہوئے ہیں۔ ان کے ہی قبول کرنے کے لئے پیش کرتا ہوں۔ سنئے۔

اول: مرزا صاحب لکھتے ہیں۔۔

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے  
(بلفظہ آئینہ کمالات صفحہ ۲۲۵)

مرزا صاحب نے کیا عمدہ رحم کو گھٹا کر دعائیں دیں ہیں۔ گالیوں کو نزدیک تک پہنچنے نہیں دیا۔ رحم کو بے رحمی میں ڈال دیا۔ اور غیظ کو غضب الہی میں۔

ع ..... برعکس نہ بدنام زنگی کا فور

دوم: مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار و قیقہ بصورت اقوال و افعال انبیاء سے ظہور میں آتے رہے ہیں۔ جو نادانوں کی نظر میں سخت بیہودہ اور شرمناک کام تھے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصریوں کے برتن اور پارچات مانگ کر لے جانا اور پھر اپنے صرف میں لانا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اس کا عطر پیش کردہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا۔ استعمال کرنا اور لگانے سے روک نہ دینا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تین مرتبہ ایسے طور پر کلام کرنا

جو بظاہر دروغ ہیں۔ داخل تھا پھر اگر کوئی تکبر اور خود ستائی کے راہ سے اس بنا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ کہے۔ کہ نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانے والا تھا۔ یا حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت یہ زبان پر لائے کہ وہ طائف کے گند مال کو اپنے کام میں لایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے۔ اس کی وجہ ان کی دروغ گوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے۔ اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔ (بلفظہ آئینہ کمالات ص ۵۹۸)

لیجئے۔ مرزا صاحب۔ آپ کو مبارک ہو۔ وہی خطابات جن کو آپ اپنے الہامات سے پہلے لکھ چکے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ بنو جب اپنے الہام قطعی اور یقینی کے وہی کچھ یعنی پاک لوگوں کی فطرت کے مغائر وغیرہ وغیرہ بقول اپنے سب کچھ ثابت ہو گئے اور علیٰ نو ماہہ کی پوری تصدیق ہو گئی۔

سوم : مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ مسیح علیہ السلام کا بیان کہ میں خدا ہوں، خدا کا بیٹا ہوں، میری خود کشی سے لوگ نجات پا جائیں گے۔ کوئی آدمی اس کو دانا یا راہ راست پر نہیں کہہ سکتا۔ مگر الحمد للہ قرآنی تعلیم نے ہم پر کھول دیا ہے کہ ابن مریم پر سب جھوٹے الزام ہیں۔ (بلفظہ ملخصاً صفحہ ۳۱ نور القرآن ماہ جون، جولائی اگست ۱۸۹۵ء)

یہاں پر مرزا صاحب نے خود حضرت مسیح علیہ السلام پر جھوٹے الزام لگا دیئے ہیں۔ جو خلاف تعلیم قرآنی ہیں۔ اود محمدؐ حضرت علیؑ علیہ السلام پر جھوٹے بہتانات اور الزامات لگائے گئے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ وہ خود اپنی ہی تحریر سے نادان ہیں۔ اور راہ راست پر نہیں آئے چلے!



چہارم : مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ ان دو مقدس نبیوں پر یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح علیہ السلام پر بعض بدذات اور خبیث لوگوں نے سخت افتراء کئے ہیں۔ چنانچہ ان پلیدوں نے لعنت اللہ علیہم پہلے نبی کو تو..... قرار دیا جیسا کہ آپ نے اور دوسرے کو ولد الزنا کہا۔ جیسا کہ پلید طبع یہودیوں نے۔ (ملفوظ صفحہ ۳ سطر ۳۱ رسالہ نور القرآن ماہ ستمبر ۱۸۹۵ء سے اپریل ۱۸۹۶ء تک)

لیجئے! مرزا صاحب خود بخود اپنی ہی الہامی تحریر سے جو انہوں نے مولوی صاحبان اور بزرگوں کو گالیاں دی ہیں۔ اس کے مصداق بن گئے۔ سبحان اللہ۔ جاوودہ جو سرچہ کر بولے۔ کیا عمدہ معجزہ عیسوی ثابت ہوا کہ جیسی مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیں تھیں۔ اپنے ہی منہ سے ویسے بن گئے اور جو اہل اسلام کے علماء اور صلحاء کو لعنتیں اور گالیاں دیں تھیں۔ وہی بعض الٹ کر ان پر وارد ہو گئیں اور وارو بھی ایسی ہوئیں کہ اپنے ہی الہام قطعی اور یقینی کے رو سے اور وہ حدیث شریف نہایت ہی صادق اظہر من الشمس ہوئی جس میں ذکر ہے کہ جو شخص کسی پر لعنت کرتا ہے۔ اگر وہ ناقابل لعنت ہے تو وہ لعنت لعنت کرنے والے پر واپس آتی ہے۔ سو یہ لعنتیں آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے ہی الٹ کر مرزا صاحب پر عود کر گئیں جس کی مبارک باد دی جاتی ہے۔ یہاں علماء صلحاء عظام کی کرامت بھی نمایاں ہوئی۔

۱۔ مرزا صاحب بھی ظلاف تعلیم قرآن شریف از الودام کے صفحہ ۳۰ میں لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے ہیں۔۔۔ یہودیوں کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ یوسف نجار سے حضرت مریم علیہا السلام کا نوحہ بالذات ناجائز تعلق ہوا اور حضرت مسیح علیہا السلام پیدا ہوئے تھے۔ وہی الزام مرزا صاحب نے قائم کیا اور یوسف نجار کا بیٹا تحریر کیا۔ ۱۲ منہ غفی عنہ

ہاں! ایک جگہ کتاب رسالہ جنگ مقدس ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب اس طرح بھی لکھتے ہیں کہ ”میں حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک سچا نبی اور برگزیدہ خدا تعالیٰ کا پیارا بندہ سمجھتا ہوں۔ بلفظ مباحثہ ۲۷ مئی ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۲۔ پھر لکھتے ہیں کہ گالی کا استعمال جو کیا گیا ہے وہ ان کا انفرادی جواب ہے۔ ملخصاً۔

یہ بات ۱۸۹۳ء کی ہے کہ جب کے مرزا صاحب کے دل میں گالیاں بھری ہوتی تھیں اور پھر ۱۸۹۵ء و ۱۸۹۶ء میں زبان پر، قلم پر، کتابوں پر آئیں۔ پھر جو چاہا سو کہہ دیا۔ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ شریر انسانوں کا طریق ہے کہ جھوٹے کرنے کے وقت ایک تعریف کا لفظ بھی لے آتے ہیں۔ گویا وہ منصف مزاج ہیں۔ کتاب ست پنجن صفحہ ۱۳۱ احاشہ نمبر ۱۔ یہی طریق مرزا صاحب نے بھی اختیار کیا جس سے خود ہی شریر بھی ثابت ہو گئے۔ یہاں ایک بات قابلِ غور بھی ہے۔ کہ جب تک مرزا صاحب نے تمام جہان کے علماء و فضلاء کرام و مشائخ عظام اور اولو العزم پیغمبران علیہم السلام کو گالیاں نہ دیں خوب تو ہین نہ کریں۔ اور ان کی اچھل اچھل کر گستاخی نہ کریں۔ تو ان کی بزرگی کی پٹری کیسے جم سکتی ہے۔ جیسے مرزا صاحب خود لکھتے ہیں۔ مگر ایسے جاہلوں کا ہمیشہ سے یہی اصول ہوتا ہے کہ اپنی بزرگی کی پٹری جتنا اسی میں دیکھتے ہیں کہ ایسے بزرگوں کی

۱۔ قرآن شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے مِنْهُمْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ۔ یعنی پیغمبران علیہم السلام میں سے بعض کا ہم نے ذکر کیا ہے اور بعض کا نہیں کیا مگر مرزا صاحب تو اسی پیغمبر پر ایمان رکھتے ہیں جس کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے۔ باقی پر نہیں۔ الحیاذ باللہ (۱۲ منہ غشی عنہ) اور جو قصص بعض انبیاء علیہم السلام کا مقرر شدہ ہو وہ کا فر ہے۔ لفظ غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار صفحہ ۵۱۲ سطر ۱۵ (منہ غشی عنہ)

خواہ مخواہ تحقیر کریں۔ (صفحہ ۱۸۔ سطر ۱۳۔ ست پنجم مرزا صاحب کی اس جگہ خود ہی جاہل  
بھی ثابت ہو گئے۔)

جب مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دے دے کر تھک گئے اور جو  
کچھ کہ سینہ شب و شتم کے گنجینہ میں بھرا ہوا تھا۔ خرچ کر چکے تب خیال ہوا کہ میں نے یہ  
کام نہایت بُرا کیا ہے۔ جس سے میں اہل اسلام کے تمام فرقوں میں سے نکل گیا ہوں  
مسلمان لوگ فوراً مجھ کو کافر اکفر کہہ اٹھیں گے۔ تب کیا بات بناتے ہیں کہ مسلمانوں کو  
واضح رہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں یسوع کی خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ (بلفظہ  
صفحہ ۹۔ سطر ۱۶۔ ضمیمہ) اس کے لکھنے سے مرزا صاحب کی منشاء اور مراد یہ ہے کہ میں  
نے یسوع کو گالیاں دی ہیں۔ جس کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں۔ اگر قرآن میں ذکر ہوتا  
کہ یسوع مجسم ہے تو گالیاں نہ دیتا۔

ناظرین! اور مرزا صاحب کے اس خلیلہ و اہلیہ پر غور فرمائے گا۔ کیا جس پیغمبر علیہ  
السلام کا قرآن شریف میں ذکر نہ ہوا اس کو مرزا صاحب کے مذہب میں گالیاں دینا اور  
فحش الزام لگانا جائز ہیں۔ کیا مرزا صاحب کا ایمان ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبر علیہم السلام پر  
نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس پیغمبر علیہ السلام کا قرآن شریف میں ذکر نہیں  
ہے اس پر مرزا صاحب کا اعتقاد ہی ایمان بھی نہیں۔ اس صورت میں جو ایک لاکھ کئی  
ہزار پیغمبران علیہم السلام پر ایمان لانا کتب عقائد میں لکھا ہے۔ کیا سب کا تذکرہ یا نام  
قرآن میں آگیا ہے۔ ایک لاکھ کا نہیں۔ مرزا صاحب دس بیس ہزار کا ہی تذکرہ نکال  
دکھائیں۔ دس بیس ہزار کو تو جانے دو ایک ہزار ہی کا تذکرہ قرن شریف سے نکال کر  
دیں۔ اچھا ایک ہزار تا سبھی صرف ایک سو ہی نکال کر پیش کریں۔ ایک سو بھی جانے

دیں۔ سب سے اخیر چھوٹ ہے چلو پچاس تک ہی کا نام اور مذکورہ قرآن شریف سے نکال کر دکھائیں۔ مگر افسوس مرزا صاحب نہیں دکھا سکیں گے پھر یہ بہانہ کیا لغو اور بیہودہ ہے۔ کہ یسوع کا نام قرآن میں نہیں آیا۔ اس واسطے ہم نے گالیاں دیکر بہتاناٹ لگائے ہیں۔ افسوس۔

دوم : مرزا صاحب کو معلوم نہیں ہے کہ یوشع علیہ السلام بھی نبی تھے۔ جو حضرت نون کے بیٹے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ تمام کتب اہل اسلام میں لکھا ہے کہ بعد وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یوشع بن نون خلیفہ ہوئے ان کے بعد کالب بن یوذا خلیفہ ہوئے بعد ان کی وفات کے حضرت خرقل ہوئے۔ ان تینوں پیغمبروں کا نام قرآن شریف میں مذکور نہیں اور تواریخ کی کتابوں میں جو ان کا ذکر ہے سو اس قدر ہے کہ یہ تینوں پیغمبر تھے۔ (ملفوظ من لکھنؤ کتاب ردۃ الاصفاء) یہاں یسوع اور یوشع میں صرف شین مجملہ اور مہمل کا فرق ہے۔ نہایت عجیب ہے کہ مرزا صاحب یوز آسف سے یسوع آسف یا یسوع صاحب بنالیں۔ اور قطعی اور یقینی سمجھ لیں کہ حضرت یسوع صاحب کشمیر میں فوت ہوئے اور ان کی قبر وہاں موجود ہے۔ اور یسوع اور یوئیں فرق سمجھیں۔

سوم : اسی یوشع علیہ السلام بن نون کو یسوع بن نون تو ریت میں بھی لکھا ہوا ہے۔ دیکھو یسوع کی کتاب۔ باب اول آیت اول اور اسی یوشع یا یسوع بن نون علیہ السلام کا ذکر قرآن شریف میں بھی آیا ہے۔ جیسے قال اللہ تعالیٰ۔ وَادَّ قَالَ مُوسٰی لِقَنْہٗ لَا اَبْرَحُ حَتّٰی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیْ حَقْبًا (پ ۱۵ سورۃ الکہن آیت ۶۰)

باتفاق علماء سیر و تاریخ مراد از لفظہ فتنے دریں آیه کریمہ یوشح بن نون است و اداز جملہ  
عظماء انبیاء است و روضۃ الصفاء جلد اول صفحہ ۹۶ سطر ۵۔

چہارم : قرآن شریف میں السبع یا سبع علیہ السلام کا نام اور ذکر موجود ہے۔ خیال  
فرمائیے کہ حضرت سبع علیہ السلام یسوع علیہ السلام میں کیا فرق ہے۔ اگرچہ یسوع  
علیہ السلام اور سبع علیہ السلام جدا جدا ہیں۔ مگر یہ کہہ دینا کہ یسوع علیہ السلام کا نام  
قرآن شریف میں نہیں ہے۔ مرزا صاحب کی الٹی منطق ہے۔ ہاں البتہ مرزا صاحب  
یہ جواب دینگے کہ یسوع سے میری مراد جیسا کہ میں نے رسالہ انجام آختم میں لکھا ہے  
اور یاد ہے کہ یہ ہماری رائے اس یسوع کی نسبت ہے جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور  
پہلے نبیوں کو چور اور بت مار کیا۔ (بلفظہ ص ۱۳ انجام)

اس کا جواب وہی ہے جو مرزا صاحب نے خود لکھا ہوا ہے کہ یہ سب جھوٹے الزام  
ہیں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ مسیح کا بیان کہ میں خدا ہوں۔ اور خدا کا بیٹا ہوں۔ میری  
خود کشی سے لوگ نجات پا جائیں گے۔ کوئی آدمی دانا اور راہ راست پر نہیں کہہ سکتا۔ مگر  
الحمد للہ کہ قرآنی تعلیم نے ہم پر کھول دیا ہے کہ ابن مریم پر یہ سب جھوٹے الزام ہیں۔  
ملخصاً (بلفظہ ص ۳۶ نور القرآن ابتداء جون لغایت اگست ۱۸۹۵ء)

فرمائیے۔ مرزا صاحب کی رائے صاحب ہے یا الہام اور قرآنی تعلیم کا انکشاف  
بہر حال الہام اور قرآنی تعلیم ہی مرزا صاحب کو قبول کرنے پر مجبور کرے گی۔ مگر ممکن  
ہے کہ مرزا صاحب اس پر بھی استعارات و کنایات سے ہی کام لیں مگر انہوں نے تو یہ ہے  
کہ خود ہی جھوٹے الزامات کا حضرت مسیح علیہ السلام پر ہونا ثابت کرتے ہیں اور پھر خود  
ہی الزامات بہتانات بڑی دلیری اور بہادری سے لگاتے ہیں۔ ایک بات پر تو

مرزا صاحب کا استقلال اور قیام ہی نہیں۔ ایسے خصوصیات میں غرق ہیں کہ ایک چاہ پچھ سے نکلنا چاہتے ہیں تو دوسرے مٹا کر میں گرتے ہیں۔ اس سے نکلنا چاہتے ہیں تو تیسرے بائبل میں پڑتے ہیں اور غرق ہو جاتے ہیں اور پھر اسی لفظ غرق سے اپنی نبوت کی تاریخ بھی نکال لیتے ہیں۔

پنجم : اب میں یسوع کے نام اور لفظ کی تحقیق مختصر طور پر ہدیہ ناظرین کرنا ہوں۔  
الف : یسوع علیہ السلام مقلوب ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا حرف واو کا بدل الف سے ہوا۔

ب : یہ نام اصل میں عبرانی زبان کا ہے۔ اصل اس کی یسوع ۶۶۹۶۶ کی لفظ سے یسوع ہوا۔ دیکھو لغات عبرانی صفحہ ۱۶۳ سطر ۱۰۔ یسوع کے معنی نجات اور یسوع نجات دہنے والا اور یسوع کا یونانی زبان میں اے ای سوس بنایا گیا۔ اے ای سوس کا عربی زبان میں عیسیٰ علیہ السلام بن گیا۔ دیکھو کنفیس ڈکشنری ص ۳۷۳ اور دیکھو ڈکشنری ص ۷۹۹ مطبوعہ ۱۸۹۱ء اور انگریزی میں جی جی سس Jesus یسوع اس کا ترجمہ اردو کیا گیا۔ جو ہر ایک چھوٹی موٹی ڈکشنری میں لکھا ہوا موجود ہے۔

پس اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ اصل نام عبرانی زبان میں یسوع ہے اور یونانی میں اے ای سوس ہوا اور انگریزی میں جی جی سس ہوا اس کا ترجمہ اردو میں یسوع ہوا اور یونانی اے ای سوس سے عربی میں عیسیٰ علیہ السلام ہوا۔ پس یسوع علیہ السلام وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ فہو المراد۔ افسوس

ششم : تمام اناجیل موجود ہیں۔ یسوع مسیح یا صرف مسیح یا صرف یسوع یا عیسیٰ

علیہ السلام لکھا ہوا ہے۔ اس کی نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ انجیل کو ہر جگہ پر دیکھ سکتے ہیں۔

ہفتم : یسوع اور مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہتے ہیں۔ بلفظ ص ۵۱ مقدمہ تفسیر حقانی۔

ہشتم : اب میں مرزا صاحب کی ہی کتاب سے یسوع کا نام نکال کر دکھاتا ہوں مرزا صاحب اپنے اشتہار انگریزی وارڈ مشمولہ کتاب سرمہ چشم آریہ کے اخیر ورق پر لکھتے ہیں۔ تاریخ اشتہار ندارد۔ میں ہزار چھاپے گئے۔

I am also inspired that I am the Reformer of my time and that as regards spiritual excellence my virtue bear a my close similarity and strict analogy to that of jeses christ.

ترجمہ : مجھ کو الہام ہوا ہے کہ میں مجدد وقت ہوں اور روحانی طور پر میرے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات کے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے شدت مناسبت و مشابہت ہے بلفظ۔ اس جگہ مرزا صاحب کے مترجم نے بمشورہ مرزا صاحب کے جے سس کر مسٹ. jeses Christ (جس کا صحیح ترجمہ یسوع مسیح علیہ السلام یا عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہے جو تمام انجیل میں موجود ہے) مسیح ابن مریم کا لکھا ہے مگر معلوم نہیں ہوتا کہ مرزا صاحب یا ان کے مترجم نے ابن مریم کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے۔ اور کہاں سے لیا ہے کیونکہ اصل عبارت میں کوئی لفظ ایسا موجود نہیں ہے۔ جس کا ترجمہ ابن مریم ہو سکے۔

نہم : مرزا صاحب کتاب شمع حق کے اخیر پر مسٹر الگو ٹڈرسل دب صاحب کی جنسی

کے ترجمہ میں Jeses ہے جس کے معنی عیسیٰ لکھے ہیں۔ اور Jeses Christ ہے جس کا ایکسٹ کے معنی عیسیٰ مسیح کئے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ وہی ہے جس کو مرزا صاحب نے بھی اپنے تراجم میں مسیح یا عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہیں نبی یا خدا یسوع ہے وہی آپ کا مسیح یا عیسیٰ مسیح ہے۔ جس کے تذکرہ سے قرآن شریف مملو اور مشحون ہے۔ یہ وہی بات ہوئی کہ قرآن شریف میں ذوالقرنین کا نام اور ذکر تو ہے مگر سکندر کا نام نہیں یا حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر تو قرآن شریف میں موجود ہے۔ مگر یوحنا کا کوئی ذکر نہیں ہے یا حضرت مسیح یا عیسیٰ علیہ السلام کا نام اور تذکرہ قرآن شریف میں ہے مگر یسوع علیہ السلام کا کوئی تذکرہ یا نام درج نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کا نام بھی تو قرآن شریف میں نہیں تو کیا اس سے ثابت ہوگا مرزا صاحب بھی نہیں۔ یہ کیا الٹی منطق ہے۔ مرزا صاحب اور لوگوں کو تو فوراً ہر ایک چھوٹی موٹی بات پر مبالغہ کے واسطے اشتہار دیا کرتے اور قسمیں کھانا لکھا کرتے ہیں۔ ذرا مہربانی کر کے اس بات کی سچے دل سے قسم کھائیں اور اپنے ہی اعتقاد اور جان کے ساتھ مبالغہ کریں کہ یسوع علیہ السلام اور ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح علیہ السلام اور ہیں۔ اور خود ہی ایک سال کی معیاد رکھ لیں۔ اور پھر انتظار کریں اور اپنے آپ پر اس قسم کی آزمائش کر کے دیکھیں۔ کہ کیا ہوتا ہے۔

واہم: یقین نہیں کہ آپ اس بات کو قبول کر کے اپنی زبان سے اقرار کریں کہ یسوع مسیح عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی ہیں۔ بلکہ اصرار کر کے ضرورتاً ویلات رکیکہ داستعارات بعیدہ پر عمل کریں گے۔ کہ نہیں یسوع اور ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام اور ہیں۔ جو



گالیاں یا توہینات یا فحش الزامات لگائے ہیں۔ وہ یسوع کے حق میں لگائے ہیں۔ جس کا قرآن شریف میں کوئی ذکر نہیں اور عیسیٰ یا مسیح علیہ السلام کے حق میں ہم نے کچھ نہیں کہا۔ اس صورت میں ضرور ہوا کہ یہ عذر بھی مرزا صاحب کا ان کی ہی تحریرات سے رفع کر دیا جائے اور وہ گالیاں جو حضرت مسیح علیہ السلام کے شان میں بالتخصیص دی گئی ہیں۔ ان کی ہی تالیفات سے نکال کر پیش ناظرین کی جائیں تاکہ مرزا صاحب کا اصرار اور زبردستی ظاہر اور بین ہو جائے۔ لیجئے۔

(۱) یسوع مسیح عیسائیوں کا خدا ۳۲ سال کی عمر پر اس دار الفنا سے گذر گیا۔ ملاحظہ بلطفہ (رسالہ معیار المذہب صفحہ ۷۱ سطر ۱۳ و کتاب ست بجن صفحہ ۱۵۹)۔

(ب) جب وہ حضرت مسیح کی اس قدر بیدہ تھی سے مکتوب کرتے ہیں کہ خدا کی تو بھلا کون مانے اس غریب کو قیامت سے بھی جواب دیتے ہیں۔ صفحہ ۲۳۔ بقیہ حاشیہ رسالہ نور القرآن اگست ۱۸۹۵ء

(ج) مسیح کا بیان کہ میں خدا ہوں خدا کا بیٹا ہوں۔ (صفحہ ۳۱ وہی نور القرآن) (د) ہاں مسیح کی دادیوں اور مانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے۔ اس کا جواب بھی کبھی آپ نے سوچا ہوگا، صفحہ ۱۳ سطر ۱۰۔ نور القرآن ابتداء ستمبر ۱۸۹۵ء۔ لغایت اپریل ۱۸۹۶ء بلطفہ۔

(و) حضرت مسیح کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اس کا عطر پیش کردہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا استعمال کرنا (صفحہ ۵۹۸۔ آمیزہ کمالات)

حضرات ناظرین! مرزا صاحب سے دریافت فرمائیے گا۔ کہ جس مسیح علیہ السلام کی نسبت آپ نے مندرجہ بالا مقامات میں الزامات لکھے ہیں اس کا نام بھی یا

تذکرہ قرآن شریف میں آیا ہے یا نہیں اور یہ مسیح علیہ السلام کون ہیں؟ جن کو آپ نے غریب کے لفظ توہین سے لکھا ہے۔ یا مسیح علیہ السلام کون ہیں جن کی دایوں، تانیوں کا ذکر کیا ہے یا یہ مسیح علیہ السلام کون ہیں جو ایک فاحشہ کے گھر چلے گئے تھے اور حرام کے عطر کا استعمال کیا تھا۔ وہاں تو پہلے آپ نے جھٹ کہہ دیا تھا کہ ہم نے یسوع کی نسبت گالیاں دیں ہیں۔ جس کا قرآن میں نام اور تذکرہ نہیں ہے۔ اب کہتے کیا اس حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی قرآن میں نام اور تذکرہ نہیں۔ نہایت ہی شرم کا مقام ہے کہ کہیں یسوع علیہ السلام کے نام پر سخت گالیاں نکال کر کہتے ہیں۔ کہ ان کا نام قرآن میں نہیں اور دوسری جگہ وہی گالیاں حضرت مسیح علیہ السلام کے نام مبارک پر لکھی ہیں اور اس کا انکار ہو ہی نہیں سکتا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا نام قرآن شریف میں نہیں ہے۔ پھر ایسے وہی سو فطالی دھوئی جیغیبری اور خدائی کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کو چاہئے کہ خدا کا خوف کریں۔ ایسے دھوکوں میں اپنی بیاد کو نہ اکھاڑیں۔ ڈریں اللہ سے اور توبہ کریں۔ یہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ نیک بندوں کے سینوں میں نیکی کے گنجینے ہوتے ہیں اور بدوں کے سینے بدی اور کینے سے پُر ہوتے ہیں۔ ہر ظرف سے بدی برآمد ہوتا ہے جو کچھ کہ اس میں ہوتا ہے۔ کبھی آپ نے نہیں دیکھا ہو گا کہ سرکہ کی بوتل سے گلاب یا بید مشک نکلا ہو جیسے مرزا صاحب خود اپنی الہامی براہین میں لکھتے ہیں۔ ”ہمارے اندر سے وہی خیالات بھلے یا بُرے جوش مارتے ہیں کہ جو ہمارے اندازہ فطرت کے مطابق ہمارے اندر سمائے ہوئے ہیں۔“ (صفحہ ۲۱۴)

(حاشیہ نمبر ۱۱)

اس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ جو کچھ مرزا صاحب کے اندر جو اندازہ فطرت

کے مطابق سایا ہوا تھا۔ اسی نے جوش مارا اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آدمی کی زبان سینہ اور دل کی گواہ ہے جو کچھ ان دونوں میں بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اس کی شہادت ادا کر دیتے ہیں۔ اسی سے مرزا صاحب کی پیغمبری مسیح موعودی و مہدی مسعودی اور خدا کی ظاہر ہو رہی ہے۔ اور اسی کتاب انجام آتھم اور اس کے ضمیمہ ذمیمہ سے مرزا صاحب کے اندرونی اور فطرتی جوش پایہ شہوت کو پہنچ گئے ہیں۔ بلکہ برعکس اس کے مرزا صاحب اپنی فطرتی جوش سے یہ بھی لکھتے ہیں۔ ”کہ واقعی یہ رسائل خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور شعائر اللہ ہیں اور درحقیقت ایک زبانی فیصلہ ہے۔“ (صفحہ ۱۸ شہارِ اخیر ضمیمہ انجام آتھم)

کیا جن رسائل میں لفظیں اور خوش گالیاں تمام مسلمانوں کے علماء کرام مشائخ عظام والو العزم پیغمبران علیہم السلام کو بھری پڑی ہوں۔ وہی خدا کے نشان اور شعائر اللہ ہیں۔ اور یہی طرز اور زون تحریر زبانی فیصلہ ہے ہرگز نہیں۔

ہاں! بقول مرزا صاحب یہ صحیح ہے کیونکہ یہ نشان اور شعائر اللہ اور ربانی فیصلہ اسی مرزا صاحب کے خدا کا ہے جس کا نام حاجی ہے۔ اور یہ رسائل اسی عیسیٰ پر نازل ہوئے ہیں۔ جس کا نام عیسیٰ دہقان یا عیسیٰ نو ماہہ ہے۔ اس کی بھی مرزا صاحب اور مرزائیوں کو مبارک ہو۔

### بیان ظہور حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نمبر ایک سے چھ تک کا جواب ختم ہوا۔ ساتویں نمبر میں مرزا صاحب نے ایک کتاب جو اہر الاسرار کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں انہوں نے بزع خود

یہ ثابت کیا ہے۔ یعنی

(الف:) مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدہ ہے۔ (معرب قادیان)

(ب) خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا۔

(ج) دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا۔ جن کا شمار اہل بدر سے برابر ہوگا۔

یعنی تین سو تیرا ہوں گے۔ اور ان کے نام بقید مسکن و خصلت چھپی ہوئی کتاب میں

درج ہوں گے۔ یہ پیشگوئی بھی میرے حق میں پوری ہوئی۔ (بلفظ صفحہ ۳۱ ضمیمہ)

حضرات ناظرین! اول یہ حدیث شریف کسی حدیث کی کتاب سے نقل نہیں کی

گئی۔ جس کی پڑتال ہو سکے۔ از بعین جس کا حوالہ جواہر الاسرار میں اور نیز از بعین فی

احوال المہدیین مطبوعہ ۱۲۸۱ھ مکتبہ مصری منج جس میں یہ حدیث بالضرور ہونی چاہئے

دیکھی گئی۔ کوئی حدیث درج نہ پائی۔

OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT

دوم: راویان حدیث کے نام درج نہیں جس سے صحت اور ضعف معلوم ہو سکے۔

لیکن خیر مرزا صاحب کی ہی تحریر پر اعتبار کر کے عرض کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔ مہدی

اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدہ ہے۔ (کدہ معرب ہے قادیان کا) یعنی

قادیان کسی عجمی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا عربی میں کدہ بنایا گیا ہے۔ اس کی تصدیق

کی دلیل مرزا صاحب کے الہام یا وہم اور خیال میں ہوگی۔ کسی کتاب مستند سے

تو مرزا صاحب نے نقل نہیں کیا۔ قادیان کے لفظ کا عجمی یا کسی دیگر زبان کا ہونا بھی

مرزا صاحب ثابت نہیں کر سکے بلکہ اللہ ان کے الہام قطعی اور یقینی سے لفظ قادیان

خاص عربی زبان معلوم ہوتا ہے۔ عربی بھی ایسا کہ مرزا صاحب کے خدا کی زبان خاص

سے نکلا ہوا۔ جیسے مرزا صاحب کے خدا کا الہام ہے۔ ”انا انزلناہ فریبا من  
 الفساد بان“ جب مرزا صاحب کا خدا قادیان اپنی عربی زبان سے نکال کر الہام کرتا  
 ہے۔ تو پھر اپنے الہام قطعی اور یقینی سے مخالفت کر کے کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ کدے  
 قادیان کا معرب ہے جبکہ قرآن شریف میں بھی قادیان کا نام درج ہے۔ جیسے  
 مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ”کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی مرحوم غلام  
 قادر قرآن شریف بلند آواز سے پڑھ رہے ہیں۔ اور اس میں یہ آیت ”انا انزلناہ  
 فریبا من القادیان“ لکھی ہوئی پڑھی اور مجھ کو دکھائی تو میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا  
 تو فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید نصف کے موقعہ پر یہی عبارت  
 لکھی ہوئی موجود ہے تو میں نے کہا کہ میں شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف  
 میں لکھا گیا ہے۔ مکہ۔ مدینہ۔ قادیان۔ ملتقطا بلا نقطہ (صفحہ ۷۷۔ ۷۸۔ ازالہ ادہام)  
 بیچے! یہ خاص آیت قرآن شریف میں درج ہے۔ اور اعزاز کے ساتھ بمثل مکہ  
 معظمہ مدینہ منورہ کے قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں ثبت ہے۔ پھر فرمائیے  
 قادیان کو معرب کدے بنانے کیا ضرورت پڑی اور کیوں؟ مگر افسوس مرزا صاحب کے  
 حافظہ پر جو پہلے خود اس طرح پر لکھتے ہیں۔ ”قادیان کا نام پہلے نوشتوں میں استعارہ  
 کے طور پر دمشق رکھ کر پیشگوئی بیان کی گئی ہوگی۔ کیونکہ کسی کتاب حدیث یا قرآن  
 شریف میں قادیان کا نام لکھا ہوا نہیں پایا جاتا۔ (بلفظ ازالہ ادہام ص ۷۴)

حضرات! خیال فرمائیے۔ مرزا صاحب کے الہامی حافظہ پر۔ پہلے کہتے ہیں کہ  
 قادیان کا نام کسی کتاب حدیث یا قرآن شریف میں نہیں پایا جاتا۔ پھر کہتے ہیں کہ

قرآن شریف میں قادیان کا نام درج ہے۔ پھر ایک حدیث میں بھی۔ باوجود قادیان لفظ اور زبان عربی ہونے اور قرآن شریف میں موجود ہونے کے کلمہ کے لفظ کو قادیان کا معرب بنا دیا۔ مرزا صاحب کی کس بات یا الہام پر اعتبار کیا جائے۔

ہاں ! مجھے یہاں پر ایک ضروری امر کا اظہار بھی ضرور کرنا ہے۔ کہ مرزا صاحب کا اعتقاد ہے کہ یہ عبارت ”انما انزلناہ قریبا من القادیان“ آیت قرآنی ہے۔ اور قرآن شریف میں موجود ہے۔ اور قرآن شریف میں قادیان کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔

مرزا صاحب سے دریافت فرمائیے گا۔ کہ وہ ٹھیک ٹھیک پتہ دیں۔ کہ کس پارہ یا سورۃ یا

رکوع میں یہ عبارت درج ہے۔ جہاں آپ نے پتہ دیا ہے۔ کہ نصف کے موقع پر

دائیں صفحہ پر قرآن شریف کے ہے۔ تلاش کیا گیا ہے مگر افسوس ملا نہیں۔ مرزا صاحب

اور تین سو تیرا مرزائی قرآن شریف سے نکال کر دکھائیں۔ لیکن ہرگز دکھلا نہیں سکیں

گے۔ اگر نہ دکھائیں۔ تو اس کی وجہ بتائیں کہ کہاں گئی۔ اس سے نعوذ باللہ قرآن

شریف کا کم و بیش اور ترمیم و تنسیخ ہونا ثابت ہوتا ہے اور تحریف جس پر تمام اہل اسلام کا

اتفاق ہے کہ قرآن شریف کا ایک شعبہ بھی کم و بیش نہیں ہو سکتا۔ خلاف حکم

خداوندی ”إِنَّمَا لَهُ الْحَافِظُونَ“ (پ ۱۴ سورۃ الحجرات ۹) کے مرزا صاحب کی یہ کاروائی

ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب خود پہلے لکھ چکے ہیں۔ ان کا الہامی حافظ اس طرح پر ہے۔

”ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب

سادہ ہے ایک شعبہ یا لفظ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اس سے زیادہ نہیں

ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اور اب ایسی وحی یا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام

قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیلی یا تغیر کر سکتا ہو، اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔“ (بلفظہ صفحہ ۱۳۸ ازالہ اوہام)

لیجئے! حضرات یہاں پر مرزا صاحب اپنے ہی اعتقاد اور تحریروں الہامی سے جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہو گئے۔ کسی مولوی صاحب کے فتوے کی بھی ضرورت نہ رہی کیونکہ تمام اہل اسلام و اہل سنت و الجماعت کا یہ اعتقاد ہے کہ اگر کوئی شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ قرآن شریف کے ایک شے حصہ یا ایک نقطہ میں بھی کمی بیشی ہو سکتی ہے یا ہوئی ہے۔ یا ہوئی تھی وہ ضرور کافر ہو گیا۔ اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں۔ لیکن برخلاف اس کے مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ ”انا انزلناہ قریبا من القادیان“ قرآن شریف کی آیت ہے اور قرآن شریف میں موجود ہے، نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔ جملہ مقررہ ختم ہوا۔ اب میں پھر اسی لفظ کدہ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ افسوس کہ کتاب جو اہر الانراسر باوجود تلاش کے دستیاب نہیں ہوئی۔ تلاش درپیش ہے۔ لیکن میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ لفظ کدہ کا ک۔ د۔ ع۔ ہ سے اصل حدیث میں ہرگز نہیں۔ یہ محض دھوکہ مرزا صاحب کا ہے۔ بغرض محال اگر ہو بھی تو بھی اس میں کوئی شک نہیں کہ کاتب کی غلطی ہے۔ بہر حال لفظ کدہ حدیث کا لفظ نہیں ہے۔ ہاں البتہ تحقیق سے صحیح لفظ حدیث کا کرعہ ک۔ د۔ ع۔ ہ سے ثابت ہوا یعنی بجائے حرف دال مہملہ کے را مہملہ ہے۔ بوجوہات ذیل۔

اول: مولوی حافظ محمد لکھوی اپنی کتاب پنجابی زبان ”احوال الآخرت“ نام میں (جو

۷۶۱ھ میں تالیف ہوئی اور ۱۲۹۱ھ میں بارششم محمدی زپریس لاہور میں مطبع ہوئی) لکھتے ہیں۔

حضرت علی امام حسن توں اک دن دیکھ لایا ایہہ بیٹا میرا سید ہے جویں بختیہر فرمایا پشت اس دی تھیں مردہوسی اک نام محمد والا خوہں دی جویں خوئی دی صورت فرق خزالا عدلوں بھری خوب زمین توں مہدی ایہو جانو آمنہ نانو مائی دا بھی عبداللہ باپ بچھا نو کرعہ نام یمن وچہ دتی اسدا جہان پیارے بلون لگا اڑ کر بولے پٹان تے ہتھ مارے (بلقظہ صفحہ ۲۲، کتاب احوال الآخرت پنجابی مطبوعہ مطبع محمدی لاہور ۱۸۹۱ء)

ترجمہ نظم زبان پنجابی : یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک دن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اب میرے بیٹے کی پشت سے ایک مرد پیدا ہوگا جس کا نام میرا نام ہوگا۔ اور اس کے مائی باپ کا نام میرے مائی باپ کے مطابق آمنہ عبداللہ ہوگا۔ عدل سے زمین کو بھر دیگا۔ جیسا کہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔ یمن میں ایک بستی جس کا نام کرعہ ہے پیدا ہوگا ان کی زبان میں لکنت ہوگی۔ پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ یمن میں ایک قریہ ہے جس کا نام کرعہ ہے۔ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں موجود اور آباد تھا۔ اور اب بھی موجود ہے۔ جس کی تصدیق اس طرح پر ہے۔

دوم : کراغ الغنیم وادی است میان مکہ و مدینہ بدو مرحلہ۔ بلقظہ صفحہ ۳۴۹۔ منتخب اللغات۔ مطبوعہ نو لکھنؤ ۷۶۱ھ مطابق ۱۲۹۳ھ۔

سوم : کراغ الغنیم علی عجلۃ امیال من عسفان۔ یعنی کراغ الغنیم عسفان سے تین



کیل کے فاصلہ پر ہے۔ قاموس زلیح ثالث صفحہ ۲۳۔ کالم اول

چہارم : (۱) کراع النعمیم جو اسم موضع یعنی کراع النعمیم ایک جگہ کا نام ہے۔ (صفحہ ۲۰۷ مجمع بحار الانوار جلد سوم)

(ب) موضع علی مرحلتین من مکة عند بیر عسفان یعنی کراع موضع ہے مکہ معظمہ سے دو میل چاہ عسفان کے پاس۔ (حاشیہ صفحہ ۲۰۷ مجمع بحار الانوار جلد سوم)

پنجم : کراع۔ هو شنی موضع بین مکة والمدینة۔ یعنی کراع ایک چھوٹا موضع ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے۔ (مجمع بحار الانوار صفحہ ۲۰۷ جلد سوم)

ششم : عسفان قریۃ بین مکة والمدینة۔ یعنی عسفان ایک گاؤں یا شہر ہے۔ درمیان مکہ اور مدینہ کے۔ (مجمع بحار الانوار جلد دوم۔ صفحہ ۳۸۶)

ہفتم : رسالہ الفصل الخطاب لرویح الکذاب مصنفہ مولوی خدا بخش داعظ سناکن محمد منذر انوالہ ضلع امرتسر میں لکھا ہے۔ جہاں حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشگوئی درج کی ہے۔ (صفحہ ۱۱۶ سطر ۱۶)

عمر انہما دی چالی برسان سیرت حضرت والی کریم جن بہون انہما دی کہیا محمد مصطفیٰ علیہ السلام پس ان سب کتب معتبرات سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے۔ کہ کریم یا کراع ایک جگہ یا شہر یا گاؤں کا نام ہے۔ جو درمیان مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے ہے اور وہ گاؤں یا بہت سی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں موجود اور آباد تھی اور اب بھی موجود ہے۔ مرزا صاحب کے دو اعتراض اس میں نکلتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ بعض جگہ کریم لکھا ہے۔ اور کسی جگہ کراع اگرچہ ہر دو ناموں میں چار چار ہی حروف ہیں حروف

ہاء ہوز اور الف کا آپس میں فرق ہے۔ دوسرا یہ کہ کرعہ یا کراخ ملک یمن میں ایک بستی کا نام بتلایا گیا حالانکہ دیگر بعض کتب میں کراخ ایک بستی بیان کی گئی ہے۔ جو درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے ہے۔

پہلے اعتراض کے جواب میں گزارش ہے کہ بہت سے شہر یا قصبہات اور بستیاں اس قسم کی اس وقت موجود ہیں۔ کہ جن کے نام اول اول میں کچھ تھے اور بعد میں بدل کر کچھ کا کچھ ہو گئے بلکہ بعض جگہوں یا شہروں کی صورت ہی مغائر ہو گئی مثال کیلئے چند پیش کرتا ہوں۔

(۱) بکہ۔ ب۔ ک۔ ہ تھا جس کو اب مکہ۔ م۔ ک۔ ہ کہتے ہیں۔ اس میں ب اور م کا

تبدیل بڑا فرق ہے۔ دیکھو منتخب اللغات ص ۶۹۔ اگر کراخ کو کرعہ لکھ دیا یا ہو گیا۔ تو

کوئی عجیب بات ہے۔ "THE NATURAL HISTORY OF THE ARABIAN DESERT"

(۲) مدینہ منورہ کے بھی کئی نام ہیں۔ جیسے طائبہ۔ طیبہ۔ طاسبہ وغیرہ ہیں۔ اور محاورہ

عرب میں مدینہ منورہ کو المدینہ الف اور لام سے بولتے ہیں۔ لیکن عام بول چال میں المدینہ کوئی نہیں کہتا۔ صرف مدینہ بولا جاتا ہے۔ دیکھو جذب القلوب الی دیار الحبیب مصنفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) کشمیر کا اصل نام کشمیر تھا لیکن اس کا مخفف کشمیر یا کشمیر ہو گیا، دیکھو غیاث اللغات ص ۳۶۱۔

(۴) بغداد کا اصل نام باغداد تھا اب الف اس میں سے نکل گیا۔ صرف بغداد رہ گیا۔ جو اس وقت مشہور ہے۔

(۵) دہلی کا نام اولی اندر پرست تھا پھر شاہجہان آباد ہوا اب اکثر بول چال میں دہلی

مشہور ہے۔

(۶) امرتسر کو اکثر لوگ انبرسر بولتے ہیں۔

(۷) لودھیانہ۔ یعنی لودھی افغانوں کا آباد کیا ہوا ہے۔ مگر اس کو کوئی لودیانہ کوئی لودہانہ کوئی لدھیانہ کوئی لدھانہ وغیرہ لکھتا ہے۔ اسی طرح مرزا صاحب نے خود لودھیانہ کو کئی طرح سے لکھا ہے۔ دیکھو مرزا صاحب کا ازالہ ادبام صفحات ۱۲۲-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹ دو دیگر تالیفات۔

(۸) مرزا صاحب کے قادیان کو وہی دیکھئے۔ بقول ان کے پہلے اس کا نام اسلام پور قاضی ماجھی تھا۔ اب قادیان ہے۔ صفحہ ۱۲۳۔ ازالہ ادہام۔ اب اسی قادیان کو کوئی لوگ قادیان کاف۔ کلین سے لکھتے ہیں۔ بلکہ یہاں لودھیانہ کی کتاب ڈاکٹر کشری (فہرست وحات) میں قادیان ایک گاؤں کا نام درج ہے جو خاص لودھیانہ سے تین کوس کے فاصلہ پر آباد ہے۔ جس کا ذکر مرزا صاحب نے اپنی ازالہ ادہام کے صفحہ ۷۰۹ میں کیا ہے۔ اس گاؤں میں بھی ایک شخص غلام احمد معروف غلام گوجر موجود ہے۔ پس انہیں چند وجوہات سے کراع کا کرعہ ہو جانا نہایت ہی اغلب اور یقینی امر ہے۔ مرزا صاحب کا اعتراض مرزا صاحب کی ہی طرف عموماً کر گیا۔

دوسرے اعتراض کے جواب میں واضح رہے کہ

(الف) ملک عرب یا حجاز جس میں مکہ معظمہ مدینہ منورہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً آباد ہیں وہ اقلیم اول میں ہیں۔ اور ملک یمن بھی اقلیم اول اور دوم میں ہے۔ اور ملک یمن کا نام اس واسطے یمن ہے کہ وہ کعبۃ اللہ شریف یا مکہ معظمہ کے دانے طرف ہے جیسا کہ غیاث اللغات میں ہے۔ یمن یفتمین ملکیت معروف در اقلیم اول و دوم چوں آن

ملک بجانب یمن کعبہ است لہذا یمن گفتند۔ (ملفوظ ص ۵۱ غیاث اللغات)

(ب) پہلے بھی غرض کر چکا ہوں کہ کعبۃ اللہ شریف و مدینہ منورہ ہی یمن ہے جیسا کہ کتاب لغت شرح احادیث مسلمہ مرزا صاحب میں لکھا ہے۔ ”لان الا یمان بداء من مکہ وہی من تہامة وہی من ارض الیمن ولذا یقال الکعبۃ الیمانیۃ“۔ یعنی تحقیق ایمان شروع ہوا کہ مکہ شریف سے اور وہ تہامہ میں سے ہے اور تہامہ یمن کی زمین سے ہے۔ اسی واسطے کعبۃ الیمانیہ بولا جاتا ہے۔ (مجمع بحار الانوار جلد سوم صفحہ ۵۰۲۔ سطر ۲)

(ج) حدیث شریف میں ہے۔ ”الا یمان یمان والحکمۃ بمانیۃ رواہ جامع ترمذی“۔ یعنی ایمان یمن سے ہے۔ اور حکمت بھی یمن سے ہے۔ (مجمع بحار الانوار جلد سوم ص ۵۰۲۔ سطر ۲۔ جلد سوم)

پس ثابت ہو گیا کہ حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے ملک یعنی کعبۃ اللہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے درمیان میں پیدا ہوں گے۔ اگرچہ کئی حدیثوں میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں پیدا ہوں گے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ کربلا یا کراچ بستی میں جو مکہ اور مدینہ شریف کے درمیان میں ہے۔ (جیسے کہ بیان ہو چکا ہے) پیدا ہوں اور پھر مدینہ شریف لے آئیں اور عین ظہور کے وقت کعبۃ اللہ شریف میں تشریف فرما ہوں۔ اعتراض ثانی بھی باطل ہوا۔

### معیار شناخت کربلا و کدہ

میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب نام اس بستی کا جس میں حضرت مہدی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ پیدا ہوں گے۔ کدہ بتلاتے ہیں۔ اور اس پر اپنی طرف سے بموجب معرب  
 قادیان لکھتے ہیں۔ اور یہ نام ایک حدیث میں آیا ہے۔ پس اس کی تصدیق کیلئے ہم کو  
 کسی حدیث کی کتاب میں تلاش کرنا ہو گا یا کسی حدیث کی لغت میں۔ کتب احادیث  
 کی لغت یا شرح نہایت مشہور اور مستند کتاب مرزا صاحب کی بھی مسئلہ مجمع بحار الانوار  
 ہے اس میں سے مرزا صاحب یا ان کے حواری یہ نام نکال کر دکھائیں اگر سچے ہیں؟ یا  
 کسی اور ہی کتاب سے نکال کر پیش کریں۔ لیکن یہ یقینی بات ہے کہ وہ ہرگز نکال کر  
 پیش نہیں کر سکیں گے۔ (جیسا کہ میں نے چند کتب معتبرات سے نکال کر پیش ناظرین  
 کر دیا ہے) کہ وہ بستی کر (ک۔ ر۔ ع۔ ہ) یا کر (ک۔ ر۔ ا۔ ع) ہے جس  
 میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ پیدا ہوں گے۔ خواہ حرام عمر تلاش کریں اور تین سو تیرہ  
 ہی مرزا کی متعدد مردوں کے شامل ہو کر کوشش کریں۔ اور مرزا صاحب بھی اپنے بیت  
 الفکر میں بیٹھ کر الہاموں کا زور لگائیں اور اپنے خدا عالمی سے بھی بہ زاری و الخراج  
 دعائیں کر کے مدد لیں۔

الغرض یہ ہرگز نہیں ہو گا کہ حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرزا صاحب کے  
 کدہ معرب قادیان یا کادیان جو کعبۃ اللہ شریفہ سے جانب مشرق ہے پیدا ہو کر ظہور  
 فرمائیں۔ بلکہ معاملہ ہی برعکس کیونکہ اکثر احادیث صحیحہ میں ہے۔ کہ دجال مشرق سے  
 نکلے گا۔ احادیث نقل کرنے کی ضرورت اس لئے نہیں کہ مرزا صاحب خود اس امر کو  
 ماننے میں جیسے وہ لکھتے ہیں۔ کہ

(۱) دجال مشرق کی جانب سے خروج کرے گا یعنی ملک ہند سے کیونکہ یہ ملک ہند  
 زمین حجاز سے مشرق کی طرف ہے۔ متفق علیہ ازالہ اوہام ص ۲۹۔ بلقظہ

(ب) حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دجال مشرق سے نکلنے والا ہے۔ (بلغفہ ازالہ اوہام صفحہ ۸۴)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مرزا صاحب کا گاؤں قادیان ملک ہندوستان میں ہے اور عین ملک حجاز سے مشرق کو ہے۔ پس مرزا صاحب کا دعویٰ محض غلط ہی نہیں بلکہ بالکل جھوٹا نکلا۔ جھوٹ بھی ایسا کہ گویا خود دجال ہی ثابت ہو گئے اگرچہ وہ بڑے دجال نہیں۔ لیکن خلیفہ دجال ہونے میں تو اس کتاب رسالہ انجام آتھم کی تالیف کے وقت ۱۸۹۶ء کوئی شک نہیں رہا۔ (جیسا کہ میرے جیسے مجددان کو بھی القاء ہوا ہے کہ ہذا خلیفۃ الدجال جس کے حروف کے اعداد سے پوری تاریخ ۱۸۹۶ء نکلتی ہے۔)

کیونکہ کسی حدیث میں نہیں ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ملک مشرق یا ہندوستان سے ہوں گے۔ تمام احادیث میں ہے کہ وہ حضرت ملک یمن عرب میں پیدا ہوں گے

فیصل اذغائذ OF AHLESUNNAT WAL JA

سوم : مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے بلغفہ۔ اس سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ گاؤں کدعہ ہے جس کو مرزا صاحب کدعہ لکھتے ہیں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھا اور اب بھی موجود ہے اور خود مرزا صاحب کے ترجمہ حدیث شریف اور اصل الفاظ سے ثابت ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قادیان حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں ہرگز موجود نہیں تھا۔ کیونکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ بابر بادشاہ کے وقت میں یہاں پنجاب میں ہمارے مورث اعلیٰ آئے اور میدان میں ایک قصبہ آباد کیا۔ اس کا نام

اسلام پور قاضیان مانجھی رکھا۔“ (ملخصاً صفحہ ۱۳۲۔ ازالہ اوہام)

تواریخ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ بابر بادشاہ نے ۱۵۲۶ء سے ۱۵۳۰ء تک بادشاہی ہندوستان وغیرہ میں کی ہے۔ جس کو اس وقت ۱۸۹ء کو تین سو اکہتر سال ہوئے ہیں اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث شریف کو تیرہ سو سال کا عرصہ گزر گیا۔ اور اس وقت وہ کرم گاؤں موجود تھا اور مرزا صاحب کی قادیان یا قادیان ہرگز موجود نہیں تھی۔ اس لئے حدیث شریف کا مصداق قادیان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ نرا دھوکا ہے۔



## موضوع یا قصبہ قادیان کی تحقیق

مرزا صاحب نے قادیان کی کوئی وجہ تسمیہ بیان نہیں کی کیونکہ اس کا نام قادیان رکھا گیا۔ اس لئے میں اس کی وجہ تسمیہ ظاہر کر کے ثابت کرتا ہوں۔ کہ دراصل اس کا نام قادیان بھی نہیں ہے۔

اسلام پور قاضیان تھا۔ جب روز بروز شریر لوگ پیدا ہوتے گئے حتیٰ کہ بقول مرزا صاحب اس قصبہ کے باشندے یزیدی ہو گئے۔ تو اسلام پور دور ہو گیا۔ محض قاضیان رہ گیا۔ عربی تلفظ میں ”ض“ کو ”ذ“ سے مشابہت ہے۔ اسلئے قاضیان کا قادیان بن گیا۔ کیونکہ اصل میں آباد کیا ہوا قاضی ماجھی صاحب کا ہے جو مرزا صاحب کے مورث اعلیٰ معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(الف) ان دعات کے وسط میں انہوں نے قلعہ کے طور پر ایک قصبہ اپنی سکونت کیلئے آباد کیا جس کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا۔ یہی اسلام پور ہے۔ جواب

قادیان کے نام سے مشہور ہے۔ (بلفظ صفحہ ۱۲۲ ازالہ اوہام)

(ب) اور اس جگہ کا نام جو اسلام پور قاضی ماجھی تھا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ابتداء میں شاہان دہلی کی طرف سے اس تمام علاقہ کی حکومت ہمارے بزرگوں کو دی گئی تھی۔ اور منصب قضا یعنی رعایہ کے مقدمات کا تصفیہ کرنا ان کے سپرد تھا۔ (بلفظ صفحہ ۱۲۳۔ ازالہ اوہام)

حضرات ناظرین! مرزا صاحب کے مورث اعلیٰ قاضی ماجھی نے اس قادیان کا نام اپنے نام پر قاضی ماجھی رکھا تھا۔ اسی واسطے اسلام پور قاضیان کہلاتا تھا۔ پھر رفتہ رفتہ اسلام پور دور ہو گیا نرا قاضیان رہ گیا۔ قاضیان کا حرف ض بہ تلفظ عربی ”ذ“ سے مشتبه الصوت ہے۔ اسلئے قادیان بن گیا۔

مرزا صاحب اب لفظ کراہ اور کراہ میں بھی غور کریں۔ اور قادیان کی وجہ تسمیہ اگر اس کے سوا کچھ اور ہے تو بیان کریں۔ لیکن ہرگز بیان نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ اس کی تصدیق اور طور پر بھی ہوتی ہے۔ کہ قاضی ماجھی صاحب ضرور سکندر شاہ لودھی کے زمانہ میں جو (وہی زمانہ بابر بادشاہ کا بھی ہے) موجود تھے۔ جس کی تصدیق ایک کتبہ سے (جو میں نے خود ایک مسجد واقعہ قصبہ ماجھی واڑہ ضلع لودھیانہ میں دیکھا اور یہ مسجد بھی قاضیان کی کہلاتی ہے اور فتح ملک بنت قاضی ماجھی کی تعمیر ہے) ہوتی ہے کتبہ یہ ہے۔ قد بناء المسجد بند گئی بی بی فتح ملک بنت ملا ماجھی فی عہد بنید گئی اعلیٰ حضرت سلطان سکندر شاہ ابن بھلول شاہ خلد اللہ ملکہ من شہر رجب المرجب ۹۳۳ھ یعنی تحقیق یہ مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ (یہاں دو تین لفظ ٹوٹے ہوئے ہیں) بی بی فتح ملک بنت ملا ماجھی کی طرف سے اعلیٰ



ہندگی حضرت سلطان سکندر شاہ بن بہلول شاہ خلد اللہ ملکہ کے زمانہ ماہ رجب المرجب ۹۳۳ھ ہجری مقدس میں۔

اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ یہ ملا ماجھی صاحب وہی قاضی ماجھی مورث اعلیٰ مرزا صاحب کے ہیں جن کا ذکر آپ نے ازالہ اوہام صفحات ۱۲۲-۱۲۳ وغیرہ میں کیا ہے اور وہی ۹۳۳ھ سلطان سکندر شاہ لودھی قریب بابر بادشاہ کے زمانہ کے ہے۔ جس کو اس وقت ۱۳۱۴ھ میں تین سو اکانوے سال ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس کتبہ سے مرزا صاحب کی کس قدر تکذیب بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ ملا ماجھی صاحب سلطان سکندر شاہ لودھی کے وقت میں تھے۔ اور بابر بادشاہ ابراہیم شاہ لودھی کے زمانہ میں کابل سے آیا تھا اس نے اس ملک کو فتح کر کے ابراہیم شاہ کو شکست دی۔ یہ واقعہ ۱۵۲۴ء کا ہے۔ جس کو تین سو تہتر برس ہوتے ہیں۔ اس میں اٹھارہ سال کا فرق ہے۔ سو غیر تاریخی جھگڑوں سے درگزر کر کے ثابت کرتا ہوں۔ کہ یہ قصبہ قادیان چار سو سال کے اندر کا آباد شدہ ہے۔ اس لئے حدیث شریف مذکور سے ذرہ بھر بھی لگاؤ اس کا نہیں ہے۔  
نہوالمراو۔

چہارم : مرزا صاحب اپنی پیش کردہ حدیث میں لکھتے ہیں کہ ”خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا۔“

حضرات ! مرزا صاحب سے دریافت فرمائیے گا۔ کہ آپ کی تصدیق خداوند تعالیٰ نے کیا کی اور کس طرح پر کی؟ اور اس تصدیق کی آپ کے پاس کیا تصدیق ہے کیا آپ کے ظہور پر آپ سے مکہ معظمہ کے لوگوں نے رکن مقای پر بیعت کر لی۔

(مکہ معظمہ تو خواب یا الہام میں بھی دیکھنا نصیب نہیں ہوا) کیا ابدال شامی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہیں۔ (ابدال آپ سے کوسوں بھاگتے ہیں) کیا غیب سے یہ آواز ہذا خلیفۃ اللہ المہدی فاستمعوا واطیعوا۔ پکاری گئی ہے۔ حاشا دکلا کبھی آپ نے کعبۃ اللہ شریف کی طرف رخ نہیں کیا (خدا نصیب نہ کرے) کبھی زکن مقامی کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ (خدا نہ کرے) ابدال شامی آپ سے کوسوں دور ہیں۔ غیب سے یہی آواز ہذا خلیفۃ الدجال فلا تسمعوا ولا تطیعوا آرہی ہے۔

تمام جہان کے علماء و فضلاء و مشائخ بے ریا و عوام مسلمان مخالف ہیں۔ بلکہ سخت دشمن۔ کیا یہی آثار تصدیق خدا کے ہوا کرتے ہیں کہ ہر طرف سے فساد و فتنہ و فساد خارج از اسلام آرہے ہیں۔ ہر جانب سے تکذیب ہی تکذیب ہو رہی ہے۔ ہاں اگر مرزا صاحب کی تصدیق ان کے خدا عاجی نے کی ہو تو کی ہو۔ ورنہ مسلمانوں کے خدا و تبارک و تعالیٰ نے مرزا صاحب کی تکذیب حرمین شریفین زاد اللہ شرفاً و تعظیماً میں بھی مشہر فرمادی ہے۔ اسی واسطے تمام جہان میں یہ آپ کی تکذیب پھیل گئی ہے۔ جب کہ مکہ معظمہ میں آپ کی تکذیب مشہر ہو گئی تو بعدہ تمام اسلامی ملکوں میں نہایت ہی نفرت کیساتھ آپ کی تکذیب ہو گئی۔ کیونکہ مکہ معظمہ اسلام کا مرکز ہے۔ جو امر وہاں پسند ہو دوسری اسلامی جگہوں میں بھی قابل تسلیم ہوتا ہے۔ ورنہ قابل انکار اور نفرت اس بات کو مرزا صاحب بھی پہلے قبول کر چکے ہوئے ہیں۔ جیسے لکھتے ہیں۔ "مکہ اسلام کا مرکز ہے اور لاکھوں صلحاء اور علماء اور اولیاء اس میں جمع ہوتے ہیں۔ اور ایک ادنیٰ امر بھی جو مکہ میں واقعہ ہوئی الفور اسلامی دنیا میں مشہور ہو جاتا ہے۔" (جللہ صفحہ ۲۳۔ سطر

۷۔ مرزا صاحب کی ست بچن

پس مرزا صاحب جب بڑے گھر سے نکالے جاتے ہیں۔ تو پھر کیوں نہ تمام اسلامی دنیا میں آپ کی تکذیب کی تشہیر ہو۔ اسی پر مرزا صاحب کو نبی اور مرسل بننے کی آرزو اور دعویٰ ہے۔ جب آپ کو کئے سے بھی دھکے مل چکے ہیں۔ تو پھر آپ کے کپے ہیں۔ قرآن شریف اور احادیث میں مقبولیت اور تصدیق و صداقت کی جو علامت ہے۔ اسکو ناظرین کیلئے نقل کرتا ہوں۔ بغور ملاحظہ فرما کر اندازہ کیجئے گا۔ وھوہذا۔

قرآن شریف میں سورۃ مریم کے اخیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **إِنَّ السَّيِّئِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا**۔ (پ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۹۶) یعنی تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اللہ کرے گا ان کے لئے رخصت محبت۔

تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں اس آیت کے نیچے مابعد مفسر اہل سنت والجماعت سے لائے ہیں۔ **یحبہم اللہ تعالیٰ ویحبہم الی عبادہ المؤمنین**۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایمانداروں نیکو کاروں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ اور ان کی محبت اپنے ایمانداروں کے دلوں میں سما دیتا ہے۔ اور اسی تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے نیچے یہ صحیح حدیث نقل کی ہے۔

”قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا احب اللہ العبد قال لسجبریل قد احببت فلانا فاحبه فیحبہ جبریل ثم ینادی فی اهل السماء ان اللہ عزوجل قد احب فلانا فاحبوه فیحبہ اهل السماء ثم یوضع له القبول فی الارض“۔ (الحدیث)

یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنا دوست

بناتے ہیں۔ تو جبریل علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ فلاں کو ہم نے اپنا محبوب بنایا ہے تم بھی اس کو اپنا دوست بنا لو۔ پس جبریل علیہ السلام اس کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں پھر آسمانوں کے فرشتوں میں آواز کر دیتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا فلاں سے پیار ہے تم سب اسے پیار کرو۔ پس ہمارے فرشتے اس کو اپنا پیارا بنا لیتے ہیں پھر زمین کے لوگ بھی اسے محبت کر کے قبول کر لیتے ہیں۔

اسی طرح خدا کے دشمنوں کا بھی حال اسی حدیث میں ہے۔ کہ ان کی دشمنی اور بغض خلق اللہ میں پھیل جاتا ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔ اور کرمانی شرح بخاری سے مجمع بحار الانوار میں لائے ہیں۔ کہ اس حدیث سے سمجھا گیا ہے کہ بندوں کے دلوں میں محبت حق تعالیٰ کی محبت کی علامت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ "مَارَاهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ"۔ یعنی جو مسلمانوں کے نزدیک اچھا اور نیک ہے۔ وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا اور نیک ہے۔ پس یہ کیا عمدہ فیصلہ حضرت جل و علی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس میں کسی کو کوئی چوں و چرا کی گنجائش نہیں۔ اب سب صاحبان آیت شریف و حدیث لطیف و دیگر تفاسیر کے ارشادات کے رو سے معلوم کر سکتے ہیں کہ مرزا صاحب مقبول ہیں یا مردود؟ محبوب خدا ہیں یا عدا اللہ؟ کوئی علامت صداقت و قبولیت کی ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ علاوہ تمام کافراہل اسلام کے تمام جہان (جس میں ہزاروں لاکھوں علماء و فضلاء و مشائخ صلحاء اولیاء اللہ عرب و عجم کے داخل ہیں) دشمن ہے۔ دوست کون ہیں اور کتنے؟ وہی صرف تین سوتیرہ وہ بھی مردوں کی تعداد کے ساتھ۔ الغرض اس آیت شریف و حدیث شریف سے ثابت ہو گیا ہے کہ

مرزا صاحب خداوند تعالیٰ کے دشمن۔ جبریل علیہ السلام کے دشمن۔ تمام فرشتوں کے دشمن۔ تمام خلق خدا کے جو زمین پر موجود ہے دشمن ہیں۔ پھر فرمایئے یہ مہدی ہیں۔ یا ضال اور مضل؟ نہیں لیکن اخیر کے دونوں۔ فہو المطلب۔

پہنجم : مرزا صاحب حدیث کے مضمون سے لکھتے ہیں۔ ”دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا۔ جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا یعنی تین سو تیرہ ہوں گے اور ان کے نام بقید مسکن اور خصلت کے چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔“

حضرات ناظرین! مرزا صاحب نے وہی تین سو تیرہ دوست ہیں۔ جن میں انہوں نے سترہ آدمی مدتوں کے فوت شدہ کو لکھ کر تعداد پوری کی ہے۔ کیا عمدہ فخر کی بات ہے۔ کہ چودانوے کروڑ مسلمانوں مقبولہ مرزا صاحب میں سے صرف تین سو تیرہ ہی ان کے دوست ہیں۔ آپ صاحبان کو معلوم ہوگا کہ مسیلہ کذاب کے ساتھ بھی ایک لاکھ سے زیادہ معتقد تھا اور پھر مہدی سوڈانی کے پاس بھی جو مرزا صاحب کے یوم الوادات میں برابر تھا۔ تین لاکھ فوج جاں نثار محض اللہ جان دینے والی تھی۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک شخص باب نامی کے پاس جو ایران میں ہوا اس قدر جان نثار معتقد موجود تھے۔ پھر زرارام سنگھ کو کہ کوہی دیکھئے کہ ایک لاکھ کو کہ تو اس کے ساتھ بھی مفت بلا تنخواہ ہی ہو گیا تھا۔ اب بھی ہزاروں کو کہ اس کی عدم موجودگی میں موجود ہیں پھر مرزا صاحب کو تین سو تیرہ نہیں بلکہ سترہ مردے نکال کر دو سو چھیانوے پر جوان میں بھی بعض تنخواہیں لیتے ہیں۔ کیا فخر ہونا چاہئے؟ سوچنے والے سوچ سکتے ہیں سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ مرزا صاحب کی بھی ویسی ہی تمنا تھی مگر افسوس

۱۔ دیکھو مرزا صاحب کی کتاب مت بھی کا حاشیہ صفحہ ۶۷۔ منہ غنی عنہ

ایک لاکھ فوج جس کی درخواست آپ نے کی تھی منظور نہ ہوئی ورنہ مندرجہ بالا  
دعویٰ داروں کی طرح آنا نہیں تو ولیہ تو ضرور کر دکھاتے۔

### مرزا غلام احمد قادیانی کی محمد احمد سوڈانی سے مطابقت

چونکہ مہدی سوڈانی محمد احمد نامی کا تذکرہ ورمیان میں آچکا ہے۔ جس کی مطابقت  
مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش و ظہور دعویٰ وغیرہ امورات میں ٹھیک ٹھیک ہوتی  
ہے۔ اس لئے میں ایک رسالہ سے جو (مولوی محمد فضل الدین صاحب مالک مطبع  
اخبار و قادیان ۱۸۸۳ء کا مرتبہ ہے) ناظرین کیلئے نقل کر کے پیش کرتا ہوں وہو ہذا۔  
ان کے (مہدی سوڈانی) عالم وجود میں آنے کا زمانہ سن ۱۲۵۹ھ اور سن عیسوی  
۱۸۴۲ء اور ان کے ظہور مہدویت کی تاریخ اگست (مطابق رمضان) ۱۸۸۱ء سے  
محسوب ہوتی ہے جسے ابھی تین سال بھی نہیں ہوئے گوان میں یہ پچھلی تاریخ  
(۱۸۸۱ء) عربی پاشا کی علانیہ بغاوت کی تاریخ سے تو مطابق نہیں ہوتی جس کا آغاز  
۱۰ جولائی ۱۸۸۲ء کو ہوا تھا مگر اس میں شک نہیں کہ پاشائے موصوف کے عہد پہ  
سالاری مصر کی ان تاریخوں سے برابر مل جاتی ہے۔“ (بلفظ صفحہ ۴-۵)

ان کے اعلان مہدویت کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ میں ہی وہ مہدی موعود ہوں۔ جن کا  
تمہیں دس گزشتہ صدیوں سے انتظار تھا اور میں ہی وہ آخر الزمان ہوں جو اس مشکل  
مسئلہ کو حل کروں گا۔ کہ مسلمانوں کے پورے نیک نفاق کو دور کروں اور ان کو ایک ہی سچی  
راہ (شریعت) پر چلاؤں اور حشر و نشری سہولتوں کیلئے تیار کروں اور مخالفان اسلام کا  
مخالف اور مجانب اسلام کا دوست اور حامی بن جاؤں۔ (بلفظ صفحہ ۵-۶ سطر ۹)

اور خود بدولت اپنے اشتہارات وغیرہ میں اپنا نام محمد احمد لکھتے ہیں جو غالباً زیادہ اعتبار کے لائق ہے بہر حال تمام انسانی قرآن کے بموجب یہ مہدی صادق تو نہیں مگر ایک نہایت درجہ کے محتاط پرہیزگار فاضل اسلام پرست منتظم آدمی ہیں جن کی علمی اور تمدنی لیاقتوں کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ آج حضرت کے پاس کم و بیش ۳ لاکھ جاں نثار خدا واسطے کولٹنے والے موجود ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۹ سطر ۲۔ ان کے تین ہمعصر اور بھی مہدی کہلاتے ہیں۔ (ملخصاً۔ صفحہ ۹ سطر ۹)

سنا جاتا ہے کہ ان کی بیویاں بھی دس سے متجاوز ہیں۔ (صفحہ ۹ سطر ۱۳)

حضرات! مرزا صاحب کی مطابقت مہدی سوڈانی سے اس طرح پرچہ راقم آشم کے دل میں خداوند کریم کی طرف سے فتنہ پیدائش قادیانی کا یوں القا ہوا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سورۃ توبہ سیپارہ واعلموا ان فرما ہے لا فنی الفتنۃ سقطوا۔ (۱۲۵۹ھ) یعنی آگاہ ہو جاؤ وہ فتنہ میں گر گئے زکویا لغوام کو آگاہی دی گئی ہے کہ جو لوگ اس فتنہ پیدائش قادیانی میں آئیں گے۔ وہ فتنہ اور اہل میں گریں گے۔ اور اس آیت شریفہ سے بحساب ابجد کل حروف کے اعداد ۱۲۵۹ اس پیدائش مرزا صاحب کا نکلا اور یہی ۱۲۵۹ھ مہدی سوڈانی کی پیدائش کا ہے۔ جیسے مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ سو بھی سن ۱۲۷۵ ہجری جو آیت وَاٰخِرُ سِنٍ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ۔ (پ ۲۸ سورۃ الحجۃ آیت ۳) کے حروف کے اعداد سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس عاجز کے بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولد روحانی کی تاریخ ہے (بلفظہ صفحہ ۲۲۰۔ آئینہ کمالات اسلام) یعنی ۱۲۷۵ھ کو مرزا صاحب بالغ ہو کر جوہن ہونے شروع ہوئے یہی سال شباب (۱۲۵۹ھ) ظلم کا بھی ہے۔ اس کے اعداد بھی ۱۲۷۵ھ ہی ہیں۔ جب پندرہ سال بلوغت کے اس میں سے

کم کر دیے جائیں تو وہی ۱۲۵۹ھ بارہ سو اٹھ پیدائشی سال نکلتا ہے۔ گویا مرزا صاحب کی مقبول تاریخ پیدائش ۱۲۵۹ھ جس کی خبر خداوند کریم نے آیت شریف  
 اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا۔ (پ۔ سورۃ التوبہ آیت ۴۹) کے حروف کے اعداد ۱۲۵۹ھ میں  
 وہی ہے ثابت ہے اور یہی تاریخ پیدائش مہدی کا ذب سوڈانی کی ہے۔

مہدی سوڈانی کی تاریخ ظہور ۱۸۸۲ء ہے جس کو پندرہ سال کا عرصہ ہوا ہے۔  
 وہی تاریخ ۱۸۸۲ء مرزا صاحب کے ظہور و عوٰی مجددیت و مثیل مسیح وغیرہ کی ہے۔ جیسے  
 مرزا صاحب کے برائین احمدیہ کے حصہ سوم کے صفحہ اول پر ۱۸۸۲ء درج ہے۔ جیسے  
 لکھتے ہیں کہ ”اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں ہے تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اتار

کر دکھائیں۔“ بلفظ صفحہ ۱۸۵ ازالہ اوہام  
 ”پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی وہ نام یہ ہے۔“ غلام احمد  
 قادیانی ص ۳۰۰۔ اس نام کے عود پورے تیرہ سو ہیں (تیرہویں صدی پر ہوا) بلفظ  
 صفحہ ۱۸۶۔ ازالہ اوہام۔ اس حساب سے بھی وہی پندرہ سال کا عرصہ اور وہی ۱۸۸۲ء  
 ہوتا ہے۔ لیکن یہاں پر مرزا صاحب کی یہ بڑی قوی دلیل ہے کہ میرے نام غلام احمد  
 قادیانی کے تیرہ سو عدد پورے ہوتے ہیں۔ اس واسطے میں مجدد اور مسیح موعود ہوں۔ تو  
 کیا اگر کسی اور کے نام کے بھی تیرہ سو عدد پورے نکل آئیں تو وہ بھی تیرہویں صدی کا  
 مجدد اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہوگا؟ اگر یہی بات ہے تو لیجئے سنئے ان کے نام کے

۱۔ مقبول تاریخ تاریخ کتاب نشان آسمانی مؤلفہ مرزا صاحب مورخہ مئی ۱۸۹۳ء میں درج ہے کہ  
 یہ عاجز تجدید دین کیلئے سن چالیس میں مبعوث ہوا جس کو گیارہ برس کے قریب گزر گیا۔ بلفظ صفحہ  
 ۴۴ سطر ۵۔ وہی ۱۸۸۲ء اور وہی ۱۲۵۹ء اور وہی ۱۸۳۴ء سال پیدائش مرزا صاحب کا پورا  
 ہوا۔ گویا مرزا صاحب کی عمر اس وقت (۱۸۹۳ء) میں پچپن سال کی ہوتی ہے۔ ۱۲۰ منہ جی عنہ



بھی تیرہ سو عدد ہیں۔

(۱) مہدی کا ذب محمد احمد برم (عاجز) سوڈانی۔ ۱۳۰۰

(۲) سید احمد پیر لشکر نیچر علی گڑھی ۱۳۰۰

مرزا صاحب کے بھائی صاحب جو پیغمبر خا کرو بان بھی موجود ہیں۔ یعنی

(۳) میرزا امام الدین ابوا تار لال بیکیان کا دیانی ۱۳۰۰

مرزا صاحب کے فاضل بزرگ حواری نور الدین صاحب موجود ہیں۔ یعنی

(۴) مولوی حکیم نور الدین مستہام (حیران) بھیروی ۱۳۰۰

مرزا صاحب کے دو دوست بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ یعنی

(۵) مولوی کامل سید نزد حسین دہلوی ۱۳۰۰

(۶) مولوی محمد حسین ہوشیار پٹاوی ۱۳۰۰

پانچوں سواروں میں یہ عاجز راقم الحروف بھی یعنی

(۷) بندہ پکارہ فضل احمد عجیب ۱۳۰۰

علی حد القیاس جس قدر چاہا اور ناموں کے عدد پورے تیرہ سو کرنا چلا جاؤں لیکن کیا

اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ فلاں کس مجدد یا مسیح موعود اور مہدی مسعود ہے۔ ہرگز

نہیں۔ مرزا صاحب کا اپنے نام کے حروف کے اعداد نکال کر دعویٰ پیغمبری کرنا محض

بیہودہ و چیخ و پوچ باز بچہ پٹلاں ہے جو کوئی بھی ذی عقل اس طرف خیال کو جانے کی بھی

اجازت نہیں دے گا اس کے علاوہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ پیغمبری مسیح موعودی کے

۱۔ مستہام مسمیٰ سرگشتہ حیران حکیم صاحب بھی ان کے مصدق بکریخت حیرانی میں ہیں دنیائے

حیاء مان کر ہے۔ خدا ہدایت بخشے آئین ۱۲ منہ عفی عنہ

اثبات میں حسب ذیل بھی لکھتے ہیں۔

(الف) یہ وہی زمانہ ہے جس کی طرف ایک حدیث میں یہ اشارہ ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جو اس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر ہوا۔ جو کمال طفیان اس کا اس سن ہجری میں ہوگا۔ جو آیت ”وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهٖ لِقَادِرُونَ“۔ (پ ۱۸ سورۃ المؤمن آیت ۱۸) بحساب جمل غفی ہے۔ ۱۲۷۳ھ۔ ملخصاً (ملفوظ صفحہ ۶۵۷۔ ازالہ اوہام)

(ب) جو اعداد آیت انا علی ذہاب بہ لقادرون سے سمجھا جاتا ہے۔ یعنی ۱۸۵۷ء کا زمانہ تو ساتھ ہی اس عاجز کا مسیح موعود ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔ اس آیت میں ۱۸۵۷ء کی طرف اشارہ ہے جس میں ہندوستان میں ایک مفسدہ عظیم پیدا ہو کر آثار باقیہ اسلامی سلطنت کے ملک ہند سے تاپیدا ہو گئے تھے کیونکہ اس آیت کے اعداد بحساب جمل ۱۲۷۳ھ ہیں۔ اور یہ سال ۱۸۵۷ء اس کے ساتھ مطابق ہوتا ہے۔ ضعف اسلام کا زمانہ یہی ۱۸۵۷ء ہے جس کی بابت آیت میں حکم ہے کہ قرآن زمین پر سے اٹھالیا جائے گا۔ سو ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کی ایسی ہی حالت ہو گئی تھی۔ بجز بد چلتی اور فسق اور فجور کے اسلام کے رئیسوں کو اور کچھ یاد نہیں تھا اور سرکار انگریزی کے ساتھ بغاوت کی اور مولویوں نے فتاویٰ جہاد کا دیا۔ انہی معنوں سے کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ پھر انہیں حدیثوں میں لکھا ہے۔ کہ

۱۔ حروف واو کو مرزا صاحب نے چھوڑ دیا۔ منہ غفی عنہ

۲۔ مرزا صاحب نے قرآن شریف کا زمین پر سے آسمان پر اٹھایا جانا لکھا ہے جیسا کہ حدیثوں میں قیامت کی علامات میں درج ہے۔ لیکن شاید مرزا صاحب قرآن شریف کو صرف ہندوستان اور بالخصوص پنجاب کے واسطے نازل ہوا سمجھتے ہیں کیونکہ جب عذر ہندوستان میں ہوا تو باقی تمام

(باقی صفحہ ۳۶۳)

دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا جیسا فرمایا ”لو کان الا  
یمان معلقا بالشریا۔ الحدیث۔ (ملفوظات بلقظہ۔ صفحہ ۷۲ سے ۷۳ تک ازالہ ابہام)

حضرات ناظرین۔ مرزا صاحب کے اختلافات کہ (سج موعودی کا دعویٰ اپنے  
نام غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰ء سے کیا جس کو قریباً پندرہ سال ہوئے ادھر اس ۱۲۷۴ھ یا  
۱۸۵۷ء بیان کرتے ہیں جس کو چالیس سال کا عرصہ گزرتا ہے اور قرآن شریف کا  
زمین پر سے اٹھائے جانے اور مرزا صاحب فارسی الاصل کا دوبارہ قرآن شریف کو  
زمین پر لانے پر نظر نہ کر کے اصل مدعا مرزا صاحب کا ظاہر کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ  
آیت شریف کے اعداد میں ۱۲۷۴ھ جو ۱۸۵۷ء کے مطابق ہے۔ میرے سج موعود ہو  
نے کا ثبوت ہے سو اب آپ کو یہ دیکھنا ہے کہ ہندوستان میں غدر ۱۸۵۷ء کے کس کس  
ماہ انگریزی میں ہوا تھا۔ اور وہ ماہ انگریزی کس کس ماہ قمری کے اور سن ہجری کے مطابق  
ہیں۔ تو تاریخ (واقعات ہند) کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ ماہ مئی ۱۸۵۷ء میں  
اول اول چھاؤنی میرٹھ میں غدر ہوا۔ یہ تاریخ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء مطابق ۱۵ رمضان  
۱۲۷۳ھ کے ہوتی ہے۔ اور ماہ جون و جولائی ۱۸۵۷ء کو دیگر اضلاع میں غدر اور جنگ

(بقیہ صفحہ سابقہ) اسلامی ممالک سے بھی قرآن شریف اٹھایا گیا لیکن یہ ہرگز نہیں ہوا تو خوب  
آیت شریف اور حدیث کی آپ نے تصدیق کی کہ صرف پنجاب اور کسی قدر حصہ ہندوستان  
سے قرآن شریف اٹھایا گیا اور باقی تمام دنیا میں موجود رہا۔ پھر جس قرآن کو مرزا صاحب  
دوبارہ دنیا پر آسمان سے لائے اسی میں یہ آیت ”انما انزلناہ فریما من القادیان“ بھی لکھی  
ہوئی ہوگی۔ سبحان اللہ آپ کی تاویلات اور استعارات کیا ہیں جس پر عقل کی آمد ہے روندے  
گرے چلے جاتے ہیں۔ ۱۲ منہ غنی عنہ

ہوتے رہے اور سرکارِ انگریزی کا تسلط ہو گیا، گویا ماہِ شوال اور ذی قعد اور غایتِ الامر ذی الحج ۱۲۷۳ھ ہجری المقدس تک غدر کا خاتمہ ہو گیا۔ پس اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کا زمانہ ۱۲۷۳ھ کے مطابق نہیں ہوا بلکہ ۱۲۷۳ھ ہجری کے مطابق ہوا جسکی بابت راقم الحروف کو القاءِ ربانی سے وہ حصہ حدیث شریف کا یاد دلایا گیا ہے۔ جو صحیح بخاری کے کتاب الفتن اور باب الفتنہ من قبل المشرق میں ہے۔ (یعنی فتنہ مشرق کی طرف سے ہوگا) جس کو مرزا صاحب بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ دجال مشرق یعنی ملک ہندوستان سے نکلے گا۔ وہ حدیث شریف اس طرح پر ہے۔ فرمایا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ”اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا“ یعنی اے خداوندِ کریم ہمارے شام اور یمن میں برکت دے اس مکان پر مشرق اور نجد کے لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت اوفیٰ نجدنا یعنی ہمارے نجد مشرق کے واسطے بھی دعا برکت فرمائیے۔ تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دفعہ شام اور یمن کے واسطے ہی دعا برکت فرمائی اور تیسری دفعہ کے بعد حضرت نے ملک مشرق اور نجد کے حق میں فرمایا۔ ”هناك الزلازل والفتن وبها يطلع الشيطان“۔ (۱۲۷۳) یعنی اس طرف یا اس جگہ (نجد یا مشرق) میں زلزلے اور فتنے ہوں گے۔ اور وہاں سے شیطان نکلے گا۔ سو اس میں کچھ شک نہیں کہ قادیان میں ہمیشہ فتنے نکلتے رہتے ہیں۔ اور زلزلے بھی۔ اسی حصہ حدیث شریف ”هناك الزلازل والفتن وبها يطلع الشيطان“ کے اعداد و بحساب جمل (۱۲۷۳) سن ہجری کے مطابق ہوتے ہیں جو غدر ۱۸۵۷ء کے عین مطابق ہوتا ہے جس کی صداقت یوں بھی بخوبی ہوتی ہے کہ جب سے ۱۲۵۹ھ میں

مرزا صاحب پیدا ہوئے۔ جو ۱۸۳۲ء کے برابر ہے۔ اس وقت لارڈ آئن براگورنر  
جزل کا زمانہ تھا۔ جس نے کابل اور غزنی وغیرہ پر چڑھائی کر کے ان کو بڑی بہادری  
سے فتح کیا جیسے تواریخ میں لکھا ہے کہ ”غزنی کو فتح کر کے بالکل مسمار کر دیا وہاں سے  
کابل کی طرف روانہ ہو کر جرنیل پالک کے پاس آپہنچے اسکے بعد افغانوں کی دعا بازی  
کی سزا میں کابل کے بڑے بازار کو جلا کر بالکل خاک میں ملا دیا۔“ (بلفظہ واقعات  
ہند۔ صفحہ ۲۱۲)

ان دنوں عین جنگ کے وقت زلزلہ بھی آیا۔ جیسے لکھا ہے کہ ”جب قلعہ کی فیصل  
کی ذرا مرمت کر چکے تو ایک ایسا زلزلہ آیا کہ وہ گر پڑی۔“ (بلفظہ واقعات ہند  
ص ۲۱۱) یہ ہے مرزا صاحب کی تولید کی تاریخ اور حدیث شریف کی صداقت۔

اب مرزا صاحب کی تاریخ بلوغت کا حال سنئے۔ جو ۱۲۷۱ھ مطابق ۱۸۵۷ء  
زمانہ غدر گذرا ہے۔ اس وقت کے لوگ اب بھی یقین ہے بہت سے ذمہ موجود ہیں۔  
زمانہ غدر میں جو کچھ گزرا ہے۔ تاریخ میں درج اور لوگوں کو یاد ہے کہ کیا کیا حالتیں  
مخلوقات کی ہوئیں جو ناگفتہ بہ ہیں۔ حتیٰ کہ سلطنت اسلامی کی رہی سہی کا بھی ستیاناس  
ہو گیا۔ بہادر شاہ کو جلا وطن کر کے وہلی سے رنگون میں پہنچایا اور اس کے دو بیٹے اور ایک  
پوتا دہلی کے قلعے میں ہی گولی سے مار ڈالے گئے۔ اور سرکار انگلشیہ کو بھی ناحق نقصان  
آپ کے اثر سے پہنچا۔ (دیکھو۔ واقعات ہند کا صفحہ ۲۳۱)

پھر جب ۱۳۰۰ھ سے اپنے نام غلام احمد قادیانی کی تاریخ نکالی جو ۱۸۸۲ء کے  
مطابق ہوئی جس پر بڑے زور سے دعویٰ مسیح موعودی کا کیا۔ تب اپنے بھائی مہدی

۱۔ اسلامی تاریخ اس نام پر بجا خود مٹے ہوئے اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں۔ ۱۲۰۰ھ غنی عنہ

سوڈانی کے اثر ہم عصری کا دکھا کر خوب جنگ کروایا سخت کشت و خون ہوئے پھر اب ۱۸۹۶ء و ۱۸۹۷ء جب مہدی مسعود ہونے کا دعویٰ کیا تو تمام جہان کو قحط سخت دامساک باران و بلاء طاعون اور زلزلوں نے برباد کر دیا اور یہاں آپ کا اب تک جاری اور روز بروز ترقی پر ہے۔ خداوند کریم مرزا صاحب کے ان تمام تاثیرات سے صوبہ کو بچائے۔ آمین ثم آمین۔ یہ ہیں مرزا صاحب کی پیدائش سے آج تک کے حالات جو حدیث شریف کی صداقت سے پورے ہوئے ہیں۔ اور جو شاہان سلطنت اور رعایا دونوں کو آپ کے وجود کے اثر نے تکالیف پہنچائیں۔ الغرض خلاصہ مرزا صاحب اور مہدی سوڈانی کی مطابقت کا یہ ہے کہ۔

(۱) مرزا صاحب بھی ۱۲۵۹ھ میں پیدا ہوئے اور مہدی سوڈانی بھی اسی سال پیدا ہوئے۔  
 (۲) مہدی سوڈانی نے ۱۸۸۲ء میں دعویٰ مہدویت کا کیا مرزا صاحب نے بھی اسی سال میں دعویٰ نبوت اور مسیح موعود کا کیا۔

(۳) مہدی سوڈانی کا نام محمد احمد تھا۔ اور مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے احمد کا نام دونوں ناموں میں موجود ہے۔

(۴) مہدی کا لقب سوڈان میں پیدا ہوئے اور مرزا صاحب قادیان میں۔  
 (۵) مہدی و سوڈانی اپنے آپ کو عالم فاضل اسلام پرست کہلاتے تھے مرزا صاحب بھی اپنے برابر کسی کو عالم و فاضل اور اسلام پرست نہیں سمجھتے۔

(۶) مہدی سوڈانی کے پاس کثرت از دواج سے محل سرا بھرے ہوئے تھے۔ مرزا صاحب کو بھی کثرت از دواج کا نہایت شوق ہے گو میسر نہیں۔

البتہ مہدی سوڈانی ایک بات میں مرزا صاحب سے بڑھ کر ہیں اور مرزا صاحب بھی ایک بات میں مہدی سوڈانی سے بڑھ کر ہیں وہ یہ کہ مہدی سوڈانی کے پاس تین لاکھ فوج تھے جان نثار موجود تھی۔ مگر مرزا صاحب کے پاس صرف دو سو چھیانوے دہائی مرید خاص الخاص موجود ہیں۔ اور مرزا صاحب بڑھ کر یوں ہیں کہ مہدی سوڈانی نے صرف مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ مرزا صاحب نے مسیح موعود اور مہدی موعود دونوں کا دعویٰ کیا۔ اب فرق صرف اتنا ہے کہ مہدی سوڈانی مرچکے ہیں اور مرزا صاحب ابھی زندہ ہیں خواہ دائم الریض ہی سہی۔

اب میں اصل مطلب پر آتا ہوں۔ مرزا صاحب نے ایک عجیب بات یہ لکھی ہے کہ ”مہدی مسعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے دوستوں کے نام مع مسکن اور خصال کے درج ہوں گے۔“ سو عبارت حدیث میں لفظ صحیفہ مختومہ لکھا ہے جس کے معنی مرزا صاحب نے خطوط و حدانی میں (اے مطبوعہ) اپنی طرف سے لکھ کر چھپی ہوئی کتاب لکھے ہیں۔ مختوم کے معنی ہرگز ہرگز چھپی ہوئی کتاب کے نہیں ہیں۔ جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن شریف میں سورہ البقرہ میں فرمایا ہے ”خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ“۔ (پ۔ سورہ البقرہ آیت ۷) یعنی مہر کر دی اللہ نے ان کے (کافروں کے) دلوں پر اور ان کے کانوں پر۔ پھر دوسری جگہ سورہ المطففین میں فرماتا ہے کہ ”يَسْقُونَ مِنْ رَّحِيْنٍ مَّخْتُوْمٍ خِطْمُهُمْ مِّسْكٌ“ (پ۔ ۲۰ آیت ۲۵، ۲۶) یعنی پلائی جائے گی شراب خالص مہر کی ہوئی میں سے اور مہر کرنے کی چیز اس کی خوشبو (مسک) ہے اسی طرح تمام احادیث اور کتاب مجمع بحار الانوار شرح کتب حدیث و دیگر کتب لغت میں مختوم کے معنی بموجب معنی قرآنی مہر کی

ہوئی کے لکھے ہیں۔ ان کی عبارات کو باعث عدم الفرصۃ نقل نہیں کیا گیا۔ اور نہ ضرورت ہے۔ ہر کوئی خود دیکھ سکتا ہے۔ البتہ مرزا صاحب پر مجھے یقین نہیں کہ وہ کسی کتاب کو دیکھیں۔ جب کہ وہ قرآن شریف ہی کی مخالفت میں اپنے گھر کے معنی کر رہے ہیں۔ اور نہ کسی کی بات کو قبول کریں گے۔ جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی بات اور حکم کو نہیں مانتے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ مرزا صاحب کی ہی تحریرات الہامی کو پیش کیا جائے تاکہ دوسرے حضرات ناظرین کو بھی معلوم ہو جائے۔ پھر مرزا صاحب کا اختیار ہے خواہ وہ اپنے الہامی تحریرات اور ستاويزات کو اختیار کریں یا انکار۔ مرزا صاحب کی عبارات ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

(الف) مرزا صاحب اپنے مرید خالص جن فی اللہ میر عباس علی صاحب لودھیا نوی کی نسبت (جب وہ مرزا صاحب کی بیعت تو ذکر ان کے سخت دشمن بن گئے) لکھتے ہیں انسان کا دل اللہ جل شانہ کے قبضہ میں ہے۔ میر صاحب تو میر صاحب ہیں اگر وہ چاہے تو دنیا کے ایک بڑے سنگدل اور مخنوم القلب آدمی کو ایک دم میں حق کی طرف پھیر سکتا ہے۔ (بلفظہ۔ رسالہ آسمانی فیصلہ صفحہ ۲۷۔ دسمبر ۱۸۹۱ء کا آخری ورق)

(ب) اجنبیت سے ترک ادب اور ترک ادب سے ختم علی القلب اور ختم علی القلب سے جہری عداوت بلفظہ، وہی رسالہ آسمانی فیصلہ مرزا صاحب کا آخری ورق۔

کیا ان مندرجہ بالا تحریروں میں مرزا صاحب نے مخنوم القلب کے معنی چھاپے شدہ دل اور ختم علی القلب کے معنی چھاپے اوپر دل کیلئے ہیں یا کئے ہیں۔ ذرا مرزا صاحب ہی اپنے لکھے ہوئے پر غور کریں اور وہ اور ان کے مرزائی جمع ہو کر قرآن شریف یا کسی حدیث شریف یا کسی شرعی یا غیر شرعی کتاب سے نکال کر تو دکھائیں کہ مخنوم کے معنی



چھاپہ شدہ کے ہیں۔ مگر ہرگز نکال کر نہیں دکھا سکیں گے۔ بلکہ مرزا صاحب نے حدیث میں (اے مطبوعہ) کے لفظ کو بڑھا کر اپنی طرف سے چھاپہ شدہ کے معنی کئے ہیں۔ چلو مطبوعہ کے ہی معنی قرآن شریف یا حدیث شریف سے چھاپہ شدہ کے نکال کر پیش کریں بلکہ تمام کتب دینیات میں طبع کے معنی بھی ختم کے پائے جائیں گے۔ پس دعویٰ مرزا صاحب کا باطل ہوا۔

تمام لوگ جن کو عربی الفاظ کے معنی سمجھنے کا کچھ بھی ملکہ ہے وہ سب حدیث مذکورہ کے معنی یہی کریں گے۔ کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ایک بستی میں پیدا ہوں گے جس کا نام کرعہ ہے۔ اس کی تصدیق خداوند کریم کرے گا۔ اس کے دوستوں کو جو بدر کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ ہیں جمع کرے گا۔ اور حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کتاب مہربندی ہوگی (جیسے ڈاک خانوں میں یہ فلیٹ یا پارسل وغیرہ بند ہو کر اور ان پر مہربان لگ کر ایک دوسرے کے پاس بھیجی جاتی ہیں۔ تاکہ کوئی سوائے مکتوب الیہ کے کھول نہ سکے) اس کتاب میں ان کے دوستوں کے نام مع ان کے مسکن شہروں اور خصلتوں کے درج ہوں گے۔

حضرات ناظرین! اب غور فرمائیے گا۔ (الف) کہ مرزا صاحب کرعہ گاؤں میں پیدا نہیں ہوئے۔ جو اس وقت عرب میں درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اور چاہے عسقلان کے پاس آباد موجود ہے۔ (دیکھو ص ۱۰۲-۱۰۳ کتاب ہذا)

(ب) خداوند کریم نے مرزا صاحب کی کوئی تصدیق نہیں کی بلکہ تکذیب و تکذیب۔

(ج) مرزا صاحب کے دوست تین سو تیرہ ہیں۔ جن کے نام فہرست میں لکھے ہیں۔

ان میں سترہ آدمی نمبر پائے۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۶۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۷۔ ۱۱۳۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۷۔

۱۳۸-۱۶۹-۱۸۳-۱۸۶-۱۹۳-۲۹۵-۳۱۰۔ مردہ ہیں جو مدتوں سے فوت شدہ درج کر دیئے گئے ہیں۔ کیا حدیث کے لفظوں میں یہ بھی درج ہے۔ کہ ان تین سو تیرہ میں سترہ آدمی مرے ہوئے بھی ہوں گے۔ پھر بعض ناموں کے ساتھ معذالیت و ہر دو زوجہ وغیرہ بھی لکھا ہے۔ کیا حدیث میں یہ بھی ہے کہ ان کی عورتیں بھی ساتھ ہو گئی۔

(د) مرزا صاحب کے دوست مندرجہ فہرست کبھی قادیان میں ایک وقت پر جمع نہیں ہوئے اگرچہ زندوں کا قادیان میں مرزا صاحب کے پاس جمع ہو جانا ممکن ہے۔ لیکن جو سترہ آدمی ہیں وہ تو کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتے تھے۔ نہ ہوئے۔ جب مرزا صاحب کے پاس ان کے دوست جمع نہیں ہوئے تو حدیث کی صداقت کیسے ہو سکتی ہے۔ البتہ اگر مرزا صاحب کے مسریری رویہ صحیح ہو گئے ہوں تو عجیب نہیں۔

(۱۰) کیا کتاب بخیر مرزا صاحب کے پاس اسی وقت سے تھی جب کہ وہ پیدا ہوئے ۱۲۵۹ھ میں یا جب آپ نے ظہورِ مہذویت و عصیوت فرمایا۔ ۱۳۰۰ھ ہجری میں اور وہ کتاب کس کے رو برو کھولی گئی اور کہاں اور کب یا یہ کہ اس ۱۳۱۲ھ میں ایک فہرست پوچھ پاچھ کر لکھ دی اور جب پورے تین سو تیرہ نہ ہوئے تب اس میں سترہ مردے بھی درج کر دیئے۔ چاہئے تھا کہ مرزا صاحب کے پاس پیدا ہوتے ہی کتاب ہوتی بشرطیکہ کاذب نہ ہوتے۔

(۱۱) ایک بہت بڑی علامت ان کی خصلتوں کی حدیث میں درج ہے۔ مگر افسوس مرزا صاحب نے اپنے دوستوں میں سے ایک کی بھی کوئی خواہر خصلت درج نہیں کی پھر کتاب پر جو مرزا صاحب اپنی حدیث کی صداقت میں پیش کرتے ہیں۔ اس کا حال سنئے کہ مرزا صاحب نے پہلے اپنے دوستوں کے نام جگہ جگہ سے بذریعہ خط دریافت

کئے پھر ان کو جمع کیا پھر ان کی ایک فہرست بنائی۔ پھر وہ فہرست خوشنویس سے لکھوائی  
پھر چھاپہ والا کو دی۔ چھاپہ والا نے اس کو پتھر پر بچایا۔ پھر پریس والوں نے اس کو  
چھاپ چھاپ کر لگ لگ رکھا پھر ورقوں اور صفحوں کو ملا یا۔ اور مرزا صاحب کے پاس  
بیٹھایا۔ تب مرزا صاحب کی طرف سے دوستوں اور دشمنوں کے پہنچ گئی۔

سبحان اللہ! مرزا صاحب نے کیا کمال کیا ہے کہ ادھر ادھر کے نام بیعت کا بہانہ کر  
کے لکھوا منگوائے۔ اور سب کو ایک فہرست میں لکھ کر چھاپنے کے واسطے دے  
دیئے۔ اور اصحاب بدر کے نام سے مشہور کر دیئے۔ جیسے خود لکھتے ہیں کہ مجھے معلوم  
ہوا ہے کہ بعض فوائد منافع بیعت کہ جو آپ لوگوں کیلئے مقدر ہیں۔ اس انتظام پر  
موقوف ہیں کہ آپ سب صاحبوں کے اسماء مبارکہ ایک کتاب میں البتہ ولدیت و  
سکونت مستقل و عارضی کسی قدر کیفیت کے ساتھ اندراج پائیں۔ اور چھپوا کر ایک ایک  
کاپی تمام بیعت کرنے والوں کے پاس بھیج دی جائے۔ (بلفظ منکھاض ص ۲۰) تکمیل  
تبلیغ۔ مطبوعہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

یہی اسماء مبارکہ ہیں جو مرزا صاحب نے پہلے ۱۸۸۹ء میں جس کو عرصہ آٹھ سال  
کا گزرا ہے۔ لکھوا منگوائے تھے۔ اور اب ۱۸۹۶ء میں ضمیمہ میں ضمیمہ میں چھپوا کر مہدی  
موجود کا بھی دعویٰ کر دیا۔ اور مرزا صاحب نے یہاں یہ بھی لکھا ہے کہ ”پہلے اس سے  
آئینہ کمالات اسلام میں تین سو نام درج کر چکا ہوں۔“ مگر جب آئینہ کمالات  
مرزا صاحب کا دیکھتا ہوں تو اس میں بھی ان کا دروغ بے فروغ ہی پایا جاتا ہے کیونکہ  
دو لکھتے ہیں۔

کیفیت جلسہ : ۲۷۔ دسمبر ۱۸۹۲ء بمقام قادیان ضلع گرواسپور اس جلسہ کے موقع پر اگرچہ پانچ سو کے قریب لوگ جمع ہو گئے تھے۔ لیکن وہ احباب اور قلم جو محض اللہ شریک جلسہ ہونے کیلئے دور دور سے تشریف لائے تھے ان کی تعداد قریب تین سو پچیس کے پہنچ گئی تھی۔ (ملفوظہ۔ صفحہ ۱) لیکن فہرست احباب جو صفحہ ۴۲ سے ۷۱ تک لکھی ہے۔ اس میں تین سو ستائیس نام لکھے ہیں۔ (ملخصاً)

”جب میاں بٹالوی نے اس عاجز کے کافر ٹھہرانے میں توجہ فرمائی تھی اس وقت صرف ۵۵ احباب تھے اور اب اس جلسہ سالانہ میں بجائے ۷۵ کے تین سو ستائیس احباب شامل جلسہ ہوئے۔“ (ملفوظہ صفحہ ۱۸)

اس کے آگے جب مرزا صاحب تینوں (چندہ) لینے بیٹھے تو کل ۹۲ ہی آدمی درج فہرست کے۔ (ملفوظہ صفحہ ۲۲ تک)

حضرات! اب مرزا صاحب کے دروغ پر غور فرمائیے گا کہ خود لکھتے ہیں۔ ہم نے تین سو نام آئینہ کمالات میں درج کیا ہے۔ جب اس کو دیکھا جاتا ہے۔ تو ایک جگہ تین سو پچیس لکھتے ہیں پھر اسی جگہ تین سو ستائیس لکھتے ہیں۔ پانچ سو بھی لکھتے ہیں اور چندہ دہندگان کے نام کل بانوے ہی درج کئے ہیں۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے دوست وہی بانوے تھے۔ جنہوں نے چندہ دیا۔ باقی سب تماشاخی تھے۔ پس تمام وجوہات بالا سے ثابت ہو گیا کہ حدیث مذکورہ سے مرزا صاحب کا ذرہ بھر لگاؤ نہیں بلکہ برعکس ان کی تکذیب کی تائید ہوئی اور مہدی کا ذب برادر سوڈانی ثابت ہوئے۔ مرزائی اپنی آنکھیں کھول کر دیکھیں اور ایسے مہدی مفضل سے سرخروئی

حاصل کریں۔

**ناظرین!** جب حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث شریف کے مطابق ظہور پر نور فرمائیں گے۔ تو ہر کہ وہ کہے کہ دل میں اللہ تعالیٰ ڈال دے گا۔ اور ہر مسلمان ان کو شناخت کر لے گا کہ حضرت مہدی امام آخر الزمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی ہیں۔ فلیتظرہ۔

نہایت ہی تعجب! مجھے نہایت ہی تعجب اور حیرانی ہے اور سب سے زیادہ افسوس مرزا صاحب کے الہامی حافظہ پر ہے۔ کہ ناحق انہوں نے مہدی موعود بننے کی کوشش کی ہے اور خانہ زاد استعارات بے مغز کو کام میں لائے کیونکہ جس مہدی موعود ہونے کا خود بڑے بڑے دعویٰ کرتے ہیں۔ پہلے اس کے وجود کا مرے سے بڑے وثوق کے ساتھ انکار کر چکے ہیں۔ مرزا صاحب کی الہامی استعارات ملاحظہ کیلئے مذر کرتا ہوں۔

(الف) سنت جماعت کا مذہب ہے کہ امام مہدی فوت ہو گئے۔ آخری زمانہ میں انہیں کے نام پر ایک اور امام پیدا ہو گا لیکن تحقیق کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔ (بلفظ صفحہ ۴۵۷۔ ازالہ اوہام)

(ب) امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے۔ جب مسیح ابن مریم آئے گا تو امام مہدی کی کیا ضرورت ہے۔ (بلفظ صفحہ ۵۱۸۔ ازالہ اوہام)

حاصل کلام! مرزا صاحب کا دعویٰ کہ میں مہدی موعود ہوں علاوہ اس بحث اور دلائل کے جو پیچھے گزر چکے ہیں۔ ان کی اپنی ہی تحریرات الہامی سے باطل ہو گیا۔

باطل بھی ایسا کہ تاویل و استعارہ کی بھی گنجائش نہیں رہی۔ نہایت ہی شرم اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ خود ہی لکھتے ہیں کہ مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے۔ پھر اسی مہدی کے ادعائی بنتے ہیں کہ حدیث کے مطابق میں ہوں اور یہ بھی مرزا صاحب نے جہور کی مخالفت میں نرا دھوکا دیا ہے کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ ”امام مہدی فوت ہو گئے ہیں“۔ یہ مذہب اہل سنت و جماعت کا ہرگز نہیں دیکھو کتب احادیث و عقائد و سیر۔ یہ صحیح ہے کہ جنب کسی کے دماغ میں فتور آ جاتا ہے۔ تو اس کو اگلی پچھلی باتیں یاد نہیں رہا کرتیں۔ مرزا صاحب اس میں مجبور اور معذور ہیں۔ (العیاذ باللہ)

الحمد للہ: علی احسانہ خلاصہ رسالہ انجام آتھم و ضمیمہ اور اسکے مختصر جوابات جو مرزا صاحب کے ہی تحریرات و الہامات سے دیئے گئے ہیں ختم ہوا۔ اب قبل اس کے کہ مرزا صاحب کے عقائد اور اعمال کی فہرست لکھوں دو باتوں کا اظہار ضروری اور لازمی ہے اول دعویٰ نبوت دوم توہینات انبیاء علیہم السلام جو مرزا صاحب نے اپنی تالیفات میں کی ہیں جس میں اہل اسلام کا متفقہ مسلمہ مسئلہ فتویٰ ہے کہ یہ کفر ہے۔ اگرچہ اس مختصر رسالہ میں متعدد جگہوں میں ان ہر دو امور کا ذکر اجمالاً و تفصیلاً آچکا ہے۔ لیکن ان ہر دو امور اہم کو الگ الگ لکھ دینا ناظرین کیلئے خالی از قاعدہ نہیں ہوگا۔ اسلئے اول دعویٰ نبوت۔ دوم توہینات انبیاء علیہم السلام۔ سوم عقائد۔ چہارم اعمال لکھے جائیں گے۔ بتوفیقہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اکثر عقائد اسلام حاشیہ پر لکھے جائیں گے۔



## اول مرزا صاحب کی طرف سے دعویٰ نبوت

(۱) اَلْهَامُ "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمْ اللّٰهُ"۔ (پ ۳ سورۃ

آل عمران آیت ۳۱) یعنی کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ (بلفظ صفحہ ۲۳۹۔ برائے جن احمدیہ)

(۲) اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کیلئے محدث ہو کر

آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے

کا ایک شرف رکھتا ہے اور امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور رسول اور نبیوں کی

وجہ کی طرح اس کی وجہ کو بھی دخل شیطان سے منزع کیا جاتا ہے اور یحییٰ بن زکریا کی طرح

نامور ہو کر آتا ہے اور اس سے انکار کرنے والا مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔ (بلفظ توضیح

مرام صفحہ ۱۸) OF AHLESUNNA WAL JAMA

(۳) سرسل یزدانی و مامور روحانی حضرت جناب مرزا غلام احمد قادیانی (بلفظ ابتداء

صفحہ (ٹائٹل جج) ازالہ اوہام)

(۴) مجھ کو قادیان والوں نے نہایت تنگ کیا ہے۔ جس سے میں یہاں سے ہجرت

کرونگا میرے روحانی بھائی مسیح کا قول ہے۔ کہ نبی بنے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔

(بلفظ صفحہ ابتدائی مرزا صاحب کا شہد حق)

(۵) خدا نے مجھے آدم صلی اللہ علیہ وسلم کہا۔ مثیل نوح کہا۔ مثیل یوسف کہا۔ مثیل داؤد کہا

پھر مثیل موسیٰ کہا۔ پھر مثیل ابراہیم کہا پھر بار بار احمد کے خطاب سے مجھے پکارا۔

۱۔ دعویٰ نبوت راجح مسئلہ اگر کوئی کہے کہ میں پیغمبر ہوں یا رسول اللہ ہوں اور ارادہ اس کا خدا کے رسول ہونے کا ہو تو کافر ہوا۔ بلفظ عقائد عظیم ص ۱۶۶ اسطر ۱۴ و مگر کتب عقائد ص ۱۳۰

(بلفظ صفحہ ۲۵۳۔ ازالہ اہام)

(۶) پس واضح ہو کہ وہ مسیح موعود جس کا آنا انجیل اور احادیث صحیحہ کے رو سے ضروری طور پر قرار پا چکا تھا۔ وہ تو اپنے وقت پر اپنے نشانوں کیساتھ آگیا اور آج وہ سرد پورا ہو گیا جو خدا تعالیٰ کی مقدس پیشگوئیوں میں پہلے سے کیا گیا تھا۔ (بلفظ صفحہ ۳۱۳۔ ازالہ اہام)

(۷) چونکہ آدم اور مسیح میں مماثلت ہے اس لئے اس عاجز کا نام آدم بھی رکھا اور مسیح بھی۔ (بلفظ صفحہ ۳۵۶۔ ازالہ اہام)

(۸) خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا۔ اور نبی بھی۔

(بلفظ صفحہ ۵۴۳۔ ازالہ اہام)  
☆ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی مؤلفہ براہین احمدیہ خدا کی طرف سے ہے۔ (نحوذ باللہ)  
"THE NATURAL PHILOSOPHY  
OF AHMEDS NAT. WAL JAHAN"

(۹) ہمارا گروہ سید ہے جس نے اپنے وقت پر اس بندہ (مرزا صاحب) مامور کو قبول کر لیا ہے۔ جو آسمان اور زمین کے خدا نے بھیجا ہے۔ (بلفظ صفحہ ۱۸۷۔ ازالہ

اہام)

(۱۰) ہاں! محدث جو مسلمین میں سے ہے۔ امتی بھی ہوتا ہے۔ اور ناقص طور پر نبی

☆ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی مؤلفہ براہین احمدیہ خدا کی کلام ہے۔ نحوذ باللہ۔ ۱۲ منہ غفی عنہ

☆ مرزا صاحب ایک ہی وقت میں امتی بھی ہیں اور نبی بھی۔ یہ اجتماع الضدین ہے گویا ایک ہی وقت میں رات بھی ہیں اور دن بھی سیاہ بھی ہیں اور سفید بھی، مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی، یہ

محالات سے ہے۔ ۱۳ منہ غفی عنہ



بھی۔ (بلغظہ صفحہ ۵۶۹۔ ازالہ اوہام)

مرزا صاحب ایک ہی وقت میں اُمتی بھی ہیں اور نبی بھی۔ یہ اجتماع الفدین ہے گویا ایک ہی وقت میں رات بھی اور دن بھی سیاہ بھی سفید بھی مسلمان بھی اور کافر بھی یہ محالات سے ہے۔ ۱۲ منہ غنی عنہ

(۱۱) محدث کا وجود انبیاء اور ائم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اگرچہ وہ کامل طور پر اُمتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔ (بلغظہ صفحہ ۵۶۹۔ ازالہ اوہام)

(۱۲) میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔ (بلغظہ صفحہ ۶۳۳۔ ازالہ اوہام) برعکس ہوا۔

(۱۳) احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے۔ **لَا تَرْفَعُوا صُورَةَ رَسُولٍ بَاقٍ مِّنْ بَعْدِي اَسْمُهُ اَحْمَدُ**۔ (پ ۲۸ سورۃ الف ۶۶ آیت ۶۶) (بلغظہ صفحہ ۶۷۲۔ ازالہ اوہام) (یعنی یہ آیت شریف مرزا صاحب کے حق میں پیشگوئی ہے)

(۱۴) اور یہ آیت کہ **هُوَ الَّذِي ارْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ**۔ (پ ۲۸ سورۃ الف ۶۹ آیت ۹) درحقیقت اسی مسیح ابن مریم کے زمانہ سے متعلق ہے۔ (بلغظہ صفحہ ۶۷۵۔ ازالہ اوہام)

(۱۵) وہ آدم اور ابن مریم بھی عاجز ہے۔ کیونکہ اول تو ایسا دعویٰ اس عاجز سے پہلے کبھی کسی نے نہیں کیا۔ اور اس عاجز کا یہ دعویٰ دس برس سے شائع ہو رہا ہے۔ (بلغظہ صفحہ ۶۹۵۔ ازالہ اوہام مطبوعہ ۱۳۰۸ھ ہجری)

(۱۶) اور ہر ایک شخص روشنی روحانی کا محتاج ہو رہا ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس روشنی کو

دے کر ایک شخص دنیا میں بھیجا وہ کون ہے۔ یہی ہے جو بول رہا ہے۔ (بلفظ صفحہ ۷۶۸۔  
۷۶۹ ازالہ اوہام)

(۱۷) حضرت اقدس امام انام مہدی مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام۔ (بلفظ صفحہ  
۶۵۔ رسالہ آریہ دھرم کا آخری نوٹس مولفہ مرزا صاحب)

(۱۸) میں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعویٰ کیا اور اب میں بوڑھا ہو گیا  
ہوں۔ اور ابتداء دعویٰ پر بیس برس سے بھی زیادہ گزر گیا۔ (بلفظ ص ۵۰۔ انجام آتھم)  
(۱۹) ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میرے پیچھے ہولو۔ تا خدا بھی تم سے  
محبت کرے۔ (بلفظ صفحہ ۵۲۔ ۵۶۔ انجام آتھم)

(۲۰) اے احمد خیر انام پورا ہو جائیگا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔ (بلفظ صفحہ ۱۵۲ انجام  
آتھم)

(۲۱) خیر ہے شان عجیب ہے۔ (بلفظ صفحہ ۵۲۔ انجام آتھم) OF

۱۔ اس بارے میں ایک چار ورقہ رسالہ احسن الکلام فی بیان الصلوٰۃ والسلام، مرزا صاحب کے  
حواری محمد احسن امر وی نے لکھا ہے اور مرزا صاحب پر درود بھیجنے والا والا ثابت کیا ہے۔ لکھا  
ہے کہ اس کی (مرزا صاحب کی) محبت لہجہ اللہ مجبور کرتی ہے کہ اس کے نام کے ذکر کے بعد سلام  
بھیجا جائے۔ (بلفظ ص ۶ سطر ۱۰) مگر افسوس ہے مولوی محمد احسن امر وی کی محبت لہجہ اللہ پر کہ مرزا  
صاحب کے ساتھ تو یہ محبت ہو لیکن پیغمبران اولوالعزم علیہم السلام کے ساتھ ایک ذرہ بھر بھی محبت  
نہ ہو۔ اور ان کے نام پر درود و سلام نہ بھیجا جائے، جیسے اسی رسالہ میں وہ لکھتے ہیں۔ اس سے ثابت  
ہے کہ حضرت آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ جیسے پیغمبران اولوالعزم  
مقام شفاعت میں کھڑے نہ ہو سکیں گے۔ (بلفظ ص ۷ سطر ۵۴) دیکھئے ان پیغمبران علیہم السلام  
کے نام اقدس پر مطلق درود و سلام کی پرواہ تک نہیں کی واہ آپ کا ایمان۔ ۱۲ منہ غنی عنہ

(۲۲) میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا ہے۔ (صفحہ ۵۲۔ انجام آتھم)

(۲۳) پاک ہے وہ جس نے اپنے بندہ کو رات میں سیر کرائی۔ (بلغتہ ص ۵۳۔ انجام آتھم)

(۲۴) تجھے خوشخبری ہو اے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ (صفحہ ۵۵۔ انجام آتھم)

(۲۵) میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا۔ (بلغتہ صفحہ ۵۵۔ انجام آتھم)

(۲۶) تو ہمارے پانی میں سے ہے۔ (بلغتہ صفحہ ۵۵۔ انجام آتھم)

(۲۷) خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ (بلغتہ صفحہ ۵۵۔ انجام آتھم)

(۲۸) "إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ" (پ ۳ سورۃ الکہف آیت ۳) تیرا بد گو بے خبر

ہے۔ (میاں محمد اللہ مدرس لودھیانہ صفحہ ۱۵۸ انجام آتھم)

(۲۹) نبیوں کا چاند (مرزا صاحب) آئے گا۔ (صفحہ ۵۸۔ ۶۰۔ انجام آتھم)

(۳۰) تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں تیرا بعید میرا بعید ہے۔ (صفحہ ۵۹۔ انجام آتھم)

(۳۱) ابراہیم یعنی اس عاجز (مرزا صاحب) پر سلام۔ (صفحہ ۶۰۔ انجام آتھم)

(۳۲) اے نوح اپنی خواب کو پوشیدہ رکھ۔ (صفحہ ۶۰۔ انجام آتھم)

(۳۳) یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے۔ جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں اور ان کے سواء اور بھی الہامات ہیں مگر میں خیال کرتا ہوں۔ کہ جس قدر

مرزا صاحب کو معراج ہوا جس کا وہ خود انکار کرتے ہیں اور یہاں آیت شریفہ معراج کا

آپ پر نزول دوبارہ ہوا۔ ۱۲۱۲ عتی عنہ

میں نے لکھا ہے۔ وہ کافی ہے اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے یہ خدا کا فرستادہ۔ خدا کا مامور۔ خدا کا امین۔ خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اس کا دشمن جہنمی ہے۔ (ملفوظ صفحہ ۶۲۔ انجام آیت)

(۳۵) جس نے میری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ۔ (صفحہ ۷۸۔ انجام)  
(۳۶) وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ تجھ کو تمام جہاں کی رحمت کے واسطے بھیجا۔ (صفحہ ۷۸۔ انجام آیت)

(۳۷) إِنِّي مَرْسَلَك إِلَى قَوْمِ الْمُفْسِدِينَ۔ میں نے تجھ کو قوم مفسدین کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ (صفحہ ۷۹۔ انجام آیت)

(۳۸) مجھ کو خدا نے قائم کیا مبعوث کیا اور خدا میرے ساتھ ہمہ کلام ہوا۔ (صفحہ ۱۱۳۔

انجام آیت) "THE NATURAL PHILOSOPHY"

(۳۹) خدا کا روح میرے میں باتیں کرتا ہے۔ (صفحہ ۱۱۶۔ انجام آیت)  
(۴۰) جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے۔ وہ اس خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے جس نے مجھے مامور کیا اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اس خدا کو قبول کرتا ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے۔ (صفحہ ۱۲۰۔ ضمیر انجام آیت)

(۴۱) خدا ان سب کے مقابل پر میری فتح کرے گا کیونکہ میں خدا کی طرف سے ہوں پس ضرور ہے بموجب آیہ کریمہ "كَتَبَ اللَّهُ لَا غَلِبَ لَنَا وَرُسُلُنَا"۔ (پ ۲۸ سورۃ مجادلہ آیت ۲۱) میری فتح ہو (ملفوظ صفحہ ۵۸۔ ضمیر انجام آیت)

(۴۲) میرے پاس خدا کے نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ (ملفوظ ص ۵۶۔ ۶۲۔ ضمیر انجام آیت)

یا دواشت : دعویٰ نبوت کفر ہے۔ (دیکھو عقائد عظیم صفحہ ۱۶۶۔ دیکھو کتب عقائد)

☆☆☆☆☆☆

## دوم توہینات انبیاء علیہم السلام

(۱) میں سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے جو شخص

میرے ہاتھ سے جام پئے گا وہ ہرگز نہ مرے گا۔ (ملفوظ صفحہ ۲۔ ازالہ اوہام)

(۲) جس قدر حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہیں نکلیں۔ (ملفوظ

صفحہ ۷۔ ازالہ اوہام)

(۳) حضرت موسیٰ کی پیشگوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں۔ جس

صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں امید باندھی تھی۔ غامیہ مافی الباب یہ ہے کہ

حضرت مسیح کی پیشگوئیاں زیادہ غلط نکلیں۔ (صفحہ ۸۔ ازالہ اوہام)

(۴) سیر معراج (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ (ملفوظ۔

صفحہ ۷۲۔ ازالہ اوہام)

۱۔ توہینات اربع۔ مسئلہ جو کوئی پیغمبر خدا کی اہانت کرے وہ کافر ہے۔ ”عقائد عظیم ص ۱۶۶ء

۱۷۰۔“ مسئلہ ہر پیغمبر کی جناب میں بے ادبی کرنا کفر ہے۔ ملفوظ ضمان الفردوس ص ۳۲ سطر ۱

دیکھو کتب عقائد مالا بد منہ ص ۱۵۸ امنہ غنی عنہ

۲۔ کثیف اربع۔ مسئلہ جو کوئی پیغمبر علیہ السلام کے بال کو باڑا یا بالنا کہے وہ کافر ہے۔ ”ملفوظ

عقائد عظیم ص ۱۷۱ سطر ۹“ مسئلہ جس کلمے میں کسی طرح کی بے ادبی یا اہانت جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی پائی جائے وہ یقیناً کفر ہے۔ بلکہ ایسا شخص واجب اہل ہے۔ ملفوظ ص ۳۶

سطر ۲۰ ضمان الفردوس ۱۲

(۵) بلکہ اکثر پیشگوئیوں میں ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں۔ کہ خود انبیاء کو بھی جن پر وہ وحی نازل ہو سمجھ میں نہیں آسکتی۔ (صفحہ ۱۴۰ ازالہ اوہام)

(۶) ایک منم کہ حسب اشارات آدم عیسیٰ کجا ست تاجہ نہدیا بمعہم (بلفظہ صفحہ ۱۵۸ ازالہ اوہام)

(۷) یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرنڈے بنا کر انہیں پھونک مار کر اوڑانا) حضرت سلمان کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ ان دنوں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے۔ کہ جو شعبہ بازی کی قسم میں سے دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔..... تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور پر ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو۔ جو مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرنڈہ پرواز کرتا ہے اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے کہ جس میں گلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ (بلفظہ ملقط صفحہ ۳۰۲ ازالہ اوہام)

(۸) اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے۔ کہ حضرت مسیح نے اپنے وادارہ سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھایا ہو کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صنائع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلکتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں بھی ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں سے بکثرت آتے ہیں۔ (ملقط صفحہ ۳۰۴ ازالہ اوہام)

(۹) حضرت مسیح ابن مریم باذن و حکم الہی المسیح نبی کی طرح اس عمل الترب (مسریزم) میں کمال رکھتے تھے۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا۔ کہ اعجوبہ نمایوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ (ملفوظ صفحہ ۳۰۸۔ ازالہ اوہام)

(۱۰) گو حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل (مسریزم) کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر قائم کرنے کے بارے میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔ (ملفوظ صفحہ ۳۱۰۔ ازالہ اوہام)

(۱۱) ایہ جو میں نے مسریزمی طریق کا نام عمل الترب رکھا ہے جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشغول رکھتے تھے۔ یہ الہامی نام ہے۔ (ملفوظ صفحہ ۳۱۲۔ ازالہ اوہام)

(۱۲) ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو غلام اس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست ہوئی۔ بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا۔ (صفحہ ۶۳۹۔ ازالہ اوہام)

(۱۳) جو پہلے اماموں کو معلوم نہیں ہوا تھا وہ ہم نے معلوم کر لیا۔ (صفحہ ۶۸۳۔ ازالہ اوہام)

۱۔ حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے حکم سے عمل مسریزم کرتے تھے۔ بقول مرزا صاحب وہ باذن اللہ یہ عمل کرتے تھے تو پھر مرزا صاحب اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت کس دلیل سے کہتے ہیں مگر یہ سچ ہے کہ خداوند کریم کا حکم مرزا صاحب کیلئے مکروہ اور قابل نفرت ہے۔ العیاذ باللہ۔

(۱۳) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے الہام وحی غلط نکلیں تھیں۔ (صفحہ ۶۸۸۔  
ازالہ وہام)

(۱۵) اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور اور دجال کی حقیقت کا لہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موہو مشکف نہ ہوئی ہو، اور نہ دجال کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یا جوج ماجوج کی عیسٰی تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دلہ الارض کی ماہیت کہا ہی بھی ظاہر فرمائی گئی ہو۔ (صفحہ ۶۹۱۔ ازالہ وہام)

(۱۶) سورۃ بقرہ میں جو ایک قتل کا ذکر ہے کہ گائے کی بوٹیاں نعش پر مارنے سے وہ مقتول زندہ ہو گیا تھا۔ اور اپنے قاتل کا پتہ دے دیا تھا۔ یہ محض موسیٰ کی دھمکی تھی اور علم

سیر پر مبنی تھا۔ (ملخصاً ص ۲۸۔ ازالہ وہام) (۱۷) حضرت ابراہیم کا چار پرندوں کے تجزہ کا ذکر جو قرآن شریف میں ہے وہ بھی

ان کا سیریزم کا عمل تھا۔ (ملخصاً صفحہ ۵۲۔ ازالہ وہام) OF

(۱۸) مسیح کی داویوں اور تائیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا جواب بھی آپ نے سوچا ہوگا۔ بلطفہ ص ۱۲ (رسالہ نور القرآن ۹۵۔ ۱۸۹۶ء)

(۱۹) یسوع نے ایک کھجری کو اپنی بغل میں لیا اور غطر ملوایا۔ ملخصاً ص ۴۷ (رسالہ نور القرآن ۹۵۔ ۱۸۹۶ء)

(۲۰) مسیح کا بے باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں۔ حضرت آدم ماں

مرزا صاحب کی دلیری اور بے باکی اور توہین نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے حق میں سورۃ مریم فرماتا ہے۔ "ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمة منا" یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بین باپ پیدا کرنا لوگوں کی واسطے نشانی ہے اور رحمت۔ مرزا صاحب کی نگاہ ایسی ہے کہ قرآن کریم بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ نعوذ باللہ منہ! عفی عنہ

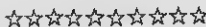


اور باپ دونوں نہیں رکھتے تھے۔ اب قریب برسات آئی ہے۔ باہر جا کر دیکھئے کہ کتنے  
کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ (بلفظ صفحہ ۷ جنگ مقدس  
مرزا صاحب ۲۲ مئی سے ۵ جون ۱۸۹۳ء تک)

(۲۱) مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔ (بلفظ ص ۴۹ انجام آتھم)  
کشلیا راجہ رام چندر جی کی والدہ کا نام ہے جس کو ہندو لوگ ادتار پر میسر (خدا) کہتے  
ہیں۔ آریہ لوگ صرف راجہ کہتے ہیں اور مسلمان لوگ ان کو کافر جانتے ہیں۔

(۲۲) (حضرت یسوع مسیح کی نسبت) شریر، مکار، موٹی عقل والا۔ بد زبان، غصہ ور،  
گالیاں دینے والا، جھوٹا علمی اور عملی قویٰ میں کچا، چور۔ شیطان کے پیچھے چلنے والا،  
شیطان کا لہم۔ اس کے دماغ میں غلبہ تھا۔ تین داریاں اور تانیاں آپ کی زنا کار اور  
کسی غور میں تھیں۔ جن کے خون نے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔ آپ کا بھروسہ  
سے میلان جدی مناسبت سے تھا۔ زنا کاری کا عطر ایک بھجری سے سر پر ملوایا۔ ملخصاً  
(ابتداء صفحہ ۳ الغایت ص ۷ ضمیر انجام آتھم) العیاذ باللہ۔ نقل کفر کفر نباشد۔

یادداشت : توہین انبیاء علیہم السلام کفر ہے۔



۱۔ کشلیا راجہ رام چندر جی کی والدہ کا نام ہے۔ جس کو ہندو لوگ ادتار پر میسر (خدا) کہتے ہیں  
آریہ لوگ صرف راجہ کہتے ہیں اور مسلمان لوگ ان کو کافر جانتے ہیں۔

## (سوم) مرزا صاحب کے عقائد

### (جمہور اہل اسلام کے خلاف)

(۱) مرزا صاحب کا خدا (عاجی) ہاتھی دانت یا گوبر کا ہے۔

قولہ: ہمارا خدا عاجی ہے (اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے) (بلغظم صفحہ

۵۵۶۔ براہین احمدیہ)

عاجی کے معنی ہاتھی دانت کا گوبر کا کے ہیں۔ دیکھو کتب منتخب اللغات اور قاموس اور

اس کی تحقیقات میں۔ (صفحہ ۵۴-۵۳ کتاب ہدایہ)

(۲) فرشتے کوئی نہیں جو کچھ عالم میں ہو رہا ہے۔ وہ سیارات کی تاثیرات سے ہو

رہا ہے۔ IF AHLESUNNAT WAL JAN

قولہ: ملائکہ وہ روحانیات ہیں کہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ

۱۔ عاجی انجس کے معنی پیچھے مغفات میں لکھ دیئے گئے ہیں۔ ۱۲ منہ غنی عنہ  
۲۔ قولہ سے مراد خاص مرزا صاحب کی کلام ہے اور قال سے کسی دیگر شخص کی۔ منہ غنی عنہ  
۳۔ ایمان تقصیلی میں فرشتوں پر ایمان لانا فرض ہے اور منکران کا کافر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ  
فرماتا ہے۔ ومن یكفر الله وملائکته وکتابه والیوم الآخره فقد ضل ضلایعیدا۔  
یعنی جو انکار کرے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے پیغمبروں کا  
قیامت کے دن کا وہ گمراہ ہوا گمراہی دور کی اور حدیث صحیحین میں ہے ان تؤمن بالله و  
ملائکته وکتابه ورسوله والیوم الآخر۔ (المحدث)۔ مرزا صاحب قرآن شریف اور  
احادیث شریف کے انکاری ہیں۔ العیاذ باللہ۔ منہ غنی عنہ ۱۳ دیکھو عقائد اسلام۔



شعبہ بازی اور لوگوں کو فریفتہ کرنے والے تھے۔

قولہ: (الف) بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر اڑانا) حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے۔ کہ جو شعبہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ (بلفظ صفحہ ۳۰۲۔ ازالہ اوہام)

(ب) دیکھو۔ صفحہ ۱۳۷۔ کتاب ہذا توہینات میں درج ہو چکا ہے۔

(۶) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی وحی غلط تھی۔

قولہ: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے الہام اور وحی غلط نکلیں تھیں۔ ملخصاً (صفحہ ۳۸۸۔ ۶۸۹ ازالہ اوہام)

(۷) حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابن مریم اور دجال اور اس کے گدھے اور یا جوج ماجوج اور دلبۃ الارض کی حقیقت سے وحی الہی نے خبر نہیں دی۔

قولہ: اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بیچہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے بموجب متکشف نہ ہوئی اور نہ دجال کے گدھے کی اصلی کیفیت کھلی ہو۔ اور نہ یا جوج ماجوج کے عیسٰی تک وحی الہی

(بقیہ ص ۲۸۹) تہذیب الاخلاق۔ جمادی الاول تارمضان المبارک ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۹۷۹ء میں

معجزات کو یہاں متنی کا سا نگ لکھتے ہیں۔ انکار معجزہ انکار کلام اللہ ہے جو کفر ہے۔ عقائد الاسلام

وغیرہ کتب عقائد ۱۲ امنہ غنی عنہ لہ ساری صفحہ ۲۸۹

نے اطلاع دی ہو اور تہ ولیۃ الارض کی ماہیت کما ہی بھی ظاہر فرمائی گئی ہو۔ (بلفظہ ص ۶۹۱۔ ازالہ اوہام)

(۸) حضرت مسیح علیہ السلامؑ یوسف نجار کے بیٹے تھے۔

قولہ : حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے تھے۔ (بلفظہ ص ۳۰۳۔ ازالہ اوہام)

(۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسریزم میں مشق کرتے اور کمال رکھتے تھے۔

قولہ : (۱) حضرت مسیح ابن مریم البیع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسریزم)

میں کمال رکھتے تھے۔ (بلفظہ ص ۳۰۸۔ ازالہ اوہام)

(ب) جو میں نے مسریزی عمل کا نام عمل الترب رکھا ہے۔ یہ الہامی نام ہے جس

میں حضرت مسیحؑ بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے۔ ملخصاً (بلفظہ ص ۳۱۲۔ ازالہ

اوہام)

(۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج جسمانی کا انکار۔ (مرزا صاحب

کے ایمان کا فلسفہ پر دار و مدار)

قولہ : (۱) نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو ثابت کر رہا ہے کہ کوئی انسان

۱۔ وحی غلط لے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ایسا کہنا ان کو نحوۃ باللہ جھوٹا سمجھتا ہے

یہ سخت اہانت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جو کفر ہے۔ عقائد الاسلام۔ مؤلفہ مولانا

مولوی ابوالمحمد عبدالحق دہلوی ۱۲۱ منہ غنی عنہ ۲۔ قولہ یوسف نجار لے۔ سید احمد خاں صاحب

کی کارہ لے۔ سرتخ نص و سلم بمسئنی بشر لے۔ حضرت مریم علیہا السلام کا قول مندرجہ

قرآن مجید کا انکار کفر ہے ۱۲۔ دیکھو کتب عقائد۔ منہ غنی عنہ

اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریرۃ تک بھی پہنچ سکے پس اس جسم کا کرہ ماہتاب و آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔ (بلفظ ص ۴۷۔ ازالہ اوہام)

(ب) سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ بلفظ (صفحہ ۴۷ ازالہ اوہام)

(۱۱) قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں۔

قولہ : (۱) قرآن شریف جس بلند آواز سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے لیکن قرآن

شریف کفار کو سنانا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ بلفظ (صفحہ ۲۵-۲۶۔ ازالہ اوہام)  
(ب) اس نے (قرآن شریف نے) ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتے ہیں استعمال کئے ہیں۔ (بلفظ ملخصاً صفحہ ۲۷۔ ازالہ اوہام)

۱۔ معراج النہ۔۔۔ خبر المعراج حق ومن وہ فہو متددع منال۔ یعنی جو معراج جسمانی کا انکار کرے بدعتی گمراہ ہے۔ ۲۔ افتد کبر صفحہ ۱۶۔ معراج جسمانی رنج عقائد اسلام و معراجہ فی الیقظۃ الی السماء ثم الی ما شاء اللہ حق۔ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج بیداری میں آسمان کی طرف پھر جہاں اللہ نے چاہا حق ہے۔ بلفظ مکمل الجہان ترجمہ تکمیل الایمان ص ۳۹ سطر ۷۔ وشرح عقائد نسفی دو دیگر کتب عقائد۔ سبحان اللہ الذی اسری بعیدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا۔

۲۔ گندی گالیاں رنج۔ مسئلہ جس کلمے میں بے ادبی یا اہانت قرآن مجید یا کسی آیت کی ہو۔ بے شک کفر ہے۔ بلفظ ص ۳۲ ضمان الفردوس و ضایۃ الاوطار ترجمہ و مختار ص ۵۱۳ سطر ۳۱ منہ عنی عند

(۱۲) براہین احمدیہ (مؤلفہ مرزا صاحب) خدا کی کلام ہے۔

قولہ: خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا، اور نبی بھی۔

بلفظہ (صفحہ ۵۳۳۔ ازالہ اوہام)

(۱۳) قرآن شریف (کلام اللہ) مرزا صاحب کی کلام ہے۔

قولہ: اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی

باتیں ہیں۔ بلفظہ (صفحہ ۳۔ کالم دوم منظر ۳۲-۳۳-۳۴۔ اشتہار لیکچر ام کی موت کی

نسبت مورخہ ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۷ء)

جو شخص قرآن شریف کو مخلوق کہے وہ کافر ہے۔ (بلفظہ غائیہ الاوطار ترجمہ در مختار ص

۵۱۳ صفحہ ۲۱) WWW.NAFSEISLAM.COM

(۱۴) قرآن شریف میں جو معجزات ہیں وہ سب مسریم ہیں۔

قولہ: قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض مردے زندہ ہو گئے تھے۔ جیسے وہ مردہ

جس کا خون بنی اسرائیل نے چھپا لیا تھا۔ جس کا ذکر اس آیت وَإِذْ قَتَلْتُمْ (پ اسورۃ

بقرہ: آیت ۷۲) میں ہے۔ کہ اس گائے کے گوشت کی بوٹیوں سے جس کے ہاتھ سے

مقتول کے جسم پر لگنے سے زندہ ہو گیا تھا یا ہو جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس قصہ سے

واقعی طور پر زندہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف دھمکی تھی۔

۱۔ مرزا صاحب اٹخ جو شخص قرآن شریف کو مخلوق کہے وہ کافر ہے۔ بلفظہ غائیہ الاوطار ترجمہ

در مختار صفحہ ۵۱۳ صفحہ ۲۱

۲۔ معجزات قرآنی کا منکر قرآن شریف کا منکر ہے۔ قرآن شریف کا منکر کافر ہے

(عقائد الاسلام۔ منہ غنی عنہ)

تاکہ چور بے دل ہو کر اپنے تئیں ظاہر کر دے اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق عمل  
الترب یعنی سریزم کا ایک شعبہ تھا۔ (بلفظہ ملقطہ از صفحہ ۳۸ تا ۷۵۰۔ ازالہ ادہام)  
(ب) یاد رکھنا چاہئے کہ جو قرآن کریم میں چار پرندوں کا ذکر لکھا ہے کہ ان کو اجزا  
مفرقہ یعنی جدا جدا کر کے چاروں پہاڑوں پر چھوڑا گیا تھا۔ اور پھر وہ بلانے سے آگئے  
تھے۔ یہ بھی عمل الترب کی طرف اشارہ ہے۔ (ملقطہ صفحہ ۷۵۲ تا ۷۵۳۔ ازالہ  
ادہام)

نوٹ: معجزات قرآنی کا منکر قرآن شریف کا منکر ہے قرآن شریف کا منکر کافر ہے۔  
(۱۵) قرآن شریف میں یہ عبارت ”انا انزلناہ قریبا من القادیان“۔ موجود ہے

(کلام الہی میں کمی بیشی) WWW.NAFSEILAH.COM

قولہ: جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے  
ہوا تھا۔ اس روز کشتی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی مرحوم میرزا غلام قادر  
میرے قریب بیٹھ کر باواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ اور پڑھتے پڑھتے  
انہوں نے ان فقرات کو پڑھا۔ ”انا انزلنا قریبا من القادیان“۔ تو میں نے سن کر  
بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ  
دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن  
شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر بھی الہامی عبارت لکھی ہوئی  
موجود ہے۔ تب میں نے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف

لے انا انزلناہ الخ۔ آیت شریف وانا لحافظون کا انکار گویا قرآن شریف کا انکار ہے۔

من غنی عنہ۔



میں درج ہے اور تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ  
مدینہ۔ قادیان۔ (بلغتہ۔ ملقط صفحہ ۷۶۔ ۷۷۔ ازالہ اوہام)  
(۱۶) قادیان بمثل حرم کعبۃ اللہ ہے۔

قولہ : وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا۔ (پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۹۷) ہم نے تیرا  
سینہ نہیں کھولا۔ ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی کہ تجھ کو بیت الفکر

۱۔ حرم کعبہ الخ۔ آیت قرآن شریف کو خلاف ظاہر نص کے مشتق کرنا کسی اور مطلب کے  
مطابق کرنا جس کا قرآن شریف میں عبارت ظاہر ذکر نہیں تحریف قرآن شریف ہے جو کفر ہے۔  
نحوذ باللہ عما نذالاسلام وغیرہ کتب عقائد امت غنی عند۔

۲۔ یہاں پر حضرت مولانا حاجی الحرمین الشہید اللہ تعالیٰ مولوی غلام دیکر صاحب قصوری  
حضور کی کتاب رحمہ اللہ میں بڑا غلط بات براہین سے نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ وعو  
هذا فقیر کہتا ہے کہ آیت وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا۔ قرآن شریف میں آیت اللہ شریف کے ہی حق  
میں وارد ہے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور نہ مسجد اقصیٰ (جس کی تعریف سورۃ بنی  
اسرائیل کی ابتداء میں ہے۔ اور وہ قبلہ انبیاء ہے) کے حق میں وارد ہے پس یہ ادعا صاحب براہین  
کا کہ اس کی خانگی مسجد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا۔ نازل کیا ہے۔ یہاں  
اپنی مسجد کو ان دونوں مسجدوں پر فضیلت دی ہے۔ ان مناقب سے ایک اور امر ظاہر ہو گیا اور وہ یہ  
ہے کہ مرزا صاحب نے ابتداء براہین احمدیہ کے اشتہار میں درج کیا ہے کہ ان کی جائیداد و سہارا  
روپیہ کی ہے پھر ادعا کیا ہے کہ مجھ کو الہام ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے غلطیت یعنی ہنگامی کا منصب  
حاصل ہے۔ پس باوجود اسکے وہ اب تک حج کو نہیں گئے اس لئے کہ حج گناہ کے بخشوانے اور  
قیامت کے امن کے واسطے ہے اور یہ دونوں امر مرزا صاحب کو حاصل ہیں کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ  
نے کہا ہے جو جی چاہے سو کہ بے شک ہم نے تجھے بخش چھوڑا ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ (ما فی کلام)

اور بیت الذکر عطا کیا۔ بیت الفکر سے اس جگہ مراد وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کیلئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے۔ اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا۔ اس مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔ بلغظہ۔ (ملفوظ صفحہ ۵۵۸۔ براہین احمدیہ)

نوٹ : قرآن شریف کو خلاف ظاہر نص کے منطبق کرنا یا کسی اور مطلب کے مطابق کرنا اس کا قرآن شریف میں بعبارت ظاہر ذکر نہ ہو تو شریف قرآن شریف ہے جو کفر ہے (۱۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ آنے والے مسیح مرزا صاحب ہی ہیں۔

قولہ [الف] یہ تو جی ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ بلغظہ

(صفحہ ۳۷۳-۳۷۴) از البادام "THE SATI"

نوٹ : اجماع امت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ جسم عنصری آسمان پر ہیں قیامت کے قریب نزول فرمائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ منکر اجماع امت کا کافر ہے۔

(بقیہ ص ۳۹۴) کے ص ۵۶۰ میں درج ہے۔ اور اس توان کی مسجد کے نمازیوں کو حاصل ہے۔ مرزا صاحب تو خود اس کے امام اور بانی ہیں نیز ان پر براہین احمدیہ کے صفحہ اخیر ۵۶۲ سے منقول ہو چکا ہے کہ دین اسلام سب پر مشتبہ ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے سب کو حکم کیا ہے کہ طریقہ حقہ مرزا صاحب مرزا قادیانی سے حاصل کریں انہیں۔ ملخصاً۔ پس اب سب اقران کے قادیان خود مکہ معظمہ ہو گئی اور ان کو حج کرنے کی کیا حاجت رہی۔ بلغظہ ص ۵۲۱، ۵۲۲... خوب یاد آ گیا ہے کہ مرزا صاحب کے بھائی مرزا امام الدین اور تارلال بیکیان نے بھی قادیان ہی میں چوہڑوں کا حج مقرر کیا تھا۔ دیکھو کتاب دید حق مؤلفہ مرزا امام الدین۔ منہ غشی عنہ۔

(ب) خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مر چکے خدا نے حکم موت ان پر جاری دیا۔ اور آنے والا صبح میں ہوں۔ بلنظہ (صفحہ ۸۰-۱۱۱-انجام آہتم)

(۱۸) حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین والمرسلین نہیں ہیں۔

قولہ : [الف] اگر عذر ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوئی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزوی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کیلئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ (بلنظہ ص ۱۸-توضیح مرام)

[ب] وحی الہی پر صرف نبوت کاملہ کی حد تک کہاں مہر لگ گئی ہے۔ اے عالمو اس امت مرحومہ میں وحی کی نالیاں قیامت تک جاری ہیں۔ بلنظہ (صفحہ ۲۲۱-۲۲۲-)

ازالہ اوہام) "THE NATURAL PHILOSOPHY"

قولہ : ختم نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر کافر ہے۔

(۱۹) حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار یاروں کے شمار میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں ہیں۔

قولہ : [الف] صدیق اور فاروق اور حیدر کی طرح اسلامی برکتوں اور استقامتوں

(بقیہ ص ۳۹۲) ۱۔ فوت ہو چکے۔ تاریخ اجماع امت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بحکم حضری آسمان پر ہیں قیامت کے قریب نزول فرمائیں گے وغیرہ وغیرہ مگر اجماع امت کا کافر ہے۔ عقائد اسلام ص ۶۔ منہ غنی عنہ

۲۔ خاتم النبیین تاریخ ختم نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر کافر ہے۔ ۱۲۔ دیکھو عقائد اسلام۔ منہ غنی عنہ

دکھلا کر امن میں آ جانے کا موجب ہوگا۔۔۔ بلفظہ (صفحہ ۱۰۰۔ سطر ۱۔ ازالہ ادہام)

[ب] اور وہ چشمہ اسی چشمہ کا ہم رنگ ہوگا جو قریش کے مقدس بزرگوں صدیق اور فاروق اور علی مرتضیٰ کو ملا تھا جن کے ایمان کو آسمان کے فرشتے بھی تعجب کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ بلفظہ (صفحہ ۱۰۶۔ ۱۱۲۔ سطر ۷۔ ازالہ ادہام)

(۲۰) قیامت نہیں ہوگی۔ تقدیر کوئی چیز نہیں۔

قولہ : میں ایک مسلمان ہوں "أمنت بالله وملئكته وكتبه ورسله والبعث بعد الموت" (پورا ایمان مفصل نہیں) بلفظہ (صفحہ دوم تا تکمیل ازالہ

ادہام)

(۲۶) حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں آئیں گے۔

قولہ : [۱] محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی قطعی امر نہیں۔ بلفظہ (ص ۳۵۷۔

ازالہ ادہام)

۱۔ آمنت باللہ الخ۔ عقائد اسلام میں صفت ایمان یہ ہے۔ آمنت باللہ وملئكته وكتبه ورسله واليوم الآخر والقدر خیر وشره من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت۔ ہر ایک کتاب عقائد وغیرہ میں درج ہے۔ مسئلہ حقیقت اور جنت اور نار اور میزان یا کسی بات کا جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالیقین فرمائی ہے انکار کرے کافر ہے۔ ترجمہ درمختار ص ۵۱۳ دھماں فردوس ص ۳۲ وغیرہ۔ ۱۲۔ منہ عنی عنہ

۲۔ صحیح نہیں الخ۔۔۔ بایں ہمسایہ خود مرزا صاحب مہدی بن گئے ۱۲۔ منہ

۳۔ دجال الخ۔ عقیدہ اہل اسلام یہ ہے۔ وخروج الدجال وياجوج وماجوج وظلوع الشمس من مغربها وتزول عيسى عليه السلام من السماء وسائر (باقی صفحہ ۳۹۷)

[ب] امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں۔ بلقطہ (صفحہ ۵۱۸۔ ازالہ اوہام)

(۲۲) دجال پوری ہیں اور کوئی دجال نہیں آئے گا۔

قولہ: پائے شوت کو پہنچ گیا ہے کہ سچ و جال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پاریوں کا

گروہ ہے۔ جو ٹڈی کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔ بلقطہ۔ (ص ۳۹۵-۳۹۶۔ ازالہ

اوہام۔ انجامِ آخرت و ضمیمہ)

(۲۳) دجال کا بھی ریل گدھا ہے اور کوئی گدھا نہیں۔

قولہ: وہ گدھا و جال کا اپنا ہی بنایا ہوا ہوگا۔ پھر اگر وہ ریل نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

(صفحہ ۶۸۵۔ ازالہ اوہام) ۱۴۴۸

(۲۴) یاجوج ماجوج کوئی نہیں ہوں گے۔

"THE NATION & THE WORLD"

قولہ: یاجوج ماجوج سے دو قومیں افریقہ اور روس مراد ہیں اور کچھ نہیں۔ بلقطہ

(صفحہ ۵۰۲-۵۰۸۔ ازالہ اوہام)

(۲۵) ولیۃ الارض علماء ہوں گے اور کچھ نہیں۔

قولہ: ولیۃ الارض وہ علماء اور واعظین ہیں جو آسمانی قوت اپنے میں نہیں رکھتے

آخری زمانہ میں ان کی کثرت ہوگی۔ بلقطہ (مخلصاً۔ صفحہ ۵۱۰۔ ازالہ اوہام)

(یعنی صفحہ ۳۹۶) علاماتِ یوم القیامہ علی ما روت بہ الاخبار الصحیحہ حق

کائنات۔ بلقطہ نقباء کبر ۱۶۔ یعنی نقباء دجال اور ماجوج کا اور نقباء سورج کا مغرب سے اور

اترنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر سے اور باقی تمام نشانوں قیامت کا جیسا کہ صحیح

حدیثوں میں ہوا ہے حق ہے اور ضرور ہونے والا ہے۔ ۱۲۔ منہ غنی عنہ

(۲۶) دغان کچھ نہیں ہوگا۔

قولہ : دغان سے مراد قسط عظیم و شدید ہے۔ (صفحہ ۵۱۳۔ ازالہ اوہام)

(۲۷) آفتاب مغرب سے نہیں نکلے گا۔

قولہ : مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی آفتاب سے منور کئے جائیں گے۔ اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔ بلقلم۔ (صفحہ ۵۱۵۔ ازالہ اوہام)

(۲۸) عذاب قبر نہیں ہے۔

قولہ : جس کی قبر میں سانپ اور بچھو دکھاؤ۔ ملخصاً۔ (صفحہ ۴۱۵۔ ازالہ اوہام)

(۲۹) تاریخ صحیح ہے۔

قولہ : [۱] مقصد دہشتاد قالب دیدہ ام۔ بارہا چون سبزہ ہار و سیدہ ام۔ بلقلم۔

(صفحہ ۸۴۔ کتاب ست پنچن مرزا صاحب کی ۱۸۹۵ء کی مطبوعہ)

[ب] ہمیشہ انسان کے بدن میں سلسلہ تحلیل جاری ہے یہاں تک کہ تحقیقات قدیمہ و جدیدہ سے ثابت ہے کہ چند سال میں پہلا جسم تحلیل پا کر معدوم ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا بدن بدل کر ماثخلل ہو جاتا ہے۔ بلقلم۔ (صفحہ ۱۰۔ جنگ مقدس ۱۲ مئی سے ۵ جون ۱۸۹۳ء)

(۳۰) مرزا صاحب کا الہام قطعی اور یقینی مثل وحی انبیاء علیہم السلام کے ہے۔

۱۔ قطعی یقینی اور یقینی دعویٰ نبوت ہے جو کفر ہے کیونکہ قطعی اور یقینی الہام سوائے پیغمبران علیہم السلام کے اور کسی کا نہیں ہے نہایت تعجب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی غلط ٹکلی ہو اور

قولہ : وہ الہامات جن پر خدا نے مجھ کو اطلاع دی ہے۔ بلقلم (ص ۲۲۳۔ براہین احمدیہ)

[ب] جب کسی دل پر نبوی برکتوں کا پرتوہ پڑے گا تو ضروری ہے کہ اس کو اپنے متبوع کی طرح علم یقینی قطعی حاصل ہو۔ بلقلم (صفحہ ۲۳۲۔ براہین احمدیہ)

(ج) ایسے وقتوں میں وہی لوگ محبت اسلام ٹھہرتے ہیں۔ جن کا الہام قطعی اور یقینی ہوتا ہے۔ بلقلم۔ (صفحہ ۲۳۳۔ براہین احمدیہ)

(د) رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کو (الہام مرزا صاحب) بھی دخل شیطان

سے منزع کیا جاتا ہے۔ بلقلم (صفحہ ۱۸۔ توحیح مرآۃ)

(ہ) اس جگہ (مرزا صاحب پر) الہام بادش کی طرح برس رہا ہے۔..... میں خدا سے یقینی علم پا کر کہتا ہوں۔ بلقلم۔ (ملخصاً۔ صفحہ ۵ ضمیمہ انجام آہنم)

(۳۱) خدا نے مرزا صاحب کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے ہیں۔

قولہ : (الہام) ہم نے تجھ کو بخش چھوڑا ہے جو جی چاہے سو کر۔ بلقلم ملخصاً (صفحہ ۵۶۰۔ براہین احمدیہ) اصل عبارت عربی اعمل شنت فانی قد غفرت لک۔

(ب) پھر فرمایا کہ ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے۔ یعنی کھلی کھلی فتح دیں گے تاکہ تیرا

(بقیہ صفحہ ۳۹۸) مرزا صاحب کا الہام وحی کی طرح قطعی اور یقینی ہو یہاں مرزا صاحب نے تمام انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی فضیلت کو ثابت کیا ہے۔

۲۔ جو جی چاہے الخ... یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب کی عقائد و اعمال اہل اسلام کے مخالفین اور ان کی پرواہ نہیں اور نہ کسی گناہ کا کوئی اثر پہنچتا ہے۔ مدعی غنی عنہ۔

خدا (عاجی) تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دے۔ بلفظہ، (صفحہ ۵۷- ضمیر انجام آتھم)

## (چہارم) مرزا صاحب کے اعمال

(۱) مالک نصاب ہیں لیکن فرض حج ادا نہیں کرتے۔

قولہ : ایسے مجیب کو بلا عذر دے دیتے اپنی جائیداد و قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبضہ و دخل دے دوں گا۔ بلفظہ (برائین احمدیہ ص ۲۵-۲۶، اشتہار قلم جلی)

(ب) مجھ کو پندرہ ہزار روپیہ کے قریب فتوح کا آیا جس کو شک ہو وہ ڈاک خانہ کی کتابوں کو دیکھ لے۔ بلفظہ (ضمیر انجام آتھم صفحہ ۲۸)

(ج) حاجی سیٹھ عبدالرحمن صاحب تاجر مدراس نے کئی ہزار روپیہ لگا دیا ہے۔ ملخصاً

(صفحہ ۲۸- ضمیر انجام آتھم) THE NATURAL

(د) شیخ رطبت اللہ صاحب دو ہزار روپیہ لے چکے ہیں۔ ملخصاً (صفحہ ۲۸-۲۹- ضمیر

انجام آتھم) (اور بہت سی تنخواہیں مرزا صاحب کی مقرر ہیں)

(۲) مرزا صاحب نماز پنجگانہ بھی دل سے باجماعت ادا نہیں کرتے۔

۱۔ حج کے ادا کرنے کی وجہ مرزا صاحب کی عقیدہ نمبر ۱۶ میں گزر چکی ہے زکوٰۃ بھی مرزا صاحب ادا نہیں کرتے جیسے قرآن سے ثابت ہے۔ زکوٰۃ پر مرزا صاحب کا عذر ہو سکتا ہے کہ ہم خفیہ طور پر ادا کرتے ہیں اس لئے زکوٰۃ کا نمبر شمار علیحدہ نہیں لکھا گیا۔ منہ غنی عند ترک کرم حاج کا گناہ کبیرہ ہے اور انکار کرنا کفر ہے۔ کتب عقائد۔ منہ غنی عند۔

۲۔ باجماعت الخ۔ عوامانہ نماز باجماعت کو ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے دیکھو کتب عقائد۔ مسئلہ جماعت سنت مؤکدہ قریب واجب کے ہے تارک اس کا منافق ہے۔ الہدایہ ص ۱۳۳ سطر ۵۔ منہ



دوسری عملی کاروائیاں آپ کو سیرت محمدی سے کوسوں دور پھینک رہی ہیں۔ بلقظہ (رسالہ تائید آسمانی صفحہ ۱۳ سطر ۵۔ مولفہ فشی محمد جعفر وکیل)

(ب) شعر ۔

تے مرزا جمعہ جماعت کو لوں تارک دنیا جاوے جھریڈ یوچہ رہے ہمیشہ مسجد وچ نہ آوے

بلقظہ (رسالہ انفصل الخطاب۔ صفحہ ۱۶ سطر ۱۳۔ مولفہ مولوی خدا بخش واعظ امرتسر)

(۳) نماز منجگانہ قبل از وقت پڑھتے ہیں۔

قال : اور جواب ڈیڑھ بجے لکھا۔ جس میں پہلے رقعہ کا عادیہ کیا گیا تھا۔ ادھر سے بھی

حجت تمام کرنے کی غرض سے اسی وقت جزائی رقعہ لکھا گیا۔ اور ساتھ ہی یہ لکھ دیا گیا کہ

ہم اب جلسہ میں جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس (مرزا صاحب) منہ چند خادموں

کے دو بجے ہی جامع مسجد میں جا پہنچے۔ چنانچہ جب انہیں خبر ملی کہ مرزا صاحب

تیار و مستعد مسجد میں تشریف رکھتے ہیں۔ تو وہ بھی مقررہ وقت سے آدھ گھنٹہ بعد بعد

جبر و اکراہ آئے۔ ٹھیک ساڑھے تین بجے تھے۔ جب انہوں نے مسجد میں قدم رکھا اور

نماز عصر کے ادا کرنے میں مصروف ہوئے۔ حضرت اقدس اور ان کے خدام ظہر اور

عصر جمع کر کے باجماعت ہی پڑھ آئے تھے۔ بلقظہ (ضمیمہ اخبار پنجاب گزٹ صفحہ

۲ قبل از وقت الخ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین

کتاباً موفوۃ۔ یعنی تحقیق نماز ہے مسلمانوں پر فرض وقت مقرر پر۔ کیا مرزا صاحب نے

اس آیت شریف کی پرواہ کی قبل از وقت نماز پڑھنا کبیرہ گناہ ہے۔ عقائد عظیم ص ۶۰ وغیرہ

کب۔ منہ غنی عنہ

۳ قال سے مراد کسی اور کا کلام ہے سوائے مرزا صاحب کے۔ منہ غنی عنہ

۷۔ کالم دوم مورخہ ۱۴ نومبر ۱۸۹۱ء کیفیت مناظرہ مرزا صاحب و مولوی نذیر حسین صاحب جو جامع مسجد وہلی میں ستمبر و اکتوبر ۱۸۹۱ء کے دنوں میں ہوا تھا) گویا ایک بچے دن کے جو ظہر کا وقت ہے ظہر اور عصر دونوں کو جمع کر کے پڑھ لیا۔  
(۴) مرزا صاحب روزے بھی رمضان شریف میں نہیں رکھتے۔

قال ۔

روزے رکھنے والے بیماری و اعذر بناوے تے حج و کھوتوں مبارک چنگا بھلا غنی و سیاوے  
(یعنی مرزا صاحب روزہ رمضان المبارک کے رکھنے کے وقت بیمار ہو جاتے ہیں۔ اور روزہ نہیں رکھتے) (رسالہ الفصل الخطاب مؤلفہ مولوی خدا بخش داعظ صفحہ ۱۶۔ سطر ۱۲)

(۵) اپنی مؤلفہ کتاب میں اشتہارات انصافی شائع کرتے ہیں اور مقابلہ مناظرہ کے واسطے انعام کی شرطیں لگاتے ہیں مگر ادا نہیں کرتے۔

اقول : کوئی بھی کتاب یا اشتہار ادا نہیں ہوگا۔ جس میں کوئی نہ کوئی شرط باندھی ہوگی موجود نہ ہو۔ ابتداء براہین احمدیہ سے۔ آج تک انجام آتھم و آخر ضمیر انجام آتھم

۱۔ روزے اٹخ۔۔۔ روزہ (بلا عذر) نہ رکھنا گناہ کبیرہ ہے۔ عقائد الاسلام ص ۱۲۶۔ منہ  
۲۔ مرزا صاحب نے کتاب براہین احمدیہ کے اول میں جلی قلم کا اشتہار دسہزار روپیہ کا دیا۔  
کہ جو کوئی اس کا رد کرے اس کو دیا جائے گا۔ سو حضرت مولانا غلام دنگیر صاحب نے اس کا  
ایسا رد لکھا کہ علماء پنجاب و ہندوستان کے علاوہ علماء حرمین شریفین نے بھی تصدیق فرما  
کر مرزا صاحب کو اسلام سے خارج کر دیا۔ مگر افسوس مرزا صاحب نے وہ دس ہزار  
روپیہ ادا نہیں کئے۔ اس کتاب میں مؤلفہ مولانا موصوف کا نام رجم اللطیفین بردا  
غلو طات براہین ہے۔ ۱۲

تک کہ اس کی خبر صفحہ دوسرے اشتہار میں ایک ہزار روپیہ کی شرط لگائی ہوئی موجود ہے جو شرعاً جائز نہیں۔

(۶) قبل از تصنیف کتب و تجارتی کے حق التصنیف فروخت کرتے ہیں اور قیمت وصول کرتے ہیں یعنی بیع فاسد آپ کا عمل مادی ہے۔

قولہ : نام ان معاون صاحبان کے جنہوں نے خریداری کتاب سے اعانت فرمائی حضرت خلیفہ سید محمد حسن خاں صاحب بہادر وزیر اعظم ریاست پٹیالہ بابت خریداری کتاب براہین احمدیہ۔ بلقلم براہین احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۰۷۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ ابھی تک کتاب کا وجود بھی نہیں تھا۔ سترہ اٹھارہ سال ہو گئے ہیں اب تک لوگوں کو کتاب نہیں ملی۔ اول اس کتاب براہین احمدیہ کی قیمت پانچ روپے مقرر کی۔ پھر پچیس روپے پھر دس روپے۔ دیکھو اعلان براہین احمدیہ حصہ اول دوم۔ پھر حصہ سوم کے آخر میں مرزا صاحب نے ایک گزارش اس طرح کر رکھی ہے۔ اب اصلی قیمت اس کتاب کی سو روپے ہے۔ اور اسکے عوض میں دس یا پچیس روپے قیمت قرار پائی ہے۔ پس اگر یہ ناجیز قیمت بھی مسلمان لوگ بطور پیشگی ادا نہ کریں تو گویا وہ کام کے انجام میں خود مانع ہیں؟

(ب) رسالہ سراج منیر کے واسطے بہت سا روپیہ وصول کیا۔ مگر اب تک اس کا وجود نہیں۔ دیکھو اعلان مندرجہ رسالہ شمع حق۔ ابتدائی صفحہ کا دوسرا صفحہ۔

۱۔ بیع فاسد اس... حدیث شریف میں ہے کہ حرام ہے کہ بیچے وہ چیز کہ جو اس کے

پاس نہیں۔ ۱۲ ترمذی ابواب البیوع در مختار باب البیوع وغیرہ ۱۲۔ منہ غنی عنہ

(۷) اپنا وعدہ ایفا نہیں کرتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔

قولہ : (۱) کتاب ہذا (براہین احمدیہ) بڑی مبسوط کتاب ہے یہاں تک کہ جس کی ضخامت سو جز سے کچھ زیادہ ہوگی۔ بلفظہ اعلان براہین احمدیہ صفحہ ابتدائی جلد اول سطر اول و دوم۔

(ب) چونکہ کتاب (براہین احمدیہ) اب تین سو جز تک بڑھ گئی ہے۔ بلفظہ سطر اول۔ گذارش ضروری آخر صفحہ براہین احمدیہ حصہ سوم۔

(ج) یہ امر بھی واجب الاطلاع ہے کہ پہلے یہ کتاب (براہین احمدیہ) صرف تیس بیس جز تک تالیف ہوئی تھی۔ پھر سو جز تک بڑھادی گئی مگر اب یہ کتاب تین سو جز تک پہنچ گئی ہے۔ بلفظہ ملخصاً صفحہ ۳۔ مائیکل جیج حصہ سوم براہین احمدیہ۔

(د) نصف سوم کے چھپنے میں دو سال کا توقف ہو گیا ہے۔ لوگ حیران ہوں گے۔ بلفظہ ملخصاً صفحہ ۳۔ عذر۔ مائیکل جیج حصہ سوم براہین احمدیہ۔

(ه) اب کی دفعہ ان صاحبوں کے نام جنہوں نے قیمت پیشگی بھیجی اور کتاب کی خریداری سے اعانت فرمائی گئی ہے۔ بوجہ عدم گنجائش لکھے نہیں گئے۔ حصہ چہارم میں

۱۔ اپنا وعدہ اٹل۔ جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے۔ عقائد الاسلام و عقائد عظیمہ و غیرہ تمام کتب عقائد و مسائل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین علامات ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب بات کہتا ہے جھوٹ کہتا ہے دوسرا یہ کہ جب کسی سے وعدہ کرتا ہے خلاف کرتا ہے۔ تیسرا یہ کہ جب کوئی اس کے پاس امانت رکھتا ہے اس میں خیانت کرتا ہے۔ (تفسیر الغافلین ص ۱۸۰) دیگر کتب احادیث و غیرہ۔ یہ تینوں علامتیں مرزا صاحب میں موجود ہیں۔ ۱۲۔ غشی عنہ۔

جو مصلحت ہوگی، کیا جائے گا۔ بلفظہ (اعلام صفحہ دوم حصہ سوم براہین احمدیہ)

(د) ہم اور ہماری کتاب۔ ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی۔ اس وقت اس کی اور صورت تھی پھر بعد اس کے قدرت الہیہ ناگہانی تجلی نے اس احقر کو موسیٰ علیہ السلام کی طرح ایک ایسے عالم کی خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی اور ایک دفعہ پردہ غیب سے انی اناریکٹ۔ کی آواز آئی..... اس کتاب کی خریداری کی مدد میں غریب لوگ ہیں اگر حضرت احدیث کا ارادہ ہے تو کسی ذی قدرت کے دل کو بھی اس کام کے انجام دینے کیلئے کھول دے گا۔ بلفظہ ملقط جلد چہارم براہین احمدیہ کا آخری صفحہ

(مراد یہ کہ رسوا بہت بہت روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں)

(ح) اب یہ سلسلہ تالیف کتاب بوجہ الہامات البتہ دوسرا رنگ پکڑ گیا ہے اور اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں کہ کتاب (براہین احمدیہ) تین سو جز تک ضرور پہنچے۔ بلفظہ ملخصاً۔ اشتہار صفحہ ابتداء کتاب سرمد چشم آریہ۔ (گویا صاف جواب دیا)

(ط) رسالہ سراج منیر جو چودہ سو روپیہ کی لاگت سے چھپے گا۔ اور درخواستیں آنے پر چھپنا شروع ہو جائے گا۔ قیمت ایک روپیہ ہوگی۔ بلفظہ ملقط اعلان ٹائٹل صفحہ دوم مندرجہ شخصہ حق۔ دس گیارہ سال ہو گئے ابھی تک سراج منیر شکم میں ہی ہے)

(ی) اور قصہ کر لیا گیا ہے کہ ان توضیحات کے بعد علماء کو مخاطب نہ کروں گا۔ بلفظہ ۱۲۸۲ انجام آتھم (بعد اس کے خلاف اس کے لکھے ہیں)

(ک) میں نے اشتہار رو دے دیا ہے۔ کہ اس کے بعد جو میرے ساتھ مباہلہ نہ کرے وہ خدا کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام صلحاء کی لعنت کے نیچے ہے۔ بلفظہ (ملقطہ صفحہ

۱۹ ضمیر انجام آتھم)

(ل) اے میرے دوستو! میری آخری وصیت سنو کہ عیسائیوں کے ساتھ بحث کرنا چھوڑ دو۔ (بلفظ صفحہ ۵۶۱۔ ازالہ ادہام) (اس کے بعد مرزا صاحب نے خود امر سر پہنچ کر ۱۸۹۳ء میں چار سال بعد عیسائیوں کے ساتھ ۲۲ مئی سے ۵ جون ۱۸۹۳ء پندرہ یوم تک بحث کر کے جنگ مقدس کے نام پر شائع کیا) اور عبد اللہ آف تھم کی نسبت موت کی پیش گوئی کر کے سخت جھوٹے اور نادم ہوئے شاید یہ وہ نصیحت تھی جو دوسروں کے واسطے تھی خود اس کے پابند نہ تھے۔ دیکر آں نصیحت خود را فضیلت)

قال: اپنے اشتہار میں مرزا صاحب نے کہا کہ ”ہمارے پاس ازالہ ادہام کی جلدیں موجود ہیں۔ جو صاحب تین روپیہ قیمت داخل کریں خرید سکتے ہیں۔“ میں خود ازالہ ادہام لینے گیا۔ (دہلی میں مرزا صاحب کے پاس اکتوبر ۱۸۹۱ء کو) بعد اشتہار کے تین روز تک بہت آدمی روپیہ لے کر گئے آپ نے فرمایا میرے پاس ابھی طبع ہو کر نہیں آئی۔ بلفظ مستقط۔ جواب اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی، ۲، اکتوبر ۱۸۹۱ء منجانب عبد اللطیف خلف الصدق مولوی عبد المجید مالک مطبع انصاری دہلی مورخہ ۵، اکتوبر ۱۸۹۱ء)

(۸) مرزا صاحب تمام مولویوں اور سجادہ نشین صاحبوں کو سخت گالیاں دیتے اور لعنتیں بھیجتے ہیں۔

قولہ: اخرهم شیطان الاعمی والغول الاغوی بقال له رشید احمد

۱۔ سخت گالیاں ارچ۔ گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔ عقائد اسلام ص ۱۲۷ اور دیگر کتب عقائد

منہ عنی عنہ

الجنس جوہی و هو شقی کالا مروہی ومن الملعونین۔ بلفظہ (صفحہ ۲۵۲)  
انجام آتھم) (یعنی سب سے پچھلا (تمام علماء و مشائخ کا) ان کا اندھا شیطان اور نیو  
گمراہ رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں اور وہ بد بخت امر دے (محمد حسن) کی طرح ہے اور  
تمام ملعونوں میں سے ہے)

(۹) مسلمانوں کو برے لقبوں سے بلاتے ہیں۔

قولہ دجال: بطل۔ شیخ نجدی، شیطان۔ دیو گمراہ۔ فرعون، ہامان۔ وغیرہ۔ دیکھو  
کتاب (انجام آتھم و ضمیمہ)

(۱۰) مرزا صاحب غضب و غیظ کا خوب استعمال کرتے ہیں۔ دیکھو (کتاب انجام

(۱۱) غیر مذاہب کے معبودوں کو بھی گالیاں دیتے ہیں۔ دیکھو (ضمیمہ انجام آتھم۔  
دیکھو توہینات انبیاء علیہم السلام کتاب ہذا)

(۱۲) مرزا صاحب مسلمانوں کے جانی دشمن ہیں۔

قولہ: جو شریک باطن نالائق نام کے مسلمان جمعہ کی نماز نہ پڑھیں گے۔ وہ

۱۔ برے لقب اٹخ۔۔۔۔۔ آیت شریفہ لَا تَقَابِزُوا بِاللَّغَابِ۔ یعنی برے لقبوں سے نہ پکارو کا  
انکار۔ ۱۲ منہ غنی عنہ

۲۔ غضب اٹخ۔ حضرت نے تین دفعہ فرما کر نصیحت کی کہ لا غضب۔ یعنی غصہ مت کر۔  
انکار حدیث شریف۔ (تعمیر الفلین ص ۱۹۷) ۱۲۔ منہ

۳۔ معبودوں اٹخ۔۔۔۔۔ آیت شریفہ وَلَا تَسْبُوا الدِّینَ بِدَعْوَانِ مَنْ دَرَنَ اللّٰہَ کا  
انکار۔ ۱۲ منہ غنی عنہ۔

گورنمنٹ برٹش انڈیا کے باغی ہیں۔ ان کو سزا ملنی چاہئے۔ دیکھو اشتہار جمعہ کی تحویل کا مورخہ یکم جنوری ۱۸۹۶ء (دیہاتی مسلمان جہاں نماز نہیں پڑھی جاتی سب باغی ہوئے۔ نعوذ باللہ)

(۱۳) مرزا صاحب اپنی کتابوں میں تصویریں بھی بناتے ہیں۔ (خلاف احادیث صحیحہ آپ کا عمل ہے)

قولہ : ہم یسوع کے شاگردوں کو ابھی ان کے تین مجسم خداؤں کے درشن کرا دیتے ہیں۔ اور ان کے سر گوشہ تلمیذی خدا کو دکھا دیتے ہیں۔ چاہئے کہ اس کے آگے جھکیں اور سینہ نوا میں اور وہ یہ ہے کہ جس کو ہم نے عیسائیسوں کی شائع کردہ تصویروں سے لیا ہے۔ تصویر یسوع کی شکل پر مجسم بنایا۔ تصویر کبوتر کی شکل پر مجسم لوح القدس۔ تصویر آدم کی شکل پر مجسم باپ۔ بلفظہ صفحہ ۳۵۵ انجام آتھم (تین تصویریں۔ کبوتر۔ آدم۔

یسوع کی بنائی ہیں) DE AILESUNAT WAL

(۱۴) خدا کی حفاظت سے ناامید ہو کر اپنی جان کی حفاظت کیلئے پولیس کی مدد کی

۱۔ تصویریں مان۔ حدیث شریف میں روایت ہے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے کوئی تصویر بنائی اللہ عذاب کرے گا اس کو قیامت کے دن یہاں تک کہ وہ پھونکے اس میں روح اور کبھی پھونکنے والا نہیں اسی طرح وہ کبھی عذاب سے چھوٹنے والا نہیں۔ (جامع الترمذی۔ ابواب اللباس) اور سید احمد طحاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں کہ ظاہر کلام امام نووی کی صحیح مسلم کی شرح میں یہ ہے کہ اجماع امت سے تصویر جاعدار کی بنائی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ بلفظہ ص ۳۲۲-۳۲۳۔ تقدیس الوکیل مؤلفہ مولانا مولوی غلام دہگیر صاحب تصوری ۱۲ منہ غفی عنہ



درخواست کرتے ہیں۔ (جب لکھرام آریہ واقعہ ۱۸۹۷ء کو لاہور میں قتل ہوا تو بعض آریہ لوگوں نے سخت طیش میں آکر بطور گمنام مرزا صاحب کے قتل کی دھمکیاں دیں۔ تب انہوں نے خدا سے روگردان ہو کر گورنمنٹ میں درخواست کی کہ میری جان کی حفاظت کے واسطے پولیس کنسٹبلان مقرر کئے جائیں۔ ورنہ میں ضرور قتل ہو جاؤں گا۔ گورنمنٹ عالیہ نے ایسی لغویات پر کچھ بھی پروا نہیں کی اور ”وایشتا کبے کستین“ حکم خداوند تعالیٰ اور تیری ہی مدد چاہتے ہیں پر عمل نہ کیا۔

قال : اے مرزا قادیانی تمہیں اگر کچھ خوف خدا ہوتا تو چند پولیس کے سپاہیوں کا بھروسہ نہ کرتا سوائے اس خدائے قادر مطلق کے۔ جس نے زمین و آسمان پیدا کئے۔

(۱۵) مرزا صاحب کا کوئی بیروں میں نہیں تھا۔

THE NATURAL PHILOSOPHY  
قولہ : میرا کوئی والد بیرونی نہیں ہے۔ کیا تم بیعت کر سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ (نقشبندی۔ قادری۔ چشتی۔ سہروردی) میں سے کسی سلسلہ میں داخل ہے؟ بلقظ

مخلصاً صفحات ۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰۔ ازالہ اوہام

(۱۶) تلخی اور غرور۔ تکبر اور فخر بہت کرتے ہیں۔

۱۔ بیروں میں ارخ۔ حکم خدا تعالیٰ ”ان الدین یبایعون اللہ یدا اللہ فوق ایدہم (الآیہ)“ یعنی خداوند کریم فرماتا ہے کہ جو لوگ بیعت کرتے تھے سے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ کہ قہر کی۔ فالہم ان الیہ سنۃ۔ یعنی بیعت تحقیق سنت ہے۔ مگر مرزا صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی پروا نہیں کی۔ دیکھو القول الجمیل مؤلفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۱۲۔ مدغنی عن ۲۔ تکبر ارخ۔ حدیث شریف میں مہس العبد بخیل واختال۔ (باقی ص ۴۱۰)

قولہ : جو کچھ اس عاجز کو ردیا صالحہ اور مکافئہ اور استجاب دعا اور الہامات صحیحہ صادقہ سے حصہ وافرہ نبیوں کے قریب قریب دیا گیا ہے۔ وہ دوسروں کو تمام حال کے مسلمانوں میں سے کسی کو ہرگز نہیں دیا گیا۔ (بلفظ صفحہ ۷۰۲۔ ازالہ اوہام)

(ب) میں بڑے اطمینان اور یقین کامل سے کہتا ہوں کہ میری ساری قوم کیا پنجاب کے رہنے والے اور کیا ہندوستان کے باشندے اور کیا عرب کے مسلمان اور کیا روم اور فاریں کے کلمہ گو اور کیا افریقہ اور دیگر بلاد کے اہل اسلام اور ان کے علماء اور ان کے فقراء اور ان کے مشائخ اور ان کے صلحاء اور ان کے مرد اور ان کی عورتیں مجھے کاذب خیال کر کے پھر میرے مقابل دیکھنا چاہیں کہ قبولیت کے نشان مجھ میں ہیں یا ان میں (بلفظ صفحہ ۷۰۳۔ ازالہ اوہام)

(ج) یا احمد فصیح الرحمة علی شفیق : اے احمد فصاحت اور بلاغت کے چشمے تیرے بول پر جاری کئے گئے (بلفظ صفحہ ۳۳۱ برائین احمدیہ صفحہ ۶۔ خیر انجام آیتھم)

(د) میرے برابر کوئی کلام صحیح نہیں لکھ سکتا۔ (صفحہ ۵۵۔ انجام آیتھم)

(ه) میں علم عربی میں دریا ہوں۔ (صفحہ ۱۵۶۔ انجام آیتھم)

(۱۷) اپنے مریدوں سے چندہ یک مشت اور ماہ وار وصول کر کے اپنی آسائش اور آرام کے سامان تیار کرتے ہیں۔ (دیکھو۔ کتب مرزا صاحب کی)

قولہ : ہم کو مکان فراغ کرنے کا دوبارہ الہام ہوا ہے۔ جماعت مخلصین دو ہزار روپیہ جلد بھم پہنچائیں اور پہلے سے ثابت قدم ہو جائیں (دیکھو اشتہار مورخہ ۱۷۔

(باقی صفحہ ۴۰۹) (الحمد للہ) یہ بندہ وہ بندہ ہے جو اپنے تئیں اچھا جانتا ہے۔ (تعبیر الفاضلین

فروری ۱۸۹۷ء مرزا صاحب

(۱۸) مرزا صاحب مسیح ہیں اور وصال کا گدھا ریل ہے۔ اسی وصال کے گدھے پر ہمیشہ سوار ہوتے ہیں۔

(۱۹) اپنی بے گناہ نیک بیوی سے ناراض ہوتے ہیں۔ اور اپنے فرزند سے اس کی بیوی کو طلاق دلوانے کیلئے مجبور کرتے ہیں۔

قال : ایک عجیب قصہ ہے کہ حضرت قادیانی نے ایک الہام مشتہر کیا کہ مرزا احمد بیک ہوشیار پوری کی بڑی صاحبزادی میرے ساتھ مقدر ہے۔ لڑکی کے اولیاء کو نا منظور ہوا۔ تو اپنے چند لطائف الحیل طبع وغیرہ پر ان کو راضی کرنا چاہا۔ وہ راضی نہ ہوئے چونکہ مرزا احمد بیک صاحب مدعی مثلیت کی زوجہ کے رشتہ دار تھے۔ اس لئے مذعی مثلیت نے اس کو اور اپنے دیگر رشتہ داروں کو دھمکاری سے بلکہ صاف لفظوں میں دھمکا کر مجبور کیا وہ اس لڑکی نکاح کسی دوسری جگہ نہ ہونے دیں اور جس طرح ممکن ہو روک کر میری طرف مائل کریں جب ان سے یہ کاروائی نہ ہو سکی تو اپنی پہلی یک بخت بیوی اور اس کے لائق فرزندوں سے ناراضگی ظاہر کر کے ایک بیٹے کو عاق کرنے کی دھمکی میں یہ لکھا کہ اگر وہ شرط یہ اپنی بیوی کو طلاق نہ دے گا تو میری وارثت سے ایک دانہ نہ پائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسی دھمکی سے مرزا صاحب کی غرض یہ تھی کہ فضل احمد کی منکوحہ (جو مرزا احمد بیک صاحب کی ہمشیرہ زادی تھی) اس کو طلاق ملنے سے احمد بیک اور اس کے دیگر قرابت داروں کو رنج پہنچے گا۔ جس سے وہ مرزا کی الہامی تائید کے موید ہو جائیں گے۔ اور مرزا احمد بیک کی دختر کلال کا عقد مرزا غلام احمد صاحب کے ساتھ ہو جانے سے ان کے الہام کی تصدیق ہو جائے گی۔ جس کی تصدیق ذیل کے خطوط

(جو مرزا قادیانی کے قلم کے لکھے ہوئے ہیں) سے بوجہ احسن ہو جائے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

نقل اصل جو خطوط مرزا صاحب قادیانی نے مرزا احمد بیگ  
صاحب اور دیگر رشتہ داروں کو بھیجے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ شفیق مکریمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ قادیان میں جب واقعہ ہانکہ محمود فرزند آں مکرم کی خبر سنی  
تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا لیکن بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا  
تھا۔ اس لئے عز پر کسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزند ان حقیقت میں ایک ایسا

۱۔ اس جگہ مرزا صاحب کے خاص دشمنی خطوں کو جو مجھے ایک دوست شیخ نظام الدین  
صاحب پنشن راہون کی معرفت مرزا علی شیر صاحب سدعی مرزا صاحب سے ملے ہیں  
درج کرتا ہوں۔ جس سے مرزا صاحب کی مسخ موعودی اور نبوت بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔  
ان خطوں کے ملاحظہ سے ناظرین معلوم کر لیں گے کہ مرزا صاحب کیا ہیں۔ کوئی ادنیٰ  
اور جاہل مسلمان بھی ایسا نہیں کرے گا اور نہ کر سکتا ہے۔

یادداشت : مرزا احمد بیگ کی زوجہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تاجا چچا زادہ مشیرہ  
ہے۔ مرزا علی شیر صاحب کی لڑکی عزت بی بی فضل احمد پسر مرزا غلام احمد کی زوجہ تھی۔  
اب مرزا احمد حسین ساکن راہون کے خط سے معلوم ہوا کہ باوجود بہت دھمکانے کے بھی  
فضل احمد نے اپنی بیوی کو اطلاع نہیں دی اس لئے فضل احمد کو بھی مرزا صاحب نے الگ  
کر دیا۔

صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں  
 کیلئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے۔ اور اس کا بدلہ صاحب  
 عمر عطا فرمائے۔ اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے۔ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو  
 چاہتا ہے کرتا ہے کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔ آپ کے دل میں گواہی عاجز  
 کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بالکل صاف ہے اور  
 خدائے قادر مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں  
 کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا کہ میرے دل کی محبت اور خلوص اور  
 ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے۔ آپ پر ظاہر ہو جائے مسلمانوں کے ہر ایک نزاع  
 کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے تو دوسرا  
 مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو مجھے خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم  
 ہے کہ میں اس بات میں بالکل چاہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ  
 آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اسی عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالیٰ کی قسم نہیں  
 وارد ہوں گی۔ اور آخر اسی جگہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اس لئے  
 میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلا دیا ہے کہ دوسری جگہ اس کا رشتہ کرنا ہرگز مبارک  
 نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا۔ اور میں اب بھی عاجزی اور  
 ادب سے آپ کی خدمت میں ملتس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ  
 یہ آپ کی لڑکی کیلئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ  
 کھول دے گا۔ جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی۔ جیسا کہ  
 یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین اور آسمان کی کنجی ہے۔ تو پھر کیوں اس میں

خرابی ہوگی۔ اور آپ کو شائد معلوم ہوگا۔ یا نہیں کہ یہ پیشین گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے۔ اور میرے خیال میں شائد دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشین گوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس کی طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا۔ اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کیلئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ) پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات میں جو تو اترے اس عاجز پر ہونے والے ایمان لانا ہے اور آپ سے یقین ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کیلئے معاون نہیں تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر پھیر چکا ہے۔ زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں۔ اور دین اور دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرمائے اگر میرے اس خط میں کوئی نا ملائم لفظ ہو تو معاف فرمائیں..... والسلام

خاکسار احقر عبد اللہ۔ غلام احمد عفی عنہ

۱۷۔ جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ . تَحْمَدُهُ وَتُصَلِّيْ

مشفق مرزا علی شیریک صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے  
فرق نہ تھا۔ اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا  
ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سنا تا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گزرے گا مگر  
میں محض اللہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناجیز بتاتے ہیں۔ اور دین کی  
پردہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں  
کے ساتھ کس قدر میری مخالفت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کے دوسری یا  
تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ  
میں سہا تھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہاں نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ  
میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسنا چاہتے ہیں ہندوؤں کو خوش  
کرنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ رسول کے دین کی کچھ بھی پردہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف  
سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خواہ کیا جائے ذلیل کیا  
جائے، رو سیاہ کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک ٹکوار چلانے لگے ہیں اب مجھ کو بچا لینا  
اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچائے گا، اگر آپ کے گھر  
کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوہڑا  
یا چمار تھا۔ جو مجھ کو لڑکی دینا عاریات تک تھی بلکہ وہ تو اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے  
اور اپنے بھائی کیلئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کیلئے سب ایک ہو گئے۔  
یوں تو مجھے کسی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا

تھا اور جن کی لڑکی کیلئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو وہ میری وارث ہو۔ وہی میرے خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے۔ جس کو چاہے روسیہ کرے مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بیشک وہ طلاق دیدے۔ ہم راضی ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کر کر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا۔ اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے ہم اس کیلئے اپنے خویشتوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مارتا رہ گیا۔ کہیں مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی صاحبہ کی مجھے پہنچی ہیں۔ بے شک میں ناچیز ہوں ذلیل ہوں اور خوار ہوں مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے لہذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب (محمدی) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دیدے گا اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کروں گا۔ اور اگر میرے لئے احمد نیک سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا



بند کرادو گئے تو میں بدل و جان حاضر ہوں۔ اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کیلئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہو گا لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں۔ اور احمد بیک کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دے ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے میں ہمیشہ کیلئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دوں گا اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔ اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا ایسا ہی سب رشتے ناطے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئیں ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

راقم خاکسار غلام احمد

از لودھیانہ اقبال گنج۔ ۳۔ مئی ۱۸۹۱ء

نقل اصل خط مرزا صاحب جو بنام والدہ عزت بی بی تحریر کیا تھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ

والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیک کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیک کو سمجھا کر یہ ازادہ موقوف کراؤ۔ اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو اور اگر ایسا نہیں ہوگا۔ تو آج میں نے مولوی نور دین

صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے۔ کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کیلئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے۔ اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے۔ تو اس کو عاق کیا جائے۔ اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے۔ اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آ جائے گا۔ جس کا یہ مضمون ہوگا۔ کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آئے تو پھر اسی روز جسے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے۔ عزت بی بی کو تین طلاق ہیں سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہو گا اور اس طرح عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے۔ اور مجھے اللہ کی قسم ہے۔ کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں۔ اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا۔ اور پھر وہ میری وارث سے ایک دانہ نہیں پاسکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھاؤ تو آپ کیلئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کے بہتری کیلئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا۔ اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یا در ہے۔ کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں کہی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہیں رہے گا۔

راقم مرزا غلام احمد از لودھیانہ۔ اقبال گنج۔ ۴۔ مئی ۱۸۹۱ء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## از طرف عزت بی بی بطرف والدہ

اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔ مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتے ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی۔ اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو خیر جلدی مجھے اس جگہ سے لے جاؤ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔ (جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے اگر نکاح رک نہیں سکتا پھر بلا توقف عزت بی بی کیلئے کوئی قادیان سے آدنی بھیج دو۔ تاکہ اس کو لے جائے۔)

(۲۱) مرزا صاحب کے طالب دنیا اور عبداللہ بنیالوالدراہم ہیں۔

قولہ (۱) مالی فتوحات آج تک پندرہ ہزار لاکھ کے قریب فتوح غیب کا روپیہ آیا۔ جس کو شک ہو ڈاک خانہ کی کتابیں دیکھ لے۔ بلفظہ (ملخصاً صفحہ ۲۸ ضمیرہ انجام مقسم) (ب) حاجی سیٹھ عبدالرحمن اللہ رکھا۔ تاجر مدراس نے کئی ہزار روپیہ دیا۔ بلفظہ ملخصاً (ص ۲۸۔ ضمیرہ انجام مقسم)

(ج) شیخ رحمت اللہ صاحب دو ہزار سے زیادہ روپیہ دے چکے ہیں۔ بلفظہ (ملخصاً)

۱۔ دو ہزار لاکھ... روپیہ کا جمع کرنا اور اس کا حساب رکھنا اور جائیداد پیدا کرنا مرزا صاحب کے اصل الاصول ہیں۔ جس کی بابت قرآن شریف میں سخت وعیدیں اور عذاب ہیں۔ جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ الزمر۔ وَنَزَّلَ لِكُلِّ هُمْزَةٍ ذِكْرًا وَاذِّنًا لِّعَلَّیٰ جَمْعٌ مَا لَا وَعْدَ ذٰهُ بِحَسَبِ اَنْ مَّا لَہٗ اَخْلَدُوْہٗ کَلَّا لَیَبْدَنَّ فِی الْخُطْمِ (الآیہ)۔ یعنی خرابی ہے طعنہ دینے اور عیب چوسنے کی۔ جس نے سیٹھ مال اور گن گن رکھا، خیال رکھتا ہے کہ اس کا مال اس کے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔ یہ ہرگز نہیں وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ الخ۔ منہ

صفحہ ۲۸ ضمیمہ انجام آتھم)

(د) منشی رستم علی کورٹ اسپیکٹر گورداسپور میں روپیہ ماہوار دیتے ہیں۔ بلفظ (صفحہ ۲۹ ضمیمہ انجام آتھم)

(ه) حیدر آباد کی جماعت مولوی سید مردان علی۔ مولوی سید ظہور علی اور مولوی عبد البجید صاحب دس دس روپیہ اپنی تنخواہ سے دیتے ہیں۔ (بلفظ ص ۲۸۔ ضمیمہ انجام آتھم)

(و) خلیفہ نور الدین صاحب پانچ سو روپیہ دے چکے ہیں۔ بلفظ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۸) علی حد القیاس ہر طرف سے روپیہ کی درخواست رات دن روپیہ کی آمدنی اور بیڑین میں گذارتا ہے۔ منی آرڈر پر منی آرڈر آرہے ہیں۔ یا قوتیاں اور زیور تیار ہو رہے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

(۲۲) برائی اور حرام کی کمائی کے مال کیلئے درخواست کرتے ہیں۔

قال : انہیں دنوں میں مرزا صاحب کو معلوم ہوا۔ کہ الہ دیا نام طوائف۔ ایک شخص اپنے بڑے کاموں اور پیشہ سے تائب ہو کر موحد مسلمان ہو گیا ہے۔ اور اس کے پاس چند ہزار روپیہ حرام کی کمائی کا موجود ہے۔ جس کو وہ بوجہ انتقاء اور پرہیزگاری کے اپنے کام میں خرچ نہیں کرتا۔ مرزا صاحب نے خبر فرحت اثر سن کر فوراً کہلا بھیجا کہ وہ کل

۱۔ حرام کی کمائی خرچ۔ حدیث صحیح میں ہے۔ ”اَلَا عَمَّالٌ بِاَلِیَّتَاتِ“۔ یعنی غفلتوں کا حساب نیتوں پر ہے۔ مسئلہ : اگر کوئی مسلم شخص یہ نیت کرے کہ میں اگلے سال عیسائی ہو جاؤں گا وہ اسی وقت مرتد ہو گیا۔ اسی طرح سے اگرچہ مرزا صاحب کو بد قسمتی سے حرام کی کمائی کا مال نہیں ملا لیکن اس کی نیت واردہ اور جہد و اقدام کے عمل کامل سے جاری ہو گیا اور جاری رہے گا۔

العیاذ باللہ۔ معنی غیبی دیکھو کتب عقائد۔

روپیہ ہمارے پاس بھیج دو۔ ہم اشتہارات وغیرہ میں خرچ کر دیں گے، جب الودیا مذکور نے دیگر علماء و دیندار سے اس کے جواز کا فتویٰ پوچھا تو انہوں نے منع کر دیا کہ راہ خدا میں ایسے روپیہ کا دینا ہرگز جائز نہیں۔ اس سبب سے مرزا صاحب کا شکار خالی گیا۔  
 بلقظہ (صفحہ ۳۳۔ رسالہ تائید آسمانی بردگانی آسمانی تصنیف مفتی محمد جعفر تھانوی مبلوعہ اختر ہند پریس امرتسر ۲۳۔ ماہ جولائی ۱۸۹۲ء)

## خاتمہ کتاب اور التماس بخدمت شریف علماء و فضلاء و

مفتیان شرع العلیا ابقا ہم اللہ تعالیٰ بطور استفتاء

www.NAFSEISLAM.COM

الحمد للہ والحمد للکتاب ہذا مختصر بابا و ضروب جواب رسائل اربعہ انجام آتھم و ضمیمہ تصنیف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی باعث عظیم الفرستی پانچ ماہ کے عرصہ میں ختم ہوئی۔  
 میں نے اس میں مرزا صاحب کے خیالات ابتدائی و انتہائی کو حتی الوسع انہیں کی تالیفات سے نہایت تہذیب کے ساتھ نقل کیا ہے۔ بعد اس کے ان کے دعاوی نبوت اور توہینات انبیاء علیہم السلام اور عقائد اور اعمال کو بھی انہیں کی تصانیف الہامی سے ہدیہ ناظرین کیا ہے اور علمی بحثیں اور آیات و احادیث کی تاویلات اور منطقی جھگڑوں اور صرف و نحو کے بکیرٹوں سے مطلق تعلق نہیں رکھا اور نہ اس طرف رجوع کیا کیونکہ عوام کو ان سے دلچسپی نہیں ہوتی۔ اس واسطے میں نے زیادہ تر عوام کے ہی سمجھانے کیلئے کوشش کی ہے۔ اور یہی مدعا ہے۔ امید ہے کہ جہاں کہیں کوئی سہو یا غلطی بہ تقاضائے بشریت ہوئی ہو تو اس سے معاف فرما کر اصلاح فرمائی جائے۔ اور

بالخصوص حضرات علماء و فضلاء و مفتیان شرع دین متین کی خدمت با برکت میں نہایت ہی ادب سے التماس ہے کہ مجھے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے کوئی ذاتی عداوت یا دشمنی نہیں ہے۔ بلکہ وہ میرے ہم وطن ہیں۔ اور مرزا سلطان احمد صاحب تحصیلدار ضلع ملتان مرزا صاحب کے فرزند کلاں میرے نہایت دوست ہیں دراصل ایکہ ابھی مرزا صاحب ان سے ناراض نہیں ہوئے تھے۔ میں اور وہ ایک ہی وقت میں (۱۸۷۷ء) پولیس ضلع گرداسپور میں نوکر ہوئے تھے۔ اور چند روز کے بعد وہ صیغہ سول میں نوکر ہو گئے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے فوراً کایا پلٹ لی اور کایا بھی ایسی پلٹی کہ شحات کرنا ہی نہایت مشکل ہو گیا اور اسلام کے دائرہ سے ایسا تجاوز کیا کہ گویا استعطاء قطعی داخل کر دیا۔

www.NAFS.COM  
"THE NATURAL PHILOSOPHY"

حضرات علماء مرزا صاحب کے خیالات و قہات ، الہامات ، و سوسات ، و عادی نبوت اور توہینات انبیاء علیہم السلام و عقائد و اعمال پر توجہ مبذول فرما کر عوام کو صاف صاف طور پر اس ابتلاء سے بچائیں اور اپنے فرائض کے پورا کرنے میں سعی بلیغ فرمائیں اور اس خاکسار ذرہ بے مقدار کو دعائے خیر سے مشکور فرمائیں۔ "رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ" (پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۸) آمین ثم آمین۔ نام اس کتاب کا خدا کی طرف سے تاریخی طور پر حسب ذیل رکھا گیا۔ "کلمہ فضل رحمانی (۱۳۱۳ھ) بجواب ادہام غلام قادیانی (۱۳۱۳ھ)"۔ راقم عاجز فقیر فضل احمد عفی عنہ کورٹ انسپکٹر لودھیانہ آخر ذی الحج ۱۳۱۳ھ ہجری المقدس۔

## رویا صادقہ

آج واقعہ ۵۔ جمادی الثانی ۱۳۱۵ھ ہجری المقدس کی صبح ساڑھے چار بجے جبکہ میں مسودہ اصلی پر سے پورے طور پر کتاب ہذا لکھ چکا اور ختم کر چکا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ مجلس میں جہاں قریباً سات آٹھ آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب چشتی صابری مدرس گورنمنٹ سکول لودھیانہ بھی میرے پاس دائیں طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی وہاں پاؤں پہارے پڑے ہیں۔ مرزا صاحب کا سر رنگا ہے اور سران کا عین وسط سے لیکر پیشانی تک استرا سے منڈا ہوا ہے۔ (خلاف شرع) اور دائیں آپ کی قمیچی ایسے کتری ہوئی ہے۔ (خلاف شرع) اس مجلس میں سے کسی شخص نے کہا کہ آپ سب لوگ مرزا صاحب کے مخالف کیوں ہیں میں نے کہا کہ ہم کو بلکہ کل اہل اسلام کو مرزا صاحب سے کوئی ذاتی یا دنیادی غرض سے مخالفت نہیں مرزا صاحب نے ہی اپنے عقائد اور اعمال اہل اسلام کے مخالف کر لئے ہیں یہی وجہ مخالفت ہے۔ مرزا صاحب نے کہا ”ایس کوئی کچھ کہہ دے“ (پنجابی) یعنی یونہی ناحق کوئی کچھ کہہ دے۔ میں نے کہا مرزا صاحب! کیا آپ کے کل الہاموں اور مؤلفہ کتابوں میں عقائد اور اعمال درج نہیں ہیں؟ کیا ان تحریری دستاویزات سے جو بڑی تعلی سے شائع کئے ہیں انکار ہے؟ ناحق کہنے کی کسی کو کیا ضرورت ہے۔ تب مرزا صاحب نے گھسیانی صورت بنائی اور نیچے آنکھیں کر لیں اور خاموش ہو گئے اور جواب نہ دیا۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ گھڑی (کلاک) کو دیکھا ساڑھے چار بجے تھے۔ مجھے اس خواب سے نہایت ہی اطمینان ہوئی۔

حضرات ناظرین بھی اس کی تعبیر سمجھ لیں اور یہ بھی عرض کر دینا ناظرین کیلئے خالی از  
منفعت نہ ہوگا۔ کہ خاکسار راقم الحروف ملازم پولیس ہے اور سخت درجہ کا گنہگار لیکن  
الحمد للہ عقائد و اعمال مطابق جمہور اہل اسلام کے عین مطابق رکھتا ہے۔ یہی امید فضل  
رحمانی سے ہے، مغفرت کرے گا۔ ہر وقت اس کے فضل کی امید اور عذاب کا ڈر دل  
میں ہے۔ یا الہی اس کو قائم رکھ۔ آمین ثم آمین۔



مرزا صاحب قادیانی کے دستخطی خطوط اور ان کے مضامین کی

تصدیق کے متعلق تازہ خطوط اور مصنف کتاب کا مذہبی خیال

از بندہ مسکین محمد حسین غنی عنہ راہون  
۳۔ اگست ۱۸۹۸ء  
بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي : حضور میں ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

دروذ اعز از نامہ سے مشرف و ممتاز فرمایا۔ (۱) اب اصل ماجرا عرض کرتا ہوں۔ جس  
روز بندہ نے حضور کی خدمت بابرکت میں نیاز نامہ لکھا۔ اس سے دوسرے روز قادیان  
سے میرے حضرت کافر مان فیض بنیان معاہدہ ایک نقل رہن نامہ رجسٹری شدہ کے شرف  
صدر دلایا۔ جو مجسمہ ارسال حضور ہے۔ (۲) قادیانی نے اپنی جائیداد جدی میں سے  
ایک بارغ اپنی منکوہ کے نام رہن کر دیا ہے۔ اور اس کے عوض اس سے زیور اور نوٹ  
کرنسی لئے ہیں۔ چار ہزار کا زیور اور ایک ہزار کے نوٹ۔ ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے



کہ یہ کام اس مرزا نے فقط اس غرض سے کیا ہے۔ تاکہ دوسرے لڑکے جو پہلی بیوی سے ہیں۔ محروم رہ جائیں بھلا خیال تو فرمائیں کہ زیور اور نوٹ بیوی کہاں سے لائی۔ آیادہ اس کے والدین کی کمائی کے ہیں۔ دوسری بعد لکھنے رہن نامہ کے مرزا موصوف نے وہ زیور کیا کیا۔ بیوی ہی کو دے دیا ہوگا۔ یہ فقط ایک دھوکا تھا۔ حضور پر پہلے بھی روشن ہے کہ مرزا صاحب کے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کے گھر میں ہمارے مرزا علی شیر صاحب کی حقیقی پھوپھی تھی۔ اور علی ہذا القیاس مرزا غلام احمد کی بڑی بیوی بھی ہمارے حضرت کی حقیقی ہمیشہ ہے۔ جو عرصہ دو ماہ سے فوت ہو گئی ہے۔ اور اس کے بطن سے دو بیٹے ہیں۔ بڑے کا نام سلطان احمد جو آج کل ملتان کے ضلع میں تحصیل شیخ آباد میں تحصیلدار ہے۔ اور چھوٹے کا نام فضل احمد جو ہمارے حضرت کا داماد ہے مرزا غلام احمد کے ایک بھائی ان سے بڑے اور تھے۔ جن کا نام غلام قادر تھا۔ وہ بے اولاد تھے۔ انہوں نے سلطان احمد قریم کلاں مرزا صاحب کو اپنا متبنی کر لیا۔ لہذا کل جائیداد میں نصف مرزا غلام احمد اور نصف سلطان احمد حصہ دار ہے۔ اب فضل احمد چھوٹا بیٹا مرزا کی جائیداد کا حسب حصہ حقدار ہے کیونکہ مرزا کی دوسری بیوی سے جس کے نام باغ رہن کیا گیا ہے۔ شاید دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ اب فضل احمد کو جدی جائیداد سے محروم کرنے کیلئے مرزا صاحب قادیانی نے یہ حیلہ کیا ہے کہ باغ بیوی کے نام رہن کرویا اور باقی جائیداد کا کوئی اور ہندو بست کرے گا۔ خیر حضور کو یاد ہوگا کہ مرزا کے دونوں خط خود مرزا علی شیر اور ان کی بیوی کے نام ہیں۔ انہیں حضور نے پڑھا ہوگا کہ اگر دو فضل احمد نے میرے کہنے سے منکوحہ دختر مرزا علی شیر کو طلاق نہ دیا۔ تو میری وارثت سے ایک دانہ نہیں پاسکتا۔“ مرزا صاحب اسی امر میں ساعی رہے۔ کہ میرے ہر دو

بیٹے اور مرزا علی شیر صاحب اور ان کی زوجہ جو مرزا احمد بیگ کی ہمیشہ نہیں اپنے بھائی سے لڑ بھڑ کرنا طہ پر راضی کریں۔ تاکہ میرا الہام سچا ہو۔ مرزا صاحب علی شیر کی ہمیشہ یعنی اپنی بڑی بیوی کو انہوں نے جیسی سے ناراض ہو کر الگ کر دیا ہوا تھا۔ کہ اس نے کچھ نمایاں کام نہ کیا وہ اپنے بیٹے سلطان احمد کے ساتھ ہے۔ چونکہ ان متعلقین نے مرزا صاحب کی کچھ بھی مدد نہ کی۔ لہذا ان سب کو الگ کر دیا اور ان سے کھانا پینا گفتگو بالکل ترک کر دیا۔ بلکہ یہ لوگ مرزا کی الہامی جو رو کے نکاح میں شریک ہوئے اور اس کو مجبوظ الحواس سمجھ کر جلدی اس امر میں کوشش کر کے اس کا نکاح موضع پٹی میں ایک لڑکے مسکنی مرزا سلطان محمد سے کرادیا۔ اور مرزا صاحب اپنے ایک خط میں فرما چکے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے دشمن ہوں مگر انہوں نے مرزا صاحب کی عقل پر الہامی بات اور بتوں پر مخالفت کے سبب غصہ

ع ..... چولا اور است و زدنے بکف چراغ دارد۔

خیر فضل احمد نے مرزا صاحب اپنے والد کی عدول حکمی کی۔ کیونکہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق نہ دی۔ اسی لئے فضل احمد اور متعلقین سے قطع تعلق کر بیٹھے ہیں۔ لہذا بعد مفصل حال کی عرض ہے کہ نقل رہن نامہ رجسٹری شدہ ارسال حضور ہے۔ اس کو بھی درج کتاب فرمادیں۔ حضرت صاحب نے یہ وثیقہ کی نقل حکم نامہ کے ساتھ بندہ کو بھیجی ہے اور بایں الفاظ لکھا ہے۔ وثیقہ کا کاغذ بھیجا جاتا ہے۔ اس کی نقل کر کے اپنے پاس رکھ لو اور اصل کاغذ کورٹ انسپکٹر صاحب کی خدمت میں بغرض اندراج کتاب بھجود۔

باسمہ سبحانہ

مخدوم کرم بندہ حضرت مولانا صاحب !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا نوازش نامہ معہ دو کاپی کتاب کلمہ فضل رحمانی شرف صدور لایا اور مشکور فرمایا  
جناب من مرزائی گروہ کے معلومات سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کو اپنے پیغمبر کے  
حالات اندرونی معلوم نہیں ہیں۔ اسلئے دھوکہ میں ہیں کتنی بڑی موٹی بات سے انکار  
کر دیا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ بندہ خدا اگر فضل احمد ان کا کوئی بیٹا نہ ہو تو مجھے  
اس کے بیٹے بنانے کی خواہ خواہ کچھ ضرورت ہے۔ جو کچھ کہ خطوط مرزا صاحب قادیانی  
میں درج ہے۔ اس میں سرسورق نہیں۔ میں بھی باشندہ اسی ضلع کا ہوں۔ مجھے خود اس  
کا علم ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب فرزند کلال مرزا صاحب اور بندہ ایک ہی ماہ ستمبر  
۱۸۷۷ء میں محکمہ پولیس گورداسپور میں ملازم ہوئے تھے اور اسکے قواعد پر پڑھتے  
رہے۔ اور وہ میرے نہایت دوست ہیں۔ پھر محکمہ پولیس کو چھوڑ کر رسول میں ملازم ہو  
گئے تھے۔ مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں حقیقی بھائی پہلی بیوی سے ہیں  
جس کو مرزا صاحب نے ناراض ہو کر الگ کر رکھا تھا۔ اب عرصہ دو ماہ سے ان کا انتقال  
ہو گیا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مرزا فضل احمد مرزا صاحب قادیانی کا فرزند دلید  
ہے۔ جس نے باوجود سخت دھمکانے مرزا صاحب کے اور خوف دلانے محروم الارث  
کرنے کے اپنی بیوی کو جو مرزا علی شیر صاحب کی دختر ہے طلاق نہ دی، جس کا نتیجہ مرزا  
صاحب نے حسب وعدہ خود یہ دکھلایا کہ ان کو محروم الارث کرنے کیلئے اپنی جائیداد کو  
پانچ ہزار میں اپنی بیوی کے پاس گروی رکھ دیا ہے۔ جس کی نقل رجسٹری آپ کی

خدمت میں بھیجی جا چکی ہے۔ زیادہ طویل تحریر سے کچھ فائدہ نہیں۔ اب میں دو خط مرزا محمد حسین صاحب ساکن راہون ضلع جالندھر تلید و مرید حضرت مرزا علی شیر صاحب سدھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آپ کی خدمت میں اس عریضہ کے ساتھ بھیجتا ہوں۔ جس سے ایسی تسلی ہو جائے گی کہ چوں و چرا کرنے کی بھی نوبت نہ ہوگی۔ مجھے نہایت افسوس اور ساتھ ہی اس کے نہایت تعجب ہے کہ مرزا صاحب اور مرزائی لوگوں کے دماغ میں ایسی ضد بھر گئی ہے۔ کہ جب کسی کو مخالف دیکھتے ہیں۔ تو اسکو بھی دھمکی ایک سال کی پیش گوئی اس کی موت کی بابت دیتے ہیں۔ اس بات کو میں اپنی کتاب میں بھی درج کر چکا ہوں کہ مرزا صاحب نے کبھی یہ دعوائے میرے مخالف بقول ان کے راہتہ پر آجائیں۔ جب غصہ میں آئے۔ یہی پیش گوئی کی کہ وہ چند روزہ میں مر جائے گا۔ وہ ایک سال میں مرے گا۔ مزہ خب تھا کہ مرزا صاحب کی دعا سے لکھرام مسلمان ہوتا، پادری ہنری کلارک صاحب بہادر ایمان الہی اسلام قبول کرتے، ماسٹر مرلی دھر مسلمان ہوتے۔ عبد اللہ ہتھم ایمان قبول کرتے۔ مرزا امام الدین بیگ برادر کلاں مرزا صاحب برے نہ بنتے۔ مرزا صاحب کی اولاد بھی مرزا صاحب کو قبول کر لیتی۔ قادیان کے لوگ بھی ایمان لے آتے۔ اتنی شورا شوری اور صرف ۳۱۳ مرید وہ بھی ڈاہل یقین۔ مرزا صاحب کی الہامی جو روح جس کا نکاح مرزا صاحب کے خدا نے آسمان پر کر دیا تھا۔ مرزا صاحب کے دیکھتے دیکھتے اور ان کے خدا کی موجودگی میں دوسرے شخص مرزا سلطان محمد ساکن پٹی علاقہ لاہور کے گھر میں آبا و اجداد بلکہ صاحب اولاد نہ ہوتی۔ افسوس میں نے اپنی کتاب میں مرزا صاحب کو کافر کذاب مخالف بزرگان اسلام مسلمانوں کا دشمن عبد اللہ بنائیر اور وراہم وغیرہ وغیرہ خارج از اسلام لکھ

دیا ہے۔ میری کتاب کا پچھلا حصہ جس میں توہینات انبیاء علیہم السلام، دعویٰ نبوت۔  
 عقائد و اعمال مرزا صاحب کے درج ہیں۔ صاف ثابت کرویا ہے کہ مرزا صاحب  
 بموجب اقوال خود کافر اور نائب دجال وغیرہ ہیں۔ اور یہی میرا عقیدہ ہے اور ویسا ہی  
 مرزا صاحب کو جانتا ہوں۔ ان کا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی مسعود اور مجدد وغیرہ کا بالکل  
 لغو اور جھوٹ ہے۔ بس جو مرزائی اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ فضل احمد مرزا صاحب  
 کا کوئی بیٹا نہیں۔ وہ معہ مرزا صاحب اس بات کا انکار لکھوادیں یا مرزا صاحب خود ان  
 خطوط کا انکار کر کے اشتہار دیں کہ یہ خطوط جھوٹے اور جعلی ہیں۔ اور پھر اپنی موت کے  
 بارہ میں ایک سال یا جتنا مناسب سمجھیں۔ اقرار شائع کر دیں۔ اگر وہ سچے ہیں مگر وہ  
 ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ آپ کی ان خطوط سے جو بھیجتا ہوں اور بھیجی ہوگی۔ اور مرزا  
 صاحب اور مرزائی بخوبی ناواقف ہوں گے۔

DE AULESUI

مرزائی لوگوں کو شرم کرنی چاہئے۔ میں نے اپنا عقیدہ لکھ دیا ہے اور جو کتاب  
 میں مدلل لکھا ہے۔ مرزا صاحب یا ان کے حواریں ایک دفعہ نہیں بیس دفعہ پیش گوئی  
 کرتے پھر میں اور معیار بھی مقرر کر لیں۔ بندہ ان گیدڑ بھکیوں سے نہیں ڈرتا۔ مرزا  
 صاحب اپنی پیشگوئیوں سے عبد اللہ آتھم کو تو مار چکے ہیں۔ اپنی الہامی جو رو کے خاوند کو  
 مار چکے ہیں۔ مرزا امام الدین کو مار چکے۔ پادریوں، آریوں کو مار چکے ہیں۔ اگر مرزا  
 صاحب ایسا کر چکے ہیں۔ تو سچے ہیں ورنہ وہ ہی کذاب۔ جب یہ حالت ہے تو  
 مسلمانوں کو موت کی پیشگوئی کی دھمکی دینا بیجا ہے۔ پٹے مولوی محمد حسین صاحب  
 بنالوی ہی کو مارا ہوتا۔ یا مولوی عبدالحق امرتسری کو فٹ کیا ہوتا۔ کیا شرم کی بات ہے۔ خدا  
 کا خوف کرنا چاہئے۔ مخلص من! مرزائیوں کی ایسی ویسی باتوں پر امید ہے کہ آپ

بالکل خیال نہ فرمائیں گے۔ نہ فرمایا ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ کبھی کوئی بات بلا تحقیق درج نہیں کرتا نہ کروں گا۔ اور نہ کبھی کی ہے۔ مجھے مرزا صاحب سے کوئی عداوت نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے تمام جہاں کے بزرگوں مولویوں اور انبیاء کو گالیاں دیکر عام مسلمانوں کا دل دکھایا ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ میں ملازم سرکار ہوں۔ مجھے کسی سے لڑائی کرنا یا جھگڑنا کیا ضرور بھائی مسلمانوں کی خیر خواہی اور اسلام کی حفاظت کی غرض سے کتاب نگھدی ہے۔ خدا جس کو ہدایت دے۔ تمام دنیا ایک طرف مرزا صاحب اکیلے ایک طرف لڑا کفر حکم الکل مقولہ ہے۔ نیاز مند فضل احمد عفی عنہ از

لودھیانہ ۱۱۔ ستمبر ۱۸۹۸ء

WWW.NAFSEETISLAM.COM

از بندہ مسکین محمد حسین عفی عنہ۔ راہبوں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ .... نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ

جناب من! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

افتخار نامہ فیض شامہ پذیر کی طرح شرف و رودلایا۔ بندہ کے دل و جان کو سرفرازی سے سراپا روشن فرمایا۔ شافی مطلق جل شانہ بجزمت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے آنحضور کو صحت کلی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (۱) حضرت مرشد ارشدی مرزا صاحب علی شیر صاحب دام فیوضہم قادیان ہی کے باشندے ہیں۔ اور مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم والد مرزا غلام احمد کے گھر میں ان کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ غلام احمد کی پہلی بیوی میرے حضرت کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ جن کے بطن سے دو فرزند بڑا سلطان احمد اور چھوٹا فضل احمد ہے۔ اول

الذکر تحصیل شجاع آباد و ضلع ملتان میں تحصیل دار ہیں۔ اور فضل احمد کو مرزا صاحب علی شیر کی بیٹی بیاہی ہوئی ہے۔ گو مرزا قادیانی اپنے بیٹے فضل احمد کو ہر طرح چا پلوسی اور خاطر داری اور جانیدار سے بے تعلق کر دینے کی بھی دھمکی دی مگر اس نے ہرگز طلاق دینا منظور نہیں کیا اور وہ اپنے باپ غلام احمد کا سخت مخالف ہے۔ اور اپنی بیوی سے ہر طرح سے راضی و خوشی ہے۔ بڑا بیٹا بھی مرزا سے مخالف ہے۔ ہاں مرزا نے اپنی بڑی بیوی ان دونوں کی والدہ کو اپنے سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اور مرزا صاحب علی شیر اپنے بھائی کے ہاں قادیان ہی میں رہتی ہے۔ مرزا غلام احمد اور ہمارے حضرت کے مکان میں صرف ایک دیوار ہی ہے۔ بندہ خود قادیان جا کر دیکھ آیا ہے۔ ایک طرف وہ رہتے ہیں اور ایک طرف وہ۔ اور حضرت صاحب مرزا علی شیر کی ہمیشہ کا نان فقہ اس کا بڑا بیٹا سلطان احمد تحصیل دار رہتا ہے۔ (۲) مرزا احمد جیک ہیشیاز پوری کی ہمیشہ ہمارے حضرت کے نکاح میں تھی جو کئی سال سے انتقال کر گئیں۔ جن کی بیٹی کے بارے میں مرزا کا الہام ہے۔

(۳) شاید حضور نے ایک شخص خاکی شاہ باشندہ راہون کا ملاحظہ فرمایا ہے۔ جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے معتقد اور مرزا صاحب قادیانی کے خلیفہ حکیم نور الدین صاحب کے قدم بقدم چلنے والا ہے۔ وہ چند مہینے ہوئے راہون میں آیا اور اسی مرزا کے مسجح موعود اور مہدی مسعود ہونے کے بابت بڑی واعظ کی۔ اور اکثر شہر والوں کے اعتقاد میں فرق ڈالا۔ اس شخص کو مرزا کا بندہ نے سارا حال سنایا کہ مرزا کے دستخطی خطوط میرے حضرت کے پاس ہیں اور ہم تو اس مرزا کو بڑا مکار اور کذاب جانتے ہیں بندہ نے حضرت کی خدمت میں نیاز نامہ بطلب خطوط لکھا چونکہ حضرت عرصہ ڈیڑھ سال

سے راہون میں تشریف نہیں لائے تھے۔ بندہ کی عرض پر معہ ہر سہ خطوط تشریف لائے  
 خاکی شاہ پہلے ہی چلا ہوا۔ راہون میں ہر سہ خطوط سب روماء کو دکھائے گئے۔ جس  
 سے مرزا کا مکروفریب اظہر من الشمس ظاہر ہو گیا۔ جب حضور کا فرمان طلی ہر سہ خطوط کا  
 صادر ہوا تھا۔ اور معرفت چچا صاحب نظام الدین بندہ کو ملا تھا۔ اس وقت میرے  
 حضرت رڑکی کی مظان میں راہون سے چھ کوس کے فاصلے پر ہے تشریف لے گئے  
 تھے۔ آپ کے فرمان کو پڑھ کر بندہ خود جا کر ہر سہ خطوط بڑے اصرار سے لایا تھا۔ وہ  
 فرماتے تھے۔ کہ کہیں گم نہ ہو جائیں۔ آج کل وہی خاکی شاہ قادیان میں ہے۔  
 حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ خط خلعی راہون سے میرے پاس روانہ کر دو۔ اس  
 خط بندہ نے حضور کی خدمت بابرکت میں عریض طلی خطوط کا دکھا تھا۔ شاید آنحضرت  
 نے اسی خاکی شاہ کو دکھانے ہوں گے۔ آپ بلا اشتباہ ان خطوط کو مستہر فرما دیں۔ بندہ  
 حضور کو پورا یقین دلاتا ہے۔ کہ حضرت مرزا علی شیر صاحب ہرگز ہرگز اس پائے کے  
 آدمی نہیں کہ حق کی مخالفت کریں۔ حضرت حاجی محمود صاحب جالندھری نقشبندی کے  
 خلیفے ہیں اور اس وقت ان کی نظیر کا درویش با خدا کم ہوگا۔ شاید حضور نے بھی جالندھر  
 پولیس میں آنحضرت کی زیارت کی ہوگی جس وقت خط میں رڑکی سے لینے گیا تھا۔ تو  
 انہوں نے اس وقت بھی مجھے تاکید فرمایا تھا کہ دیکھنا کہیں گم نہ ہو جائیں اور لدھیانہ  
 سے واپس آنے کے بعد رجسٹری کرا کر ہمارے پاس بھیج دینا۔ بندہ نے عرض کی کہ  
 بہت خوب۔

(۳) لہذا اب آخری عرض یہ ہے کہ ہر سہ خطوط یا تو بسبیل ڈاک یا کسی خاص معتبر کے  
 ہاتھ لفافہ میں بند کر کے روانہ فرما دیں اور کسی طرح کا شک و شبہ اپنے خیال مبارک



میں نہ لائیں۔ بندہ نے مفصل سب حال عرض کر دیا ہے۔ اب بندہ کو بھی انشاء اللہ امید ہے کہ حضور کے کل شہادت دور ہو جائیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

از بندہ مسکین مرزا محمد حسین عفی عنہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ

جامع فضائل و کمالات روحانی و ایمانی حضرت مولانا مولوی صاحب دام برکاتکم

و علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

استہدات مریدہ آنحضور معاذ اللہ سے حضور نے اپنے اخلاق بزرگانہ و طبع کریمانہ سے اس قدر اس عاجز کو متون احسان فرمایا ہے۔ جس کا بیان مالاکلام ہے البتہ اللہ تعالیٰ جل شانہ عم کو الہ اس کے عوض میں اپنی رحمت کاملہ سے آنحضور پر رحمت فرمائے۔ اور اپنی درگاہ عالیہ سے حضور کو اپنے خاصوں کے زمرہ میں منسلک فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بحرمت سید عالم و سرور بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور کے اشفاق نامہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مرزا آئی بھائی صاحب مرزا فضل احمد کو مرزا غلام احمد صاحب کا بیٹا ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ اور دختر مرشدنا حضرت مرزا علی شیر صاحب مشکوٰۃ اخویم مرزا فضل صاحب کی بہو ہونے سے بھی منکر ہیں۔ یہ ان کا ان حضرات کی لاعلمی پر وال ہے۔ یہ احقر بھی حضور ہی کا فقرہ لکھتا ہے کہ افسوس ہے کہ مرزائیوں کو اپنے پیغمبر کے گھر کا حال معلوم نہیں ہے۔ بندہ نے جو کچھ پہلے عریضوں میں حالات عرض کئے ہیں۔ بوجہ ہم قوم ہونے کے اچھی طرح معلوم ہیں۔ اس میں ہرگز کچھ بھی غلطی نہیں

ہے۔ جو صاحب اس کو غلط سمجھیں انہیں ان معاملات سے بے خبری ہے کسی اور مرزا صاحب کے رشتہ دار سے اگر یہ امر دریافت کیا جائے تو وہ بھی اسی طرح بیان کریں گے۔ مرزا صاحب خود بھی فضل احمد کے بیٹا ہونے سے انکار نہیں کر سکتے اگرچہ نکاح میں کوشش نہ کرنے کی وجہ سے اس سے ناراض ہیں۔ مرزا صاحب سے ان کے معتقدین دریافت کر لیں۔ مرزا سلطان احمد و فضل احمد کی والدہ یا دوسرے الفاظ میں ہمارے حضرت صاحب کی حقیقی ہمیشہ کو مرزا صاحب نے طلاق تو نہیں دی۔ مگر ان کو جب سے ان کی الہامی زوجہ کا نکاح سلطان محمد سکھ پٹی سے ہوا۔ الگ کر چھوڑا تھا۔ کسی قسم کا تعلق خراج وغیرہ کا نہیں رکھا تھا۔ مرزا سلطان احمد اپنے بیٹے کے مکان میں ان کی والدہ شریفہ آگئی تھیں۔ بالکل آمد و رفت گفت و کلام باہمی بند رہی حتیٰ کہ عرصہ چند ماہ کا ہوا کہ اس مرحومہ نے اس جہان سے رحلت کی۔ بندہ قادیان جا کر آخر جنوری ۱۸۹۳ء میں یہ امر پتہ چشم خود دیکھ آیا تھا۔ اور وفات تک وہ اسی طرح گذر گئیں۔ کسی طرح سے مرزا صاحب نے ان سے صفائی نہیں کی۔ بلکہ مجھے کامل امید ہے کہ ان کی تجویز و تکلیف میں بھی مرزا صاحب شریک نہیں ہوئے ہوں گے۔ کیونکہ اسی نکاح سے سب رشتہ داروں سے مرزا صاحب موصوف نے قطع تعلق کر دیا ہے۔ اور مرزا صاحب حضرت خواجہ محمد علی شیر سے اور ادھر مرزا نظام الدین و کمال الدین سے (امام الدین پیر خا کر دبان کے بھائی ہیں) رشتہ ناطہ مرگ شادی پر آمد و رفت بند ہے۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے پوری واقفیت سے لکھا ہے اور یہ عین ٹھیک ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا عرض کروں۔ ایک بندہ پھر عرض کرے گا وہ کیا کہ مرزا صاحب اپنی بڑی بیوی صاحبہ کے جنازہ پر تشریف لے گئے ہیں یا نہیں؟ اوپر کی سطروں میں بندہ نے اپنا قیاس ظاہر کیا

ہے۔ دختر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے نکاح سے مرزا سلطان احمد صاحب نامرگ اپنی والدہ مرحومہ کے خرچ کے متکفل رہے ہیں۔ اور مرزا صاحب نے انہیں کچھ مدد نہیں دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

## نظم نصیحت نامہ و تاریخ مولف باسمہ سبحانہ

اے حصّانِ باصفا دنیا پرانی زائل ہے چالوں سے اسکے تم بچہ ہر حال اک بھونچال ہے  
سب اہل دل کہتے ہیں یوں لیکر سلف سے تا خلف جو اس کا طالب ہو گیا وہ سب صفت بد حال ہے  
ایمان کو ثابت رکھو اسلام پر قائم رہو اجماع است پر مٹو اس کا عدو پامال ہے  
قربِ قیامت ہے لٹے دجال مہدی بنا گئے جمہوں نے گو سچا کہا پر جھوٹ کا دلال ہے  
ان مہدیوں کے تم بچو ان کا دیوان کی منت سنو اے فریضہ مومن رو پر کید انکا قال ہے  
یہ قادیانی مرزا ہے پرفریب و بے وفا عین نہیں مہدی نہیں ہاں کاذب و بطل ہے  
اسلام کی تخریب سے گو کافر و مرتد ہوا پس اس کا قلبی مدعا بس عورتیں یا مال ہے

تاریخ کا کچھ فکر تھا تغیر ہاتھ نے کہا

یہ قادیانی منتری بھال اور دجال ہے

کل مصرعہ ۱۳۱۲ھ

☆☆☆☆☆☆☆☆

ذیل میں ملک کے ان علمائے فضلاء کی تقریرِ غلطوں کو درج کیا جاتا ہے۔ جو خدا کے فضل سے حامی دین ہونے کے علاوہ اپنے علم و فضل کے لحاظ سے ملک کیلئے باعثِ فخر اور قوم کیلئے موجبِ ہدایات ہیں اور جو ملک و قوم

میں ہر ایک طرح واجب التحظیم سمجھے جاتے ہیں۔ جنہوں نے اس کتاب کو بغور ملاحظہ فرما کر یہ ظاہر اور ثابت کیا ہے۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تمام تصانیف کی تردید کتاب ”کلمہ فضل رحمانی“ سے بڑھ کر اس وقت تک کوئی کتاب اسلام اور اہل اسلام کی حفاظت کیلئے نہیں شائع ہوئی اور وہ تقریظیں یہ ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي انزل الشريعة المطهرة الحنبفية البيضاء  
والملة المقدسة الاسلامية السمحاء على لبياء ورسولنا  
وسيدنا محمد افضل الرسل وخاتم الانبياء صلوات الله  
وسلامه عليه وعلى آله الاصفياء واصحابه الاتقياء وبعد فقد  
حملت على هذا التحرير وهداني الى ذاك السطير وصول  
رسالة مطبوعة من طرف المرزا القادياني بعضها في اللسان  
الهندي وبعضها في العربي تحدى فيها بالعلماء الكبار ودعا  
هم للمباهلة والمقابلة واخذ الثار طابعتها وامعنت انظر فيها  
فوجدتها مملوءة بالخرافات ومحشوة بالخزعبيلات اظهر  
فيها دعا وبه الفاسدة واختراعاته الكاسدة من انه هو المسيح  
الموعود والمهدي المنتظر المذكور في الاحاديث النبويه

واطال فيها اللسان بالسب والشتم والطغيان في حق الاخبار  
 من علماء الرحمن الموجودين في هذا الزمان وفي سابق  
 الدوران كاطالة العاجز عن ايراد الدليل والبرهان كما هو  
 ديدنه في جميع سولاته المستقبحة وتصانيف المتشنعة  
 فتباعد عن مقام التهذيب وازاد في التدريب والتشريب الى  
 فيها بكلمات تنفر عنها الطباع السليمة وتقرؤها القرائح  
 المستقيمة بالغ في كناية الفحش واللغويات والتشنيع  
 والدليات حتى انصلت في الجهلات واضرم نار الخصومات  
 حيث قال مرة للاعلام الكبار والصالحين الاخبار (هم تسعة  
 رهط من الاشرار) ولقب بعضهم (الشيطان الاعمي والغول  
 الاغوي) وشنع بعضهم باقبح التشنعات واسود الهنات  
 وما خاف من خالق الارض والسموات فقد قال جل  
 وعلا (الشيطان بعدكم الفقر ويامركم بالفحشاء) ومن كلام  
 رسوله صلى الله عليه وآله وسلم (المسلم من سلم  
 المسلمون من لسانه ويده) فاقواله زائغة خاطئة وخيالاته لاية  
 ضائعة ارتكب جازة فخيمة وكبيرة مهلكة. كلامه ذليل  
 ومرامه كليل لم يتادب مع العلماء والصلحاء في الخطاب

ولم يسلك مسلك الصدق والصواب فلا يخفى على اهل  
النهي ان هذا الداب الذي اختاره المرزا اخلاف اهل الجحى  
ثم ان كان القاديانى يناظر العلماء ولا يبارى السفهاء. فكان  
عليه ان يخاصمهم بعد التزام التهذيب بايراد الاحاديث  
والايات مع حملها على معانيها الظاهرة المسلمة عند الائمة  
اللغات حتى لا يستنكره اهل الصناعات ولكنه حرف  
النصوص عن مقصودها الاصلى المنقول بروايته الثقات من  
الصحابة والصحابة وفسر برائته ولم يبان بحديث سيد  
الابرار حيث قال عليه وعلى اله الصلوات من الواحد الغفار .  
ان من قسّر القرآن برائة فليتبوا معقده من النار فعليه  
ما يستحقه من الويل والتبار . ثم انى كنت اردت الترديد  
لدعوى هذا المتبنى الشريد بالتفصيل المزيد مع الاسلوب  
الجريد لكن منعنى من هذا الخيال فاضل كريم البال وامرلى  
الذى اعتمد عليه فى جل الاقوال بطى الكشح عن هذا البطل  
ولله در اللوذعى المستند والالمع الشريف المحتد حبه  
قاضى فضل احمد حماه الله من شر حاسد اذا حسد فانه كفانا  
الترديد الكتاب القاديانى الطريد واجابه بجوابات مفحمة

والزومه بالزامات مسكنة جزاه الله عنا خير الجزاء وجعل  
اخرته خير امن الاولى (والا العبد العاصي ابو الظهور حنفى  
البيطوى مشتاق احمد)



تقریظ حضرت مولانا الحافظ مولوی مشتاق احمد صاحب

صابری انیسٹھوی (مدرس اول عربی گورنمنٹ سکول لودھیانہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
حاجہ اومضلیا۔ اما بعد راقم الحروف نے کتاب مستطاب ”دکلمہ فضل رحمانی“  
بجواب اوہام غلام قادیانی “ کو اول سے آخر تک دیکھا۔ عقائد قادیانی کی  
تروید میں لاثانی پایا۔ حق تو یہ ہے کہ اس سے پہلے جس قدر کتب اور رسائل  
مرزا کی تروید میں لکھے گئے۔ اپنی طرز میں یہ کتاب ان سب میں بہتر اور  
مفید ہے کیونکہ نہایت سلیس اور عام فہم ہے اول سے آخر تک تہذیب کی  
رعایت رکھی ہے۔ اور کیا اچھا التزام کیا ہے کہ اکثر جگہ خود مرزا ہی کے اقوال  
اور اس کی تصنیفات کی عبارت نقل کر کے دندان شکن جوابات دیئے ہیں۔  
علی الخصوص تحقیق لفظ یسوع اور لفظ کدعا ایسے بسط اور تفصیل سے لکھی ہے جو  
حضرت مصنف ہی کا حصہ ہے اور کیوں نہ ہو جناب مولانا قاضی فضل احمد

کورٹ انسپکٹر لودھیانہ نے اپنی اس کتاب ”کلمہ فضل رحمانی“ میں حتیٰ الوسع  
 عمدہ تردید کے ساتھ لکھا ہے۔ قادیان کا مفتری و نائب الدجال ہونا اظہر من  
 الشمس ہے۔ کمالا یخفی علی من لہ ادنی تامل فی اقوال  
 المسیح الکذاب الذی یزعم انه محدث وله نوع نبوة ویحقر  
 الانبیاء وینکر معجزاتهم الباہرہ ویسقط یدیه الی عرض  
 الصحابہ رضوان اللہ علیہم ویسب العلماء والصلحاء  
 ویقول بابوہ المسیح علی خلاف النص الصریح ولا یفہم  
 معنی لم یمنعنی بشر و لم اک بغیا الایۃ ویصرف النصوص  
 بلا دلیل قطعی عن ظواہرہا ویلغس الحق بالباطل بتاویلات  
 رکیکۃ واستعارات بعیۃ الی یابی عنہا العقل السلیم والفہم  
 المستقیم کل اباء ویدعی ان عیسیٰ بن مریم علیہ السلام لا  
 ینزول وانه عیسیٰ بلداتہ وغیر ذالک من الخرافات وکفریاتہ  
 واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ ہذا ماتیسر لی فی ہذا المقام فتفکر  
 فیہ ولا تکن من الغافلین و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب  
 العالمین والصلوة والسلام علی خیر البریۃ محمد وعلیٰ آلہ  
 واصحابہ اجمعین۔

کتبہ المسکین مفتی شاہدین عفی عنہ مفتی لو دھانہ



## تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد صاحب لودھیانوی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلَاةِ !

مسکین محمد بن مولوی عید القادر صاحب مرحوم لودھیانوی اہل اسلام کی خدمت میں عموماً وگروہ قادیانی کو خصوصاً بیان کرتا ہے۔ کہ جس شخص کے اقوال و افعال آیات قطعیہ کے مخالف ہوں اور وہ شخص اپنے آپ کو مقتدی اور ملہم بالہامات یقینیہ قرار دے تو ایسے موقع پر اہل اسلام کو لازم ہے کہ فوراً اس کی گمراہی کو عوام پر ظاہر کر دیں۔ ورنہ وہ بھی گمراہوں میں شمار ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ صاحب طریقہ محمدیہ نے لکھا ہے۔ و ماسا بعد علیہ بعض المصنوفۃ اذا ذکر علیہ بعض المورالہم المخالف للشریعتہ ان حرمتہ ذالک فی العلم الظاہر وانا اصحاب العلم الباطن واذا اشکل علینا استفینا من صاحب الشریعۃ محمد علیہ الصلوۃ والسلام فان حصل قناعۃ فیہا والا رجعنا الی اللہ تعالیٰ فناخذ منہ ونحو ذلک من الترهات کملہ الحاد فالواجب علی کل من سمع الانکار علی قائلہ بلا شک ولا تردد ولا توقف والا فہو من جملتہم ویحکم علیہ بالزندقۃ۔ اچھی۔ ملخصاً یعنی جب کسی صوفی بتاؤنی کو امور غیر شرع سے روکا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ تم کو علم ظاہری ہے اور ہم کو علم باطنی ہے۔ جب ہم کو کسی مسئلہ میں شک پڑے تو ہم خود حضرت سے دریافت کر لیتے ہیں۔ اگر وہاں بھی اطمینان حاصل نہ ہو تو ہم خداوند کریم سے خود دریافت کر لیتے ہیں۔ ایسے بے دین کی

تردید کرنی اہل علم پر واجب اور لازم ہے۔ ورنہ وہ بھی زندیقوں میں شمار ہوگا۔ اسی طرح جب اس زمانہ میں قادیانی نے اپنے آپ کو کلیم من اللہ قرار دیکر یہ دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاذ اللہ یوسف بنجار والد تھا۔ اور جو معجزات ان کے خدا جل جلالہ نے قرآن میں صریح طور پر بیان کئے ہیں۔ ان کو یہاں معیوں کا کھیل قرار دیکر حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وغیرہ انبیاء پر شب و ستم کا شیوہ اختیار کر کے اپنے آپ کو بے دین قرار دیا اور قرآن شریف کو اس کذاب نے غبی ٹھہرایا وغیرہ وغیرہ جو رسالہ لہذا میں تفصیل وار مرقوم ہیں۔ سب علماء اسلام نے اس کی تردید میں قلم اٹھا کر دائرہ اسلام سے اس کا خارج ہوتا ظاہر کیا۔ اگرچہ ابتداء میں مولانا مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم برادر حقیقی دراقم الحروف و مولوی اسماعیل صاحب نے اس کی تکفیر کا فتویٰ ۱۳۱۷ھ میں شائع کیا اور باقی اہل علم اس موقع پر اکثر خاموش اور بعض ہمارے مخالف ہوئے لیکن بعد میں رفتہ رفتہ کلیم نے اس کی تحلیل و تکفیر پر اتفاق ظاہر کیا۔ قاضی فضل احمد صاحب مصنف رسالہ ہدائے اس کے کل اقوال کا بطلان اور اس کی تکفیر کا اثبات خود اس کی تصانیف سے ظاہر کر دیا تا کہ عوام کا لالہ عام کو یہ شبہ نہ رہے کہ قادیانی کو اہل علم صرف ضد سے کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ قادیانی اہل قبلہ ہے اور اہل قبلہ کو کافر کہنا درست نہیں اور نیز جس شخص میں ایک کم سو وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اس میں اسلام کی ہو اس کو کافر قرار دینا درست نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ اہل قبلہ کو کافر کہنا اس وقت تک درست نہیں جب تک ان میں کوئی وجہ کفر قطعی کی پائی نہ جائے۔ جیسا کہ جو فرضی نماز روزہ کا پابند ہو کر یہ کہے کہ بخیر ہی اصل میں حضرت علی رضی اللہ

عنه کے واسطے اتری تھی، ناحق جبریل نے حضرت کو دے دی۔ تو ایسے اہل قبلہ کو ضرور  
 بالضرور کافر قرار دینا لازم ہے بلکہ جو عالم ایسے رافضی کو کافر قرار دے وہ خود کافر ہو  
 جاتا ہے۔ اسی طرح سو وجہ کفر کا مسئلہ بھی غلط ہے ورنہ جو شخص نماز روزہ کا پابند ہو کر  
 بتوں سے مراد اپنی مائتکا ہو اور بتوں کو بھی سجدہ کرتا ہو تو اس شخص کو تم لوگ معاذ اللہ  
 مسلمان سمجھو گے حالانکہ ایسے شخص کے کفر میں کسی کو بھی کلام نہیں اصل میں سو وجہ کے  
 مسئلہ کے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی شخص نے ایک کلمہ کہا اور اس کلمہ کے سو معنی ہیں۔ باعتبار  
 ایک معنی کے وہ کلمہ کفر نہیں ہو سکتا باقی ایک کم سو معنی اس کے سب کفر کی طرف عائد ہیں  
 تو ایسی صورت میں مفتی کو لازم ہے کہ بلا تحقیق اس پر فتویٰ کفر جاری نہ کرے جیسا کہ  
 ایک شخص کو کسی دوسرے کے نماز کے واسطے بلایا اس نے نماز پڑھ لی انکار کیا کہ میں نماز  
 نہیں پڑھتا تو یہ انکار اس کا اگر نماز کو برا بھلا جان کر ہوا یا نماز کے فریضت کا منکر ہے یا نماز  
 کا پڑھنا اس کے نزدیک حقیر لوگوں کا کام ہے وغیرہ وغیرہ جن کا مرجع کفر کی طرف  
 ہے تو بے شک وہ شخص شرعاً کافر ہے اگر غرض اس کی اس انکار سے صرف یہی ہے کہ  
 میں نماز تیرے کہنے سے ادا نہیں کروں گا خود اپنی خوشی سے ادا کروں گا تو اس صورت  
 میں یہ انکار کفر نہیں ایسی صورتوں میں مفتی کو لازم ہے کہ بلا تحقیق نیت کے کفر کا فتویٰ  
 دینے میں جلدی نہ کرے، ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں ان دونوں مسئلوں کو  
 وضاحت کیساتھ بیان کیا ہے۔ رسالہ فیوضات مکی کے آخر میں جو مولوی رشید احمد  
 کنگواہی کی تردید لکھی گئی ہے اس میں اس راقم نے خوب ببط سے اس کا کفر ثابت کیا  
 ہے۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاقِحِينَ۔ (پ: ۹)  
 (اعراف آیت ۸۹) آمین ثم آمین، الرافقہ خدام الطلاب محمد عفی عنہ

لدهیا نوی .. احباب من اجاب بقلم دین محمد ساکن موضع یلیدال۔ ابتداء میں جب مولوی عبداللہ صاحب مرحوم نے قادیانی کو کافر کہا تھا۔ اور لوگوں کو اس کے کفر کا یقین نہیں آتا تھا اور قادیانی کا لودھیانہ میں آنے کا چرچا تھا مولوی صاحب مرحوم نے شب کو یہ خواب دیکھا کہ تین شخص ایک آگے اور دو اس کے پیچھے چلے آتے دور سے نظر پڑے اور تینوں نے دھوتیاں ہندوؤں کی طرح باندھی ہوئی ہیں۔ جب قریب آئے تو جو شخص امام کی طرح آگے تھا اس نے دھوتی کی بندش کو کھول کر تہ بند کی بندش مسلمانوں کی طرح کرنی اور غیب سے آواز آئی کہ قادیانی یہی ہے، چنانچہ فجر کو یہ خواب لوگوں کو سنایا گیا اور تعبیر اس کی یہ بیان کی گئی کہ یہ شخص نظام لباس اسلام کا پہن کر لوگوں کو مشل اپنے کذاب بنانا چاہتا ہے اسی روز بوقت نصف النہار قادیانی مع دو ہندوؤں کے لودھیانہ میں آیا جس سے صداقت خواب مولوی عبداللہ صاحب مع تعبیر بخوبی پایہ ثبوت کو پہنچی اسی طرح اور بہت خواب بزرگان دین کو اس کی تفصیل و تکفیر کی تائید میں معلوم ہوئے۔ آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین علی آلہ واصحابہ اجمعین۔

خادم الطالبیاء محمد عقی عنہ لودھیانوی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

تقریظ حضرت مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب واعظ نقشبندی لودھیانوی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بعد الحمد لمن هداانا وعلمنا والصلوة علی نبیہ مولینا وآلہ وصحبہ  
وکل من کان علی الہدایا مقتدیا او اماما اجمعین۔ معلوم ہوا کہ اس

خاکسار عبدالعزیز بن مولیٰ مولیٰ عبدالقادر مرحوم نے کتاب حد اسمیٰ بہ کلمہ فضل  
رحمانی بجاوہ اوہام غلام احمد قادیانی کے بعض مقامات کو سماع کیا جس سے دریافت  
ہوا کہ یہ کتاب خواص دعوا کو واسطے دفع کید مرزا قادیانی و حفظ عقائد ایمانی در باب  
عیسیٰ و مہدی یمانی کافی و ثانی ہے۔ امید کہ جس کو ہدایت یزدانی و شکری ہو خواہ  
مرزائی نہ ہو راہ ہدایت پر آئے اور مصنف کے حق میں دعا خیر اور شکر یہ ادا کرے کہ  
مجھے قعر جہنم سے نکال کر ریاض جنت دلایا اور دعا کرے کہ اے اللہ جل و علا اسی عمل  
کے عوض اس کو مقرب اپنا بنا۔ آمین۔ فقط واللہ اعلم و علمہ اتم۔

الراقم عبدالعزیز بن مولیٰ مولیٰ عبدالقادر لودھیانوی۔

تقریظ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب لودھیانوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خادم امّیلاً۔ مسکین اسماعیل خدمت اہل اسلام میں عرض کرتا ہے۔ کہ میں نے چند  
مقامات اس رسالہ کے سنے حقیقت میں رسالہ واسطے تعلیل اور تحقیر کے اظہار کرنے  
میں کافی اور دانی ہے۔ اہل اسلام پر لازم ہے کہ اس غرّت سے دور رہیں۔ وَاللّٰهُ  
یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ (پ ۲ سورۃ بقرہ آیت ۲۱۳)

راقم۔ خادم العلماء محمد اسماعیل خواہر زادہ مولوی عبدالقادر لودھیانوی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالحسن محمد عبدالحق صاحب سہارنپوری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامد امصلیا۔ اما بعد اس احقر الخلاق نے یہ کتاب لاثانی مسمیٰ بہ ”کلمہ فضل رحمانی“  
 بجواب اوہام غلام قادیانی مؤلفہ قاضی فضل احمد صاحب گورداسپوری لا ذال علیہ الفضل  
 الربانی۔ مختلف مقامات سے دیکھی شرع شریف کے مطابق اور عین صواب پائی اس  
 کے مصنف کی سعی جمیل فی سبیل اللہ کو دیکھ کر بے اختیار زبان و قلم دعائے شکر اللہ تعالیٰ  
 نکلتی ہے۔

خاص و عام اہل اسلام کی خدمت میں عرض ہے کہ اس زمانہ میں کہ شرعی درجہ اور  
 طرہ سے خالی ہے۔ اور بعض بے دینوں نے اس کو زمانہ آزادی خیال کیا ہے کہ شرع  
 کے احکام اور کالیف اسلام سے آزاد ہیں اور جو چاہتے ہیں کہتے اور لکھتے ہیں اکثر  
 لوگوں نے باغوائے ورنس دین اسلام میں رجسٹر اندازی چاہی ہے۔ مگر حکم آیت و انفا  
 لہ لحاظ ظنون خداوند تعالیٰ اپنے دین اور اپنی کتاب کا خود نگہبان ہے۔ جہاں کوئی ایسا  
 بے دین سراٹھاتا ہے اس کے سر کو ب بھی فوراً موجود ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی زمانہ  
 آزادی نام میں یہ قادیانی صاحب مطلق العنان ہوئے اور اپنے شیطانی خیالات کو  
 الہامات سمجھ کر اتنے بڑھے کہ بڑھتے ہی گھٹ گئے اور ادج سے حقیض پر جا  
 پہنچے۔ اول ہم ان کے اچھے خیالات سنا کرتے تھے۔ مگر اب بالکل برعکس ہو گئے حتیٰ  
 کہ دعویٰ مسیحیت کر کے گویا مسیح ہی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو گمراہی کے خیال اور  
 ضلالت کے اقوال سے بچائے۔ آمین۔ یہ کتاب مستطاب فی الواقع اہل ایمان کیلئے  
 حیات قلبی اور بصیرت باطنی کی موجب ہے۔ جس سے عام و خاص مردمان اسلام ایسے  
 مدعیان بے دین کے اقوال ضلالت استعمال کو بخوبی تمیز کر سکتے ہیں۔

یہ کتاب لو تاملہ ضریر لا صحیح وہو ذوبصر صحیح

فانی لا یخل و فیہ مغیہ یذکرنا بحجۃ المسح

اور درحقیقت یہ قادیانی اپنی کیدانی باتوں سے شرع شریف میں رخنہ انداز ہے اس کی صحبت موجب گمراہی اور اس کے اقوال سے بے راہ کرنا چاہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل اطہار کی برکت سے ہم سب مسلمانوں کو ان کے شر سے بچائے۔ آمین اللہم آمین۔

معروضہ ابوالاحسان محمد عبدالحق سہارنپوری عفا اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۱۹۔ دسمبر ۱۸۹۸ء۔

☆☆☆☆☆☆

تقریظ مولوی نظام الدین صاحب مدرس مدرسہ حقانی لودھیانہ

هو الهادي . بسم الله الرحمن الرحيم .

اللهم ربنا اهدنا الصراط المستقيم . اللهم ربنا انصر من نصر دين محمد صلى الله عليه وآله وسلم واجعلنا منهم . اللهم اخلد من خلد دين محمد صلى الله عليه وسلم ولا تجعلنا منهم . اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه . وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه .

اما بعد۔ کترین نے اکثر مقامات سے ”کلمہ فضل رحمانی“ کا مطالعہ کیا۔ گوکہ اس سے پہلے بھی اپنی اپنی طرز پر مناظرین علماء دین نے عقائد باطلہ مخترعہ مرزا کا خوب ہی قلع قمع کیا ہے۔ لیکن یہ جدید تفسیف اپنی طرز تالیف میں نہایت ہی دلپذیر اور اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ وجہ یہ کہ اس کتاب کا مصنف عموماً مرزا ہی کی تصانیف سے اپنے براہین و دلائل لایا ہے۔ اور دروغ گو کو اچھی طرح اس کے گھرنیک پہنچایا ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص مناظرہ اور بحث و مباحثہ کی کوئی کتاب بناتا ہے اس

کے ہر پہلو پر دور اندیشی سے نظر دوڑاتا ہے۔ تاکہ کسی کو حرف گیری کا موقع نہ ملے۔  
 خصوصاً مرزا نے تو (بقول خود) اپنی کتابوں کو وحی اور الہام سے لکھا ہے اور مرزا اپنی  
 وحی اور الہام کو قطعی اور واجب العمل بھی سمجھتا ہے۔ پس یہ نہایت ہی عمدہ بات ہوئی کہ  
 اسی کا جواب اسی کی کتاب سے ہوا اور یہ بعینہ ایسی مثال ہے۔ جیسا کہ کوئی مغرور  
 و متکبر و گردن کش پسماندہ و جھوٹا ہو کر اور ہتھیار باندھ کر میدان کارزار میں آئے۔ اور  
 نبرد آزماؤں کو اپنے مقابلہ میں بلائے۔ دوسری جانب سے ایک بندہ خدا تنہا بلا  
 ہتھیار مردانہ دار اس سے برسر پیکار ہو کے اسی کے ہتھیاروں سے اسی پر وار کرے۔  
 اور اسی کی شمشیر سے اسی کا سر قلم کوٹے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ مرزا اپنے ادہام باطلہ اور  
 عقائد فاسدہ کا خود ہی مخترع نہیں ہے۔ بلکہ اہل فلسفہ اور ملاحدہ اور معتزلہ اور نیچر یہ کی  
 کاسہ لسی کی ہے۔ اور انہیں کی قے چائی ہے۔ چنانچہ ماہرین کتب پر پوشیدہ نہیں ہے  
 خلاصہ یہ کہ یہ کتاب لا جواب ہے۔ اور صداق مثل مشہور اسی کی جوتی اسی کا سر ہے۔

والسلام

المفتقر الی اللہ الصمد فقیر نور محمد عفی عنہ مالک مطبع حقانی نووہیانہ۔

حامداً مصلیاً۔ میں نے کتاب سہمی ”بکلمہ فضل رحمانی بجواب ادہام غلام قادیانی“  
 مؤلفہ جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر نووہیانہ کو اول سے آخر تک پڑھا  
 نہایت مدلل دلائل و جواب پایا۔ اس کتاب میں مرزا صاحب کے ہر ایک عقیدہ باطلہ کی  
 تردید بڑی پرزور تقریروں سے کی گئی ہے۔ خداوند جل و علا مؤلف صاحب کی سعی  
 قبول فرمائے اور قادیانی اور اس کے حواریین کو توفیق ہدایت کرے۔ اور عامہ اہل



اسلام کو اسکے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

(مسکین نظام الدین غنی عندہ مدرس مدرسہ حقانی لودھیانہ)

تقریظ حضرت مولانا و بالفضل اولینا مولوی محمد عبداللہ

صاحب فاضل ٹوکی اول مدرس عربی یونیورسٹی لاہور۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْأَمِينِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ۔ اما بعد

اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خیالات اور دعویٰ اس قدر ضعیف و خف ہیں۔ کہ ان کی صحت و صداقت کی طرف کسی ادنیٰ ذی ہوش کا تامل ہونا بھی مستبعد تھا

چہ جائیکہ علمائے اسلام کو ان کے نقص و کسر کیلئے تالیفات کی ضرورت پڑتی لیکن افسوس ہمارے ہی بعض اہل علمات (تلفظ سے محروم ہونے کے ساتھ بھی بزم خود فقہائے

اعلام کی اغلاط اور مخفیات کو پبلک کے سامنے لا کر اپنی فضیلت کا ثبوت دینے میں

کوشش کرتے رہے ہیں) مرزا صاحب موصوف کی براہین احمدیہ پر نہ صرف ایمان

ہی لے آئے بلکہ ان کے زعم رسالت و نبوت، وحی و الہام اور خیال ممانکت مسیح علیہ

الصلوٰۃ والسلام کو ایک کافی عرصہ تک بزم خویش پر زور تحریروں سے رونق دیتے رہے۔

ایسی حالت میں عوام الناس اور خصوصاً ان بچارے نادان مسلمانوں کا جو پہلے ہی

علمائے اسلام سے بدظن اور ان کی مخالفت سے بے پرواہ تھے لغزش میں آ جانا اور مرزا

صاحب کے خیالات کو سادگی سے تسلیم کر لیتا بالکل قرین قیاس تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور

مجبوراً علمائے اسلام کو بھی باقتضائے فرمان نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام "من ذائے

منکم منکر الفلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فلبسانہ فان لم یستطع فبقلبہ  
 وذالک اضعف الایمان۔“ اپنا فرض کفایہ ادا کرنے میں کوشش کرنی پڑی  
 جنہوں نے اپنی قیمتی تالیفات سے اہل اسلام کو فائدہ پہنچایا۔ کلمہ فضل رحمانی بھی جس کا  
 معتد بہ حصہ میری نظر سے گزرا ہے۔ اس قسم کا ایک رسالہ ہے۔ اور اپنے عام فہم اور  
 سلیس البیان ہونے کے لحاظ سے ممکن ہے کہ پبلک کو زیادہ مستفید ہونے کا موقعہ  
 دے۔ اس کے مولف مولوی قاضی فضل احمد صاحب نے الزامی جوابات کی استعمال  
 کی خصوصیت کو بہت زیادہ مد نظر رکھا ہے جو بیشک موثر اور دل پسند طریقہ ہے مجھے امید  
 ہے کہ عام مسلمان جن کو پیچیدہ تقریروں اور تحقیقی جوابات سمجھنے میں بہت کچھ دشواری  
 ہوتی ہے۔ اس رسالہ سے کافی فائدہ اٹھائیں گے۔ جزاء اللہ عنا وعن سائر المسلمین  
 خیر الجزاء۔

کتبہ العبد المذنب المفتی محمد عبد اللہ عفا عنہ باحناہ۔ ۱۹ شوال ۱۳۱۵ھ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ملک کے بہت سے نامور علماء و فضلاء کی جانب سے بوجہ ان کے سفر میں ہونے  
 کے تقاریر نہیں پہنچ سکیں۔ جس وقت پہنچ جائیں گی وہ بھی بطور ضمیمہ اخبار و فادار میں  
 شائع کی جائیں گی۔ جو اسی کتاب کے ناظرین کی خدمت میں ابلاغ ہوں گی یہ تقاریر  
 حسب ذیل علمائے ہندوستان کی ہوں گی۔

(۱) جناب مولوی لطف اللہ صاحب علی گڑھی مفتی دارالسلام حیدر آباد کن۔

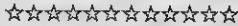
(۲) جناب خان بہادر مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی۔

(۳) جناب مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب مفسر تفسیر حقانی دہلوی۔

(۴) جناب مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب سجادہ نشین بھلواڑی شریف پٹنہ۔

(۵) جناب مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب آروی۔

(۶) جناب مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری۔



جناب باری میں مالک اخبار و فادار کی سچی التجاء مرزا صاحب قادیانی

کے الہامات وغیرہ کی نسبت اور اس التجاء پر بشارت ایزدی

آج رات دو بجے بعد نماز تہجد میرے دل میں اتفاقہ خیال گذرا کہ جناب قاضی

فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس لودھیانہ نے اسلامی حفاظت کے خیال سے بلا

کسی ذاتی مخالفت کے جناب مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور کی

تصانیف کی تردید میں جو کتاب موسوم بہ ”کلمہ فضل رحمانی“ بجواب ادھام غلام احمد

قادیانی لکھی ہے۔ اور جس پر ملک کے نامور مولوی صاحبان نے اپنی اپنی اسلامی

حمیت سے رائیں لکھ کر یہ ثابت کیا ہے۔ کہ مرزا صاحب قادیانی لاریب۔ و جال۔

کذاب۔ مخالف اسلام اور اہل اسلام۔ مفتری وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ایسا ہی اس کتاب

سے پہلے بہت سے علماء دین ان کے خلاف تکفیر کا فتویٰ بھی دے چکے ہیں۔

کلمہ فضل رحمانی کے مولف صاحب نے بھی مرزا صاحب کو کذاب۔ باطل۔ مکار اور

خارج از اسلام۔ عبدالدرابم والد ثانیہ۔ خود غرض وغیرہ لکھ کر مرزا صاحب کی پیش

گوئیوں کو باطل محض اور ان کے دعویٰ مسیحائی مہدویت کو مکاری۔ فریب پر بدلائل

مہقول ثابت کر کے مرزا صاحب کی اپنی ہی تصانیف سے بحوالہ ان کی کتاب کے صفحہ،

سطر کے مرزا صاحب کے تمام دعادی کی اصلیت ظاہر کر دی ہے۔ جس سے ہر ایک  
 مسلمان کو پورا یقین ہوتا ہے کہ واقعی مرزا صاحب قادیانی کے تمام دعادی غلط  
 ہیں۔ اور وہ سچ و دنیا پرست اور اسلامی اصول سے بہت دور ہیں۔ ادھر مرزا صاحب  
 کی اپنی تصانیف سے جو صاحب مولف کتاب نے بحوالہ ان کے صفحہ، سطر اس کتاب  
 میں حرف بحرف عبارت یا فقرے نقل کئے ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا غلام  
 احمد صاحب نے بھی پیغمبر اسلام اور دیگر پیغمبروں، اولیاءوں، انبیاءوں اور تمام دنیا کے  
 گذشتہ و موجودہ بزرگوں کو بدرجہ غایت گالیاں دیکر اپنے کو مسیح موعود۔ مہدی مسعود۔  
 ملہم۔ خدا سے ہمسا کام اور پھر روز مرہ باتیں کرنے والا اپنے ایسے یقین سے ظاہر  
 کیا ہے کہ کسی کو سوائے لاجول پڑھنے کے کوئی عمل ظاہر نہیں حتیٰ کہ مرزا صاحب نے اپنی  
 تصانیف اور اشتہارات میں آجکل کے تمام دنیا کے صاحب فتویٰ علماء فضلاء کو بد  
 ذات۔ بے ایمان۔ شیطان وغیرہ ایسے دل آزار فقرات لکھے ہیں کہ خدا یا حیرتی پناہ۔  
 اور ایسے ہی اپنے الہامات میں کسی کی جوان لڑکی کا اپنے ساتھ آسمان پر نکاح ہونا اور  
 زمین پر نہ ٹٹنا بیان کر کے بصورت خلاف اس کے والد اور خاوند کی موت اور تمام آسمانی  
 مصیبتوں کا ان پر نازل ہونا بذریعہ اپنے الہام کے بیان کیا ہے اور پھر کسی کے لئے  
 ایک سال کسی کے لئے ۸ ماہ کسی کے لئے دو سال کسی کیلئے چھ سال تک مرنے کی پیش  
 گوئی کر کے اس پر ہزاروں روپیہ کی شرطیں باندھ کر آخزانہ کے غلط محض ہونے پر مرزا  
 صاحب کا یہ کہہ دینا کہ چونکہ اس نے دل سے ہمارے الہام اور خیال کو مان لیا ہے اس  
 لئے ایسا نہیں ہوا۔ وغیرہ وغیرہ

مرزا صاحب کے بعد ان کے مرید (جو اپنے کو مرزائی کے خطاب سے مخاطب

اور مشہور ہونا) مرزا صاحب کی مسیحائی اور مہدویت کی تقویت کا باعث سمجھتے ہیں عموماً ہر موقع پر پہنچ کر مرزا صاحب کے مرسل یزدانی۔ نبی۔ محدث ربانی۔ مسیح موعود۔ مہدی مسعود۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہونے کی منادی کر کے ان کو ”سچائی“ اور ”مرسل برحق“ اور ان کے الہام کو خدا کی باتیں ہونے کا وعظ کر کے عام اہل اسلام کو ان کی طرف رجوع ہونے کی تحریک کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرض کہ مرزا صاحب کے دعاوی۔ تصانیف ان کے مریدوں کے بحث مولف کتاب کلمہ فضل رحمانی کی بدلائل معقول تردید اور دیگر علماء فضلہ کی تقاریض اسلامی اصول کے مطابق اسلامی حفاظت کے خیالات پر غور کرتے کرتے میں نے مکرر با وضو ہو کر خاص اس معاملہ کی تحقیق کیلئے بصدق دل محض اے تعصب ہو کر بغرض اطمینان جناب باری عز و جل کو حاضر و ناظر سمجھ کر یہ التجا دی کہ۔

”اے پروردگار عالم الغیب! میں کیا اور میری ہستی و حقیقت کیا جو ایسے بھاری معاملہ میں تیرے سامنے حاضر ہو کر اپنا کوئی خیال ظاہر کر سکوں سوائے اس کے کہ میں بصدق دل یہ اقرار کروں کہ تو عالم الغیب اور کل شے محیط ہے کوئی بات اور کوئی فعل میرا ہو یا دوسرے کا۔ اچھا ہو یا بُرا۔ جھوٹا ہو یا سچا تجھ سے نہ تو پوشیدہ ہے اور نہ پوشیدہ رہ سکتا ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی تو ہر ایک فرد بشر کی نیکی بدی اور نیت و اعمال سے پورا پورا واقف ہے غرض کہ انسان کا کوئی فعل کوئی حرکت۔ کوئی ارادہ کوئی معاملہ خواہ وہ کسی غرض اور مدعا سے ہو تیرے علم سے باہر نہیں رہ سکتا۔

اے خداوند قادر مطلق! میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے اپنے فیضان خاص سے

مجھے انسان بنا کر اپنے محبوب پاک پیغمبر آخر الزمان ﷺ کی امت میں پیدا کیا اور پھر اپنی رحمانی صفات سے مجھے بتایا کہ تیرا مذہب اسلام تیرا پیغمبر برحق تیرا ہادی قرآن مجید ہے اور اس کے عالم اس کے عامل اس پر ایمان لانے والے میرے مقبول اور میرے پیارے ہیں۔ اے میرے غفور الرحیم! تو نے اپنے فضل سے یہ بھی بتا دیا کہ میں جسے رسول کہوں۔ نبی کہوں۔ پیغمبر کہوں۔ غوث کہوں۔ قطب کہوں۔ اولیاء کہوں انبیاء کہوں۔ ولی کہوں۔ وہ میرے فرستادہ ہونے کے علاوہ میرے مجوزہ قانون (فرقان حمید) کو تمہیں بغرض ہدایات سنانے والے اور تمہیں سیدھا راستہ بتانے والے ہیں۔ ان کی نصائح پر عمل کر کے بصدق دل ان کی مطابقت اور فرمان برداری

اپنا ایمان اور ایمان کا اصلی اصول سمجھو۔

۱۔ اے زمین و آسمان کے مالک خداوند! تیرے رسول مقبول نے تیرے ارشاد کے مطابق اپنی امت کو بھی ہدایت کی کہ بزرگوں کی ہدایتوں کی پابندی خداوند کریم کی رضا مندی اور خوشنودی ہے۔ تیرے رسول پاک کی یہ بھی تاکید ہے کہ علماء و فضلاء دین کی عظمت و توقیر تمام امت پر فرض ہے جو اسکے خلاف ہو تحقیق وہ مجھے اور میری امت کو بدنام کرنے والا ہے۔ پس اگر کوئی شخص تیرے کلام پاک (جو امت محمدی علیہ وسلم کے دینی اور دنیاوی امور کیلئے بوجہ احسن قانون قدرت سمجھا جا کر ہدایت کرنے والا ہے) مثل اور بغیر کسی قسم کے شک کے ایمان مضبوط کرنے والا ہے) کی بغرض شہرت مخالفت کر کے اس کے صاف اور سیدھے معنوں اور آیتوں کی الٹی تفسیریں کر کے تیرے پیغمبر کو برحق ماننے میں اپنے لفاظی دکھائے اور تیرے دیگر

پیغمبروں تیرے انبیاءوں تیرے غوث اور تیرے قطبوں کی ہدایتوں کے مطابق ان کی  
 قدم بقدم چلنے والوں اسلامی فضلاء علماء وغیرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی جھٹلائے اور  
 ان کو یوسف نجار کا بیٹا پکارے اور پھر ایسا شخص مسلمان بھی ہو تو جہد گزار بھی ہو۔ مولوی  
 بھی ہو۔ عالم و فاضل بھی ہو۔ قرآن پڑھنے والا اور سننے والا بھی ہو۔ اسکے مرید شاگرد  
 پیشہ بھی اسی کی پیروی کرنے والے ہوں۔ ان کا پیر زبان سے خدا اور رسول کی تعریف  
 بھی کرے مگر تحریر میں آکر سب کچھ لیٹا ڈبو دے۔ جس سے دوسرے مذاہب کے  
 لوگوں کو اسلام پر مذاق اور طعن سے ہنسی کا موقع ملے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو بہ توبہ استغفر اللہ  
 ایسے شخص مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں جنہوں نے اپنے ایسے خیالات سے اہل  
 اسلام اور بزرگان اسلام کو مختلف قسم کے ڈھم اور خدشہ میں ڈال رکھا ہے (جنہوں نے  
 سچ صحیح تیرے قرآنی احکام اور حدیثوں کے مناد اور مفسرین) کی بدزبانی سے توہین  
 کر کے عام پر ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ میں خدا سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور مجھے ایسے الہام  
 ہوتے ہیں۔ کہ جو شخص میری فرمانبرداری نہ کرے اور میرے الہاموں کو سچا نہ مانے  
 اور مجھے خدا کا فرستادہ نبی نہ تسلیم کرے وہ ایک سال۔ ڈیڑھ سال حد درجہ چھ سال میں  
 مرجائے گا۔ اور پھر جو تیرے پیغمبر برحق کے دین میں ایسے دوسرے اور فتور ڈالنے کیلئے  
 اپنی ایسی تصانیف کی اشاعت کر کے تیرے رسول کے اصحاب کبار کی بھی مخالفت  
 کر کے تیرے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مجذوبوں کو (جس کا تذکرہ تو نے اپنے  
 قرآن مجید میں بہت جگہ تعریف کے ساتھ فرمایا ہے) شعبہ بازی کہے۔

اے دین و دنیا کے مالک عالم الغیب خدا ! تو اپنے خدائی کے صدقہ میں  
 بظہیل اپنے محبوب پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میری اس التجا کو قبول فرما  
 کر مجھ پر صاف طور پر بلا کسی شک و شبہ کے ظاہر کر دے کہ ظاہر میں ایسا شخص جو تمام  
 احکام شرعی کا اس درجہ مخالف اور مدعی ہو۔ باطن کا حال تو جانتا ہے جس کے جاننے کا  
 مجھے کوئی علم نہیں۔ کیا وہ دراصل سچا ہے؟ یا کاذب، تین ایسے شخص کو ایسی حالت میں  
 (جو مسلمان ہو اور مولوی بھی ہو) کیا سمجھوں؟

اے میرے مستم حقیقی خداوند زمین و زمان ! تو علیم ہے۔ سمیع ہے۔ بصیر ہے تجھ  
 سے کسی کا ظاہر باطن کسی طرح بھی مخفی نہیں رہ سکتا۔ ہر مذہب و ملت کی آسمانی کتابیں  
 تیرے عالم الغیبی اور کل شئی قدیر۔ اور کل شئی محیط۔ عالم الغیب۔ ہر شخص کے ظاہر و  
 باطن۔ نیک۔ نیک۔ بد۔ نیک۔ صدق۔ کذاب۔ دل آزاری۔ دلداری۔ خود ستائی۔  
 خود داری۔ برائی۔ بھلائی حتیٰ کہ تیری بے نیازی کے اصول کے مطابق آخر الزمان صلی  
 اللہ علیہ وسلم سے پہلے پیغمبروں حضرت ذکریا۔ حضرت ایوب۔ حضرت یعقوب۔  
 حضرت یوسف تک کیساتھ تو نے جو اپنی قدرت کا اظہار کیا وہ تیری قدرت کا لمحہ کی  
 ایک مصدقہ دلیل ہے۔ تیری غیوری اور تیری قہاری سے سب نے پناہ مانگ کر تیری  
 غفور الرحیمی اور تیری رحمت کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھا تو اپنے فضل سے بندوں کو گمراہی  
 سے بچانے اپنے رسول مقبول کے دین کی حفاظت اور اپنے قرآن مجید کی نگہبانی کیلئے  
 مجھ ایسے گنہگار اور خطا کار شخص کو (جسے صرف تیرے سچے قرآن کے احکام کی تعمیل اور  
 تیرے پیغمبر برحق کے دین کی اشاعت بوجہ احسن بغیر کسی کذب کے حق و باطل کا آئینہ



دکھانا منظور ہے) کوئی خاص بشارت اور ایسی بشارت دے جس سے نہ تو میرے دل  
 میں کسی دوسرے کا گمان گذرے اور نہ مرزا صاحب اور ان کے حواریین کو اس شیطانی  
 وہم وغیرہ سے تعبیر کرنے کا موقع ہو۔ اور اس امر کا پورا فیصلہ اپنی بشارت خاص کے  
 ذریعہ سے کروے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سچے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں  
 اور انہیں جو الہام ہوتے ہیں۔ وہ دراصل سچے الہام ہیں۔ ان کے پیرو بھی غلطی پر نہیں  
 ان کی تصانیف ہر ایک طرح قابل یقین اور لائق اعتبار ہیں یا یہ کہ مرزا غلام احمد  
 صاحب کے خیالات مذہبی کے مخالفت کرنے والے سچے اور احکام خداوندی کے  
 بجالانے والے مرزا صاحب کی تصانیف سے نفرت کریں۔ مجھے اسی التجاء اور خیال  
 میں کسی قدر تندرست معلوم ہوئی تھی کہ میں سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھا ہوں ایک سفید  
 ریش بزرگ میرے پاس بیٹھے ہوئے فرما رہے ہیں۔ کہ یہ  
 دو شتم نویسہ دار عنایت اکہ حافظہ دار ہمارا آ کہ بن یغور گناہت ضامن شد  
 یہ شعر سن کر میں نے خواب میں ہی التجاء کی کہ حضرت کیا میں مرزا غلام احمد  
 صاحب کے مسیح موعود اور مہدی مسعود نہ سمجھنے کی وجہ سے گنہگار سمجھا گیا تھا جس کے لئے  
 آپ میرے ضامن ہوئے ہیں۔ یا یہ کہ میں ان کے خیالات سے خود محفوظ رہنے اور  
 عام اہل اسلام کو بچانے کا دل سے موید ہوں تو پھر انہوں نے مجھے ایک کتاب ہاتھ  
 میں دیکر فرمایا کہ اے شخص اس پر عمل کر اور یاد رکھ کہ خدا کا کلام سچا ہے اس کا رسول  
 برحق ہے۔ دین اسلام کے بزرگوں کی نسبت غیبت کرنے والا لاریب فیہ سخت ترین  
 عذاب کا مستحق اور گمراہ ہے میں ان کے ہاتھ سے وہ کتاب لیکر کھولتا ہوں تو وہ قرآن  
 مجید ہے جس کے پہلے صفحہ پر لکھا ہوا ہے۔ کلمہ فضل رحمانی اور دوسرے صفحہ پر بحجاب

ادہام غلام قادیانی۔

اسنے میں میری آنکھ کھل گئی تو صبح کی نماز کیلئے قریب کی مسجد میں مؤذن اللہ اکبر پکار رہا تھا۔ میں الحمد للہ پڑھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور وضو کرنے کے بعد صبح کی نماز ادا کر کے اپنے کتب خانہ سے دیوان حافظ منگوا کر اس اوپر کے شعر کو تلاش کرنے لگا تو میم کی روئیف میں خواجه حافظ علیہ الرحمۃ کا یہ مقطع لکھا ہوا ملا جب میں ساری غزل پڑھنے لگا تو میری خواہش کے مطابق اس غزل کا دوسرا شعر بھی دیکھا گیا۔

شکر خدا کہ ہرچہ طلب کروم از خدا بر ملجائے ہمت خود کامران شدم  
گو یا خواجہ علیہ الرحمۃ کا دوسرا شعر بھی میری التجاء کی کامیابی کے شکرانہ اور تائید میں تھا۔ میں خداوند کریم کے اس فضل عظیم اور فیضانِ خاص کا شکر ادا کر کے اسی کی ذات بے بہتا اور بے نیاز کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے میری کسی وقت کی راہ و رسم نہ خط و کتابت نہ جسمانی ملاقات نہ روحانی تعلقات غرضیکہ میری صورت شناسائی تک بھی نہیں نہ میں کبھی ان کی بیت الفکر اور بیت الذکر قادیان میں گیا۔ اور نہ وہ میرے مکان پر لا ہو رتشریف لائے اور نہ ان کی تصانیف کو میں نے بوجہ خلاف قرآن پیشگویاں کرنے کے پڑھایا پڑھنا چاہا، ہاں عبد اللہ آتھم کی نسبت انکی پیش گوئی کے غلط ہونے کے موقع پر میں نے دوسرے مسلمانوں کی طرح ان کی ایسی غلط بیانی پر (جو دراصل اسلام کے سراسر خلاف تھی) اخبار و قادیان میں افسوس اور رنج کا اظہار کیا تھا ایسے ہی اکثر میں ان کی ایسی ایسی نامعقولی پیشگوئیوں کو افسوس کے ساتھ سننا رہا مگر میں کبھی ان سے نہیں ملا۔ اتفاقہ طور پر میرے مخدوم مہربان جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لودھیانہ نے مرزا صاحب کی ایسی ناجائز خلاف اسلام

زیادتوں کو مرزا صاحب کی اپنی ہی تصانیف سے بدلائل معقول بذریعہ کتاب کلمہ فضل  
رحمانی بجواب ادہام غلام قادیانی کے مسلمانوں کو واقف کرتا چاہا کہ مرزا صاحب کے  
عقائد محض خلاف اصول اسلام ہیں اور جو کچھ دعاوی الہام - مسیح - مہدی وغیرہ کے  
کرتے ہیں محض حصول دنیا (روپیہ) کی غرض سے کرتے ہیں نہ خالفتا للہ دین کی  
غرض سے۔ جناب قاضی صاحب نے تمام کتاب میں اپنی طرف سے صرف چند  
نقرات ہی لکھے ہیں باقی جو کچھ درج کیا ہے وہ مرزا صاحب کی اپنی تصانیف کی اصل  
عبارت اور فقرے بحوالہ صفحہ سطر اور چند خطوط و تخطی مرزا صاحب اور ان کی تائید اور  
ثبوت میں دیگر خطوط ان کے الہاموں کے بطلان میں درج کئے ہیں۔ جس سے یہ  
ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات کسی کی لڑکی سے نکاح ہونے کی غرض سے  
ہوتے ہیں یا قادیان میں اپنے مکانات کو وسعت دینے کیلئے وغیرہ وغیرہ۔ پس میں  
نے جو کچھ لکھا ہے۔ اپنے ایمان اور علم و یقین سے محض بے تعصبی اور کسی قسم کی ذاتی  
مخالفت کے بغیر بالکل سچ لکھا ہے۔ خدا میرے اس بیان اور نیت کا واقف ہے اور  
میں اس کی قسم کھا کر سچ کہتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب کی تصانیف (جنکا حوالہ اس کتاب  
میں ہے) پیغمبر اسلام، اہل اسلام اور دیگر بزرگان اسلام کی مخالفت سے روپیہ پیدا  
کرنے اور دنیاوی ناموری حاصل کرنے کی غرض سے ہیں۔ نہ خدا اور اس کے  
رسول کی اسلامی اشاعت اور حق و باطل میں فرق بتا کر اصلیت ظاہر کرنے کی غرض  
سے۔ اب ہر ایک مسلمان جو قرآن اور حدیث کو ماننے والا ہے۔ اپنی اسلامی  
مخالفت اپنا کام سمجھیں۔

آخر میں یہ بھی ظاہر کئے دیتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی عادت

کے مطابق میری ذات خاص کی نسبت اور مؤلف کتاب کی نسبت بقول ان کے ایک پرلے درجہ کے معتقد مرزائی کی موت کی پیشگوئی کریں گے۔ میں اپنے حافظہ حقیقی پر پورا بھروسہ کر کے عام اعلان کرتا ہوں۔ کہ خداوند قادر مطلق اور مستقیم حقیقی مرزا صاحب کی ہر ایک قسم کی پیش گوئی خواہ وہ میری موت کی نسبت ہو یا دیگر کسی قسم کی اس میں انہیں ناکام ثابت کرے گا۔

صاحب مؤلف کتاب نے بھی اپنا خیال مرزا صاحب کی پیشگوئی پر اپنی نسبت بخوبی ظاہر کیا ہے۔ جو ناظرین نے پچھلے صفحوں میں ملاحظہ فرمایا ہے۔ اور بس۔ مرزا صاحب کی پیشگوئی میری نسبت اور مؤلف کتاب کی نسبت جو کچھ ہوگی وہ بھی اس کتاب کے ناظرین کی نظر ہوگی۔

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا  
OF AMLESTINAT LAM JAMAAT  
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

خادم علماء و فضلاء دین متین

بندہ ناچیز کترین محمد فضل الدین عقی عند مالک اخبار و فواد ارلاہور

۱۴۔ جمادی الاول ۱۳۶۶ھ مقدس



مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنے بیٹوں کے عاق کرنے اور اپنی بیوی

دینے کی دھمکی کے متعلق مرزا صاحب کا اشتہار مورخہ ۲۔ مئی ۱۸۹۱ء

(مطبوعہ حقانی پریس لودھیانہ)

وہ اشتہار یہ ہے۔

قولہ : ناظرین کو یاد ہوگا اس عاجز (مرزا صاحب) نے ایک ویٹی  
 خصومت کے پیش آجانے سے اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد گاماں بیگ  
 ہوشیار پوری کی دختر کلاں کی نسبت بنگم والہام الہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی  
 طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے  
 گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے میری  
 طرف لے آئے۔ اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو  
 نائب تحصیلدار لاہور میں ہے۔ اور اس کی مائی صاحبہ اس مخالفت پر آمادہ ہو گئی اور  
 تجویز میں ہے کہ اس لڑکی کا نکاح کسی سے عید کے دن یا اسکے بعد کیا جائے ہر چند  
 سلطان احمد کو سمجھایا کہ تو اور میری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم  
 سے جدا ہو جاؤں گا۔ تاکیدی خط لکھے، میرے خط کا جواب نہ دیا۔ اور ہلکی  
 بیزاری ظاہر کی۔ لہذا میں آج کی تاریخ سے کہ ۲۔ مئی ۱۸۹۱ء ہے۔ عوام اور خاص  
 کو بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں۔ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے اور اس  
 لڑکی کا کسی اور سے نکاح ہو گیا تو اسی روز سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا  
 اور اسی روز اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل  
 احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن  
 جو اس کو نکاح کی خبر ہو طلاق نہ دے۔ تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اس  
 نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی اور قرابت اور ہمدردی دور ہو جائیں گے اور کسی

نیکی بدی رنج و راحت شادی اور ماتم میں اس سے شراکت نہیں رہے گی ان سے  
 کچھ تعلق قطعاً حرام اور ایمانی غیور کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ بلفظ  
 ملخصاً۔ الشہر مرزا غلام احمد... لودھیانہ، ۲۔ مئی ۱۸۹۱ء حقانی پریس لودھیانہ  
 مندرجہ عنوان اشتہار کی علت ثنائی مرزا صاحب کی وہ پیش گوئی ہے جو مرزا  
 احمد بیک صاحب کی دختر سے مرزا صاحب کا نکاح ہونے کیلئے مرزا صاحب کو  
 الہام ہوا تھا اور جو بقول مرزا صاحب کے یہ امر آسمان پر ہو چکا ہے جو زمین پر  
 کبھی نہیں مل سکتا جس کے متعلق مرزا صاحب کے اپنے دستخطی خطوط اس کتاب  
 میں درج ہیں۔ ناظرین کو بخوبی واضح ہو جائے گا کہ مرزا صاحب کا الہام کیسا  
 الہام ہے جو باوجود مرزا صاحب کے آسمان پر نکاح باندھ دینے کے زمین پر اور  
 شخص سے نکاح کو شکل کر دیتا ہے۔ اور پھر ایسا مضبوط کہ باوجود اس وقت تک  
 یعنی آٹھ سال گزر جانے اور اس منکوحہ کے بکثرت صاحب اولاد ہونے کے بھی  
 (اور مرزا صاحب کے خدا جو انہیں ہمیشہ ایسے شیطانی الہام کیا کرتا ہے) مرزا  
 صاحب سے بھی نہیں توڑا گیا۔ اور پھر ایسا الہام صرف ایک دفعہ نہیں ہوا بلکہ متعدد  
 دفعہ مگر باوجود ہمیشہ آسمان پر سے ایسے الہام کا فیصلہ ہو کر ہمیشہ ہی زمین پر پہنچتا  
 ہے تو زمین کی ہوا لگتے ہی ٹوٹ جاتا رہا۔ اور پھر ٹوٹنا بھی کیسا کہ جس کے کسی ذرہ  
 کا بھی پتہ نہیں ملتا۔۔۔ تو بہ تو بہ آسمانی الہام نہ ہوا کوئی مٹی کا پیالہ یا کسی موچی کا کچا  
 دھاگا ہو گیا۔ استغفر اللہ کج تو یہ ہے کہ ایسے الہام اگر ٹوٹ نہ جائیں تو اور کیا  
 ہوں جبکہ وہ سچے خدا کے الہام ہی نہیں۔ وہ الہام تو مرزا صاحب کے خدا (عاجی)

کا الہام ہے (جس کے معنی مرزا صاحب کو بھی اس وقت تک معلوم نہیں ہوئے) اگر آسمانی خدا (جو تمام جہاں کا پروردگار ہے) کا کوئی الہام ہوتا تو کیا حمال کہ وہ کسی وقت بھی ٹوٹ جاتا اور پھر قادیان کی زمین پر کیا دنیا کے کسی حصہ پر بھی نازل سکتا تھا۔ اور نہ ٹوٹ سکتا مگر ہاں مرزا صاحب کے خدا عاجی کے الہام کی تعریف یہ ہے کہ زمین کی ہوا لگتے ہی ٹوٹ کر ٹل جایا کرتا ہے۔ خدائے عاجی اور پھر عاجی خدا کا آسمان اور زمین بھی ایسا ہی سمجھنا چاہئے۔ کہ جس خدا عاجی کے معنی مرزا صاحب خود نہیں جانتے تو اس خدا عاجی کے مسکن اور آسمان اور زمین کا بھی تو کوئی نشان نہیں ہوگا پس ایسے خدا اور ایسے خدا کے ملہم اور پھر ایسے خدا کے زمین آسمان پر سوائے لاجول پر ہننے کے اور کیا کہا جائے۔ ایسا شخص خدا کا فرستادہ، مرسل یزدانی، غوث، رسول، مسیح موعود، مہدی مسعود، ہونے کا مدعی ہو، اور پھر آسمانی کتابوں آسمانی پیغمبروں، آسمانی بزرگوں کو خوش گالیاں دیکر سب کچھ آپ ہی بن جانے کا عویدار ہو اور غضب یہ کہ اس کے مرید بھی اسی کے خیالات کے حامی اور مددگار ہو کر اصول اسلام کو بدنام کریں۔ ”اللّٰهُمَّ اكْفِنَا كُفْرَهُمْ بِمَا هُنْتُ“۔

تمت بالخیر .

(مرزا غلام احمد صاحب خود اور ان کے حواری دیکھیں ہماری التجا اور بشارت ایزدی پر کیا کیا تھیلیں اپنے اپنے موافق نکالتے ہیں۔ مالک مطبع)

☆☆☆☆☆☆☆☆



قادیانی دعویٰ مجدد و مہدی

اور

مسیح کا جانشین

WWW.NAFSEISLAM.

"THE NATURAL PHILOSOPHY  
OF AHLE SUNNA" WAL JAMAAT

مؤلف :

جناب عبدالستار انصاری صاحب



# انتساب

حضرت علامہ، شیخ القرآن، ابوالحکات  
پیر محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی، چشتی، نظامی نور اللہ مرقدہ

کے نام !

جن کے زور خطابت نے باطل کی گردنیں خم کر دیں۔  
جن کے حسن بیان سے دنیا کے دھانیت کا گوشہ گوشہ منور  
ہوا۔  
THE NATURAL PHILOSOPHY  
AL JAMAAT

جن کی تبلیغی مساعی نے بد عقیدگی اور آوارگی کے طوفانوں  
کا رخ موڑ دیا۔

جن کے علم و عمل کی صداقتوں نے ایوان باطل میں تہلکہ مچا دیا

اور  
جن کی نگاہ کرم سے اس ناچیز کو یہ کتابچہ مرتب کرنے کی  
توفیق نصیب ہوئی۔

خادم آستانہ عالیہ شیخ القرآن  
عبدالستار انصاری حافظ آباد

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

چند ماہ قبل مقامی گورنمنٹ ہسپتال میں زیرِ علاج ایک مریض کے ذریعہ جیسی سائز کا ایک پمفلٹ چودھویں صدی کا مجدد کہاں ہے؟ کے عنوان سے جو حافظ آباد کے مرزائی کارکنوں نے ہسپتال میں خفیہ طور پر تقسیم کیا تھا ملا۔

ایسے محمد اعظم اکسیر نے تحریر کیا اور یہ احمد اکیڈمی ربوہ کی جانب سے نامشہ جمال الدین انجمن کے ذریعہ تمام محمد بن لاہور آرٹ پریس لاہور سے شائع ہوا ہے۔ جس میں اول مرزائی مصنف نے ابو داؤد جلد ۲ ص ۲۴۱، مشکوٰۃ ص ۳۶ کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ ”خدا اس اُمت میں ہر صدی کے سر پر مجددین بھیجتا رہے گا“

دوم ۱۲۹۱ھ میں شائع ہونے والی ایک غیر معروف اور گنہام مصنف کی کتاب ”حجج الکرامہ“ میں مذکورہ حدیث کے تحت آئینہ تیرہ صدیوں کے مجددین کی تفصیل پیش کی ہے۔

سوم تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست لکھ کر ۱۴ ویں صدی کے مجدد کے متعلق پوچھا گیا ہے کہ کہاں ہے؟

چہارم: ”مجدد عصر کا اعلان“ کے تحت لکھتے ہیں ”فرمودہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عین وقت پر مرزا غلام احمدؑ دایانی بانی

جماعت احمدیہ نے اعلان فرمایا۔

”جب تیرھویں صدی کا آخر ہوا۔ اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا۔ تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔ (کتاب البریۃ ص ۱۶۸ احاشہ)  
 ابن خلدون خدا را سوچئے با کے تحت لکھتے ہیں کہ ”۸ نومبر ۱۹۸۰ء کو چودھویں صدی ختم ہو چکی ہے۔ سوچئے اور سوچ کر بتائیے کہ فرمودہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق چودھویں صدی کا مجدد وسیح و مہدی کہاں ہے۔“

مرزائی مصنف نے اس مختصر تحریر میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ حالانکہ جہاں یہ کوشش اور جسارت قلب اسلامیہ کے اجتماعی عقیدہ کی توہین ہے۔ وہاں ہم میں قومی اسمبلی کے پاس کردہ ترمیمی قانون کی کھلی توہین اور باغیانہ جرات بھی ہے۔

مصنف کے تحریر کردہ الہام سے بقول مرزا قادیانی اللہ کی طرف سے صرف مجدد ہونے کی خبر دی گئی تو مرزا غلام احمد نے ”کھڑے ہونے کی جگہ مل جائے تو بیٹھنے کی جگہ خود بنا لوں گا،“ کے مصداق مجدد کے ساتھ نبوت کا فرائض دعویٰ کر دیا۔

بات مجدد تک پہنچی تو شاید امت مسلمہ میں اتنے جوش و خروش کا مظاہرہ دیکھنے میں نہ آتا۔ لیکن قادیانی نے دعویٰ نبوت کر کے قرآن پاک اور احادیث

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت کا انکار کر کے صریح کفر اختیار کر تو پھر جب  
مسلمان ہی نہ رہا تو مجددِ محدث اور ولی کیسا؟ اور دعویٰ نبوت جو تقریباً  
۱۹۰۰ء کے بعد کیا گیا۔ اس سے پہلے خود مرزا غلام احمد آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے بعد دعوائے نبوت کرنے والے کو کافر اور مسلمہ کذاب کا بھائی لکھتا  
رہا۔ جبکہ بقولِ نادیاں کذاب کے وحی کا آغاز ۱۸۹۶ء میں سیالکوٹ ملازمت  
کے دوران شروع ہو چکا تھا۔ وحی والہام جو بقولِ مرزا کے اللہ کی طرف سے ہوا  
تو ۱۹۰۰ء تک ہوتی ۳۴ سال ہو سلا دھار بارش کی طرح وحی کرنے والے نے  
بھی مرزا صاحب کو آگاہ نہ کیا کہ آگے چل کر تو خود اپنے تحریر کردہ احکام کے  
جان میں پھنس جائیگا۔ واقعہ دروغ گو حافظہ نہ باریک بینی کے مصداق  
۱۹۰۲ء تک جسے یہ خود ساختہ حاملِ وحی اور الہام کا دعویٰ دار کفر سمجھا رہا  
اُسے اسلام سمجھنے لگ گیا۔ طے شدہ بات ہے کفر بہر حال کفر ہی رہتا ہے کسی  
کے سمجھنے سے اسلام نہیں بنتا۔ فرعون و عمرو کو کچھ بد نصیب اگر اللہ سمجھ نہیں  
تو وہ اللہ نہیں بنیں گے۔ صرف سمجھنے والے کافر ہوتے۔ زہر زہر ہے اسکو تریاق  
کہہ دینے سے اس کی حقیقت نہیں بدلتی۔ ازاں بعد دعویٰ نبوت و رسالت  
میں بھی کیا آیات قرآنی کو اپنے متعلق چسپال کرنے کی کوشش کی گئی۔ نہ ماننے  
والوں کو کافر وغیرہ لکھا گیا۔

غیر احمدیوں کے بچوں تک کے جنازے پڑھنے حرام قرار دیئے گئے بلکہ  
خود مرزا نے اپنے بیٹے فضل احمد کا جنازہ نہ پڑھا اس لیے کہ اس حکمرانِ مہرِ رضی اللہ  
عنه جیسے خوش نصیب ابو جہل جیسے باپ کو نہیں مانا تھا۔ اور مشہور بات ہے

کہ ظفر اللہ نے باوجود پاکستان کے دذیر خارجہ ہونے کے بانی پاکستان قائد اعظم  
رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں شرکت نہیں کی بلکہ علیحدہ کھڑا رہا اور پوچھنے پر صاف  
صاف کہہ دیا کہ مسلمان حکومت کا کافر وزیر مجھے سمجھ لویا کافر حکومت کا مسلمان  
وزیر مجھے سمجھ لو۔

میں نے ایک پمفلٹ ۱۹۶۴ء میں حافظ آباد کے ایک منتخب ممبر قومی  
اسمبلی کے لئے لکھا تھا۔ تاکہ اسمبلی میں اسلامیان علاقہ حافظ آباد کی نمائندگی کرتے  
ہوئے میرزا نیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کی حمایت کرے۔ اس  
مختصر پمفلٹ میں تصویر کے دونوں رخ دیکھائے گئے۔ میرزا پہلے کیا کہتا رہا اور

بعد میں پسند اور انگریز کی شہ پر کیا کچھ کر گندرا۔  
مخالف عامہ کے پیش نظر اسے بھی شائع کر رہا ہوں۔ کہ عوام الناس خود  
مطالبہ کریں اور سمجھیں کہ چودھویں صدی کا قادیانی و جال کذاب یا ستیا دس  
بہی طرح اپنے تیار کردہ دام میں الجھ کر پھڑپھڑا رہا ہے۔

## بعثت محمدی کی خبر

حدیث شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
سے راوی ہیں۔ فرمایا :-

إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْ يَجِدُ  
لَهَا دِينَهَا (مشکوٰۃ شریف)

بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے ختم پر ایسا شخص بھیجے گا جو امت

کے لیے اس کا دین تازہ کرے گا۔

## حدیث تجدید کی شرح اور مجددیت کی حقیقت

حاشیہ از مفتی غلام سرور صاحب قادری رضوی ایم۔ اے اسلامک یونیورسٹی بہاولپور  
یعنی جب علم و سنت میں کمی اور جہل و بدعت میں زیادتی ہونے لگے گی تو اللہ  
تعالیٰ اس صدی کے ختم یا شروع پر ایسا شخص پیدا کرے گا جو سنت و بدعت  
میں امتیازی شان پیدا کرے گا۔ علم کو زیادہ اور اہل علم کی عزت کرے گا۔  
بدعت کا قلع قمع کرے گا۔ اور اہل بدعت کی شوکت توڑ دے گا۔ وہ خدا کے  
پیغام کو کسی سے نہیں ڈرے گا۔ یہ سرکف ہو کر دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے

گاڑے گا۔ THE NATURAL PHILOSOPHY

شیخ ابوزہرہ مصری نے اپنی کتاب اسلامی مذاہب میں قادیانی عنوان کے  
تحت لکھا ہے کہ :-

ہمارا صاحب کا مجدد والی حدیث سے منسک ! تو اس ضمن میں عرض  
یہ ہے کہ مجددین سابقین نے نہ نبوت کا دعوایہ کیا اور نہ معجزات کا۔ پھر مرزا  
ایک مستثنیٰ شخصیت کیونکر ہو سکتے ہیں۔

مرزا صاحب کی تعلیمات کا اسلام سے کوئی سروکار نہیں۔

(اسلامی مذاہب ص ۳۸۸)

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۞

## شانِ مجدد

اللہ تعالیٰ نے جہاں امتِ محمدیہ پر اپنی ہر نعمت تمام کر دی اور  
دینِ خفیف کو مکمل فرمادیا۔ وہاں نبوت کا سلسلہ عالیہ بھی سرورِ کائنات حضور  
سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر ختم کر دیا۔  
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اصلاحِ خلق اور نفاذِ واجباتِ احکامِ شرعیہ

کا مقدس فرضِ علم و صلحا را امتِ بجالانے رہے۔  
ابردور میں کالمیں کی ایک جماعت سرگرم عمل رہی ہے جو صداقتِ عرف  
عشق وین اور پاکیزگیِ قلب کے اعتبار سے عامۃ الناس میں ممتاز رہی ہے۔  
ایسے افراد کا ظہور حالات کی نزاکت اور ضروریاتِ زمانہ کے مطابق ہوتا ہے۔  
امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کے لاتعداد احسانوں میں  
ایک بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے اپنے دین کے احیاء و اجراء کی خاطر دنیا کو  
کسی دور میں بھی اپنے ”عبادِ الحق“ کو ”سے خالی نہیں رہنے دیا۔ تطہیر و  
تعمیر فکر، اصلاحِ احوال، تجدیدِ دین، تہذیب و تنظیم، دعوت و ارشاد۔  
تلفظ و اجتہاد، تذکر و تزکیہ، تنقید و تنقیح، حفظ و ارث و نبوت، جہاد  
بالسیف واللسان و السلم۔ قیامِ حق و ہدایت فی الارض والامت کے لحاظ  
سے ان کے کارنامے جو انہوں نے اپنے عہد میں سر انجام دیئے، ناقابل

فراموش ہیں۔

ایسے ہی کالمین ہیں بطور خاص قابل ذکر شخصیت ”مجدد“ کی ہے۔  
مجدد اپنے فکرِ صحیح کے ساتھ ساتھ اسلامی اخلاق کا بل نمونہ ہوتا ہے۔ وہ ایک  
بے باک مبصر۔ مجسمہ اشیاء اور آئینہ اسلام ہوتا ہے۔ اور حق و باطل میں ذرہ  
بھر آمیزش اور کسی قسم کی مصالحت روا نہیں رکھتا۔ فز و سلاح کے جتنے کچھ  
انعامات امت کو حاصل ہوتے ہیں۔ اُسی کے وسیلہ سے ہوتے ہیں۔  
جیسا کہ خود شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

مجدد آں است کہ ہر چہ در آں مدت از فیوض برائے امت  
رسد کہ تو تسلط اور رسد اگرچہ اقطاب و اوتادِ زمان وقت باشند۔





## مُجَدِّدِیت کی حقیقت

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر جو گونا گوں احسانات فرمائے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ان کی ہدایت کے لیے اور اپنے قرب و رضا اور جنت کا ان کو مستحق بنانے کے لیے نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ انسانی دنیا کے آغاز سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک یہ سلسلہ ہزاروں سال جاری رہا۔ اور انسانوں کی روحانی استعداد فطری طور پر بھی اور انبیاء علیہم السلام کی مسلسل تعلیم و تربیت کے ذریعہ بھی برابر ترقی کرتی رہی۔ یہاں تک کہ اب سے کوئی چودہ سو سال پہلے جب انسانیت روحانی استعداد کے لحاظ سے گویا مانع ہو گئی۔ تو حکمت الہی نے فیصلہ کیا کہ اب ایک ایسی کامل ہدایت اور ایسا مکمل دین پوری انسانی دنیا کو عطا فرمایا جائے۔ جو سب قوموں کے حسب حال ہو اور جس میں آئندہ کبھی کسی ترمیم و ترمیم کی ضرورت نہ ہو اور ایک ایسے نبی و رسول کے ذریعہ اس ہدایت اور اس دین کو بھیجا جائے جو سب ملکوں اور سب قوموں کا نبی ہو اور پھر اسی پر نبوت کے اس سلسلہ کو کو ختم کر دیا جائے۔ حکمت خداوندی نے اس فیصلہ کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعہ بھیجے ہوئے مقدس صحیفہ قرآن مجید میں ختم نبوت اور تکمیل دین کا اعلان بھی فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل پوری انسانیت کو اکٹھے

کہنے کے لیے صرف اور صرف توحید باری تعالیٰ مرکزی نقطہ اور نقطہ تھا  
 کیونکہ نبوت کسی نبی کی بھی عالمگیر نہیں تھی۔ ہر نبی ایک مخصوص علاقہ یا گروہ  
 قبیلہ کے لیے ہادی بنائے گئے تھے۔ اور ان سب میں ایک قدرے مشترک  
 اور مرکزیت ہے تو وہ توحید باری تعالیٰ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے کلمہ پر ہے اور سید  
 کا اُٹنا صلی اللہ علیہ وسلم کا سارے جہانوں کے لیے رسول و ہادی بن کر تشریف لانا  
 تمام عالمین کے لیے رحمت بن کر آنا۔ سب کو ڈر سنانے والا اور مبشر بن کے  
 سب کی طرف تشریف لانا۔ گویا اب ساری کائنات کے اتحاد کیلئے رسول کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمگیر شانوں کے ساتھ رسول اور نبی ماننا بلکہ خاتم النبیین ماننا  
 نہ حد ضروری ہے۔ آپ تاریخ عالم کا مطالعہ کریں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی بعثت سے قبل جتنے کذاب ہوئے سب اللہ رب ہونے کا دعویٰ کیا۔  
 کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ دعویٰ نبوت اہل اسلام کی مرکزیت متاثر نہیں ہوتی اور  
 دشمن کا بدن ہمیشہ مرکز دھجور ہوتا ہے۔ تبھی تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 کے زمانہ مبارک سے شروع ہو کر یعنی مسلمہ کذاب سے لے کر مرزا قادیانی تک جس  
 کذاب نے بھی کفرانہ دعوائے کیا الوہیت کے بجائے دعویٰ نبوت کیا۔  
 دشمن ہمیشہ مرکز شکن حزب لگانے کی کوشش میں مصروف رہے ہیں۔ میرے  
 نزدیک غمزد۔ شداد فرعون جیسے کافروں کا دعوائے الوہیت جتنا سنگین مرکز  
 توڑ اور کافرانہ ہے اُسی طرح مسلمہ کذاب سے قادیانی کذاب تک یا اس  
 کے بعد جتنے کذاب دعویٰ نبوت کریں۔ اُن کا دعویٰ نبوت بھی فرعون و  
 شداد سے کم کافرانہ کسی صورت بھی نہیں۔

## حفاظتِ دین کا فطری اور قدرتی انتظام

چونکہ دین قیامت تک کے لیے اور دنیا کی ساری قوموں کے لیے آیا۔ اور مختلف انقلابات سے اس کو گزرنا اور دنیا کی ساری قوموں اور ملتوں کی تہذیبوں سے اس کا واسطہ پڑنا تھا۔ اور ہر مزاج و قماش کے لوگوں کو اس میں آتا تھا۔ اس لیے قدرتی طور پر ناگزیر تھا کہ جس طرح پہلے نبیوں کے ذریعہ آئی ہوئی آسمانی تعلیم و ہدایت میں طرح طرح تحریفیں اور آمیزشیں ہوتیں۔ اور عقائد و اعمال کی بدعتوں نے ان میں جگہ پائی۔ اسی طرح خدا کی نازل کی ہوئی اس آخری ہدایت و تعلیم میں بھی تحریف و تبدیلی کی کوششیں کی جائیں۔ اور فاسد مزاج عناصر اس کو اپنے غلط خیالات اور اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کے لیے حقائق دینیہ کی غلط تاویلیں کریں۔ اور سادہ لوح عوام ان کے دجل و تبلیس کا شکار ہوں۔ اور اس طرح یہ امت بھی عقائد و اعمال کی بھول بھلیوں میں بھٹک جاتے۔ اس لیے سلسلہ نبوت ختم ہو جانے کے ساتھ ہی اس دین کی حفاظت کے لیے ایک خاص انتظام کر دیا گیا۔

کہ اللہ عز و جل نے خود قرآن پاک میں اعلان فرما کر کہ۔

إِنَّمَا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ہ کے مطابق اس

کابل و اکمل دین کی حفاظت کا ذمہ لے لیا۔ اور اس باطنی نظام کے ساتھ ظاہری نظام کا بھی اہتمام فرمایا کہ ہر دور میں کچھ ایسے بندگان پیدا ہوتے رہیں جنکو

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی خاص فہم و بصیرت عطا ہو جس کی وجہ سے اسلام اور غیر اسلام، سنت و بدعت کے درمیان امتیازی بیکر کھینچ سکیں۔ اور اس کے ساتھ دین کی حفاظت کا خاص داعیہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کے دلوں میں ڈالا جائے۔ اور اس راہ میں ایسی عزیمت بھی اُن کو عطا فرمائی جائے کہ ناموافقی سے ناموافقی حالات میں بھی وہ اس قسم کے ہر فتنہ کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جائیں۔ اور دین حق کے چشمہ صافی میں الحاد و گمراہی کی کوئی آمیزش نہ ہونے دیں۔ اور امت کے عقائد و اعمال میں جب کوئی فساد پیدا ہو یا غفلت اور بے دینی کا غلبہ ہو تو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک وفادار جانشین الشکری کی طرح وہ اس کی بیخ کنی کے لیے اپنی پوری طاقت کے ساتھ جدوجہد کریں۔ اور کوئی لالچ نہ کوئی خوف ان کے قدم رک سکے

OF AILESUNNAT WAL JAMAAT

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے اس ضرورت کا بھی اہتمام فرمایا۔ اور اس کے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف موقعوں پر حکمت الہی کے اس فیصلہ کا اعلان فرمایا کہ:-

اللہ تعالیٰ میری امت میں قیامت تک ایسے لوگ پیدا کرتا رہے گا جو دین کی امانت کے حامل و امین اور محافظ ہوں گے۔ وہ اہل افراط و تفریط کی تحریفات سے دین کو محفوظ رکھیں گے۔ اور اس آخری دین کو بالکل اصلی شکل میں امت کے سامنے پیش کرتے رہیں گے۔ اور اس میں نئی روح پھونکتے رہیں گے۔ اس کا نام کا اصطلاحی عنوان تجدد دین ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے

جن بندوں سے یہ کام لے وہی مجددین ہیں۔

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو نبوت ملنے والی نہیں۔ لہذا آپ کی شریعت کے قیامت تک محفوظ رہنے کے انتظامات بھی قدرت کاملہ کی طرف سے بیش از بیش کیے گئے۔ اور امت کو ان انتظامات سے بطور پیش گوئی کے آگاہ کر کے مطمئن کر دیا گیا۔ بعض اہم انتظامات کی خبر قرآن مجید میں ہے اور بعض کی احادیث صحیحہ میں۔ چنانچہ ہر صدی میں مجدد کا ہونا بھی انہیں انتظامات کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس کا تذکرہ احادیث صحیحہ میں ہے۔ بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ ایک

صدی میں ایک مجدد ہوتا ہے مگر یہ بات صحیح نہیں۔ مجدد کے لیے یہ ضروری

نہیں کہ اس کو اپنے مجدد ہونے کا علم ہو۔  
اللہ تعالیٰ بعض وقت اپنے کسی بندہ کو مصلحت عامہ کے لیے مخصوص کر

لیتا ہے۔ (اور اسی کے ذریعہ فائدہ پہنچاتا ہے) مجدد کی سب سے بڑی پہچان

اس کے کارنامے ہیں۔ حمایت دین اور اقامت سنت اور ازالہ بدعت

اس کی خاص شان ہوتی ہے۔ غیر معمولی کوشش اس سے ظہور میں آتی ہے۔

اور اس کی کوشش کا غیر معمولی نتیجہ یعنی توقع سے بہت زائد نکلتا ہے۔

## تعمیم تجدید

محققین کا کہنا ہے کہ امر تجدید علماء فقہاء اور مجتہدین سے ہی مخصوص نہیں

ہے۔ بلکہ بادشاہان اسلام۔ قراء محدثین۔ زاہد۔ عابد۔ واعظ و نحو صرف۔

تاریخ و سیرت کے علماء۔ سخی اور دولت مند بھی اس میں شامل ہیں۔ جو مال و دولت ٹا کر علماء کرام و مجتہدین عظام سے دین کے تجدید طلب امور کو تازہ کراتے ہیں۔ اور یہ امر کسی ایک فرقہ سے بھی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ حنفی مذہب ہو یا مالکی۔ شافعی ہو یا حنبلی۔ ہر مذہب میں مجد و پیدا ہوتے چلے آتے ہیں۔ ہاں کچھ اکابر ایسے ہیں جنہوں نے صرف اپنے ہی ہم مسلک مجددین کی فہرست معرض تحریر میں رکھی ہے۔ جس سے دوسروں کی نفی مقصود نہیں۔

حدیث شریف سے واضح ہوا کہ ایک سو سال کے بعد دوسرے صدی شروع ہو جاتی ہے۔ جس میں پہلی صدی کا کوئی شخص زندہ نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ اس اہمیت میں سو سال سے زائد عمر نادر و نادر ہی ہوتی ہے۔ البتہ دین و شریعت مظہرہ نے ہمیشہ رہنا ہے۔ اس کے احکام کو گردش گروں اور تغیرات زمانہ متاثر نہیں کر سکتے۔ وہ جیسے تھے ویسے ہی رہتے ہیں۔ ہاں ان کی افہام تفہیم اور جان پہچان والی شخصیتیں اسے عدم ہو جاتی ہیں اور دین کی دھوم مچانے والے حضرات موت العالم موت العالم کے مطابق دنیا کو سونا اور بے رونق کر کے ملک بقار کو رخصت ہو جاتے ہیں۔ آنے والی نسلوں کے انکار شریعت کے احکام سے ناواقف اور ان کے اذہان اس کی حکمتوں سے نا آشنا ہوتے ہیں۔ یہی چیز دین سے اُن کی لالچا بازی اور شریعت پاک سے بے رغبتی کا باعث ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے مسائل اور ضروریات ایسے ہجور ہو کر رہ جاتے ہیں جیسے ایک پرانی چیز کو ناقابل استعمال گروان کر اس سے نظر التفات ہٹا لی جاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ ایسی شخصیتیں جن کا ظاہر شریعت

کے احکام اور باطن طریقت کے اسرار سے آراستہ ہوتا ہے۔ بھیج کر۔  
 وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ کہ ہم اس کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہیں) کا کثر ملاحظہ ہو  
 میں لاتے ہیں۔ اور ان سے خدمت دین لیتا ہے۔ اور ان میں جذبہ احیاء  
 سنت ایسا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے کہ وہ گمراہی کے بڑے بڑے طوفانوں  
 سے ٹکرتے ہوئے گریز نہیں کرتے اور ہر طرح کے کیل کاٹنے سے عبور کر کے خدمت  
 دین کی ذمہ داری عہدہ برآ ہوتے ہیں۔

یہ بات زبان زد عام ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد مبعوث ہوتا ہے۔ مگر  
 بظن تحقیق جو مترشح ہوا ہے وہ یہ ہے کہ بیک وقت کئی ایک مجدد ہو سکتے ہیں  
 بلکہ ہوتے چلے آئے ہیں جیسا کہ عنقریب قارئین کرام کچھ مجددین حضرات سے  
 شرف تعارف بھی حاصل فرمائیں گے۔

”سُبْحَانَ اللَّهِ... اللَّهُ دَالُونَ کی مبارک زندگی باشندگان  
 جہان کے لیے ایک نعمت غفلت ہے۔ جن کے وسیلہ جلیلہ سے مصیبتیں ٹلتی اور  
 مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ اور ان کے وجود یا جود کی برکتوں سے وہ عقدے  
 ایک چٹکی سے حل ہو جاتے ہیں۔ جنہیں نہ کسی کا ناخن تدبیر کھول نہ ترازو نے  
 عقل تول سکے۔ وہ پاک شخصیتیں اپنی صورت و سیرت، رفتار، گفتار، روش  
 اور ادا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور صفات قدسیہ کی مظہر ہوتی  
 ہیں۔ وہ جہاں اسرار شریعت کی حامل ہوتی ہیں۔ وہاں رموز طریقت کی امین  
 بھی۔

تدرب خداوندی نے ہر قرن میں ایسے لوگ پیدا کیے ہیں جن کا کام ہر

خطرہ سے نڈر ہو کر راہِ حق کے ان نشانات کو بے غبار کر دکھانا ہے جو اہل زمانہ کے افراط و تفریط کی تیز اور تند لہروں سے پامال ہو جاتے ہیں۔  
 بلکہ ہر صدی کا ختم یا آغاز ایسے بیاکِ حق کے داعیوں کی نویدِ بخت کا ضرور حامل ہوتا ہے۔ اور یہ مردانِ خدا ہی ہوتے ہیں۔ جن کی علمی اور عملی جدوجہد اور نگاہِ کرم سے عالم کی بہار برقرار ہے۔ اگر ان کا وجود باوجود نہ ہو تو سب کچھ برباد ہو کر رہ جاتے۔

## مجددین کے متعلق اہم معلومات

سطور بالا جو کرسٹف ملاحین کے بیانات کی روشنی میں تحریر ہو چکی ہیں۔ ان سے جو معلومات مجددین عظام کے متعلق واضح ہوتی ہیں مختصر ایش خدمت میں۔  
 OF THE SUNNAT WAL AMARAT

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق کہ اصلاحِ حال اور دینِ حق میں تازگی پیدا کرنے کے لیے ہر صدی میں محدّد پیدا ہوتے رہیں گے۔

۲۔ مجددین ہر صدی کے کسی نہ کسی حصہ میں تجدید کے لیے ضرور ظاہر ہو کر سعی و کوشش فرمائیں گے۔

۳۔ مجددین ہر صدی میں ایک سے زیادہ ہوتے رہے ہیں۔ اور مختلف علاقوں میں بھی ہو سکتے اور ہوتے رہیں گے بلکہ ہوتے رہے ہیں۔  
 ۴۔ مجددین مختلف فقہی طہقات یعنی حنفی۔ مالکی۔ شافعی اور حنبلی



گویا ہر طبقہ سے ہوتے رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی یقیناً ایسا ہی ہوگا۔  
 ۵۔ جن مجددین پاک کے متعلق آج تک تاریخ نے معلومات فراہم  
 کئے ہیں۔ ان سے روز روشن کی طرح ہو گیا ہے کہ آج تک کسی مجدد  
 نے اپنے مجدد ہونے۔ اپنے متعلق حامل دجی۔ صاحب معجزات اور صاحب  
 رسالت و نبوت ہونے کا دعوائے نہیں کیا۔

لہذا مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز ہرگز چودھویں صدی کا مجدد نہیں ہو سکتا۔  
 کیونکہ قادیانی کذاب نے دعوائے نبوت کر کے واضح طور پر اپنے آپ کو  
 ملت اسلامیہ سے خارج کر لیا ہے۔ کسی بزرگ نے فرمایا ہے کہ ہند  
 ایک کے ساتھ جوں جوں صفر زیادہ لگاتے جائیں قسم ٹھہرتی جائے گی لیکن  
 ایک کا ہندسہ مٹانے سے چاہے کتنے بھی صفر ہوں سب بے وقعت ہو  
 جائیں گے۔ بالکل اسی طرح ایمان کا ایک نہ ہو تو پھر کوئی عمل بھی حقیقت میں  
 بالکل عمل ہی نہیں۔ کفر ایسی خباثت ہے جو ہر عمل کو برباد کر دیتی ہے۔ کفر  
 کسی بھی مقام و مرتبہ کے حصول میں بدترین رکاوٹ ہے۔ تو پھر کذاب قادیانی  
 کا دعویٰ مجذبت۔ چسہ معنی!



# پہلی صدی سے چودھویں صدی تک کے کچھ مجددین کے مبارک نام

پہلی صدی کے مجدد عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ بن کا  
پہلی صدی کے مجدد

وصال ۱۸۵ھ میں ہوا۔

پہلی صدی کے دوسرے مجدد امام محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ ہیں۔ جنگا وصال

۱۸۵ھ میں ہوا۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ متوفی ۱۱۰ھ

دوسری صدی کے مجدد امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۵۰ھ

امام محمد بن حسن شیبانی رضی اللہ عنہ جنگا وصال ۱۸۵ھ میں ہوا۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ متوفی ۱۶۹ھ

امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۰۴ھ

امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ متوفی ۲۳۳ھ

امام ابو الحسن علی بن عمر دارقطنی صاحب سنن رحمۃ

تیسری صدی کے مجدد اللہ علیہ متوفی ۲۴۶ھ

دوم امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۴۱ھ

چوتھی صدی کے مجدد  
 امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۲۱ھ اور  
 امام اسماعیل بن حماد جویری بغوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۹۳ھ  
 و امام ابو جعفر بن جریر طبری متوفی ۳۴۰ھ و امام ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۲۴ھ  
 امام ابو نعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۲۳ھ  
 امام ابو الحسن احمد بن محمد بن ابوبکر القدوری رحمۃ  
 اللہ علیہ متوفی ۳۲۸ھ امام علامہ حسین بن محمد رغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۰۲ھ  
 و امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۰۵ھ۔

چھٹی صدی کے مجدد  
 امام فخر الدین ابو الفضل عمر رازی رحمۃ اللہ علیہ وصال  
 ۵۰۶ھ و علامہ امام عمر نسفی صاحب العقائد  
 رحمۃ اللہ علیہ وصال ۵۳۵ھ و امام قاضی فخر الدین حسین منصور رحمۃ اللہ علیہ وصال  
 ۵۹۲ھ صاحب فتاویٰ قاضی خاں اور حضرت امام ابو محمد حسین بن مسعود  
 فرام رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۱۶ھ

ساتویں صدی کے مجدد  
 علامہ امام ابو الفضل جمال الدین محمد بن افریقی  
 مصری رحمۃ اللہ علیہ صاحب لسان العرب  
 وصال ۵۱۱ھ اور شیخ المشائخ خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ  
 وصال ۶۳۲ھ۔ حضرت خواجہ خواجگان سلطان المشائخ معین الدین چشتی  
 اجمیری رحمۃ اللہ علیہ وصال ۶۲۳ھ۔ امام ابوالحسن عز الدین علی بن محمد معروف  
 ابن اثیر وصال ۶۱۳ھ اور امام اولیاء شیخ اکبر محی الدین محمد معروف  
 ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۶۳۸ھ۔

امام عارف باللہ تاج الدین بن عطار اللہ  
 اٹھویں صدی کے مجدد  
 سکندری رحمۃ اللہ علیہ وصال ۷۷۵ھ اور  
 سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۷۲۵ھ  
 علامہ امام عمر بن مسعود قفازانی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۷۹۲ھ۔

امام حافظ جلال الدین ابوبکر عبدالرحمن سیوطی  
 نویں صدی کے مجدد  
 متوفی ۹۱۱ھ۔ امام نور الدین علی بن احمد مہری  
 سمہودی صاحب وفار الوفا متوفی ۹۱۱ھ۔ امام محمد بن یوسف کرمانی شارح  
 بخاری متوفی ۸۸۹ھ امام شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ  
 متوفی ۹۰۲ھ علامہ امام سید شریف علی بن محمد جانی متوفی ۸۱۶ھ۔

حضرت امام شہاب الدین ابوبکر احمد بن محمد  
 دسویں صدی کے مجدد  
 خطیب قسطنطنیہ رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری  
 متوفی ۹۱۳ھ و عارف باللہ امام محمد شربینی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر سراج منیر  
 متوفی ۹۱۹ھ و علامہ شیخ محمد طاہر محدث دہلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۸۸ھ۔

حضرت علامہ امام علی بن سلطان قاری  
 گیارھویں صدی کے مجدد  
 رحمۃ اللہ علیہ وصال ۱۰۰۰ھ و حضرت امام

ربانی عارف باللہ جناب شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ  
 متوفی ۱۰۳۳ھ اور حضرت سلطان العارضین محمد بابو رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۰۳ھ  
 حضرت علامہ مولانا امام البراہین محمد بن  
 بارھویں صدی کے مجدد  
 عبداللہادی سندھی متوفی ۱۱۳۸ھ۔

حضرت علامہ عارف باللہ امام عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۳۲ھ

حضرت علامہ شیخ احمد ملا جیون متوفی ۱۲۵۰ھ

حضرت علامہ امام بحر العلوم عبد العلی

لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۲۶ھ

**تیرھویں صدی کے مجدد**

علامہ عارف باللہ شیخ احمد صاوی مالکی متوفی ۱۲۴۱ھ علامہ عارف باللہ احمد بن

اسماعیل طرطوادی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۳۱ھ - حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۳۹ھ

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت حضرت مولانا

چودھویں صدی کے مجدد

شاہ احمد رضا خاں قادری صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت یا سجادت بھارت کے صوبہ یو۔ پی کے شہر بریلی میں ۱۰ شوال ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز شنبہ

یوقت ظہر اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں ہوئی۔

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے علم دین و شریعت کو

حضرت مولانا غلام قادر صاحب اور اپنے فاضل مکرم والد صاحب حضرت

مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمایا۔ اور تیرہ برس دس ماہ

کی عمر میں حفظ قرآن پاک سے شروع کر کے صرف - نحو - آدب - حدیث -

تفسیر - کلام - اصول معانی و بیان - تاریخ - جغرافیہ - حساب - منطق

فلسفہ - ہیئت وغیرہ و جمیع علوم دینیہ عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کر کے ۱۲۔

شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ کو سند فراغت حاصل کی اور تار فضیلت زریں سرفرمائی۔

امام اہل سنت نے سلوک و طریقت کے علوم امام اولیاء بریدنا و  
مرشدنا شاہ آمل رسول مابہروی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے۔ اور ان کے  
دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ انہوں نے  
آپ کو تمام سلاسل میں اجازت و خلافت بخشی۔ نیز آپ نے حضرت امام  
اولیاء ابوالحسن نوری مابہروی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روحانی اور باطنی علوم کا اکتساب  
کیا۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاد  
تبلیغ میں صرف کردی اور ہزاروں خوش نصیب و سعید دلِ عظیم طریقت و شریعت

www.NAFSEISL.COM سے منور فرمائے۔

چودھویں صدی کے عظیم مجدد شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ قرآن  
پاک سے شروع کر کے کم و بیش تین ہزار کے لگ بھگ چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں  
جن میں ترجمہ قرآن شریف المعروف کنز الایمان، فتویٰ رضویہ ہزار ہزار صفحہ  
کی ۱۲ جلدوں میں مرتب فرمایا۔ الدولۃ المکتبۃ بزبان عربی پر لکھنے دوران  
سفر سعید مکہ مکرمہ میں علم مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء پر نگاہ کر عرب و عجم کے ہزاروں  
علماء جن میں موافق و مخالف بھی تھے درطہ حیرت میں ڈال دیا۔

مولانا احمد رضا خان نے اپنی ہزاروں تصنیفات کے ذریعہ ہر مسئلہ خواہ  
شرعی ہو یا تصوف و روحانیت کا۔ مذہبی ہو یا سیاسی۔ خورد و نوش کا ہو یا زہد و  
عبادت سے متعلق۔ قرآن و حدیث سے زبردست دلائل سے روشنی ڈالی ہے  
کہ دینِ حق کا ہر گوشہ چمک اٹھا۔ مسلکِ حق کے چہرہ پر اہلِ ہوس کی ڈالی ہوئی گرد

کچھ اس طرح جھاڑ دی کہ گرد و غبار کے ساتھ ہی اہل ہوس بھی بے نشان ہو گئے۔

مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے رجل عظیم۔ صاحب زبان صاحب قلم۔ صاحب کردار جنہیں عرب و عجم کے علماء عظام نے مجدد مائتہ ضارہ تسلیم کیا ہے (دیکھیں انوار رضا۔ اعلیٰ حضرت علماء حرمین کی فطریں) جن کے وصال پر اہل ہند کے اپنے تو اپنے مخالفین کے اکابرین نے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے ان الفاظ سے افسوس کیا کہ آج دنیا علم کا چراغ بجھ گیا اور تحقیق کا آفتاب غروب ہو گیا۔

جن کے متعلق شاعر مشرق مفکر اسلام حضرت علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا  
 "THE NATURAL PHILOSOPHY"  
 "ہندوستان کے دورِ اخیر میں ان بیسایطباع اور ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا۔  
 میں نے ان کے فتوے کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے۔ اور ان کے فتاویٰ۔ ان کی ذہانت۔ فطانت۔ جودتِ طبع۔ کمالِ نقاہت اور علومِ دینیہ میں تبحرِ علمی کے شاہدِ عادل ہیں۔"

مولانا جو رائے ایک دفعہ کہہ گئے تھے اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں۔ لہذا انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔  
 "بائیں ہمدان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی۔ اگر یہ چسپند درمیان میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خاں گویا اپنے دور کے امام ابو حنیفہ ہوتے۔"

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ جو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
آفتاب شریعت و مہتاب طریقت اور چودھویں صدی کے محبہ ۲۵ صفر  
المظفر ۱۳۲۷ھ بمطابق ۱۹۱۱ء نماز جمعہ کے وقت بریلی شریف سے تقارح کے  
لیے اس دنیا فانی کو چھوڑ کر چل دیئے۔

## چودھویں صدی کے دوسرے مجدد (رحمۃ اللہ علیہ)

عزت مآب عالی مرتبت سیدنا و مرشدنا اعلیٰ حضرت قبلہ سید سر مہر علی شاہ صاحب  
نور اللہ مرقدہ

اعلیٰ حضرت سر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز یکم رمضان ۱۲۷۵ھ  
بمطابق ۱۸۵۹ء بروز پیر دار کو گولہ شریف میں پیدا ہوئے۔ حضرت قبلہ عالم کا  
نسبی تعلق والدین شریفین کی طرف سے آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا فرزند  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم طیب و طاہر سلاسل حسنی اور حسینی سے وابستہ ہے۔  
حضرت والا نے دینی تعلیم گھر کے پاکیزہ ماحول میں اپنے والد مکرم اور  
دیگر خاندان کے بزرگوں سے حاصل کی۔ ازاں بعد تکمیل تعلیم کے لیے حضرت  
مولانا غلام محی الدین ہزاروی کو مقرر کیا گیا۔ جن سے آپ نے کافیہ تک  
تعلیم پائی۔ اس کے بعد آپ ایک طالب علم کی شان سے گورنر شریف سے  
میل کر موضع بھوئی علاقہ حسن ابدال ضلع کیمبل پور (اٹک) کے فاضل اجل حضرت  
علامہ مولانا محمد شفیع قرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دسائی سال میں رسائل منطوق  
قطبی تک اور نحو و اصول کے درمیانہ اسباق کی تعلیم حاصل کی۔ پھر گورنر شریف



سے تقریباً ایک سو میل دور موضع انگہ علاقہ سون ضلع شاہ پور (سرگودھا) کے حضرت مولانا سلطان محمود سے حصول علم کے لیے حاضر خدمت ہوئے۔ لیکن حصول علم کی نشنگی اس مرد درویش کو پنجاب سے دور تقریباً اندون ہند تک لے گئی۔ اور آپ حضرت مولانا احمد حسن محدث کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گئے۔ چونکہ مولانا کانپوری ہفتہ بعد چ پر جانے کے لیے تیاری فرما رہے تھے۔ تو قبیلہ عالم وہاں سے لوٹ کر محدث کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد محترم استاد النکس حضرت مولانا لطف اللہ ذوالمرقدہ علی گڑھ کے درس میں داخل ہو گئے۔

علی گڑھ میں مولانا لطف اللہ کی ذات گرامی شہرہ آفاق تھی۔ آپ مفتی عنایت احمد کے شاگرد درشدید تھے۔ جو مولانا بزرگ علی علیگڑھی متوفی ۱۲۶۲ھ اور مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی متوفی ۱۲۶۲ھ کے شاگرد تھے۔ اور شاہ محمد اسحاق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے فراسے اور جانشین تھے۔ سال علیگڑھ میں حضرت قبیلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے قریباً ڈھائی تعلیم حاصل کی اور اپنی قابلیت۔ بلند اخلاقی اور مثالی کردار کے باعث حضرت استاذ المکرم و دیگر اساتذہ کرام و ہم مکتبوں میں بے حد مقبولیت اور توقیر حاصل فرمائی۔

قبیلہ عالم علی گڑھ سے فارغ ہو کر مزید حصول علم اور سند حدیث حاصل کرنے کے لیے سہارنپور میں مولانا احمد علی محدث کے درس میں جا کر داخل ہو گئے۔ سہارنپور میں مولانا احمد علی محدث فتن حدیث کے امام

تصور کیے جاتے تھے۔ بخاری شریف پر آپ کے حواشی آپ کی علمیت اور قابلیت پر بین ثبوت ہیں۔ آپ مولانا عبدالحی بکر العلوم لکھنوی اور شاہ عبدالقادر دہلوی کے شاگرد تھے۔ ۱۲۶۱ھ تک شریف جا کر خاندان ولی اللہی کے مشہور چشم وچندرغ شاہ محمد اسحاق سے سند حدیث حاصل کی اور شیخ الحدیث مولانا احمد علی صاحب سہارنپور سلسلہ صابریہ کے مشہور بزرگ حاجی امداد اللہ صاحب ہنہا جوگی کے استاد تھے۔

قبلہ عالم کی تحقیق علمی اور شرافت۔ بلندی کردار زہد ریاضت سے واقف ہو کر شیخ الحدیث سہارنپوری نے محسوس کر لیا کہ یہ طالب علم ایک محققانہ بصیرت کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ عشق الہی کے بھی ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے علوم ظاہری و باطنی رسمید و وہبہ کے ساتھ ساتھ شریعت و طریقت کی خدمات بھی لینے والا ہے۔ اس لیے اسے زیادہ دیر تک روکنا دین کی خدمت کے منافی ہے۔ چنانچہ ایک روز اچانک اپنے دولت کہہ پر حضرت کی دعوت کی۔ اور پھر سند حدیث سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو مزید پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ وطن تشریف لے جائیے اور دین کی خدمت کیجیے۔

حضرت نے بخاری شریف اور مسلم شریف کی تعلیم لی تھی۔ سند بدل گئی۔ جس پر ۱۲۹۵ھ تاریخ مرقوم ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے تقریباً بیس برس کی عمر میں علوم رسمید کی تکمیل کر کے وطن کو مراجعت فرمائی تھی۔ اس کے دو سال بعد یعنی ۱۲۹۷ھ میں شیخ الحدیث مولانا

احمد علی سہارنپوری کا انتقال ہو گیا۔

## بیعت

قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم سے فارغ ہو کر تلاش مرشد میں اپنے استاد محترم کے ساتھ شیخ العصر شمس العارنین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت فرمائی۔ شمس العارنین غوثِ زمان حضرت خواجہ سلیمان تونسوی سے فیض یافتہ تھے۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ اپنے شیخ کو شان میں فرمایا کرتے تھے کہ شیخ علمِ طریقت کے مجتہد اور مجدد تھے۔ سلسلہ عالیہ قادری کا فیض اپنے آبا و اجداد سے مل چکا تھا۔

آئینہ دورانِ سفر سعید مکہ معظمہ میں حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہ العزیز شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمتہ اللہ علیہ سے ملے اور استفادہ کرتے رہے ہیں۔ بالآخر حاجی صاحب قبلہ نے سلسلہ چشتیہ صابریہ کا شجرہ عطا فرما کر اجازت و خلافت سے نوازا۔ حاجی صاحب نے ۱۳۱۴ھ تا ۱۳۹۹ھ کو مکہ مکرمہ میں رحلت فرمائی اور جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔

حضرت گولڑوی فرماتے تھے کہ عرب شریف کے قیام کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ مجھے اسی جگہ رہائش اختیار کر لینے کا خیال پیدا ہو گیا۔ مگر حاجی صاحب قبلہ نے فرمایا کہ پنجاب میں عنقریب ایک فتنہ

نودار ہوگا۔ جس کا سید باب صرف آپ کی ذات سے متعلق ہے۔ اگر اس وقت آپ محض اپنے گھر میں خاموش ہی بیٹھے رہے تو بھی علماء عصر کے عقائد محفوظ رہیں گے۔ اور وہ فتنہ زور نہ پکڑ سکے گا۔ جیسے کہ آپ کی تصنیفات و محفوظات سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ پر بعد میں انکشاف ہوا کہ اس فتنہ سے مراد قادیانیت تھی۔

۴۷  
عالی نسب سید حضرت گولڑوی نے جب اپنے آپ کو علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ کر لیا۔ کئی علماء حق اور مشائخ عظام کی دعوتوں سے واپس طلب بھر چکے۔ زیارت حرمین شریفین سے تہاد صل پوری کر چکے۔ نور مصطفیٰ علیہ النجۃ والرشاد کی لورائیت سے دل و نگاہ کی دنیا کو منور فرما چکے تو توکل علی اللہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے میدانِ عمل میں نکل آئے۔ خدا عزوجل کے دین برحق اسلام کی حمايت میں شب و روز ایک کر دیے۔ مسلک حق اہل سنت کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کے سامنے سینہٴ نازک ٹوٹ گئے۔ چودھویں صدی کی شہرہ آفاق اور نامور شخصیت کی زندگی کو جاننے والا کون نہیں جانتا کہ حضرت گولڑوی نے حمايت حق میں جس ثابت قدمی سے جلالتِ جنتیہ کا مظاہرہ فرمایا۔ کہ شیطان لعین کے پروردہ راہِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے منظم گروہِ عبرت ناک تباہی سے دوچار ہوئے۔ اہل اسلام میں انتشار و افتراق کو فروغ دینے کے لیے جو غلط طبقے وجود میں آئے۔ خواہ نیچری ہوں یا چکرالوی۔ رافضی ہوں یا خارجی۔ بلکہ کانگریس کی ہندوانہ اور کانفرنس سیاست کے خلاف اس قدر زبردست مجاہدانہ اور مجددانہ کار نمایاں انجام دیے کہ دلائل کے کہنی پہنچے

میں بے بسی کے عالم میں دم توڑے نظر آئے۔ جانتے والوں سے یہ بات کس طرح پوشیدہ رہ سکتی ہے کہ مرزا قادیانی کے دعوئے مجددیت۔ مجددیت مسیحیت اور نبوت پر اتنی کاری ضرب لگائی کہ آج تک مرزاویت حضرت کے نام سے لرزاں ہے۔ حضرت کی کتاب شمس الہدایت اور سیفِ پیشانی عمرزائیت کے رد میں بے مثال تصانیف ہیں۔

۲۵۔ اگست ۱۹۰۷ء کی تاریخ مقرر ہوئی کہ حضرت گوٹروی اور مرزا قادیانی کے درمیان مناظرہ بمقام لاہور ہوگا۔ ۲۴۔ اگست کو حضرت لاہور پہنچ گئے۔ تمام سنی۔ شیعہ۔ دیوبندی۔ اہلحدیث طبقوں نے حضرت گوٹروی کو مرزا کے مقابلہ میں اپنا متفقہ مسندہ مقرر کیا۔ یہ حضرت کی امرکزی اور مجددانہ شان ہے حضرت شاہ صاحب لاہور پہنچ کر برکت علی ہال میں مقیم ہوئے۔ اور مرزا نے لاہور آنے سے انکار کر دیا۔ قادیانی جماعت کے بعض بااثر لاہوری مرزائوں نے مرزا کو لاہور لانے کی بے حد تنگ و دو کی مگر ناکام رہے۔ جب قادیانی جماعت کا آخری وفد قادیان سے نکلا تو اس جماعت میں انتہائی مایوسی اور انتشار پیدا ہو گیا۔ بے شمار لوگوں نے اسی وقت تائب ہونے کا اعلان کر دیا۔

مختصراً یہ کہ تحریک خلافت کا دور آیا۔ یا ہجرت۔ تحریک آزادی کا زمانہ تھا۔ یا کانگریس کا پُر فریب نعرہ وطنیت کا شور و غل۔ اعلیٰ حضرت گوٹرویؒ جتہ اللہ علیہ نے ہمہ وقت ملت اسلامیہ کی رہنمائی ہمیشہ صحیح سمت کی طرف کی۔ حضرت والا شان کی محب اہلادانہ۔ مجددانہ۔ فقیرانہ زندگی کو جاننے کے لیے مہرنبیر کا

مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے۔

سیدی شاہ بغداد رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت اور غریب نواز احمدی رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت کا وارث لاکھوں دلوں کو علوم شریعت و طریقت سے متور کر کے جانثارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ سالار لاکھوں کروڑوں لوگوں کو آبدیدہ چھوڑ کر ۲۹ صفر ۱۲۵۶ھ بمطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۶ء بروز جمعہ شنبہ لقاءِ حق کے لیے اپنے رفیقِ اعلیٰ کی طرف تشریف لے گئے۔ لگے دن شام تک زیارت کے بعد آنحضرتؐ کو دفن فرمادیا گیا۔ تو یہ رشد و ہدایت کا آفتاب اہل ظلم کی نظروں سے ہمیشہ کے لیے غائب ہو گیا۔ انا للہ.....

COM میں آنے والی قادیانی مفلسٹ کا فوری جواب لکھنے کے لیے صرف چودھویں صدی کے دو گرامی تدریج دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا ذکر خیر کیا ہے۔ ورنہ برصغیر پاک و ہند خواجگانِ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، مسہروریہ، رھیم اللہ اجمین نے گزشتہ صدی میں اپنے اپنے مقام اور علاقہ میں تجدید دین اور احیاءِ سنت کا قابلِ قدر کام سرانجام دیا ہے۔ اللہ سب کو جزائے خیر عطا کرے۔



اللہ عزوجل علیم وخبیر ہے اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے  
اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم مآکان وما یکون  
عطا فرمایا۔ اس پر قرآن عظیم شایع ہے۔

الرَّحْمَنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝  
رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، پیدا کیا انسان کو اور سکھایا اس کو بیان  
مفسرین کرام نے اس آیت پاک کی تفسیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
لیے مآکان وما یکون کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا۔

www.NAFSEELM.COM

خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دین کو کامل فرمادیا۔ اور ساتھ ہی  
آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم پر اتمام نعمت فرمادیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر  
اللہ عزوجل نے اپنے فضل عظیم سے جہاں اور بے شمار احسان فرمائے اور لائق  
معجزات عطا فرمائے۔ وہاں اللہ علیم وخبیر نے بذریعہ قرآن شریف اور دیگر  
ذرائع محفوضہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مآکان وما یکون کا دینی جو  
ہوا اور جو ہوگا تفصیلی علم عطا فرمایا۔

اس احسان کا اعلان و بیان اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب لاریب میں بیشتر  
مقامات پر کیا ہے۔

چند آیات پیش خدمت ہیں۔

الرَّحْمَنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝

رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ پیدا کب انسان کو اور سکھایا  
 اس کو بیان۔ لَا تَحْزَنْ بِمِ لِسَانِكَ لَتَعَجَلَ بِهِ إِنْ عَلَيْنَا  
 جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ  
 عَلَيْنَا بَيَانَهُ تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان  
 کو حرکت نہ دو۔ بے شک اس کا محفوظ کرنا اور جو اے حبیب! آپ کو  
 نہ دیں اپنی زبان کو اس کے ساتھ تاکہ آپ یاد کر لیں۔ ہمارے ذمہ ہے  
 اس کو رسیں مبارکہ میں جمع کرنا۔ اور اس کو پڑھانا پس جب ہم  
 اسے پڑھیں تو آپ اتباع کریں۔ اس پڑھنے کا پھر ہمارے ذمہ ہے  
 اس کو کھل کر بیان کرنا۔

مذکورہ بالا دونوں آیات بیانات سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے  
 قرآن پاک کو آنحضور ﷺ کے سینہ مبارکہ میں جمع بھی فرمایا  
 اور اس میں تمام باریکیوں پر آپ کو مطلع فرمایا۔

اور قرآن پاک میں زمین و آسمان کے جمع غیوب بیان فرمائے۔ ہر  
 چیز کی تفصیل بیان فرمائی اور جو آپ نہ جانتے تھے۔ آپ کو سکھا دیا  
 گیا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۚ  
 آنحضور ﷺ اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ مگر جو وحی  
 کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا علم مکان و مایکون کا بیان خود جناب



بیات مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واضح انداز میں فرمایا کہ حضرت عبدالرحمن بن عائش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے رب عزوجل کو احسن صورت میں دیکھا۔ رب پاک نے فرمایا۔ (اے محبوب) ملائکہ مقررین کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی مولا تو ہی خوب جانتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ پھر میرے رب نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا۔ میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پالی پس مجھے ان تمام چیزوں کا علم ہو گیا۔ جو کہ آسمان اور زمینوں

میں تھیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں قیام فرما کر مخلوقات کی ابتداء سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی تمام خبریں دیں۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا۔ اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔ (بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمرو بن الخطاب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہر اس چیز کی خبر دے دی جو ہو چکی۔ اور جو قیامت تک ہونے والی تھی۔ ہم میں زیادہ علم اُسے ہے جسے زیادہ یاد رہا۔ (مسلم شریف)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں قیام فرما کر کسی چیز کو نہ چھوڑا۔  
(بلکہ) قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا۔ وہ سب بیان کر دیا۔  
جسے یاد رہا یاد رہا جو بھول گیا بھول گیا۔“ (مسلم شریف)  
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”کہ نہیں چھوڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فتنہ چیلانے والے کو  
دنیا کے ختم ہونے تک کہ جن کی تعداد تین سو سے زیادہ تک پہنچے گی  
مگر ہمیں اُس کا نام اور اُس کے باپ کا نام اور اُس کے قبیلے کا نام  
بھی بتا دیا۔“ (مشکوٰۃ شریف)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے رکھا دنیا کو۔ میں دُسیا کی طرف اور  
اُس میں قیامت تک ہونے والے حوادث کی طرف یوں دیکھتا تھا۔  
جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی دیکھ رہا ہوں۔“ (طبرانی مواہب لدینہ)

حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا  
یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ منبر سے اتر آئے اور نماز پڑھی پھر منبر  
پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو  
گیا۔ پھر آپ اتر آئے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور  
ہمیں وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ شمس غروب ہو گیا۔ آپ نے ہم کو جو

کچھ واقع ہو چکا ہے۔ اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ سب کی خبر دی ہم  
میں سے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے وہی زیادہ عالم ہے۔

(صحیح مسلم شریف)

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیکے۔ اور آپ کے دونوں ہاتھوں میں  
دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ دونوں کتابیں کیسی ہیں  
ہم نے عرض کیا۔ نہیں یا رسول اللہ! ہمیں بتادیں جو آپ کے دائیں ہاتھ  
میں تھی۔ اُس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب  
ہے۔ اس میں شیعوں کے نام اور اُن کے آباء و قبائل کے نام ہیں۔  
پھر آخر میں اُن کا مجموعہ دیا گیا ہے۔ اُن میں نہ بھی زیادتی ہوگی۔ اور  
نہ کمی ہوگی۔ پھر جو آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی اُس کی نسبت فرمایا کہ  
یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے۔ اس میں دوزخیوں  
کے نام ہیں۔ پھر آخر میں مجموعہ دیا گیا ہے۔ اُن میں نہ کبھی زیادتی ہو  
گی اور نہ کمی ہوگی۔ (پوری حدیث)

(ترمذی شریف مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان باب الایمان باللہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آخر زمانہ میں سریر جھوٹے  
ایسے پیدا ہوں گے کہ وہ احادیث تمہیں سنائیں جو تم نے نہ سنی ہوں  
نہ تمہارے باپ دادا نے۔ بچنا اُن سے بچنا اُن کو اپنے سے کہیں تم کو

گمراہ کر کے قبرستان میں ڈال دیں۔

میں نے چند آیات قرآنی اور چند احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی ہیں کہ اہل ایمان جان جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے روزِ اَوَّل سے روزِ آخر تک جو ہوا ہے اور جو ہو گا تمام کا علم عطا فرمایا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خداداد عظمیٰ مکان و ماں کیون سے اپنی اُمت کو آنے والے تمام خطرات سے آگاہ فرمایا۔ تاکہ آنے والے زمانہ میں لوگ نیک و بد کی تمیز کر سکیں۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے عطائے علم غیب کو بیان کرنے میں تخیل نہیں ہیں۔

**آئیو الے خطرات و واقعات کا انکشاف**

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عنقریب ایسے فتنے اٹھیں گے کہ اُن میں بیٹھ جانے والا کھڑے رہنے والے سے نابدہ میں رہے گا۔ اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے نابدہ میں رہے گا۔ اور جو انہیں دیکھنے کے لیے بڑھے گا وہ فتنے اُسے اُنہی طرف کھینچ لیں گے پس جس کو سامنے پناہ گاہ ملے وہ فوراً اُس میں پناہ گزین ہو جائے۔

موجودہ دور کے محدثین کرام فرماتے ہیں کہ آج سے چودہ صدی قبل مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے موجودہ دور کے جنگ میں بچاؤ اور دفاع کی تدابیر بیان فرمائی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے پہلے کے آثار قیامت بیان

فرمائے جو کچھ ظاہر ہو چکے ہیں جو باقی ہیں ضرور ظاہر ہوں گے۔ کیونکہ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان خداوند کریم کے عطائی علم کے عین مطابق ہے۔

۱۔ تین خف ہوں گے یعنی آدمی زمین میں دھنس جائیگا۔ ایک مشرق

دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرہ عرب میں۔ ۲۔ علم اٹھ جائے گا یعنی

علم اٹھائیے جائیں گے یہ مطلب نہیں کہ علماء تو باقی رہیں اور ان کے دلوں

پر علم محو کر دیا جائے۔ ۳۔ جہل کی کثرت ہوگی۔ ۴۔ زمانہ کی زیادتی ہوگی۔

۵۔ مرد کم ہوں گے عورتیں زیادہ۔ ۶۔ علاوہ اس بڑے دجال کے اور تیس دجال ہوں

گے وہ منہ بول دعوئے نبوت کریں گے حالانکہ نبوت ختم ہو چکی ہے جن

میں بعض گزر چکے جیسے سیدہ کذاب۔ طلحہ بن خویلد۔ اسود غسانی۔ سجاح

عورت وغلام احمد قادیانی وغیرہ شاید کچھ کذاب آئندہ بھی ہوں۔

۷۔ مال کی کثرت ہوگی۔ نہر فرات اپنے خزانے کھول دے گی۔ کہ وہ سونے

کے پیار ہوں گے۔ ۸۔ ملک عرب میں کھیتی اور نہریں جاری ہو جائیں گی۔

۹۔ دین پرست آدم رہنا آسان و سوار ہوگا جیسے مٹھی میں انگارہ لینا۔ یہاں تک

کہ آدمی قبرستان میں جا کر متنا کرے گا کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا۔

۱۰۔ وقت میں برکت نہیں ہوگی بہت جلد جلد گزرے گا۔ ۱۱۔ زکوٰۃ دینا

لوگوں پر گراں ہوگا کہ اس کو تاوان سمجھیں گے۔

۱۲۔ علم دین پڑھیں گے مگر دین کے لیے نہیں۔ ۱۳۔ مرد اپنی عورت کا مطیع

ہوگا۔ ۱۴۔ ماں باپ کی نافرمانی عام ہوگی۔ ۱۵۔ احباب سے میل جول اور

لیکن باپے جدائی - ۱۶۔ مساجد میں لوگ چلائیں گے - ۱۷۔ گانے بجانے  
کی کثرت ہوگی - ۱۸۔ انگلوں پر لوگ لعنت کریں گے اور ان کو برا کہیں گے -  
۱۹۔ درندے جانور آدمی سے کلام کریں گے - ۲۰۔ ذیل لوگ جنگون کا کپڑا  
پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں بڑے بڑے محلوں فخر کریں گے -

۲۱۔ دجال کا ظاہر ہونا جو چالیس دن میں حرمین طہین کے سوا تمام رُوحے زمین  
پر گشت کرے گا - حرمین شریفین میں جب جانا چاہے گا - تو لاکھ اس کا منہ پھیر  
دیں گے البتہ مدینہ طہین میں تین زلزلے آئیں گے - کہ جو منافقین و ہاں ہوں  
گے خوف سے شہر سے نکل کر دجال کے فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے - دجال کے  
ساتھ یہودی لشکر ہوگا - دجال کی پیشانی پر کاف رکھا ہوگا - جس کو ہر  
مسلمان پڑھ سکے گا - اور کافروں کو نظر نہیں آئیں گے - جب دجال دنیا میں  
پھر پھیرا کر ملک شام کو جائے گا - اُس وقت مسیح علیہ السلام آسمان سے اتریں  
گے - جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ پر نزول فرمائیں گے - حضرت امام مہدی  
علیہ السلام مسجد میں موجود ہوں گے -

## فضائل مہدی مہدی کون؟

کچھ تفصیل پڑھ لیں -

اہل سنت و جماعت کے مطابق حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام اولاد  
سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا سے ہوں گے - بعض اولاد سیدنا حسین علیہ السلام سے  
بیان کرتے ہیں - لیکن ابو داؤد شریف کی روایت کے مطابق سیدنا امام حسن علیہ

السلام کی اولاد پاک میں سے ہوں گے۔

احمد اور ماوردی روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-  
 ”مہدی میری اولاد سے ہوگا۔ لوگوں کے اختلاف اور لغزش کی  
 حالت میں آئے گا۔ اور زمین کو عدالت سے پُر کر دے گا۔ جس طرح کہ پہلے  
 ظلم سے پُر تھی۔ اس سے آسمان و زمین کے ساکنین راضی ہو جائیں گے۔“  
 ابو داؤد شریف اور ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی میرا ہم نام ہوگا۔ اور اُس کے باپ میرے باپ  
 کے ہم نام ہوں گے۔ یعنی محمد بن عبد اللہ۔ مال کی تقسیم برابر کرے گا۔ لوگوں کے  
 دلوں کو غمت سے بھر دے گا۔“

حاکم کی روایت میں ہے کہ آخری زمانے میں ایک سخت مصیبت آئے  
 گی۔ اس سے سخت کوئی مصیبت پہلے نہ ہوتی ہوگی۔ لوگوں کے لیے کوئی جائے  
 پناہ نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ میری اولاد سے ایک شخص کو اٹھائے گا۔ اور وہ  
 زمین کو عدالت سے بھر دے گا۔ جس طرح پہلے ظلم سے بھر پور تھی۔ اُس  
 کو آسمان و زمین میں بسنے والے دوست رکھیں گے۔ آسمان سے بہت بارشیں  
 ہوں گی۔ زمین خوب پیداوار دے گی۔ اُس وقت کوئی فتور نہیں ہوگا۔ سات  
 سال یا آٹھ سال یا نو سال اس طرح زمین میں رہیں گے۔

(سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۵۸۹)

طبرانی اور بزار بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ طبرانی کی روایت میں  
 بیس سال اُن کا رہنا آیا ہے۔

۵۰ ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - حتیٰ لعلنا میری عمرت سے ایک مرد کو لائے گا - جس کے دانت پوسٹہ اور پیشانی کشادہ ہوگی -

سنن ابوداؤد شریف میں ہے کہ مہدی کشادہ پیشانی اور اونچی ناک والا ہوگا - ج ۲ ص ۵۸۸

طبرانی کی ایک روایت میں ہے -

مہدی کا چہرہ ستارے کی طرح روشن ہوگا - رنگ عام عربی جوانوں کی طرح ہوگا - اور آنکھیں بنو اسحاق اسرائیلیوں کی طرح ہوں گی -

www.NAFSEETOLAM.COM

۵۱ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور ان کی خلافت کے وقت ان کے پیچھے فائر ادا کریں گے اور فلسطینی علاقہ میں اذجال کے قتل میں تعاون فرمائیں گے - واللہ اعلم صحیح بخاری و مسلم ابوداؤد اور ترمذی میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی اذجال کو قتل کریں گے -

امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا - اگر زمانے میں سے صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی بھیجے گا کہ زمین کو انصاف سے اس طرح بھر دے گا - جیسا کہ پہلے وہ ظلم سے بھری ہوگی (ابوداؤد)

ابو اسحاق نے کہا کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حسن کی طرف دیکھا اور فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام



سید رکھا ہے۔ اس کی نسل سے ایک ایسا آدمی پیدا ہوگا۔ اس کے اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ہوں گے۔ اور صورت ان جیسی نہ ہوگی۔ پھر قصہ بیان فرمایا کہ وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ (ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یقیناً میری اولاد میں سے قیامت کے قریب جبکہ مومنوں کے دل مرجائیں گے۔ جیسا کہ جسم مرجاتے ہیں۔ جبکہ ان کو تکلیف اور شدت اور بھوک اور قتل اور متواتر فتنوں اور بڑی بڑی جنگوں کی ایندلی بنیگی۔ ایک آدمی پیدا ہوگا۔ اُس دور میں ستیئیں مرجائیں گی۔ بدعات زندہ کی جائیں گی۔ بھلائی کا حکم دنیا سے متروک ہو جائے گا۔ اور برائی سے روکنا ختم ہو جائیگا تو اللہ تعالیٰ مہدی محمد بن عبد اللہ کے ذریعہ ان مسفتوں کو زندہ کرے گا۔ جو مر چکی ہوں گی۔ اور اُس کے عدل اور اس کی برکت سے مومنوں کے دل خوش ہوں گے۔ اور اس کے ساتھ عجم کی ایک جماعت اور عرب کے قبائل شامل ہو جائیں گے۔ وہ کچھ سال تک اسی طرح حکومت کرے گا۔ جو زیادہ نہیں ہوں گے۔ دس سال سے کم ہوں گے۔ پھر وہ فوت ہو جائے گا۔ (کنز العمال)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مہدی کی جائے پیدائش مدینہ طیبہ ہوگی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے المہیت ہوگا۔ اسکا نام ہمارے نبی کا نام ہوگا۔ اُسکی ہجرت گاہ بیت المقدس ہوگی۔ اس کی وارثی بھاری ہوگی۔ اسکی سرنگیں سرنگیں ہوں گی۔ دانت چمکیے ہونگے۔ اُس کے چہرہ پر خالی ہوگا۔ اس کے کندھوں کے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسی علامت ہوگی۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لے کر نکلے گا۔ جو کہ سیاہ رنگ کی دھاری دار چارخانیہ چادر بنایا گیا تھا۔ اس جھنڈے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں کھولا اور

اور مہدی کے نکلنے کے کھولا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو تین ہزار فرشتوں سے مدد دے گا جو ان کے مخالفوں کو مونہوں اور پیٹھوں پر ماریں گے۔ جب وہ مبعوث ہونگے تو ان کی عمر اس وقت تیس اور چالیس سال کے درمیان ہوگی (ابونعیم کنز العمال) سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جب سفیانی مہدی کی طرف لڑائی کیلئے لشکر بھیجے گا تو وہ لشکر میدان کے مقام پر زمین میں غسّ جائیگا اور یہ بات شام والوں کو پہنچے گی تو ان کا طلبہ گرد دستہ کے گاہ مہدی کا ظہور ہو گیا۔ اس کی بیعت کر اور اس کی اطاعت میں داخل ہو ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے چنانچہ وہ مہدی کی طرف بیعت کا پیغام بھیجے گا۔ اور مہدی چلتے چلتے بیت المقدس پہنچے گا۔ اس کی طرف خزانے منتقل ہونگے اور عرب و عجم اور اہل عرب اور رومی اور ان کے علاوہ دوسرے بھی بغیر جنگ کے اس کی اطاعت میں داخل ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ قسطنطنیہ اور اس سے آگے مسجدیں تعمیر کی جائیں گی۔ اور اس کے پہلے اس کے اہل بیت سے مشرک میں ایک آدمی نکلے گا۔ وہ آٹھ ماہ تک اپنے کندھے پر تلوار اٹھائے رکھے گا۔ وہ قتل کریگا۔ اور مشد کرے گا۔ اور بیت المقدس کی طرف رخ کریگا۔ اور وہاں تک پہنچنے سے پہلے پہلے فوت ہو جائیگا (کنز العمال) جناب بلال بن عمرو نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ فرماتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مادر النہر کے علاقے سے ایک آدمی نکلے گا۔ اسے عارث حراث کہا جائیگا۔ اس کے مقہ پر ایک آدمی ہو گا جسے منصو کہا جائیگا۔ وہ آل محمد کے لیے اس طرح میدان ہموار کریگا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قریش نے میدان ہموار کیا تھا ہر مومن پر فرض ہے اس کی مدد کرنی۔ (ابوداؤد)

سیدنا ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام نے کہا کہ ہمارے مہدی کی دو علامتیں ہیں جو زمین

داسراں کی پیدائش سے لیکر کبھی ظاہر نہیں ہوئیں۔ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن لگے گا اور نصف رمضان میں سورج کو گرہن لگے گا۔ اور اس طرح کا گرہن جبکہ زمین داسراں پیدا ہوتے ہیں کبھی نہیں ہوا۔ (دارقطنی)

سنن ترمذی اور ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دنیا فناء ہوگی یہاں تک کہ حاکم سوزمین عرب کا ایک شخص میرا اہل بیت ہے جس کا نام میرا نام پر ہوگا اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو بابر دیگا یہاں تک کہ میرا فرمان پورا ہو میرے اہلبیت کا ایک شخص اللہ تعالیٰ اٹھائے گا جس کا نام میرے نام کیطابق ہوگا۔ اور اس کے ایک نام میرے باپ کے نام کیطابق ہوگا (یعنی محمد بن عبد اللہ) والد کا نام آمنہ اور جائے پیدائش مدینہ طیبہ یا قریب آبادی وہ تمام زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا جس طرح اس پہلے ظلم و ستم سے بھر ہوگی۔ جہدی کی خصلت اور سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصلت کیطابق ہوگی۔ اور انکی شکل و صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کے مشابہ ہوگی۔ بات کرتے ہوئے اڑ کر بولے گا۔ اور ران پر ہاتھ مارے گا۔

### ظہور مہدی علیہ السلام

سنن ابوداؤد میں ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت فرمائی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بادشاہ اسلام کی وفات کے وقت لوگوں میں بھڑک اٹھا جسکی استبداد کا ایک شخص (یعنی امام جہدی) مدینہ شریف کے مکہ مکرمہ کی طرف بھاگے گا پھر مکہ کے کچھ لوگ اگر اُن سے خلافت قبول کر نیکی درخواست کر کے انکو باہر نکالیں گے اور آپ بادشاہی نفرت اور کراہت کرتے ہوئے مکہ کے لوگوں کو حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اُن سے بیعت کرینگے۔

اور غیث سے آواز آئے گی جو حاضرین سنیں گے۔

هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا اِیہی خلیفہ اللہ مہدی میں اپنے پہچانو اسکی سنو اور اطاعت کرو پس پھر اصحاب کہف اور حاضرین اولیا راور شامی ابدال آپ کی بیعت میں شامل ہو جائیں گے۔

صحیح بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت سیدہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کریگا جب ایک فرخ میدان میں پہنچیں گے تو سب کے سب اقبل اور آخر زمین میں دھنسا دیئے جائینگے۔ میں نے عرض کیا یا حضرت سائے کے سائے کیونکر دھنسا سکتے جائیں گے۔ حالانکہ بعض ان میں بازاری ہوں گے۔ آپ نے فرمایا اسوقت تو سارے کے سارے دھنسا دیئے جائیں گے پھر ان کا حشر ان کی نیتوں کے مطابق ہوگا۔ یہ لشکر جو زمین میں غرق ہوگا وہ مقام بیدار میں مکہ اور مدینہ کے درمیان زمین میں دھنسا دیا جائیگا۔ جب لوگ یہ واقعہ دیکھیں اور سنیں گے تو ان کے پاس شام کے ابدال اور عراق کے لوگ جماعتیں جماعتیں ہرگز آئیں گے۔ اور ان سے بیعت کریں گے۔ پھر قریش کا ایک شخص ظاہر ہوگا یعنی سفیانی جس کے ماموں قبیلہ بنو کلب سے ہوں گے۔ تو امام مہدی کی طرف لشکر بھیجے گا۔ تو امام مہدی علیہ السلام کے ہمراہی ان پر غالب آجائیں گے اور یہ لشکر بنو کلب کا ہوگا اور امام مہدی لوگوں کو سُنّت نبوی کے مطابق عمل کرائیں گے۔ اور اسلام زمین میں اطمینان کے ساتھ قرار پکڑے گا اور امام مہدی اس حالت میں سات سال تک رہیں گے پھر وفات پائیں گے۔ اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔

جب مدینہ طیبہ تک یہ خبر پہنچے گی تو مدینہ شریف کے لوگ مکہ مکرمہ میں خلیفہ اللہ

اور سب اپنے گھروں کو دوڑ پڑیں گے۔ امام ہمدی علیہ السلام جاسوسی اور تلاش و قبائل کے لیے دس سوار روانہ فرمادیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اُن سواروں کے نام اور اُن کے بالوں کے نام ان کے قبائل کے نام جانتا ہوں۔ اور ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں۔ اور سوار روئے زمین کے اچھے سواروں میں سے ہوں گے۔

### بیان نزول عیسیٰ علیہ السلام اور احادیث نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم)

قبل اس کے کہ قبائل دمشق پہنچے۔ امام ہمدی علیہ السلام وہاں پہنچ کر جنگ کی تیاری کر چکے ہونگے۔ اسی شانہ میں اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کو آسمان سے بھیجے گا۔

www.NAFSEISLAM.com

مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی سفید ستارہ پر آسمان سے اتریں گے۔ دروازہ رنگ کا زعفرانی چھوٹے ہوں گے۔

فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر اتریں گے۔ جب سر کو نیچا کریں گے تو اس سے قطرے ٹپکیں گے اور جب اُٹھ کر اتریں گے تو موتیوں کے دانوں کی طرح پسینہ کے قطرے کریں گے۔ تو کا فر اُن کے سانس کی بو پا کر مر جائیں گے اور اُن کا سانس وہاں تک پہنچتا ہے جہاں تک اُن کی نگاہ پہنچتی ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ وہ وقت قریب ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہم السلام تم میں نزول فرمائیں گے۔ اس شریعت کے مطابق حکم کریں

گے۔ اور انصاف کریں گے۔ چنانچہ صلیب کو توڑیں گے۔ اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے۔ اور مال کو بہا دیں گے۔ حتیٰ کہ قبول کچلنے والا کوئی نہ رہے گا۔

مسلم شریف کی دوسری ہوايت میں جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں سابقہ حدیث سے اتنا زیادہ ہے کہ لوگ جو ان اونٹوں کو چھوڑ دیں گے تو پھر کوئی ان سے بار برداری کام نہ لے گا۔ اور لوگوں کے دلوں سے بغض، عداوت اور حسد ختم ہو جائے گا۔ اور مال لینے کے لیے بلایا گئے تو کوئی مال قبول نہ کریں گے۔

مسلم شریف کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب عیسیٰ ابن مریم تمہارے اندر اتریں گے اور تمہارا امام تم سے ہو گا۔ اور پھر تم ہی میں ہو کر تمہاری امامت فرمائیں گے۔ یعنی علیہ السلام تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق تمہاری امامت فرمائیں گے۔

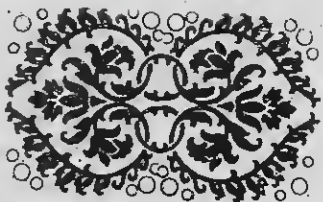
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ حق پر قتال کرتا رہے گا۔ اور وہ قیامت تک غالب رہے گا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل فرمائیں گے۔ اور اُس گروہ کا امام (مہدی علیہ السلام) کہے گا۔ آئیے غار پر چلیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے اعزاز اور بزرگی جو اللہ تعالیٰ عطا فرمائی ہے۔

فرمادیں گے۔ نہیں تم ہی میں سے بعض بعض پر حاکم اور امیر ہوں گے۔

حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ سے نزول فرمائیں گے۔ ناز کے لیے اقامت ہو چکی ہوگی عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام ہدی کے پیچھے ناز پڑھیں گے۔ پھر لشکر اسلام، لشکر دجال، نہر حملہ کرے گا۔ گھسان کا معرکہ ہوگا۔ اس وقت دم عیسیٰ علیہ السلام کی یہ صفت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظریں پڑتی ہوگی۔ وہاں تک آپ کا سانس بھی پہنچے گا۔ اور جس کا فرنگ وہ پہنچے گا وہ ہلاک ہو جائیگا۔ اور دجال بھاگ جائیگا مگر مسیح علیہ السلام اس کو بیت المقدس کے قریب موضع لک کے دروازے میں چالیں گے۔ اور نیزہ سے اس کا کام تمام کر دیں گے۔ لشکر اسلام، لشکر دجال کے قتل و غارت میں مشغول ہو جائے گا۔ لشکر دجال میں جو یہودی ہوں گے انکو کوئی چیز نہ رہے گی۔ یہاں تک رات کے وقت اگر کوئی یہودی پتھریا درخت کی آڑ میں چھپا ہو گا تو وہ پتھریا درخت بول اٹھے گا کہ یہاں یہودی ہے۔ اس کو قتل کر دو۔ دجال کے قتل کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام اصلاً حاکم میں مشغول ہوئے صلیب کوڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے۔ اور کفار سے جزیہ قبول نہ کیا جائے گا۔ سوا قبول اسلام اور قتل کے دوسرا حکم نہ ہوگا۔ سب کافر مسلمان ہو جائیں گے۔ امام ہدی علیہ السلام کی خلافت ۷ یا ۸ یا ۹ سال ہوگی۔ اس کے بعد آپ کا وصال ہوگا۔ حضرت علیہ السلام آپ کے جنازہ کی ناز پڑھائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تینتیس سال کی عمر میں آسمان سے اُتریں گے۔ نکاح کریں گے۔ اولاد ہوگی۔ وصال فرمائیں گے۔ تو پھر عیسیٰ علیہ السلام

روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن ہوں گے۔

امام جعفر صادق اپنے باپ حضرت محمد باقر سے بیان کرتے ہیں وہ اپنے باپ علی زین العابدین سے مرسل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خوش ہو جاؤ۔ میری امت کی مثال بارش کی مثال ہے۔ نہیں معلوم کہ اس کا اخیر بہتر ہے یا شروع۔ یا اُس بارش کی طرح ہے کہ جس سے ایک سال ایک فوج نے کھایا۔ پھر دوسرے سال ایک اور فوج نے کھایا۔ شاید اس کی آخری فوج عرض میں زیادہ عریض ہو۔ اور عمیق میں زیادہ عمیق ہو۔ اور حسن میں زیادہ اچھی ہو۔ وہ اُمت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں میں اور درمیان میں مہدی اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ لیکن اس کے درمیان سیرھے اچھی ہوں گے۔ نہ اُن کا مجھ سے تعلق اور میرا اُن سے تعلق۔





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين  
وخاتم النبيين وعلى آله واصحابه اجمعين

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس کا فرمان قول فیصل ہے۔  
جس کی تائید کی تردید کفر اور جس کی تردید کی تائید کفر ہے۔

### عقیدہ ختم نبوت پر چند دلائل

سورہ بقرہ کی آیات پاک **وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا  
أَنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ** اور وہ جو ایمان لائے  
ہیں اس پر (اسے حبیب) جو انارا گیا ہے آپ پر اور انارا گیا آپ سے پہلے اور  
آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔

اس آیت پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی بین دلیل ہے  
کیونکہ وحی جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ وہ یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر  
نازل ہوئی۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے۔ اگر سلسلہ نبوت جاری  
ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی نازل ہوتی اور پھر اس پر ایمان  
لانے کا حکم بھی ہوتا۔

سورة الاحزاب آیت نمبر ۵۷ وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ  
بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لے کر فرمایا ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ یعنی انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ جب مولا کریم جو پہلے شعی علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ محمد مصطفیٰ علیہ السلام نبیوں کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں تو حضور کے بعد جس کسی کو نبی مانا۔ اُس نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تکذیب کی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی ارشاد کو جھٹلاتا ہے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اس لیے اہل ایمان کا غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضور سرور دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں۔ حضور کی تشریف آوری کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اور جو شخص اپنے نبی ہونے کا دعوائے کرتا ہے اور جو بد بخت اس کے دعوائے کو تسلیم کرتا ہے۔ وہ دابرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اس سزا کا مستحق ہے جو اسلام نے مرتد کے لیے مقرر فرمائی ہے۔

## حدیث پاک سے ختم نبوت کا ثبوت

بخاری شریف کتاب النقب باب خاتم النبیین ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور محمد سے پہلے گزے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی۔ مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے

لوگ اُس عمارت کے ارد گرد پھرتے اور اُسکی خوبصورتی پر حیران ہوتے  
مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی۔ تو وہ اینٹ  
میں ہوں اور خاتم النبیین ہوں۔

۲۔ مسلم شریف - ترمذی شریف - ابن ماجہ شریف -

ترجمہ :- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں انبیاء  
پر فضیلت دی گئی - ۱۔ مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا - ۲۔ رُعب کے  
ذریعہ میری مدد کی گئی - ۳۔ میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا - ۴۔ میرے  
لیے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا - اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی۔  
۵۔ مجھے تمام مخلوق کیلئے رسول بنایا گیا - ۶۔ میری ذات کے انبیاء کا سلسلہ ختم کر

دیا گیا - THE NATURAL PHILOSOPHY -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ -

ترجمہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم  
ہو گیا۔ اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی آئے گا۔

ابن ماجہ شریف - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے

کوئی نبی نہیں بھیجا۔ جس نے امت کو دجال کے خدج سے نہ ڈرایا ہو اب  
میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے  
گا۔ یعنی حضور آخری نبی اور آپکی امت آخری امت۔

امام ترمذی نے کتاب مناقب میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ اگر  
میرے بعد کسی نبی ہونا ممکن ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے فضائل صحابہ کے عنوان کے تحت یہ ارشاد نبوی نقل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا میرے ساتھ قہاری وہی نسبت ہے جو موسیٰ کے ساتھ ہارون کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ابوداؤد و کتاب الفتن میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کریگا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

فائدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایسا عقیدہ ہے جسکی تصریح قرآن و سنت نے کی ہے پھر امت کا اجماع ہے پس جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ وہ کافر ہو جائے گا۔ وہ کذاب ہے۔ و تبارک ہے مگر وہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنا والا ہے۔

اگرچہ بدستی سے امت اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے۔ باہمی تعصب و بار مابلت کے امن و سکون کو درہم برہم کیا۔ اور فتنہ و فساد کے شعلوں نے بڑے المناک حادثات کو جنم دیا۔ لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرقے اس پر متفق کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ چنانچہ چودہ صدیوں میں جس نے بھی نبی بننے کا دعویٰ کیا اُس کو مرتد قرار دے دیا گیا۔ صحیح اسلامی سیاسی قوت اور مذہبی عقل و دانش نے کبھی بھی نبوت کے کذاب و دعویداروں سے کسی مصلحت کے تحت کوئی سمجھوتہ

کیا۔ بلکہ ہر لحاظ سے اُن کے خلاف جہاد درکار تھا۔ بلکہ فرض سمجھا۔ حدیث تاریخ سے ثابت ہے کہ میلہ کذاب خود دعویٰ نبوت کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ کا رسول سمجھتا تھا۔ بلکہ طبری کی روایت کے مطابق اپنی اذان میں اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط بھی کہتا تھا۔ اس کے باوجود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسکو مرتد اور واجب القتل یقین کر کے اس پر شکر کشی کی اور اُس کو واصل جہنم کر کے ذمہ لیا۔ بیشک اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں تابعین حفاظ اور غلیل القدر صحابہ شہید ہوئے تھے۔ لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اتنی قربانی دیکر بھی اس فتنے کو کچلنا ضروری سمجھا۔ اور کہاں یہ ہے کہ دو صدیقی کے تمام صحابہ و تابعین اس عظیم فتنے کو ختم کرنے پر متفق ہیں۔

THE NATURAL HISTORY OF THE SUNNAT WA-AHAAAT

### تصویر کا پہلا رخ

اور مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری والامعاملہ ہے کہ مرزا غلام احمد دعوائے نبوت سے قبل تقریباً ۱۹۰۱ء تک اسی عقیدہ ختم نبوت میں امت اسلامیہ کا ہم نوا ہے۔ چند حوالہ جات کو پڑھیے۔ جو مرزا قادیانی کے ۱۹۰۱ء سے پہلے کی خود تحریر کردہ ہیں۔

۱۔ کیا ایسا مفتری بد بخت جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّیْنَ کو خدا کا کلام یقین

کرتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی اور رسول ہوں۔ (انجام آقہم ص ۲۷ حاشیہ مصنف مرزا قادیانی)

۲۔ میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب الحاد و زندقہ ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں جبکہ میں مسلمان ہوں۔ (حماۃ البشر ص ۹۶)

۳۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں۔ اور نہ معجزات کا اور نہ ملائکہ اور لیلۃ القدر کے منکر اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔

۴۔ مجھے کب جائز ہے کہ میں دعویٰ نبوت کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں۔ اور کافروں سے مل جاؤں۔ (حماۃ البشر ص ۹۶)

۵۔ میں ان تمام امور کا قائل ہوں۔ جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سلف کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صلی اللہ سے شروع ہوئی۔

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ میری تحریر پر شخص گواہ ہے۔ (اشتہاری اعلان ۲۔ اکتوبر ۱۹۸۷ء تبلیغ رسالت جلد دوم)

۶۔ میرا اعتقاد یہ ہے میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور میں کوئی کتاب

بجز قرآن کے نہیں رکھتا۔ اور میرا کوئی پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں۔ جو خاتم النبیین ہیں جن پر خدا نے بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں۔ اور اُن کے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے۔ گواہ رہو کہ میرا تمسک قرآن شریف ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جو چشمہ حق و معرفت ہے کی پیروی کرتا ہوں۔ اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں۔ جو کہ اُس خیر القرن میں باجماع صحابہ صحیح قرار پائی ہیں۔ نہ اُن پر کوئی زیادتی کرنا نہ کمی۔ اور اسی اعتقاد پر میں زندہ رہونگا۔ اور اسی پر خانہ اور انجلم ہوگا۔ اور جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اجتماعی عقیدے کا انکار کرے اُس پر خدا اور فرشتوں اور تمام الباقوں کی لعنت ہو گی۔

(مکتوب عربی بنام مشائخ ہند) NATURAL PHILOSOPHY  
۷۔ ہم مدعی نبوت (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد) پر لعنت بھیجتے ہیں۔ دجی نبوت کے ہم قابل نہیں ہیں۔ (تبلیغ رسالت جلد دوم)  
۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت میلہ کذاب کا بھائی کا فرضیت ہے۔ (انجام آتھم)

۹۔ میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (فیصلہ آسمانی ص ۱۱)

۱۰۔ کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر کسی استثنائے خاتم النبیین نام رکھا ہے۔ اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لیے اُس کی تفسیر اپنے قول "لَا نَبِيَّ بَعْدِي" میں

میں واضح طور پر فرمادی ہے۔ اب اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد  
 کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے  
 بعد اس کا کھلنا جائز قرار دے دیں گے۔ اور یہ صحیح نہیں جیسا کہ مسلمانوں  
 پر ظاہر ہے۔ اور ہمارے نبی علیہ السلام کے بعد نبی کیونکر آ سکتا ہے دراصل  
 آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں  
 کا خاتمہ کر دیا۔ (حماۃ البشری ص ۳۴)

## تصویر کا دوسرا رخ - مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

مرزا غلام احمد لکھتا ہے کہ خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز  
 کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا ہے۔

(الربعین ص ۳۶ ج دوم)

- ۱۔ وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ)
- ۲۔ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت۔ انجیل اور قرآن  
 پر۔ (کتاب الربعین)

۳۔ خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے۔ اگر وہ تمام لکھا جائے تو  
 بیس جزدوں سے کم نہیں ہوگا۔ (حقیقت الوحی)

- ۵۔ منم میسم زمانی منم کلیم خدا۔ منم محمد احمد کے مختاری باشد
- ۶۔ میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں کر انکار کر سکتا ہوں اور  
 جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ میرے نام رکھے ہیں۔ تو میں کیوں کر رد کر



دوں۔ یا کیوں کر اُس کے سوا کسی سے ڈروں۔

(ایک غلطی کا ازالہ نومبر ۱۹۰۱ء)

۷۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔ (دافع البلاء)  
۸۔ خدا نے ہزار ہا نشانوں سے میری تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے  
جن کی یہ تائید کی گئی اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری  
جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔

(تمہ حقیقت الوحی ۱۹۰۱ء)

۹۔ یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطے کو مخطوط رکھ کر اور اس میں ہو  
مکر اور اُس کے نام محمد اور احمد سے مستی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی  
بھی۔ (ضمیمہ حقیقت النبوت ص ۲۶۶)

۱۰۔ اگر کوئی شخص اس وحی الہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا  
نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی  
اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹ گئی۔ (ضمیمہ حقیقت النبوت)



## قادیانیوں کے لغویاً اپنے مخالفین کے متعلق

- ۱۔ ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ (مکتوب مرزا بنام ڈاکٹر عبدالحکیم کتاب الذکر الحکیم ص ۱۴۳)
- ۲۔ اے مرزا جو یہودی نہ کرے گا۔ اور بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔

(رسالہ معیار الاخیار الہام مرزا)

- ۳۔ جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔

(حقیقت الوحی ص ۱۶۳)

- ۴۔ کل مسلمانوں نے میری دعوت قبول کی مگر کجربوں کی اولاد جسکے دلوں

پر اللہ نے غہر کر دی مجھے نہیں مانتے (۵۴)

(آئینہ کمالات اسلام مصنفہ مرزا غلام احمد دہلوی)

نوٹ: مرزا غلام احمد کا بڑا لڑکا فضل احمد مرزا کا منکر تھا اور مرزا کو نہیں مانتا

تھا اس لیے اس کا جنازہ مرزائیوں نے نہیں پڑھا۔

- ۵۔ کل مسلمان جو حضرت یح موعود (مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔

خواہ انہوں نے یح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام

سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں یہ میرے عقائد ہیں۔

(آئینہ صداقت مرزا محمود ص ۳۵)

- ۶۔ حضرت یح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں

گنجنے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارے اختلافات صرف ذاتِ مسیح یا چند مسائل پر ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ رسولِ کریم قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرضیکہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں اُن سے اختلاف ہے۔  
(مرزا محمود احمد الفضل ۳ جولائی ۱۹۳۱ء)

۷۔ غیر احمدیوں کا کفرِ بیّنات ثابت ہے اور کفار کے لیے دعا بر مغفرت جائز نہیں۔ (روحِ شن علی محمد سرور قادیان الفضل ۷ فروری ۱۹۳۱ء)

۸۔ وہ مرزا علی ایسا ہی نبی مانتا ہے۔ جیسا کہ حضرت محمد علیہ السلام نبی تھے۔ اس لیے جو شخص مرزا صاحب کا انکار کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کے لیے دعائے استغفار جائز نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

۹۔ چطر عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔ اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔  
(ڈاکٹری مرزا محمود خلیفہ قادیان الفضل مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

۱۰۔ میں اپنے مخالفوں کو فتح مکہ کا واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمہاری حکومت مجھے پکڑ سکتی مگر میرے عقائد کو دبا نہیں سکتی لیکن میرا عقیدہ فتح پانے والا اور بالکل وہی ہے جیسا کہ فتح مکہ کے بعد ابو جہل کے حامیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا واقعہ یاد دلاتے

ہوتے کہا کہ وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ مجرموں کی حیثیت میں  
ہمارے سامنے پیش ہوں گے۔

(روزنامہ آفاق، ۳۰ دسمبر ۱۹۵۱ء)

## فرنگی سکھ ہندو اور مرزائیت

۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی کی ناکامی کے بعد سرزمین ہند پر انگریزوں کا  
تسلط تو ہو گیا۔ لیکن وہ مسلمانوں سے خائف ہے اور انہوں نے اپنے راج  
کے استحکام کا راز اس امر میں مضمر سمجھا کہ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے مغلوب  
اور بے دست دیا کر دیا جائے۔ انگریزوں کے نزدیک سب سے بڑا خطرہ  
مسلمانوں میں جہاد کا دینی جذبہ تھا۔ یہ جذبہ جب بیدار ہوا ہے تو مسلمان  
موت کھیلنے لگتا ہے۔ طویل سوچ بچار کے بعد سرنگی اصول کے مطابق  
(divide and rule) پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو۔ یعنی ملت اسلامیہ  
کی وحدت میں شکاف ڈالا جائے۔ تجویز ہوا کہ کسی شخص سے محمد کا حواری نبی  
ہونے کا دعوائے کرایا جائے۔ حکومت اس کی سرپرستی کرے۔ فیصلے کے  
تحت ایک بزرگ خواجہ احمد صاحب کو لدھیانہ میں جہاراجہ پٹیلہ جے سنگھ  
نے انگریزوں کی طرف پیش کش کی تھی۔ لیکن انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا  
کہ میں ایمان نہیں بیچ سکتا۔ اس امر کا تذکرہ مرزا غلام احمد کی موجودگی میں  
ہوا۔ مرزا صاحب نے جہاراجہ سے مل کر ایمان کا سودا کر لیا۔ شاید جہاراجہ  
پٹیلہ کے احسان کا شکر کیچھ اس طرح ادا کیا کہ مرزائے اپنا ایک الہامی نام

ابن الملک جے سنگھ بہادر بتایا۔ کیونکہ اس سکھ دلال کے ذریعہ مرزا خداوند فرنگی تک پہنچا۔ پس بیعت بھی لے دھیانہ سے شروع ہوئی۔ اور سچ ہونے کا اعلان بھی لے دھیانہ سے ہوا تھا۔ مہاراجہ ٹیالہ نے انگریزوں کو نبی فراہم کیا۔ تو مہاراجہ کشمیر نے اس کذاب کا معاون اور جعل سازی کو چلانے والا دماغ حکیم نور الدین انگریزوں کو بخشا۔ جو مہاراجہ کشمیر کے معالج خصوصی تھا۔

اس لیے تو مرزا قادیانی کو اپنی پہلی تصنیف براہین احمدیہ کی طباعت کے لیے ابتدا میں قسم ریاست ٹیالہ سے ملی تھی جس کا اعتراف مرزا قادیانی نے خود اپنی تصنیف حقیقت الحق صفحہ ۳۵۰ پر یوں کیا ہے کہ

جب میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ تصنیف کی جو میری پہلی تصنیف ہے تو مجھے یہ شکل پیش آئی کہ اس کی چھپوائی کے لیے روپیہ نہ تھا۔ اور میں ایک گناہ آدمی تھا۔ مجھے کسی سے تعارف نہ تھا۔ تب میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی۔ تو یہ الہام ہوا کہ کھجور کے تنہ کو بلا۔ تیرے پر تازہ بہ تازہ کھجوریں گریں گی۔ چنانچہ میں نے اس حکم پر عمل کیا۔ اور خلیفہ محمد حسن صاحب دزیریت ٹیالہ کی طرف خط لکھا۔ پس خدا نے جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا۔ ان کو میری طرف مائل کر دیا۔ اور انہوں نے بلا توقف ڈھائی سو روپیہ بھیج دیا۔ اور پھر دوسری دفعہ ڈھائی سو روپیہ دیا۔

## قادیانیوں سے ہندوؤں کی توقعات

اس مایوسی کے عالم میں ہندوستانی قوم پرستوں کو ایک ہی امید کی جوشمع دکھائی دیتی ہے۔ اور احمدی تحریک ہے۔ جس قدر مسلمان احمدیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کرنے لگیں گے۔ اور آخر میں محبت ہند اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں احمدی تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور پان اسلام ازم کا خاتمہ کر سکتی ہے۔ (مضمون ڈاکٹر شکر داس اخبار ہند سے مائرم ۲۲۔ اپریل ۱۹۳۷ء)

www.NAFSEISLAM.COM

AMAAT ادارہ کی ایک اہم پیشکش

## علماء دیوبند کیلئے لمحہ فکر یہ

محمد نعیم اللہ خاں قادری

بی ایس سی بی ایڈ / ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

ملنے کا پتہ:

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکے